

مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ



مصنف
افضل احمد صاحب حنفی نقشبندی مجددی صافی
بنشر کوثر پبلیکیشنز لاہور علیہ الرحمۃ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسلمانو! وہابیوں اور مرابطوں کے



مصنفہ

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی نقشبندی صادق

کورٹ اسپیکر پولیس پشتر لودھیانہ

کتب خانہ سمنانی اندر کوٹ

میرٹھونے شائع کیا

تقاریط سرآمد مشائیر صوفیہ کرام العلماء عظام ملک پنجاب

وہندوستان البقاہم اللہ تعالیٰ

تقاریط صوفیہ عظام و علمائے کرام علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

(۱) تقریظ جناب قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین حضرت پیر حاجی صوفی جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دمام ^{ظہر} بسم اللہ الرحمن الرحیم - محمد و نعلی علی رسولہ الکریم - فقیر نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت کا بعض جگہ سے مطالعہ کیا۔ حقیقت میں فاضل مصنف نے عقائد باطلہ کی تردید

اور عقاید حقہ کی تصدیق کے اظہار میں وہ کام کیا ہے۔ جس کی نظیر قبل ازیں فقیر کی نظر سے نہیں گذری۔ الحمد للہ کہ قاضی صاحب نے جس وضاحت اور دلائل حقہ سے کام لے کر فرق باطلہ کی کتب مفصلہ سے ان کے مزخرفات کو قلم بند کیا ہے وہ خاصہ ان کی سعی کا نتیجہ اور قابل تہنات ہے عوام الناس جو کہ فرق ضالہ کے مکائد سے ناواقف ہو چکی وجہ سے انکے دام تزدیر میں پھنس جاتے

ہیں۔ وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد صراط مستقیم کی طرف رجوع کئے بغیر نہیں رہ سکتے نفس الامری میں یہ انوار آفتاب عقائد درست کر نیچے لئے عودۃ الیقینی ہے۔ اس لئے فقیر اہل اسلام کو عموماً اور یار ان طریقت کو خصوصاً ہدایت کرتا ہے کہ اس کتاب کو اپنا حوزہ جان بنادیں۔ اور اس مخزن ہدایت و معدن صداقت کو اپنا نصب العین قرار دیں۔ اخیر میں فقیر قاضی صاحب موصوف

کے لئے دعا کرتا ہے کہ خداوند عالم ان کی ہمت میں برکت دیوے اور اہل اسلام کو ان کی فیض دیر تک متمتع ہوئے کاموقع عطا فرمائے ع ایس دعا از من دار جملہ جہاں آمین بادۃ الراحم جماعت علی غفر اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ - ۲۱ شعبان المنظم ۱۳۳۳ھ

(۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی حافظ صاحبزاد اکبر سید محمد حسین

علی پوری سند دستار فضیلت یافتہ مدرسہ دیوبند مظلہ العالی حامداً و مؤیداً و مسلماً۔ میں نے کتاب انوار آفتاب صداقت کے بعض مقامات کو دیکھا

مصنف کتاب ہذا یعنی مولوی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی کی ہمت واقعی قابل تعریف و تحسین ہے۔ عقائد فرق باطلہ کے استیصال میں اور ان کے ہفوات کی تفلح میں اس کتاب کے مقابلہ میں اور کوئی کتاب اس وقت تک موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے راہ ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے و باللہ التوفیق و السلام

محمد حسین عفی اللہ عنہ ہتھم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ

(۳۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اصغر سید نور حسین صاحب علی پوری مدظلہ
ساقا لخی المکرم صاحبزادہ مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب علی پوری علی تنقید
ہذا الکتاب حق محض صریح و انا متفق بہ: احقر نور حسین جماعتی علی پوری عفی عنہ مشرقی علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ

(۳۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اوسط سید خادم حسین صاحب
مولوی عالم علی پوری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد و نصلی علی رسولہ الکریم۔ آج مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۲ء کو بندہ نے کتاب انوار آفتاب صداقت کا بعض چیدہ چیدہ جگہ سے مطالعہ کیا جس کے پڑھنے میں اس امر کی بہت زور سے تصدیق کرتا ہوں کہ ایسی جامع اور نافع کتاب مخالفین فرقہ باطلہ و ہابیہ دیوبندیہ کے رد کی بندہ کی نظر سے اب تک نہیں گزری میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ کتاب ہر ایک مسلمان اہلسنت والجماعت کے گھر میں موجود رہنی چاہئے۔ تاکہ وہ اس کے مطالعہ سے مخالفین کو دندان شکن جواب دے سکے کیونکہ فی زمانہ ایک معمولی شخص جو کہ صرف اردو لکھ پڑھ جانتا ہے۔ وہ اردو کے رسائل وغیرہ پڑھ کر خواہ مخواہ اعتراض کر کے اپنے آپ کو مولوی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اگر اس سے پوچھا جائے۔ تو وہ مولوی کے لفظ کے معنی بھی نہیں جانتا۔ ایسے شخصوں کے بند کرنے کے واسطے اس کتاب کے دیکھنے کی ہر ایک مسلمان کو ضرورت الاحق ہونی چاہئے۔ اگر ہر ایک صاحب استطاعت اپنی گھر سے چند جلدیں خرید کر کے مساجد کے علماء اور مدرسہ دینیات کے طلباء کو مفت تقسیم کرے تو اس سے بہت اچھا اثر و ظاہر ہوگا۔ لہذا اس بات کو مد نظر رکھ کر بندہ بھی بیس جلدیں خرید کر نے کا قاضی صاحب سے وعدہ کرتا ہے میں رب العزت کی بارگاہ میں استدعا کرتا ہوں کہ خداوند ذوالجلال میرے واجب التعظیم حضرت قاضی فضل احمد صاحب کو محنت شاقہ کا سہلہ راحت دارین عطا فرمائے آمین تم آمین

(مولوی عالم) خلف الرشید جناب قبلہ عالم حاجی حافظ محدث سید

جماعت علی شاہ صاحب علی پوری

(۵) تقریظ مولوی محمد کرم الہی صاحب بی لے سکرٹری انجمن خدام اہل حق
پنجاب علی پور سیدال ضلع سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمدؐ و تصلی علی رسولہ الکریمؐ ۱۰۰۰۰ الحمد للہ
خاطرے خواست : آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید : جناب قاضی صاحب کی کتاب الجواب
انوار آفتاب صداقت کے بعض مقامات سرسری نظر سے خاکسار نے مطالعہ کئے۔ واقعی قاضی
صاحب نے اس کتاب بے نظیر کی تالیف سے جملہ مسلمانان اہلسنت والجماعت پر بھی احسان کیا ہے۔ اور
فرقہ نمالہ وہابیہ دیوبندیہ کے اعتراضات کا جواب بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ دیکر اہل اسلام
کو گمراہی سے اور فرقہ نمالہ وہابیہ وغیرہ کے دام تزدیر سے بچا لیا ہے واقعی کتاب انوار آفتاب صداقت
ایسی لاثانی اور ضروری کتاب ہے جس کا ہر ایک مسلمان حقیقی کیلئے مطالعہ کرنا اور اس پر عمل کرنا ضروری
ہے۔ خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم قاضی صاحب کو انکی بید ممت اور دماغ
سوزی کے عوض میں ان کو سعادت دارین عطا فرمائے آمین : احقر العباد بندہ کرم الہی بی لے
سکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پنجاب ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

(۶) تقریظ مولوی عبدالعزیز صاحب امام بیٹن چھاؤنی مردان ضلع پشاور سید
بسم اللہ الرحمن الرحیم محمدؐ و تصلی علی رسولہ الکریمؐ اما بعد میں نے اس کتاب
انوار آفتاب صداقت کو دیکھا۔ نہایت صحیح پایاد و عقائد وہابیہ دیوبندیہ کے رد میں لاجواب پایا
قاضی فضل احمد صاحب نے اہل اسلام بالخصوص اہلسنت والجماعت پر بہت بڑا احسان کیا ہے اس
سے پیشتر ایسی جامع و مدلل کتاب نظر سے نہیں گذری۔ اللہ تبارک تعالیٰ مصنف کو خیر الابرار عطا
فرمائے اور اہل اسلام کو اس سے مستفیض فرمائے۔ آمین تم آمین : الراقم عبد العزیز امام بیٹن چھاؤنی
پشاور مردان ضلع پشاور مورخہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ ہجری مقام علی پور سیدان

نقارہ نقارہ علماء لاہور و وارسلطنت لاہور

(۷) تقریظ حضرت مولوی سید عبدالغفار حامی اشاعت رود شریف واقع
مسی سناد ضوال لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قال الحق الحاجی القاضی نعین رحمہ اللہ مولوی نے رد العقائد
الباطلة المکاهد کا اہل یونین اصحیح و خلافہ صحیح : ذلک لانه حق صریح جزا اللہ لہ

بخیراء وجعل جنتہ ما داء و مشواہ : بقلم خود پیر عبد الغفار و مہر خادم و حامی شاعت درویش شریف
(۸) تقریباً حضرت مولانا الفاضل جامع علوم معقول منقول مفتی عبد القادر
صاحب مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور مدظلہ

۷۸۶۔ کتاب انوار آفتاب صداقت پر سرسری نظر اور دو بابیہ نجدیہ و دیوبندیہ پر سرسری گذر
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ماکان اور مایکون کی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اطلع ما لم
تکن تعلم اس آیت تشریف میں کلمہ ماکا موجود ہے۔ کلمہ ماکا عام ہے۔ ہر فرد معروض عدم العلم کو
مثال ہے جس پر پہلے علم نہیں تھا۔ ان سب کا علم عطا کیا گیا ہے۔ اس صورت میں کسی چیز کی
استثنا نہیں ہوئی۔ استثناء اور شرط بیان تغیر میں داخل ہے۔ بیان تغیر میں موصول ہونا شرط
ہے اذافات الشیوطات المشروط زمان حیات میں علم بوجہ آیت متلو کے ثابت ہے بعد از وفات
اس آیت ذیل سے ثابت ہے۔ وبدا المحم من اللہ عالم بکوننا محسبون اکلیۃ قال الیثم الاکبری فی
المفصوص ان بنفس ترقی بعد الموت فی العلوم کلہا انتھی عوام الناس کے نفوس بعد از موت
ترقی کیا کرتے ہیں ہر روز انکو علم جدید حاصل ہوتا رہتا ہے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حدیث شریف میں
دار ہے اذامت ابن ادم انقطع علمہ اس حدیث سے عدم ترقی معلوم ہوتی ہے جواب اسکا ہے کہ انقطاع
عدم ترقی پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ترقی علم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوگی۔ لہذا حدیث شریف
اسکے منافی نہیں ہے۔ نفوس ناطقہ بعد از مفارقت ابدان جمیع معلومات انکے سامنے رہتے ہیں۔ ان پر
انکا علم حضوری ہوتا ہے لقولہ انہ من المقربین مقربان اللہ سبحانہ والحقول المقارقة وکذا
النفوس الناطقة بعد مفارقة الابدان لا یکن ان یکن من معلوماتہا موحۃ بالقوۃ
بل جہد من حضورہا بالفعل دیر زائد اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ معلومات نبی کریم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے سب جناب کے سامنے موجودہ بالفعل ہیں۔ یہ مسئلہ صفحہ ۳۳۱ میں زائد میں
لکھا ہوا ہے۔ اس کا انکار کرنا باطل ہے مع اینیہ را ہیچ خود پنداشت نہ کا مصداق ہوگا ایسے گمان
فاسد سے خداوند کریم محفوظ رکھے آمین یا رب العالمین دیوبندی نے بوجہ کمالی جہالت کے خدا تعالیٰ
کے کذب کو ممکن قرار دیا ہے۔ جب کذب ممکن ہوا۔ تو قابل وقوع بھی ضرور ہوگا۔ اگر قابل وقوع
نہ ہو تو وہ ممکن نہ ہوگا۔ بلکہ وہ محال ہوگا۔ اس وقت وہ خدا کی صفت ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے جمع
اوصاف ذاتیہ قدیم ہیں۔ قدیم کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔ بنا بریں تقدیر خداوند کریم ہر کذب منزه
علی الدوام متصف بالکذب ہو جائے گا۔ ایسے لغویات کوئی فرد اہل اسلام قبول نہیں کر سکتا۔

کذب صفت نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ منع کمالات ہے صفت نقصان سے ہر اور منزہ ہے۔ اگر کذب باری ممکن ہو جائے۔ تو بعثت رسل میں بھی امکان کذب ہوگا۔ پھر دیوبندی قرآن اور قرآن کے لائبریری پر طرح خلوص اور اعتقاد سے ایمان لائیگا۔ کیونکہ مومن یہ میں بھی امکان کذب ثابت ہوگا۔ علی بن القیاس ہر ایک امر اور نہی میں بھی امکان کذب کی بلا ثابت ہوگی۔ لہذا مناسب بلکہ واجب ہے کہ عقیدہ باطلہ امکان کذب دیوبندی تو بہ کرے اور جو کچھ جناب قاضی فضل احمد نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت میں امکان کذب کی تردید اور تغلیط میں بقدر طاقت تحریر فرمایا ہے وہ یہ جمیع اجزاء صحیح اور درست ہے۔ قاضی فضل احمد صاحب کا ہر ایک ہر ایک جملہ قابل تحسین ہے۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ولادت کرنا موجب ثواب ہے۔ بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع افعال حمیدہ و اقوال مجیدہ کا ذکر احسن ہے۔ اور احسن کو غیر احسن کہنا بددینی کی علامت ہے۔ خداوند تعالیٰ اہل ایمان کو ایسے لامعنی مسائل سے محفوظ رکھے اور مستحکم کر دے کھائے اور فال امور کا بھی عوج جاج نہ کہ رسول شیطان سے ہے اس کا پیر و شیطان کا عزیز ہے۔ مسلمان ہرگز اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتا۔ لہذا اسکے بارہ میں بھی جو کچھ قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ عین ثواب ہے علی بن القیاس جو کچھ قاضی صاحب نے مذاہب باطلہ کی تردید قوانین منضبطہ حنفیہ سے کی ہے وہ سب اصح ہے مذہب حنفیہ قرآن اور حدیث نبویہ کے موافق ہے۔ اس کا مخالف باطل ہے اس وجہ سے علماء کرام نے بالاتفاق فرمایا ہے۔ رجل قال قیاس ابی حنیفہ حق نیست یکفر اس تکفیر کی علت یہ ہے کہ امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا قیاس قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے۔ اس کو غلط کہنا کفر ہے اھ طعن ابو حامد ابو جعفر صاحب قرآن و حدیث کے موافق بلکہ قرآن و حدیث پر مبنی ہو اس کو غلط کہنے کا بھی یہی حکم ہے ہذا قائل کہ کتب مفتی عبدالقادر عفی عنہ مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور۔ ۲ شعبان ۱۳۲۵ھ

(۹) تقریب حضرت مولانا الفاضل الکامل مولوی سید احمد علی صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج و خطیب مسجد شاہی لاہور

حامد او مصلیٰ و مسلما میں اس کتاب انوار آفتاب صداقت رد و بابیہ کو جسے ہمارے فاضل دوست حامی شریعت ماحی ضلالت رافع سنت افع بدعت جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب رحمہ اللہ نے بڑی محنت و سعی سے نہایت عمدہ ترتیب خوش اسلوبی سے تالیف فرمایا ہے بعض مقامات سے دیکھا تو فی الواقع اسم باسملی پایا عقائد درست کرنے کے لئے عذرہ اللفظی ہے دہائیوں ایمان زما ماضی و حال کے عقائد فاسدہ و آراء کاسدہ کہ آئینہ کی طرح دکھلایا ہے۔ عوام المسنت کے بچانے اور

خواص کے مفید معلومات والمزادات معلوم کرنے کا اچھا ذریعہ ہے عقائد حقہ کا مومن کے دل میں ہونا ضروری ہے کیونکہ نجات اخروی کے لئے ایمان ہی کا ہونا لازمی ہے گو کہ ذرا بھر ہو اگر ایمان ہی نہ ہوگا۔ تو اعمال کسی کام نہ آئیں گے منافقین کے اعمال تو تھے۔ لیکن ایمان کے نہ ہونے سے اعمال نے کچھ کام نہ دیا۔ اس لئے ہر مسلمان کو اعمال سے پہلے عقائد حقہ کو سیکھنا بہت ضروری ہے۔ ہوا سکے لئے کتاب ایک ہادی رہنما کا کام دے گی۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو ہاتھوں ہاتھ خریدیں اور اپنی اولاد کو اس کی تعلیم دیں۔ اللہ تعالیٰ مولف کی سعی کو مشکور کرے اور ہر مومن کو عقائد حقہ کی رہنمائی کرے اور زمانہ کے گمراہوں کے فریب اور مکر سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والسلام والصلوٰۃ علی رسولہ وجیبہ خاتم النبیین سیانا و مولانا محمد والہ و صحابہ اہلبیتہ اجمعین خاکسار احمد علی عفی عنہ حنفی حشتی پروفیسر اسلامیہ کلج و خطیب مسجد شاہی لاہور۔ ۲۰ شعبان ۱۳۳۸ھ

(۱۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی نور بخش صاحب کمالات حنفی نقشبندی توحیدی ناظم التعليم دار العلوم نعمانیہ دیر سالہ ماہوار النجمن نعمانیہ ہند لاہور حامداً و مصلیاً و مسلماً اما بعد خاکسار نے انوار آفتاب صداقت مصنف مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی کو متعدد مقامات سے دیکھا۔ مصنف نے ہر جگہ عقیدہ اہلسنت

الجماعت کے ثبوت میں دلائل واضح و براہین قاطعہ پیش کئے ہیں۔ اور ان مسائل پر قلم اٹھایا ہے جن کی تائید اس زمانہ پر آشوب میں نہایت ضروری ہے۔ فرقہ و ہابیہ نجد کی تردید میں یہ مجموعہ بڑا کارآمد ہے اللہ تعالیٰ مصنف کی اس عرق ریزی کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور اسے مخالفین کی ہمت اور

موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے۔ سبجاہ جیبہ سیدنا و مولانا دوسیلستانی الدارین محمد بن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حررہ العبد العاصی الفقیر التوکل نور بخش المحقق النقشبندی ناظم التعليم نعمانیہ دیر سالہ ماہوار النجمن نعمانیہ ہند لاہور۔ یکم شعبان ۱۳۳۸ھ

(۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب حنفی حشتی فخری سلیمانی دیر النجمن نعمانیہ ہند۔ لاہور

کتاب زیر تقریظ فقیر نے بھی بحالت مجبوری دیکھ لی ہے۔ واقعی قاضی صاحب کا یہ کام بہت قابل شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے۔ اور نڈ بندی کی نہایت کا ذریعہ ہو عماد عازم دار جہاں آئین باد۔ فقیر تاج الدین احمد حنفی حشتی رفائی فخری سلیمانی سابق وکیل چیف کورٹ دیر النجمن نعمانیہ ہند۔ لاہور

(۱۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل مولوی محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور
 فقیر نے کتاب نور آفتاب صداقت کو کئی جگہ سے مطالعہ کیا۔ سو کتاب کو کورسیف قاطع اعناق نجد یہ
 کا پایا۔ اخلاف کیلئے یہ عروۃ الوثقی لا انفصا لہا ہے۔ اسکے ہوتے ہوئے قوی امید ہے کہ کوئی مخالف میدان
 مجاہدہ میں نہیں آسکے گا۔ کیونکہ یہ براہیں ساطع ہیں انکے مقابل لائل واپس کب ظہور کر سکتی ہیں
 بیت :- بے کانا بولود مہر آشکارا یہ ہمارا جز نہاں بودن یہ یارا جزوہ احقر العالم محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

(۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل جید غلام مرشد صاحب مدرس علی مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور
 فقیر نے اس کتاب کے باب اول اور باب چہارم کو دیکھا۔ مصنف علام نے جس عجیب و غریب طرز بیان سے
 انکشاف مبحث کے بعد قریبین کے اولہ بلا ازہ یاد و انتقام کے بیان فرمائی ہیں۔ اور پھر فرق

کی زبردست تردید فرمائی ہے۔ فقیر کو قوی امید ہے کہ حاجی صاحب موصوف نے اول سے لیکر
 بست و بنجم تک اسی طرح عرق ریزی فرمائی ہوگی۔ خداوند کریم مصنف غلام کو جس غیر
 وہ مستحق ہیں۔ اپنی زیارت فیض بشارت سے مہرور فرمائے۔ اور اس کتاب کو من اولہ لی آخرہ خالقین
 کی ہدایت اور موافقین کی زیادت ایمان کا باعث بنائے آمین فقیر غلام مرشد صاحب مدرس علی مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

(۱۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی قمر الدین صاحب قریشی صدیقی حنفی قادری لاہوری
 بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد و فضل علی رسولہ الکریمۃ اس پاک فائز الایزال کاہر ان میں
 حمد ہے جس نے اپنے محبوب برحق و محمود مطلق بے مثل و بے نظیر حضرت مسالمت ابی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 آلہ و اصحابہ وسلم کو اپنے ازلی مکتب خانہ میں وہ کتاب پر اسرار پڑھائی جس میں دو جہان کی کیفیت اور ہر چیز
 کی ہلیت بتائی۔ اور وہ کل کتابوں کی ناسخ و تھیری سے شیعے کے ناکردہ قرآن درست۔ کتب خانہ چند ملت
 بشیت اور اس نور عکس الہی کو اپنے خزانہ عظمیٰ سے ایسا کچھ عطا فرمایا جس سے کل جہان الی علوم و عقول
 کو حیران و لا جواب پایا۔ عالم غیب و عالم شہادت کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ انہیں کارخانہ کا مختار کل کیا
 جو کسی گمنہ دیا۔ وہ ان کو دیا۔ اور ہزار ہزار اور بے شمار اس واجب الوجود لاشریک کا ہر حال میں شکر
 ہے جس نے اس مشیت خالق صنعت النبیان حضرت انسان کو بخطاب و لفظ کریمانی آدم
 اشرف المخلوقات بنایا۔ اور نہ صرف اسے سجود کیا ہی کیا۔ بلکہ کل کائنات کا سرطاقت اسکے آگے جھکا یا فرشتوں
 سے اس کا مرتبہ بڑھایا جو ان کو نہ آیا۔ وہ اس نے بتایا۔ کسی موجود نے اس کے درجہ کو نہ پایا۔ یہ مسعود
 ازلی ہوا۔ اور وہ محسود ابدی۔ اور درودنا محدود اس نور لوکالک رونندہ از نہ افلاک پر ہو جس نے

لہ اشارۃ بآیہ کریمہ فلما انبأہم باسماءہم الا انہ علم انہ فی اولی الامر انہ لیلعلکم ظاہر انہ اشارۃ بآیہ انبأہم باسماءہم

علماء حقانی کو ورثۃ الانبیاء فرمایا۔ اور علماء ربانی کو انبیاء علیہم السلام کے مشابہ ٹھہرایا۔ انہیں بلدی اور رہنما کا لقب دلایا۔ اور ان کے ہاتھ میں شمع علم و ہدایت کے کراہ بدعت و تاریکی فسادات کو منور فرمایا۔ سید و سرور محمد نور جاں پہنچو بہتر شفیع مجرباں : اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم نے بھی سر نور کو ششوں اور اپنے روز کلام و بیان سے اہل جہان کو ہر طرح کے فسق و فجور اور نافرمانی و قصور سے بچایا۔ اور اپنی خداداد طاقت سے محض لوجہ اللہ تمام عالم کبیتی کو نور علی نور کیا جلد بے دینی و کفر اسی کو صفحہ ہستی سے دور کیا۔ ہر ناخلف و نالائق کے ظرف بد عقائد کو چکنا چور کیا۔ علماء ربانی و فضلاء حقانی کے فیض و برکت سے کفر و شرک و ریا ہوا۔ ہر جگہ دین اسلام کا ظہور ہوا۔ اور سنان قلم اور تیغ و عظم علم کے ساتھ معاندان اسلام و مخالفان حنفیہ کرام سے لڑے بھڑے حاسدوں و قاسدوں سے سینہ سپر ہوئے جس کل کے کل ترتر ہوئے لہ بد مذہبوں نے زیر گردوں گر کوئی میری شخصہ یہ گنہگار کی صدا جیسی کہے دسی سے نہ چنانچہ اس ٹھٹھے پھوٹے وقت او گئے گنہگارے دیر آشوبے مانہ میں میرے کرم و معظم معجم کاشف الغافل محبوبین الخلائق کلاناں سعین العین فساد مباحش و محی مولانا قاضی فیض احمد خان صاحب سابق انسکریٹر لیس جامع تالیفات کثرت نے ٹھیکہ از شرک بدعت قرن شیطان غریب سود دشمنان خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل عقاید فارسیہ و اعمال کاسر حاسد آئمہ مجتہدین باخوہ اسلام متین گمراہ گمراہین بدنام کفہ اسلام نام کے مسلمان طوطی کی آڑ میں خسار کھیلنے قلمی کے سانپ بنانے والے دیباہ زوہو کے باز پہلوں کو گالیاں دینے والے نیاوین نئی شریعت بنانے والے بد مذہب کور باطن گنہگار جعفر و شجوتے حنفی فریبی سپر ظاہر میں پیلے باطن میں کھ کے مایے و بایہ نجدیہ غیر مقلد اور دیوبندی پھندی گنگاہی کو ہی وغیرہ خذ ہم اللہ کے جملہ عقاید اعمال باطلہ کو کل متفرق کتابوں سے ایک جگہ جمع کر کے مع جوابا و ندان شکن ایک کتاب نام انوار آفتاب صداقت بنائی جس کے لکھنے اور تالیف کرنے میں بہت سخت اٹھائی بڑی بے نظیر بنائی نہ کہیں اسی سنی نہ سنائی۔ گویا دریا کو کوزہ میں پہ کیا۔ خر مہرہ کو در کیا عدا آفتاب آمد دلیل آفتاب سے بڑھ کر او کیا کہا جائے۔ سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حق کا آفتاب بے حجاب جلوہ نما ہے۔ خدا نے چاہا تو یہ اوراق حنفی سنی مسلمانوں کے کام آئیں گے۔ بڑے ہولناک دن کے صدیوں سے بچائیں گے۔ منش بنانے طبعیاں تیار مند مباحث۔ وجود ناز کش آزدہ گزند مباحث : و بابوں وغیرہ کی قلعی کھولنے والے کتاب مذکورہ کے اعلیٰ مضامین کے درخت ہمیشہ سرسبز و خوشبودار ہیں اس کی سلسلہ بیانی نو جوانی کی طر

۹
کتاب کاشف الغافل
صاحب سابق انسکریٹر
لیس جامع تالیفات کثرت
نے ٹھیکہ از شرک بدعت
قرن شیطان غریب سود
دشمنان خدا و رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اہل عقاید فارسیہ و
اعمال کاسر حاسد آئمہ
مجتہدین باخوہ اسلام
متین گمراہ گمراہین
بدنام کفہ اسلام نام
کے مسلمان طوطی کی
آڑ میں خسار کھیلنے
قلمی کے سانپ بنانے
والے دیباہ زوہو کے
باز پہلوں کو گالیاں
دینے والے نیاوین نئی
شریعت بنانے والے
بد مذہب کور باطن
گنہگار جعفر و شجوتے
حنفی فریبی سپر ظاہر
میں پیلے باطن میں
کھ کے مایے و بایہ
نجدیہ غیر مقلد اور
دیوبندی پھندی
گنگاہی کو ہی وغیرہ
خذ ہم اللہ کے جملہ
عقاید اعمال باطلہ
کو کل متفرق کتابوں
سے ایک جگہ جمع کر
کے مع جوابا و ندان
شکن ایک کتاب نام
انوار آفتاب صداقت
بنائی جس کے لکھنے
اور تالیف کرنے میں
بہت سخت اٹھائی بڑی
بے نظیر بنائی نہ
کہیں اسی سنی نہ
سنائی۔ گویا دریا کو
کوزہ میں پہ کیا۔
خر مہرہ کو در کیا
عدا آفتاب آمد دلیل
آفتاب سے بڑھ کر
او کیا کہا جائے۔
سلیس اردو میں
لکھا ہے۔ حق کا
آفتاب بے حجاب
جلوہ نما ہے۔ خدا
نے چاہا تو یہ
اوراق حنفی سنی
مسلمانوں کے کام
آئیں گے۔ بڑے
ہولناک دن کے
صدیوں سے
بچائیں گے۔ منش
بنانے طبعیاں
تیار مند مباحث۔
وجود ناز کش
آزدہ گزند
مباحث : و بابوں
وغیرہ کی قلعی
کھولنے والے
کتاب مذکورہ
کے اعلیٰ مضامین
کے درخت
ہمیشہ سرسبز
و خوشبودار
ہیں اس کی
سلسلہ بیانی
نو جوانی کی
طر

۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

پر بہار ہے۔ اس کا ہر نقطہ وہ شگفتہ باغ ہے جو گوہر شرب چراغ زیادہ روشن ہے اسکی کامل اکمل کمال
کلام سے دانائی کا نور شعلہ زن ہے۔ اس کے معنی اقبال کی انگوٹھی اور دولت کا نگینہ ہے ہر
عقیدہ قند کا سینہ اس کے راز و نیاز اور کنایہ و استعارہ کا خزینہ ہے اسکے چلے و کلمات نور ایمان
کا دین ہے۔ حروف نش چہرہ آرائے گلستان۔ سطورش زونمای سنبلستان۔ دراصل کتاب لاجوآبادی
پرو شتاب گم گشتہ راہ ہدایت کیلئے روشن چراغ ہے جس سے دشمنان دین و عدنان ملت حقیقہ متین
دل پارہ پارہ جگر ہمارے وار ہے۔ اس کا حسن خدا دل دیز پرانہ نور ہے اسکے الفاظ سے معانی پرتی کا ظہور ہے، نکتے حقیقہ
پیشکشوں کی صلاحت کا نور اس کی ہر سطر شحون از علم و فن جو اس کے واصفان زمان کی انگشت حیرت بدین، جان بانی
پر صحت کی بار چھنیوں کیلئے رحمت کر دکھ ہے اسکے فوائد کی توصیف فرماؤ ارجاء بے انتہی ذلالت و لا ولی
الادبیب ہے (دعا) خدا تعالیٰ ایسے مرد یگانہ کو جو اوقات زمانہ سے مصون و مامون رکھے ایسے فرید و جید خوش
عقائد کو تا قیام قیامت سلامت رکھے۔ اور اسکے حاسد بدخواہ کا مونہہ مثل قلم روز سیاہ نکونسا رہو
اور اسکے معاند کا سر قلم و تباہ کار ہو ^{یعنی خداوند} آمین بحرمت صاحب نیں۔ ایسے ہی لوگوں نے دولت دنیا و دینی کو
دولت مار کر صولت عقبی حاصل کی ہے۔ اور خدا و اس سے زندگی کی خوشخبری ملی ہے۔ اور جو لوگ مذہب
حنفی کرام دولت اہلسنت عظام کو ہر طرح مٹانکی کوشش بلیغ کرتے ہیں مگر خود ہی مٹ جائیں گے
اور یہ انشاء اللہ نہیں مٹے گا کیونکہ یہ اللہ کا نور ہے اسکو کون مٹا سکتا ہے یہ یسوع و ن آن یطفوا اللہ
یا فواہم اللہ متہم نوٹ دیکھ الکافرون در اتم آتم قرالہ بن مولوی محمد الہ بن مرحوم تشریف صدیقی حنفی
قادری محلہ چاک سواران قریب مسی چنڈیاں الی راہی ریت متصل جیللی بیان شمس الدین اشعنان المظاہر ۳۳۸
(۱۵) تقریباً حضرت مولانا مولوی محمد یار صاحب مفتی امام و خطیب مسی طلالی لاہور
بد و کلامی باسم قدیم بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصیئاً - فی الجملہ مطالعہ اس
کتاب صداقت کتاب کا کسمی یہ انوار آفتاب صداقت است ملکہ تعویذ جان ایمان از ہر آفت است
نمودم داز عنوان فہرست در بصیرت افزا دوم۔ در حقیقت مصنف کتاب جناب مولانا و بفضل
اولینا مولوی فضل احمد صاحب موصوف بالقابہ مصنف تصنیف مفید است خصوصاً ان لیب
جدید کہ در دید فرقہ نجد یہ سعی بلیغ بہ عمل آید وہ دوشے منع بکار بردہ کہ از زمان سلف تا و ان خلف جنین
سیرہ نو بخش دیدہ جانیان دیدہ نکشت۔ و خدشات غافلین چنان سبب صال سائید کہ بیشتر ازیں بگویش
بیش علماء حقین یہ دیدہ متضر چنان تر دیدہ نا آید در جہان نے خیر یا شر شود کس بجانے فالحد، اللہ علی ذلک اتنا
مصدق بذلک انہ لقول فضل و ما ہو یا نھن الراقم جلوم اعلمار دلاز محمد بار خلیق امام خطیب مفتی مسی طلالی لاہور

(۱۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد گوہر علی علوی امام مسجد پٹیالیاں لاہور
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامد و مصلیٰ و مسلمان آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اے نبی اتنی
 حقیقت و متاب کتاب انوار آفتاب صداقت جس کو مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے دھیان
 نے تالیف و تصنیف فرمایا ہے فقیر نے اس کتاب کی فہرست مضامین اور بعض دیگر مقامات کو دیکھا ہے اور
 بعض مضامین مصنف کی زبان بھی سنے ہیں۔ کتاب نہایت عمدہ اور مضامین کے لئے جامع ہے۔
 مصنف نے فرق و ہابیہ کے عقائد فہم کی تردید میں یہ کتاب لکھی ہے۔ سب سے پہلے عقیدہ امکان
 کذب باری تعالیٰ کی تردید کی ہے۔ اس مسئلہ پر قلم اٹھانا نہایت باریک بینی اور نکتہ شناسی کا کام ہے
 پھر فرقہ مذکورہ کے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاذ اللہ توہین
 پائی جاتی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر مقتضائے تلک من انباء
 الغیب انوحید الیہ۔ و مضمون فلا یدھر علی غیبہ احد الا من اراد تضحی من رسول الایۃ کے
 دلائل سے ثبوت دیا ہے۔ اس اثنا مذکورہ کے بغیر اور بھی بہت سے امور پر بحث کی ہے۔ مضامین اول
 اور سیاق عبارت کو ملحوظ مصنف نے اپنے انفاس مبارکہ اور الفاظ پر جستہ سے نہایت ثبات اور تحسین
 بنا دیا ہے۔ عرض کہ اپنے نبی کریم کے رفاہ اور شادمانی عاقل کے لئے تخم ریزی کو شش اور آبپاری
 محنت سے ایک کھلا پھلا باغ اور سرسبز گلزار تیار کر دیا ہے۔ جزاک اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر
 الجزاء۔ حررہ الفقیر محمد گوہر علی علوی امام مسجد پٹیالیاں لاہور۔

(۱۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی حاکم علی صاحب بی۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد کا و نصلی علی رسولہ الائم۔ انذیر لا نظیر لہ و علی آلہ واصحابہ
 اجمعین۔ جیسے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر نہیں ہے نہ ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا
 الحمد للہ کہ اس در شاہوار کا نظیر نہ تو ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس وقت ہے! اصلی حقیقوں نے اصلی
 شافعیوں اصلی مالکیوں اور اصلی حنبلیوں یعنی اصلی اہلسنت و جماعت کے ہر فرد کے لئے لازمی
 ہے کہ اس کتاب لا جواب کو تمام کا تمام غور و پڑھیں۔ یا کم از کم سن لیں۔ اور اپنے بچوں کو پڑھائیں
 مدارس اسلامیہ کے لئے لازمی و ضروری ہے۔ کہ اس کتاب کو تعلیمی کورس لازمی مقرر فرمائیں۔ اپنے
 بچوں اور بھائیوں کو آگ دوزخ کی بے بیانیں خیر خواہ مومنین فقیر حاکم علی صغریٰ مدظلہ العالی
 (۱۸) تقریظ مولانا الاصل و فاضل ادیب اے بدل حضرت مولوی اصغر علی صاحب
 راجی۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم خذ ما تراه وداع شیئا سمعت بہ فی طلعة الشمس ما یغنی عن ذکر
عقائد کا معاملہ جس قدر اہم ہے۔ اسی قدر ہمارے زمانہ میں اس کی طرف سے عامہ تعلیم یافتگان کو ذہن
پور ہے۔ تعلیم کی ضرورت پر بحث کرنا فضول ہے کیونکہ اسکے متعلق یہی کہنا کافی ہے کہ اسلامی
دنیا میں شروع سے کیا رسومیں صدی ہجری تک کتب تاریخ سے کسی ایسے محدث و مفسر و فقیہ کا پتہ
نہیں ملتا جو غیر مقلد ہو۔ اگرچہ حضرات غیر مقلدین نے کھینچ مان کر بعض اکابر سلف کو غیر مقلد ثابت
کرنا چاہا ہے مگر یہ سب باتیں صرف منہ سے کہنے کی ہیں۔ علم تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں ابتداء حوالے
نفس کا دروازہ کھل گیا۔ اور جس نے جو چاہا کر دیا چنانچہ اسی بے لگامی اور نااہلی کا نتیجہ ہے کہ عقائد
صحیحہ اور اسلام کے حضرات اکابر ائمہ قدس سرہ کا شمار تھا۔ تاریخ و منتشر ہو گیا۔ اور قاعدہ ہے کہ جب
عقائد باطلہ بدعات سے قبل میں جاگزیں ہو جاتیں۔ اس کا نتیجہ ضروری یہ ہوا کہ تلبے کہ بزرگان کی نسبت
سورتن پیدا ہو کر وریدہ و منہی تک لزبت پہنچ جاتی ہے جس سے انواع و اقسام کی بے اعتدالی
پھیل جاتی ہیں۔ ہمارے زمانہ میں تو وہب کا کسی قدر زور ہو گیا ہے جس سے اولیاء کرام اور ائمہ
عظام کی نسبت مختلف قسم کی نکتہ چینیان تجویز کی جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ روحانی فیضان کا بہ کلی سد
باب ہو چکا ہے۔ اسی عام تقلید پر آئے دن نئے نئے فرقے اسلام میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور بد عقیدگی
کی حد ہو چکی ہے۔ ایسے وقت میں علماء اسلام کا فرض ہے کہ وہ بمقتضائے حدیث شریف کا ایزال
طائفہ من امتی الحدیث مفسدہ کو روک بالا کا قلع قمع کر کے عوام الناس کو غیر مقلدوں اور
وہابیوں کے دام سے بچائیں۔ ہمارے مکرّم و معظم اور غیر متقدّر فاضل قاضی فضل احمد صاحب پیشینہ و دھیم
(احمدیہ اسلامی خدمات کے لئے کمر بستہ رہے ہیں) نے اس ضرورت کو بوجہ اتم پورا کر کے تمام
ابلسات والجماعت کو اپنا ممنون بنایا ہے۔ انہوں نے نہایت شرح اور ربط کے ساتھ مخالفین
کے دعویٰ باطلہ کا رد اور عقائد کا ثبات پوری محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے۔ اگرچہ متفرق
طور پر بہت سے صحاب نے ان مسائل پر قبل ازیں بحث کی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ اس قدر مسائل مجموعی
طور پر شاید ہی کسی کتاب میں مندرج ہوں۔ غیر مقلدین اور وہابیوں کو چاہئے کہ انصاف سے پڑھیں
اور حق کو قبول کریں۔ اور شکر یہ حضرت مولف کا بجالائیں۔ واللہ بکھدی من یشاء الی صواب مستقیم

حررہ خاکسار اصغر علی روحی پروفیسر اسلامہ کالج لاہور

(۱۹) تقریب حضرت مولوی محمد عظیم صاحب منشی فضل احمد صاحب سلامیہ کالج لاہور
بسم اللہ رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین والہ الطیبین اے یوم الدین

قاضی صاحب کی یہ لاثانی کتاب فرقہ ضالہ کے عقائد کے اظہار اور ان کے اوہام باطلہ کے قلع قمع میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اس وصف میں ان جامع صفات کے ساتھ یہ پہلی تصنیف ہے جو اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے قاضی صاحب کے دل و دماغ سے اپنی مخلوق کے ایمان کی حفاظت کیلئے اس زمانہ میں ظاہر فرمائی۔ اہل ایمان کو لازم ہے کہ اس آفتاب صداقت کے انوار سے مستفیض ہو کر قاضی صاحب کو مشکور فرمائیں۔ اور اس نعمت سے بہرہ ور ہوں جو علیہ السلام جلالہ مصنف کے لئے یہ کتاب نجات اخروی کا وسیلہ بنائے اور قاضی صاحب کو اجر جمیل عطا فرمائے آمین :

تقریر محمد عظیم عفی اللہ عنہ منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی اسکول لاہور
(۲۰) تقریر حضرت مولانا مولوی جمال الدین صاحب حنفی نقشبندی لوہی
سابق مدرس انجمن نعمانیہ حال امام شہیدی کوچہ میان سراج الدین لاہور
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بندہ نے کتاب مبارک انوار آفتاب صداقت کے اکثر مقامات بغور
مطالعہ کئے مصنف علامہ نے نہایت محنت و جدوجہد سے یہ فرقہ نجدیہ کا فرمایا اجاد
الاجاد فجزاک اللہ احسن الجزاء و اطال اللہ بقائدہ آمین میں حرف آخر فان عقائد میں مصنف علامہ

کامن کل الوجوہ متفق ہوں اور نہایت زور سے ترغیب دیتا ہوں کہ کل علماء اہلسنت و الجماعت
اس میں متفق ہوں۔ تاکہ عوام الناس افراد ایسے عقائد باطلہ سے بچ جائیں۔ میں مدت سے منتظر تھا کہ
عقائد باطلہ کی کافی تردید ہو۔ اگرچہ ہندوستان میں حضرت احمد رضا خاں مجدد مائتہ حاضرہ نے
جامع تردید فرمائی۔ مگر پنجاب میں عقائد نجدیہ کی تردید احسن طریق پر نہیں ہوئی تھی۔ خدا کا ہزار ہزار
شکر ہے اب ہو گئی کل امور مرہون باوقاۃہ و ان من شیء الا عندنا خزائنه و ما ننزلہ الا بقدر معلوم
حرفہ جمال الدین نقشبندی لوہی سابق مدرس نعمانیہ ساکن کوٹھیاں والٹھکھاں ضلع گجرات پنجاب
تحصیل پھالیہ۔ حال دار و امام مسجد کوچہ میان سراج الدین لاہور۔ مورخہ ۲ شعبان ۱۳۳۲ ہجری

(۲۱) تقریر حضرت مولانا و ابوالفضل اولیتا مولوی غلام اللہ صاحب نقضوری
پروفیسر و بنیاد چغتیس کالج لاہور۔ مدظلہم

بسم اللہ سبحانہ و جل شانہ۔ کتاب انوار آفتاب صداقت مؤلفہ مصنف جناب مولانا مولوی حاجی
قاضی فضل احمد صاحب عم فیوضہم کو میر نے جملہ نہایت غور سے سنا زمانہ موجودہ میں ایسی مکمل کتاب
جس میں ہر ایک مختلف فیہ مسائل کے استدلال درج ہوں۔ اور وہ بھی اصول شرعیہ کے مطابق
قرآن و حدیث و اقوال سلف صالحین سے واضح طور پر بیان کئے جاویں۔ نہایت ضرورت تھی

جس کو مولوی صاحب موصوف نے علی اللہ اجرہم، کمال جانفشانی و ہمدردی اسلامی و خدمت اسلامی سے مہذبانہ طور پر یاریہ ثبوت کو پہنچایا ہے۔ جس سے ہر ایک مسلمان فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور اپنے عقائد کو صحیح بنا سکتا ہے۔ اور یہ بات بھی مسلم کہ جب تک عقائد کی درستی اور صحت نہ ہو۔ اور انبیاء کرام اور اولیاء عظام اور بزرگان دین کی عزت اور قدردان میں کامل طور پر نہ ہو۔ کوئی عبادت بھی مقبول نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ قبل اس کے علماء اہلسنت والجماعت جزاہم اللہ ایسے عقائد کی تردید ضرور اُفردا کر چکے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ مگر اس طرح مجموعی حالت میں لا کر تہذیب کے ساتھ ہر ایک کو جواب دینا یہ حصہ حضرت قاضی صاحب موصوف ہی کا ہے جزاہم اللہ خیر الخیراء انا واللہ الخی رحمۃ اللہ فقیر غلام اللہ الحق من عباد القوی مسکناً ونقشبند المحدثی طریقہ پروردگار نبیاً حقیقاً کا نام

تقاریط حضرات علماء کرام امرتسر
 (۲۲) تقریظ حضرت مولانا ابوالعلم ولینا مولوی غلام احمد صاحب خلیفہ
 بنصرہ اللہ الرحمن الرحیم محمدؐ وفضل علی رسولہ الکریم۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع حاصل کی کہ خبر دی تھی۔ کہ قرن الشیطان نجد سے طلوع ہوگا۔
 چنانچہ ہو گیا۔ اور بدقسمتی سے ہمارا ملک ہندوستان بذریعہ سمجھیل دیوئی کے اس فتنہ کیلئے مختص ہو گیا
 اس جماعت کے دو فرق ہو گئے۔ ایک فرق تو کھلم کھلا غیر مقلد ہو گیا۔ اور دوسرا فرق اگرچہ تمام اصول
 و ہدایہ کا مال رہا۔ مگر بظاہر اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرنے لگا۔ اس کی منافقانہ تعلیم سے ہندوستان کے غوم دھوکے
 میں آگئے۔ کیونکہ حقیقت کے لباس میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کیا تھا۔ ان کو وہ ضالہ کے
 مسائل کفریہ کے رد میں علماء اسلام نے کوشش فرمائی۔ مگر کوئی جامع کتاب تک ایسی تصنیف نہیں ہوئی
 تھی جو تمام مسائل کفریہ و ہابیہ کے رد میں جامع ہو اس ضرورت کو ہم نے مکرّم مولانا قاضی فضل احمد صاحب پٹنہ
 کورٹ انپکسٹروڈھیانہ نے پورا کیا۔ اور کتاب تواریخ اہل حق تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کو میں بنظر عمیق
 دیکھا کتاب کیلئے ایک خزانہ ہے جس میں وہابیہ دیوبندیہ کے تمام عقائد باطلہ کفریہ کا بالتفصیل بیان ہے
 اور ہر ایک عقیدہ کے بیان کے بعد دلائل قرآنیہ و احادیث و اقوال بزرگان دین سے رد کیلئے بعض یورپ
 رہابی کسی عقیدہ سے انکار بھی کرتے ہیں۔ اور کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ یہ ہم پر افتراء ہے۔ قاضی صاحب
 نے ہر ایک عقیدہ کو ان کی کتب و فتاویٰ وغیرہ سے نقل کر کے حوالہ دے دیے ہیں۔ تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش
 نہ رہے۔ اہل اسلام کے پاس یہ کتاب ایک زبردست ہتھیار ہوگا جو اس طائفہ طاغیہ کے دانتوں کو توڑنے

میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہوگی۔ وہ نہ صرف ان کے عقائد و مکائد سے
کما حقہ واقف ہو جائیگا۔ بلکہ ان کے عقائد باطلہ کا برے زور شور سے رد کو سکے گا۔ الغرض اس
کتاب نے اردو علم ادب و علم مناظرہ میں ایک جدید اور قیمتی اضافہ کیا جس کے لئے ہمیں قاضی صاحب کا
تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ انہوں نے اپنی خداداد قابلیت سے بڑی جانفشانی اور محنت شاقہ
کو گوارا فرما کر یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور ان کی ہمت میں و زیادہ برکت
عطا فرمائے ہمارے نزدیک قاضی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام انہیں کے
حصہ میں رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے۔ اور اس کی برکت سے لوگوں کو مستفیض ہوئی
توفیق عطا فرمائے۔ اور لوگوں کے قلوب کو روشن کرنے میں یہ انوار آفتاب صداقت اس
بامسمیٰ ثابت ہو۔ آمین: تصنیفات تو عام طور پر ہوا کرتی ہیں۔ مگر کسی نہ کسی بزرگ کو کچھ اختلاف ہوا
کرتا ہے۔ لیکن انوار آفتاب صداقت میں یہ خوبی ہے کہ علماء کرام و صوفیائے عظام نے بالاتفاق اسکو
پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ قاضی صاحب موصوفت کے لئے یہ ایک ایسی کامیابی ہے۔ جو کسی دوسرے کو
نصیب نہیں ہو سکتی۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ وانا لمفتقر لے رحمۃ ربہ الاعد
غلام احسانہ اللہ واید الامرتسری وطانا والسنی الحنفی منہ ہاد النقبندی المجدی للنوسی الجماعتی
(۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محبوب احمد المعروف شیر شاہ حنفی نقشبندی المجدی
امرتسری الملقب میر واعظ مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ بات اہل علم پر بخوبی واضح ہے کہ جس طرح تمام دنیا میں تین ربع
حنفی ہیں۔ اور ایک ربع باقی سب مذاہب۔ اسی طرح یہ بات بھی علم میں ہے۔ کہ سارے ہندوستان
کے مسلمانوں میں تین ربع سے زیادہ حنفی مسلمان تھے۔ اور ایک ربع سے کم شیعہ آباد تھے بارہ
صدی کے بعد ہندوستان میں فرقہ واریت نمودار ہوئی۔ ان سے بچنے کیلئے مسلمانوں نے بہت
سازگار کیا۔ اور ہر طرح سے غور و نظر کی امیدیں حاصل ہونے لگیں۔ مگر افسوس کہ قسمت سے
ایک گروہ درمیان میں پیدا ہو گیا۔ جس پر کوئی ظاہری اطلاق و بابیت کا دار و نہ ہو سکا۔ کیونکہ اپنے
عقائد سے ہر طرح اہلسنت کی تائید ہوتی ہے۔ اس سے صد ہا درجہ بڑھ کر وہابیہ کو فوت ہوتی
ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا۔ کہ اس گروہ کے وجود سے وہابیہ کو بالکل آرام ہو گیا۔ وہابیہ تو خاموش
ہو گئے مگر ان کی تائید کے لئے حضرات دیوبندیہ نے نہایت سی جانفشانی سے جھنڈا کھڑا کیا
اس پر رطقت یہ ہے کہ نام وہی حنفی جس طرح محمد بن عبد الوہاب نجی لفظی حنبلی کہلاتا تھا۔ وہابی ہوتا

یہ کہا کرتے ہیں کہ مسائل اعتقاد یہ ہیں ہمارا تمہارا جھگڑا نہیں بلکہ تمہارے دیوبندی خفی بھی بڑے زور سے
ہمارے ساتھ ہیں مثلاً امکان کذب باری تعالیٰ - و امکان نظیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و عدم
جواز میلاد شریف - و علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہندو دنیا و اسماء اولیاء اللہ -
و اعراض اہل اللہ بلکہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہنے کو تو برا نہ مانا گیا اور شیطان کو
عالم الغیب مانا گیا مگر حضور علیہ السلام کے متعلق اعتقادات ایسا نہ کہ ان لوگوں نے کفر قرار دیا
ہر حید اہلسنت نے عرباً و عجماً دیوبندیہ کے عقاید پر کفر کا فتوہ دیا مگر انہوں نے یہ لوگ اپنی روش سے
باز نہ آئے یہ فرقہ فرقہ دیوبندیہ کے نام سے موسوم ہے عام اس سے کہ اس کے ارکان تھانہ میں رہتے
ہوں یا تانوتہ میں کٹوہ میں رہتے ہوں یا انیسٹھ میں ہیں ان کی ذاتیات سے کوئی تعلق نہیں صرف یہ
مسلمانوں کو ان کے اعتقادات کفریہ سے مقصود ہے چنانچہ ناظرین کو کتاب الوزار آفتاب صداقت
مصنف جناب مولانا مولوی فضل احمد صاحب کورٹ انسپیکٹر صاحب پیشتر لودھیانہ کے مطالعہ
سے یہ امر روشن ہو گا فقیر محبوب احمد المقرئ خیر شاہ خفی نقشبندی مجددی امرتسری القلب میرا غلط

تقاریظ علمائے کرام مقصود ضلع لاہور

(۲۴) تقریظ حضرت مولانا فضل مولوی عبدالرحمن صاحب خلیف الرشید حضرت
جامع علوم معقول و منقول فاضل تحریر مولانا مولوی غلام دستگیر چترالہ علیہ قصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العلمین - قامہ اینہ المتعین الدجالین الکذابین
والاصوات والاسلام علی من جعلہ حجة للعلیین اعطاء اخبار للغیبات علی اطلاع الفضالین
المضللین للو مبین المتدبیرین و علی الہ الطہورین قامی اسرار المحدثین - اما بعد
اس زمانہ فتن نشان میں جیسا کہ حضرت سرور کائنات اعزاز المعلومات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اخبار
فرمائی تھی - یوں فی آخر الزمان و جالون کذا آتون یا تو لکم باحادیث مالہ تسمعون انتہی لا باہم المحدث
سب کچھ ظاہر ہو رہا ہے - جیسا کہ اللہ تعالیٰ صدق الصادقین ہے ویسے ہی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس کی تعلیم کے سبب سب مغیبات کے علوم میں سچے ہیں - اور سچی خبریں دے رہے ہیں - الحمد للہ والمنة کہ اس
فتنوں والے زمانہ میں محدثین مرتدین کے مفوات رویہ کے رد کر نیوالے موجود ہیں - یہ پہچ مدان غلام
ایرمان حضرت محبوب یزدان کترین متادیان ابوالمبارک محمد عبد الرحمن عفا عنہ المنان و کان لا الہ الا اللہ

محفظہ عن اہل فتن الزمان خلف لوزعی کبیر السقطری الشہر بالفضل العزیز الامام المولوی ابو عبد الرحمن
غلام دستگیر رحمۃ اللہ العزیز۔ اگرچہ اپنے قبلہ گاہ اعلیٰ جاہ کی وفات کے بعد اہل فتن کے شرور سے بہت
ہی مضطرب تھا۔ مگر قدیر مطلق کے افضال کا ہایت ہی شکر گزار ہے۔ کہ اپنے والد ماجد کی جگہ پر قائم ہو کر
ولے اور ان کے دلی رفیق مرضی و مقبول رب احد حضرت قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الواہب
ذوالمواہب کو دیکھ رہا ہے۔ الحمد للہ المعبود الودود علی ذلک الکرم والجود۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور سب نقابیل علیم الرحمتہ کی حرمت سے ان کی سعی ملیحہ کو شکر اور ان کو
ماجور فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔ حررہ فقیر ابوالبلد محمد عبد الرحمن قصوری عفا اللہ عنہ
(۲۵) تقریر حضرت مولانا ابوالفضل والعلوم اولیٰ سید عبدالحق شاہ صاحب ہمدانی قصورے
بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ ما اعظم شانہ فیض من فیضہ و من فیضہ و من فیضہ و من فیضہ
علیٰ من تشید الایمان و لرفع بنیادہ مبشر و نذیر و داعی الی اللہ و علی اللہ و اصحابہ للذین ایدوا الاسلام
والیقانہ یتقون فضلا من اللہ و رضوانا علیہ : لما بعد مدت سے اہل اسلام میں نشست و نشست
شروع ہے اور فحاشیہ تماشا میں ہیں اپنے گریباں میں نظر نہیں کی جاتی۔ اہل حق کی مخالفت پر خود بینی
غور و اغوا شیطانی سے روز افزوں ندر ہے۔ سب ارحم الراحمین و یاد دلیل المتیرین و دلائل ہجرت
مہجرتہ رحمۃ اللعلین جب اولہ اولیہ سے آئمہ اربعہ اعتقادات و عملیات کا ثبوت ہنایت درجہ
تک اجتہاد مجتہدانہ کو پہنچا چکے۔ اور تمام اہل عقل و نقل و اصحاب کشف نے اس بارہ میں آمنا و صدقنا
کی صدا بلند کر دی ہے۔ تو یہ خواہ مخوام اسلامی دنیا میں شور و غل برپا کرنا۔ ایک ہی گھر ایک طریق کے ہو کر
بے گناہوں کی طرح آپس میں خانہ جنگی شروع کر دینی۔ اور باہم بیٹھ کر غرور کو مٹا کر توفیق ہدایت
اللہ ہادی سے مانگ کر تماش بینوں سے علیحدہ کیوں تصفیہ نہیں کیا جاتا۔ کیا وہ معتقدات و معمولات
جن پرادلہ اربعہ سے آئمہ اربعہ اور سلف سے فلاح تک کار بند ہوں۔ قابل اختلاف ہو سکتے ہیں
ہرگز نہیں۔ ایسے بے جا اختلاف میں اپنی تضرع ادوات اور دوسرے عزیز اسلامی برادران کی کرنی
سخت گمراہی اور بجا کاروائی نہیں تو اور کیا ہے۔ اللہ اعلم بالصراط المستقیم چند روزہ
دنیا کی زندگی معبود حقیقی اور افضل الرسل تحقیقی کی اتباع میں بسر کرنا کیوں غنیمت نہیں سمجھا جاتا۔
افسوس اہل حق کو شاغل فروریہ عبادات و معاملات کے استغراق سے اہل شر کے جواب دینے پر حکم اللہ
و رسولہ تکلیفات کا تحمل بنانا بہت ناز و میل ہے۔ نسخہ انوار آفتاب صداقت مولفہ جناب حاجی قاضی
فضل احمد صاحب جو مطالعہ میں آیا مکرم مومنون کی محنت اور جانفشانی اور تحقیق عجیب و غریب پر دل سے

ہزاروں آفرین کی صدائیں برائی اللہ کریم کی مخلوق میں اگر اہل شرک و بدعت تباہی اصلاح کا پر زور ہاتھ
 باجی شریک غالب طور میں آجاتے ہیں انوار آفتاب کی جواب دہی نے ظلمات اثر ارکوا اس طرح غرقاب فنا
 پہلے کہ پھر سر نہ کالے کی جرأت نابود کردی اللہ کریم رحیم جناب موصوف کو جزائے خیر عطا فرما کر شادمانی دو
 جہانی سے سرفرازی بخشے آمین و السلام علی من اتبع الهدی۔ حررہ سید عبدالحق شاہ بخاری قصور۔

تقاریظ علماء کرام کشمیر

۱۲۶ تقریظ حضرت مولانا مولوی سید محمد ابن سید غیاث الدین المفتی والواعظ الکشمیری
 شاہ آبادی المعروف بہ سید میر جی شاہ (نظام علی پور سیدال ضلع سیالکوٹ)
 بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله الذی جعلنا من الناصحین وافهمنا من علوم العلماء والناصحین
 والصلوة والسلام علی من تبعہ دینہ اذیان الحق والصالحین وعلیہ والہ واصحابہ الذین کافوا بتمسک
 بشریعتہ صالحین وبعد فیقول ابوالس الفقیہ الی رحمة ربہ القدیر سید محمد ابن سید غیاث الدین
 المعروف بمیر جی شاہ الحنفی مذهبہا والقادری نقشبندی مشربا المفتی والواعظ الشاہ آبادی الکشمیری
 اکرمہ اللہ بلطفہ وکرہم فی رقدہ لیتوا طلعت کتاب انوار آفتاب صداقت وہی کتاب الحاج
 المقامو فضل احمد لودھی بظہر العمیق فرأیتہ ملوفا من الایات والبیانات واحادیث المروا کا
 من رحما قایل اهل الصالة والمبتدعین الجهات الذی یؤیدون الذین یلتحقون اتباع المذہب الحنفی
 وفی المسلمین ان یلاقوا بالقول ویخرجوا لیوم الجزاء جزى الله المصنف عنا خیر الجزاء
 ووقفنا ایاہ لما یحب ویرضی وما علینا الا البلاغ ہانا العبد الفقیر سید محمد ابن غیاث الدین
 المفتی والواعظ الکشمیری الشاہ آبادی المعروف بسید میر جی شاہ عفی عنہ

(ترجمہ) تمام تعریفیں ثابت اس اللہ کے لئے جس نے ہم لوگوں کو نصیحت کرنے والوں سے بنایا اور
 ہمیں علماء و راسخین کے علوم سے سمجھایا۔ اور درود سلام اس ہی پر جس کا دین کافروں اور سرکشوں کے
 واسطے اور ان کے دنیوں کو منسوخ کرنے والا ہوا۔ اور ان کے آن اور اصحاب پر جو دین کی باتوں کے
 لینے میں نیک (بیت) تھے۔ اس کے بعد کہتا ہے عاجز فقیہ رب قدیر کی رحمت کے سید
 محمد ابن سید غیاث الدین المعروف بہ میر جی شاہ جو حنفی ہے مذہب میں اور قادری نقشبندی
 ہے مشرب میں اور مفتی واعظ شاہ آباد کشمیر کا۔ عزت دے اللہ اس کو اپنے لطف اور کرم سے کہیں
 نے ابست تحقیق دیکھا اور مطالعہ کیا کتاب انوار آفتاب صداقت کو۔ اور یہاں یہی کتاب ہے جس کا

دوسرا سرمد زمانہ کی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ مولانا مکرم حادی فروغ و اصول حاجی قاضی فضل احمد صاحب
لدھیانوی کی تصنیف ہے۔ نظر عمیق سے دیکھا۔ پس میں نے دیکھا اس کو بھری ہوئی ہے۔ آیات
بنیات اور احادیث مبارک سے گمراہ اور متعدد فرقوں کے اقوال کے رد میں جو وہاں بیہ دیوبندیہ
ہیں۔ جو جھوٹ موٹ اپنے آپ کو حنفی مذہب کے اتباع والے بتاتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو لازم
ہے کہ اس کتاب کو قبولیت سے لیویں۔ اور قیامت کے دن کی جزا کی امید رکھیں۔ اللہ تعالیٰ
محنت کو جزا دے اور اچھی جزا دے۔ اور ان کو اس چیز کی توفیق دے۔ جس سے وہ محبت رکھے اور اسی
سے اور نہیں بچے۔ مگر پہنچاتا۔ میں ہوں عبد فقیر عبد محمد ابن یوسف غیاث الدین نقی واعظ شاہ آبادی کشمیری نورید میر جی
(۲۷) تقریظ حضرت مولانا الصوفی سید میر عطاء اللہ شاہ بخاری۔ سجادہ شہین
قصبہ کریم شریف کشمیر (نزیل بمقام راولپنڈی پنجاب صدر)
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمدؐ و آلہ و سلم علی سید المرسلین مفضل الاولین والآخرین وعالم
الاسرار الخفیہ من رب العالمین قد نظرت فی الكتاب «الوارثان» صلاحیت الکل صحیح
لا یریب فیہ و جزا اللہ المصنف احسن الجزاء فی الدارین ۛ

حریر السید میر عطاء اللہ شاہ بخاری ذہاب حنفی مذہب قادری نقشبندی مشرباً المتوطن
فی القصبۃ الکریمی شریف سجادہ شہین عفی عنہ ۛ

تقاریظ علماء کرام ضلع ہزارہ

(۲۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل مولوی محمد فیروز الدین صاحب قاضی
القضات درویش تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ مدظلہ

الحمد لله الذی تعالیٰ فاته من مہات النقص خصوصاً عن الکذب والحجر والنسیان وشل قدرته
لک ما هو صالح له هو فاعلاما مکان والصلوة والسلام علی جمیع الانبیاء خصوصاً علی من هو مفضل
لعلمہ بالکون وماکان ومنزلة فاته عما ینسب الیہ الجملة مما یلیق بعظمۃ والشان وعلی اللہ و
الحمد للہ وعلما وامتہ الذین ناظرنا بحال باللسان واللسان والفرقان۔ اما بعد فقد رأیت هذا
الکتاب النفیس فیہ ہدایۃ لکل شریف وخصیص والغیبتہ کیف لا وقد منعت امام المناظرین
مرجع الہدایۃ والیقین مرکز دائرۃ تحقیق منطقہ کثرۃ قد قیق صاحب القضاۃ کیف الکتب
ناصر السنۃ قاصع البدعۃ حافظ اہل الاسلام عن منکلات القادیانی والمرکز لہ مولانا

وبالفضل والجمال اولینا مولی الصدر القا صفی محمد فضل احمد صاحب خزانة الله
تبارک وتعالیٰ عنی وعن سابق اهل الاسلام خیر الجزاء صلی الله تعالیٰ علیہم اجمعین
الثقلین علی الله واصحابہ اجمعین بحریہ المسکین محمد فیروز الدین مفعی عنہ درویش ضلع ہزارہ
(۲۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد فضل حق خلت الصدق حضرت مولانا قاضی
القضات مولوی فیض عالم علیہ الرحمۃ درویش ضلع ہزارہ ایقارہ الشہداء
حسب الامر الجلیل الرحمن محمد علی مدنی کفی والصلوة والسلام علی سید اکابرنا والذی
فانی علی جمیع المخلافی وعنی : اما بعد کتاب مزین بالسنة والفرقان الموسوم بہ انوار
آفتاب صداقت میری نظر سے گزری ترید عقائد و بابیہ اسمعیلیہ میں بے نظریائی ۔ اللہ جل شانہ
تبارک تعالیٰ مصنف دام فیضہ کو اجر دارین عنایت فرمائے اور آئندہ بھی ہدایت خلق اللہ کے لئے انکو
توفیق عنایت فرمائے ۔ حریرہ العبد محمد فضل حق ابن مولانا الصدر اعظم قاضی القضاات ہزاروی
مولانا مولوی حاجی محمد فیض عالم صاحب مرحوم درویش ضلع ہزارہ

(۳۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب حیدر آبادی

بندہ ناچیز بھی جناب قاضی صاحب مصنف کتاب انوار آفتاب صداقت
بیاری لا جواب واسطے اہل محنت والجمہات کے لئے جو اہل جواب اب تصیف فرمائی ہے تصدیق کرتا ہوں
مدونہ عالم جناب مصنف صاحب کے فیض صلیٰ نمود برادران اہل اسلام کو مستفید کرے آمین ۔ حریرہ
خادم نقشبندی شیعہ محمد عبداللہ حیدر آبادی عنی اللہ عنہ اندرون دروازہ قاضی پورہ کس گراں مقب مسجد
(۳۱) تقریظ حضرت مولانا و بالعلم والفضل اولینا صوفی صافی سلطان اولیاء مولوی
عفی غلام محمد صاحب سروردی شہبائی بہالی نوال شہری ضلع جالندھر

الحمد لله الخاف المنان ذي الفضل والا حسان والا متنان مبین البیان صلیہم الجان والجنان
من فرق اهل الخیر والطیان جاعل الزمان والمكان باسط الارض والاکرکان فاطر السماء باشد
البینان ومحمد لا علی القلب واللسان ونشکرة فی کل حال ونزمان ونشکرة ان لا اله الا الله وحده
لا شریک له شمولاً فاصلة بین اهل الجنة والینوان واسیلة مویلة الی لقاء الرحمن ونشکرة ان
سیدنا محمد عبدک وسولہ ویفتح لا صحابہ الحرم والعصیان مقبولہ الشفاعة عند سبحان صلی الله علیہم وسلم رفاہاً
بعد قد طالعت هذا الكتاب یعنی انوار آفتاب صداقت مع رفعة العالم المحقق والمحقق
المدقق المسمى فضل احمد الملقب بالقاضی ليعصدة كورث الشیخ بن شد زکریا صاحب خزانة الله حیدر آبادی

کاملہ و فضلاء شاملہ نوحدت علی اللہ الفرقۃ الوہابیۃ الدیوبندیہ التي لطعنونہ
 علی المجتہدین المومنین المتقدمین رحمہم اللہ کا امام عادل الدین سیوطی و علامہ طنز کبکشی مشقی
 وزیر القل و علامہ شمس الدین جوزی مصنف حصن بین امام محمد الدین فاضل شہر تاج مسلم و شیخ علامہ
 و شامہ امام المحدثین شیخ بن حجر و علامہ قاضی الدین و شیخ علامہ علی قاری و شہاب الدین قسطلانی و ماہر
 ابو سعید بلخی و مصلح العلماء شیخ زبانی و علی مصنف سیرت جلوس صاحب سیرت شافعی امام ابو الحیو سنائی
 و ناظر کتب امام بن زنجی و حضرت ابو ذر عماری و شیخ ابو بکر رشید ابو الحسن ابن فضل و شیخ صالح جمال
 ہمدانی و علامہ احمد ابن محمد مدنی و شیخ علامہ عربی مروری و صاحب مجمع البحار حافظ شمس الدین
 ابن جود مشقی و شیخ عبد اللہ فاضل انصاری و ابو جعفر محمد بن اصفیر الدین و فاضل ضیاء الدین و حافظ
 عماد الدین ابن کثیر و شیخ جمال الدین مبرک و شیخ ابو طیب علامہ صدر الدین شافعی و علامہ محمد
 فاضل و مفسر افندی اسمعیل و زین الدین سید مرشد ہادیون ہاشم و شیخ عبد الحق محدث و ہادی
 حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلی مع جہدہم رحمہم اللہ تعالیٰ و قول الحکم فی ما خصہم فلا سواد
 وجه لا فتا و التعل علی عمل مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وکذا فی مسائل آخری ۴ فقط
 الاثم الاثم المفتقر الی اللہ القمہ فقیر غلام محمد خفی سہروردی شہابی بھالی نواں شہری ضلع جالندھر۔
 (۳۲) تقریفا حضرت مولانا مولوی ابو فرید خوشی محمد صاحب خفی نقشبندی۔

امام و خطیب جامع مسجد مسجداں جالندھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم :- میں نے اس کتاب الوارثاناب صداقت لاجواب کو ملاحظہ کیلئے شک اہم یا کسی
 پیایا اگرچہ علمائے ذوی اللہ کی تعاریف کافی سے زیادہ ہو چکی ہیں۔ اور ان کی نظروں میں یہ کتاب مقبول
 ہو چکی ہے۔ فقیر اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ زمرہ علماء کرام میں بحیثیت ایک مقرر کے شمار کروں۔
 لیکن مجھے ظن مصنف و معروف اپنے ناقص خیالات کا اظہار کرتا ہوں کہ فاضل مصنف اختلاف پر
 فرقہ دیوبندیہ و غیر دیوبندیہ کا امتیاز عوام پر تو درکنار خواص پر بھی مشکل تھا۔ چنانچہ فقیر کو بھی زیادہ طلب
 علمی میں ایک مدت تک انہی مسائل کی ناواقفگی کی وجہ سے اس فرقہ کے ساتھ حسن ظن رہا تھا لیکن
 دیوبندیہ کے چند ایک طلباء کے بے ادبازہ گفتگو سے ان کے حالات باطنہ کی واقف ہوئی۔ اور ان کے اکابرین
 کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے سے اس فرقہ کے عقائد باطلہ کی اچھی طرح قلعی کھل گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے
 فضل و کرم سے راہ راست دکھائی الحمد للہ علی منۃ ۴ مدت سے یہ خیال بھی تھا کہ کوئی صاحب ان
 مسائل پر حقائق تفصیل کے ساتھ بحث کریں اور اس کو تحریر میں لائیں۔ تاکہ عوام امت بھی ان

کے پیچھے فیضانِ بخت پائیں۔ سوا محمد ﷺ کہ یہ کام ازل میں مکرم جناب قاضی صاحب موصوف کے نام تحریر ہو چکا تھا۔ اس لئے قاضی صاحب نے نہایت عرق ریزی سے ان مسائل کو بدلائل عقل و نقل کا حق ثابت کر دکھلایا اور فرقہ دیوبندیہ و ہابشیہ کی برسوں کی خفیہ خباثت کو ایسا ظاہر کیا کہ مزید برآں ممکن ہی نہیں۔ جزاۃ اللہ خیر الجزا فی الدارین۔ آمین

فقیر (ابوالفرید) خوشی محمد عفی عنہ حنفی نقشبندی خطیب مسجد کیمپ جالندھر
جو ہے خوشی خدا کی وہ ہے خوشی محمد ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ بمطابق ۱۹۲۰ء

۳۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب حنفی چشتی

سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہ نکودر ضلع جالندھر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدًا وَآلَهُ وَسَلَّمَ

انوار آفتاب صداقت ہوئی طلوع اب مُردنی سی چہرہ دشمن پہ چھا گئی

کہتے ہیں اہل حق یہ خیالت کو دیکھ کر اے نجدیان ہند قیامت ہے آگئی

یہ کتاب جو آفتاب انوار صداقت کے نام سے ظلمت کدہ عالم پر آفتاب بن کر فضا افگن ہونے کو ہے اور جس

کے مضامین کی بلند پروازی مصنف کے زور تخیل کی رہنمائی منت ہے اس قابل ہے کہ اس کو اختلافی

مسائل میں حکم دے کر عمل پیرا ہوں۔ اس نیاز مند نے مختلف مقامات سے اس کو دیکھا اور موافق

عقائد و عمل اہل حق پایا۔ یہ اس کا مخصوص فضل ہے۔ جس نے عالی جناب قاضی صاحب کو اس

سعادت عظمیٰ کے لئے منتخب فرمایا۔ فضل احمد نے لکھی فضل محمد سے کتاب کیسے باریک مضامین

ہیں اللہ اللہ: حررہ فقیر سید محمد حنیف چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس

سرہ خطیب جامع مسجد مفتی نکودر۔ ۱۳ اگست ۱۹۲۰ء

تقاریظ علماء کرام ہندوستان

۳۴) تقریظ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجات مجدداتہ حاضرہ مولانا صاحبِ حضور

حافظ قاری حاجی مولانا و بام و عالم الفضل مولانا مولوی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحبِ بریلوی دیوانِ ظلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فضل احمد علی العلیین جمیعاً و اقامہ قوم القیمۃ للہدیین نسفیما و

بجہ رحمتہ للعالمین فکان فضل احمد ملاذ اللہ نذین ومعاذ اللہ نذین فی الدنیا ویم الدنیا
من لا ذریہ فقد لا ذریہ ولا ذریہ من عادیہ فقد عادیہ عظیم ومن جادیہ فقد جادیہ
وہادیہ نذین ونبی العباد ونبی المستغنی ونبی العبد المذنب والضعیف والضعیف والضعیف والضعیف
اللہ وکتبہ ابنہ وحرزہ وایما یدیک یدین وسرمد اور ہر الدارین ولعن الکفرۃ التباہیۃ
خصوصاً النجادیۃ الوہابیۃ الشیطانیۃ الذابۃ فانہم بعد انہم وسمیاعلام اللہ وسرمد
خدا بل فیہم شیون اللہ والرسول یقولون فی انفسہم لو لا یحزننا اللہ بالقرآن حبہم جہنم یصلون فیہم
لا یقرؤن اللہ واللہ بما یعملون جصلون فیقر غفر اللہ لہ تقدیرہ مولانا المکرّم ذی اللطف الترم
حامی سنت ماحی برکت راشدا رشہ مولوی قاضی فضل احمد ذی اللہ بفضل احمد علی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم وکرم وحمد کی یہ کتاب انوار آفتاب صداقت خود مصنف کی زیارت ہے بالاستیعاب جہتی الہی کے
ثبات علی الیقین۔ وصلاحیت فی الدین واعانت ہتدین وایمانت مفسدین پر محمد الہی کمالا یا وندہ الحق فی
الاولیٰ والاخرہ جو اہل التقویٰ واهل المنفقاہیں اللہ سعید مشکوٰۃ وذنہ مغفورا وعدو کا
فی الدین مقصود اولیٰ السنۃ لضرۃ وسرمد لضرۃ فی الدارین فضل وفضل وفضل الوہابیۃ وفضل
دور وفضل مکائدہم عباءہ مفتوحاً یہ کتاب اکثر مسائل متنازعہ فیہا کی جامع اور اصول وفسر و
وہابیۃ کی قلم ہے کافہ علی الوہابیۃ سقر کا بقی ولا تذدر جمع فارعی واستقصیٰ فما ایتی من
غث وکاسیم ولا رخص ولا شیم۔ انصاف خیر الاوصاف ہے۔ اگر وہ پیش نظر ہو تو راہ صاف
ہے۔ مردود پر سرور دکنے جائیں۔ اور ایک ہی لا جواب ہے تو اسی قدر کافی اعتراض مطرد وکے سو جواب دیے
جائیں۔ اور ایک ہی قاطع ہو تو اتنا ہی کافی نہ کہ جہاں قواطع وافر وجامع متکاثر۔ اصح الکتاب
بعد کتاب اللہ صحیح امام بخاری علیہ رحمۃ اباری ہے۔ اس کے بھی شواہد و قیاسات میں التزام
اصول نہ تراجم وتعلیقات میں مراعات شرط موصول تو سخت بے انصافی ہوگی اگر کہیں کہیں سے
کچھ زواید یا نوازل لے کر ان پر اکتفا سیدھے اعتراض کریں۔ اور اس کا نام جواب رکھیں۔ بلکہ
کل کلام سے گلوکشاں ہوں تو عہدہ براہوں وانی لہم ذلک واللہ لا یجہدی الوہابیۃ
الہی طریقی الحالہ تغیر اپنے تمام اخوان اہلسنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی
سفارش خیر کرتا ہے سو من وشفیع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ ففیہ منہا منہا اللہ شفاعۃ المصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وسلم اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وسلم اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وسلم اللہ
رب العالمین۔ قالہ بغیرہ وامن برقمہ العبد الفقیر احمد رضا قادری الدیوبلی

الارشاد الحفی المولوی فضل احمد النقشبندی المجدی متع الله المسلمين بطوبى قامة صالحة
فی حربه و وقائه عن شرک عمی غوی فلا اسفر دافع لمکائد الفرق الباطلة الذی وقامع لمکائد اهل
الحقائد و سائر النجديات اللهم اجعله نافعاً للمسلمین قاصداً مبتدع فی الدین بجملة حبیبه
سید المرسلین و اهل صحبه العادین المحدثین امین یار العالمین کتبه الفقیر الی ربه العفی محمد ظہور
الحسین العری الفاروقی النقشبندی المجدی الحنفی الرافضی عامه الله سبحانه بلطفه الصووی المعنوی
فی السادس من شهر ربيع الاول سنة الثمان مائة و ثلاثین بعد ثلاث مائة و الالف من الهجرة النبویة علی صاحبها

(۳۷) تقریظ حضرت مولینا مولوی محمد نور الحسین خلف الرشید حضرت مولینا
مولوی محمد ظہور الحسین فاروقی نقشبندی مجدد راسم پوری

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله تعالی عم نواله صلواته مع صلواته علی منظر الامام لجلاله و جماله
و علی اهل الشارحین لقاله صحابه الحاملین کماله اما بعد فقد طلعت علی الرسالة الجميلة العجا
النافعة اللطيفة التي افها اسد السنة سدا لفنة العالم لفاضل لفهامه الالمی المولوی فضل احمد النقشبندی
المجدی فوجد تمام الكشف مکائد اهل الحقائد معاً و لقلات المبتدعین امعة لعقائد هه لکامسدة
الباطلة لردة قد ملا الوطأ باطله بالساطعة الحج القاطعة فیا لجمه من لفها و لشان من صفها
ولسعی من صفها حيث لم یال جهداً فیما سعی فجزاه الله تخیر الجزاء و تقبل جهداً و شکر سعیه و احسن
فی الدارين مرعیه امین یا زنا العینین مجرم من لا نبی بعد قاله بینه رفته بعد المقتل لی افه رب النشایین
محمد نور الحسین ک الله فی الدارين الموضح فی السابع من شهر ربيع الاول من الهجرة المقدسة النبویة علی
صاحبها الف الف تحية

(۳۸) تقریظ حضرت مولینا المکرم و المعظم فاضل بے بدل مولوی معوی الحسین
حنفی نقشبندی مہتمم بدر ارشاد العلوم ریاست راسم پور محلہ چاہ شور

الحمد لله الذی اعز الانسان و جعله اشرف المخلوقات بالعلم البیان و ارسل رسولہ سید الانس و الجن
بالهدایة و التبیان و رفع له الید را جاداً علی المکان صلو الله علی اهل صحبه هه منجم الايقان
اما بعد میں نے انوار آفتاب صدق کو اکثر جگہ سے دیکھا جناب محترم مولینا قاضی فضل احمد صاحب
حق تانیف ادا فرمایا ہے۔ اور وہابیہ نجدیہ کے عقائد کی خباثت ظاہر کرتے ہوئے موافق مذہب اہل سنت
و الجماعت جواب لایا ہے۔ فلله در المؤلف جعل سعیه مشکوراً حضرت اہل سنت اہل سنت و جماعت

محرکین بجلہ۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین معوان حسین مجددی، مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رام پور محلہ چاہ شور، تعلیم خود مدرسہ معوان حسین حامی دین محمد مصطفیٰ (۳۳۲۰)

(۳۹) تقریظ حضرت مولانا محمد شمس المولوی محمد رشید الرحمن نقشبندی مجددی سر ارشاد

الحمد لله محمد استغفره و اتوب من بغيره و اعوذ بالله من شره. و نسأله من سيئاته و انما من هذا الله فلا مضل له من يضل به فلا هادي له و نشهد ان لا اله الا الله و نشهد ان محمداً عبده و رسوله المصطفى و المصطفى في شمس لصفحة بدو الدجى صد العاكف الورى ساجد بذا الله خير عبداً لله محمد رسول الله صلى الله عليه و آله و آله و ابعد من كتاب نوار آفتاب صداقت مؤلف جناب مولانا محمد رشید الرحمن نقشبندی لواء الترجمة سر مطاب

مؤلف موصوف نے مذہب حق اہلسنت و الجماعت کو کافی و کافی طور پر ثابت کر کے عقائد فرق باطلہ مثل وہابیہ نجدیہ کے رد میں خوب ہی دندان شکن جواب دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو گمشدگان راہ ہدایت کے لئے خضر راہ بنائے۔ آمین و ہو المقصود من هذا التأليف و غرضه و الرجيب: محمد رشید الرحمن مجددی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم واقع محلہ چاہ شور۔ ریاست رام پور مدرسہ محمد رشید الرحمن مجددی شمس (۳۳۲۰) عجمی

(۴۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد شجاع علی صاحب مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور محلہ چاہ شور۔ باسبب سبحان و تعالیٰ کتاب النوار آفتاب صد کے بعض بعض مقادیر دیکھے مولانا مصیب محمد رشید کمال سعی خیالات احمیہ ہابیہ کی پوری پوری تردید فرما کر امر حق کا اثبات فرمایا ہے۔ دندان کی حسن سخی قبول فرما۔ آمین: محمد شجاع علی مدرسہ دارالارشاد العظیم واقع ریاست رام پور محلہ چاہ شور۔ (مہر شجاعت علی)

(۴۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی قادی لوالکمال محمد رشید الدین صاحب اساطیر البیاض شہر مراد آباد بسم الله الرحمن الرحيم محمد و نصلی علی رسولہ الکریم۔ الحمد لله انوار آفتاب صداقت و حقا طلوع ہوا اور وہابیہ جنہوں نے دین رب عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر آفتوں کی بارشیں کیں ظلم و ستم کی اندھیاں چلائیں اور دغا بازی کی گھٹائیں ڈالیں۔ انکے مکروہ فریب کی تاریکیوں کو اپنی شعاعوں و فرمایا فالحمد لله لا اله الا الله تبارک تعالیٰ اسکے مصنف حضرت مولانا قادی فی فضل احمد صفا کو ادلی و آخرت میں انھیں نوار کریم کی روشنی میں رکھے: آمین: المختصر بحال اللہ ملتین ابوالکلام محمد رشید الدین عفی عنہ المعین۔ مراد آبادی

سلمان و یاروں

تحمید و تحسین

اور مرزا یونس

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدک و نصلی علیک رسولہ الکریم

یكون في آخر الزمان جبار كذاب و من الاعراب اسمع من انكم لا اياكم انكم
آخر زمان میں جب لوگ بڑے فحش بار بھونکے تمہارے یاں پائیں گے جو نہ سنیں اور نہ سمجھیں باپ دوسے بچے ان دور کے لوگو

و اياهم لا یفلحونکم ولا یفینونکم
تاکہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں

واما یسینک الشیطان ولا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمین
اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو ہوا آئے ہر طرف لوگوں سے پاس نہ ست بھیجے

ولا تروکنا الی الذین ظلموا فممسکنا النار
اور ظالموں کی طرف مت بھگو کہ تم کو آگ میں بھونک دیں گے پ ۱۰۷

انوار افتاب صافقت

کتبہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا ينقطع بعداءه وآله وصحبه أجمعين
امام غفرلہ کرتا ہے خالق رزقہ بمقدار حق عباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد حقانی اللہ تعالیٰ عنہ
حنفی نقشبندی مجددی صادقی کورٹ انسپکٹر پولیس راجستھان جیاناہ کہ عرصہ تحینہ و سال کا
ہوا ہے کہ وہاں بیہ یو بند یہ کو دھیان نہ خاکسار کو بوجہ اس کے کہ مولود شریف کی
محفل کرتا اور اس میں حاضر ہوتا اور تعظیم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ذکر دلائل شریف کے وقت قیام کرتا ہے۔ اور فاتحہ خوانی و ایصال ثواب موتے کو جائز رکھتا ہے کافر اور مشرک کہنا شروع کیا اسلئے میں نے ایک فہرست مختصر عقائد و عقاید اسمعیلیہ دیو بندیاں کی بہ تصدیق مولانا سوہی عبد الحمید صاحب مفتی شہر دیو دھیانہ شائع کی جس کی نقل شامل ہے۔ اس واسطے وہابیہ دیو بند لو دھیانہ آگ بگولا اور جل کر کوئلے ہو گئے۔ اور مرزائیوں کے ساتھ مل کر ایک اشتہار چھاپا۔ جس میں مجھے گالیاں توہین کی گئی۔ اس سے پہلے مرزائیوں نے تین اشتہار میرے برخلاف شائع کئے۔ جب دیکھا کہ یہ لوگ گالیاں دینے اور توہین کرنے سے باز نہیں آتے لاچار انصاف کے لئے تلاش دائرہ کر دی۔ جس کے دوران میں وہابیوں نے مرزا اٹیوں کی امداد دینے سے کی۔ اور نہایت دلی کوشش سے کسی نے ان کے کاغذات لکھنے میں مدد کی۔ کسی کتاب بحر الرائق بہم پہنچائی کسی نے شہر موقوف ہیا کر دی کسی انکی عبارت غلط سلط بے محل نکال کر نشان کر دینے کسی نے اپنے دعووں میں مرزائیوں کی تعریفیں کیں، کسی نے میرے خطوط کچہری میں پیش کئے وہی وہابی جن کے بزرگوں نے اپنے فتوؤں میں لکھا تھا کہ مرزا اور مرزائی مرتد ہیں۔ ان کے ساتھ میل ملاپ رکھنے والا بھی ویسا ہی کافر و مرتد ہے۔ ان فتوؤں کی بھی پروا نہیں کی۔ خیر اس پر بھی کفایت نہ ہوئی۔ تو ایک وہابی دیوبندی اپنے رشتہ قریبی کے نام سے ایک رسالہ ۴۴ صفحہ کا تماشائی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف، نام شائع کیا۔ درآخالیہ میں مقدمہ کی پیروی میں مصروف تھا فہرست عقائد کا جواب دیتے ہوئے بڑی تعلی کے ساتھ گالیاں دے کر اپنی تہذیب کو ظاہر کیا ہے۔ مگر زمان مقدمہ کو کچہری نے ریا کر دیا۔ چونکہ اس کے جواب لکھنے کو اسلئے دل نہیں چاہتا تھا کہ بہتری کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں فرما فرما قریبات نام مسائل کے جوابات ہو چکے ہیں۔ اس لئے مفتی ساکن بسی علاقہ ریاست پٹیالہ کو جس کے نام سے اس سال مذکور دیو دھیانہ میں چھاپا گیا جواب لکھنے میں تعویق کی۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ بہتری میں یہ سب جوابات آجائیں گے۔ لیکن عدالت نے میرا حق مکرر سوالات کے جوابات دینے کا غصب کر کے انکار کر دیا۔ اور جوابات کو نہیں لکھا۔ چونکہ ناواقفوں کو خیال یہ ہونے کی وجہ سے کہ اس کا جواب شاید نہ ہو سکتا ہو۔ جیسے کہ کاتب رسالہ نے تعلی کی ہے۔ اس لئے مناسب تصور کیا گیا۔ کہ جواب رسالہ مذکور کا مختصر سا لکھ دیا جائے اور وہ

ایسا مسکت ہو کہ کافی شافی سے بھی زیادہ ہو۔ لہذا خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل و کرم سے جواب اس کا بطرز قولہ اور اقوال کے تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو اصل رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ اُمید ہے کہ خداوند کریم کسی وہابی کو بھی ہدایت نصیب کرے۔ اور اپنے خالص سنی اہل سنت و جماعت بھائی کو تقویت ایمان و ایقان کا باعث ہو۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ۝

تنبیہ۔ نقل فہرست عقائد و بائیں اسمعیلیہ دیوبندیہ کی یہاں مجلسہ نبیہ کی جاتی ہے۔ اس میں بعض عبارات کتب بائیںہ بلفظ نقل کی گئی ہیں۔ اور بعض ملخصاً بحوالہ صفوحات نبیہ کی گئی ہیں۔ جو عبارات بلفظ ہیں۔ وہ بعینہ عبارت درج کی گئی ہے۔ اور جو ملخصاً ہے وہ خلاصہ عبارات کتب و بائیںہ ہے اس کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔ تاکہ غلطی یا غلط فہمی سے یہ نہ کہا جائے کہ کتابوں محولہ میں عبارات موجود ہیں۔ جیسے کہ مؤلف رسالہ نے غلطی کھائی ہے ۝

نقل فہرست عقائد و بائیںہ اسمعیلیہ دیوبندیہ مخالف سنت و جماعت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا دَعَا وَنَصَلِی عَلَی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مختصر فہرست عقاید و بائیںہ اسمعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہل سنت و جماعت ہم اپنے برادران دینی خالص سنی حنفی کے عقاید کی اصلاح کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس بات کے اظہار کو لازمی اور ضروری خیال کر کے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں اور ہوش کریں کہ وہاں بیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جنہوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی۔ اور اجماع امت سے علیحدہ ہر تقلید شخصی کا انکار کر دیا۔ ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔ مگر دوسرے قسم کے وہاں بیہ ان کا فتنہ نہایت عظیم ہے۔ اور ضرر رساں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ ہم مقلد اور پیچے حنفی ہیں اور تقلید امام کو تمام صیول اور فروع میں واجب سمجھتے ہیں۔ مگر عقاید میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔ اس لئے امامت ان کی ناجائز اور وہ قابل نفرت ہیں۔ مختصر فہرست ان کے عقاید کی حسب ذیل ہے۔ نقل کفر کفر باشد۔

فہرست عقاید و بابیہ

نمبر شمار	مضمون عقیدہ و بابیہ	نام کتب مصنف و صفحہ کتاب
۱	خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ بلفظہ و ملخصاً	رسالہ یک روزی مولوی محمد امجد علی دہلوی صفحہ ۱۲۵
۲	الہیہ نیت پس لاسلم بلفظہ رسالہ یک روزی	تقویتہ الایمان صفحہ ۳۱
۳	ارکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا	مولوی خلیل احمد کی براہین قاطعہ ۲
۴	قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید آیا جائز ہے یا نہیں	بلفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۳
۵	ان اللہ علی کل شیء قہار کے خلاف ہے	تقویتہ الایمان مولوی خلیل دہلوی صفحہ ۱۰
۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑھائی کے برابر	دہلوی صفحہ ۱۰
۷	کرینی چاہتے ہیں۔ ملخصاً	
۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے	
۹	چار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصاً	صفحہ ۱۲ - ۱۹
۱۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک	
۱۱	فردہ ناجیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصاً	صفحہ ۵۵
۱۲	اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اُس کا شفیع	
۱۳	بنائے گا۔ بلفظہ	صفحہ ۳۳
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر	
۱۵	موتی ہو گئے۔ بلفظہ و ملخصاً	صفحہ ۶۰
۱۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ	
۱۷	سنتے ہیں۔ ملخصاً	صفحہ ۲۳ - ۲۹
۱۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا	
۱۹	ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ ملخصاً	صفحہ ۱۰ - ۲۶ - ۲۷

اس فہرست کی اشاعت انکساریس پبلشرز ۱۰۰ کالی حضرت مولوی محمد امجد علی خاں صاحب قادری قادری دارالعلوم گلگتہ میں زبان اردو واحد بنگالی میں فرمائی جس پر بانی دارالعلوم علی گڑھ کو نئے پریسنگے۔ حوالہ اللہ خیر البحر ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲

نمبر شمار	مضمون عقاید و مباحثہ	نام کاتب مصنف و صفحہ کتاب
۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب نہ ان جانتا شرک ہے۔ ملخصاً	فتویٰ الایمان مولوی سعید دہلوی صفحہ ۲۷ - ۵۸
۱۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے؟ ملخصاً	" " " " ۱۰ - ۴۰
۱۱	آنحضرت صلی اللہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً	" " " " ۴۰ - ۴۱ - ۴۳
۱۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے؟ ملخصاً	" " " " ۴۳
۱۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے؟ ملخصاً	" " " " ۳۱
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں بلقظ	براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۳-
۱۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے ملخصاً	" " " " ۵۱
۱۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ میری و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و نباتات کو بھی حاصل ہے۔ بلقظ	حقیقۃ الایمان مولوی اشتعال علی نقانوی صفحہ ۷
۱۷	خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔ ع با خدا داریم کار را باخلاتق کار نیست۔ بلقظ	بسط البیان مولوی اختر علی صفحہ ۷
۱۸	حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزه سمجھنا بدعت و گمراہی ملخصاً	ایضاح الحق۔ سعید دہلوی صفحہ ۲۴
۱۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولد شریف کرنا اور قیام تعظمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے مثل کھیا کے جنم کے ہے۔ ملخصاً	فتویٰ مولوی رشید احمد براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۲۲۸

نمبر شمار

نام کتب مصنف صفحہ کتاب

مضمون عقیدہ و باب

۲۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل
اور گدھے سے بدتر ہے بلطف

صراط مستقیم مولوی اسماعیل ص ۸۶

۲۱ کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں وہ مذکور اسماعیل الرشید مولوی رشید احمد
ہیں بلطف

۲۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی
شیرینی میلاد شریف اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین
مضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام ہے مثل ہندو کے۔
فتویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶
نکتے براہین قاطعہ خلیل احمد دہلوی

۲۳ ختم فاتحہ بزرگان مثل سویم۔ وہیم چیل وغیرہ کو ہندو کی
رسوم بیان کرتے ہیں

باجوہ ایسا سمجھنے کے بھی خود مسلمانوں کے گھروں سے لیکر کھاتے ہیں۔ اور اچھی طرح
کھانا سامنے رکھ کر ختم فاتحہ پڑھتے ہیں۔ منافقانہ
مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصال ثواب کرنا کرنا ضائع
کرنا ہے۔ ہر مسلمان بھائی اس فہرست کو اپنے پاس جیب میں رکھے۔ اور حفظ کر لے۔
راقم آئمہ فضل احمد المشہر شہر لودھیانہ (عفی اللہ عنہ)

بندہ نے ان عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا واقعی ایسا ہی پایا۔ بلاشبہ اسے عقیدہ
والوں سے از حد نفرت اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہماری نماز ان کے پیچھے
ہیں ہوتی۔
بقلم غور عبد الحمید عفی عنہ مفتی شہر لودھیانہ۔

ختم ہوئی فہرست عقائد ہابئہ اسماعیلیہ دین بندائیہ کی،
قولہ۔ ہمارے مطالبات کا جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ مگر ہر دو صاحبان کو واضح
ہو کہ آپ کا یہ سکوت قابل رحم ہے۔ میرے ان کلمہ خیر ائمہ اخراجات کی آیت اس پر
مجبور کرتی ہے۔ کہ آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں الخ بلطف صفحہ ۸ سطر ۱۳۔

اقول مولوی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنے مقدمہ میں مصروف تھا
۵ ہر دو صاحبان الخ سے مولوی صاحب کی مراد نیاز منداہر مولوی عبد الحمید مفتی شہر لودھیانہ ہیں ۱۲۔

اور آپ کے بھائیوں نے مرزائیوں کو اپنی امداد سے مرہون کر رکھا تھا۔ اور خیال یہ تھا کہ جب جوابات پتھری میں لکھے جائیں گے۔ جو قانونی میسر احق تھا۔ مگر افسوس عدالت نے حب کا نوٹ دیا۔ وعدہ خود میسر جوابات کو نہ لکھا۔ اور بعد انفصال مقدمہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ جس پر آپ لوگ اور مرزائی میسر مرنے کے آرزو مند تھے۔ لیکن خداوند کریم نے مجھے صحت بخش کر آپ لوگوں اور تمام مرزائیوں کو سخت ناام کر کے ہمیشہ کے لئے انفلونزا کا قحیم کر دیا آپ کا بھائی بھی میسر لئے فرض نہیں تھا۔ کہ آپ کے حکم کی تعمیل فوراً کرتا۔ لیکن جبکہ آپ نے یہ رسالہ جوابات خلاف اہل سنت و جماعت لکھ کر تعلیٰ کی ہے تو اب ٹھٹھے دل سے جوابات بدل و مبرہن کئے اور غور کیجئے اگر خدا توفیق دے تو اپنے حق کو ناحق لکھ کر حق کو اور صراطِ مستقیم کو قبول کیجئے۔ اور واقعی حق وہی ہے جس پر میں اور جمہور علماء و متقدمین اور متاخرین چلے آتے ہیں۔

مولانا عبد الحمید صاحب مفتی شہر کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں میں خود آپ کی خاطر کے لئے تیار ہوں۔

آپ نے آیت ان کنتم الا یہ کو لکھ کر اپنی قرآن دانی کو ختم کر دیا ہے۔ کیونکہ جس کو آپ نے قرآن شریف کی آیت لکھا وہ قرآن شریف میں جو مسلمانوں کے پاس ہے وہ نہیں ہے۔ شاید وہابیوں کے قرآن میں ہو۔ اگر آیت شریف کے معنی بھی آپ کو آتے۔ تب بھی اس کو آیت شریف بیان نہ کرتے۔ اور اگر اس کو بقول آپ کے آیت سمجھا جائے۔ اور معنی بھی صحیح سمجھ جائیں تو واقعی یہ آیت گروہ دیوبندیہ کی نسبت صحیح ہے۔ اس لئے کہ لفظ ان شرطیہ اس کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ اور اس پر زیادہ افسوس آپ کی قرآن دانی کا ہے۔ کہ آیت لکھ کر اس کے آگے علامت الخ لگا دی ہے۔ آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ آیت شریف پوری نہ لکھی جائے تو علامت الا یہ لکھی جایا کرتی ہے۔

باب اول

عقیدہ نمبر (۱) وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ متقلدین خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے

قولہ - توضیح مطالبہ نمبر ۱۔ بر عقیدہ نمبر ۱۔ مستدرجہ اشتہار شترہ بنحائب قاضی فضل احمد
بہ تصدیق مفتی عبدالحامید آپ نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۔ یہ لکھا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ
کے جھوٹ بولنے کو ممکن کہتے ہیں جس کے ثابت کرنے کے لئے آپ نے بیکروزی اور تقویۃ الایمان وبراہین
قاطعہ کی عبارات مصنفوں کا مطلب ضبط کر کے لکھی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ہر دو صاحبان
نے ان عبارات کا اصل مطلب نہیں سمجھا۔ صفحہ ۹۔ سطر ۱۔ بلفظ

اقول۔ مولوی صاحب! آپ کا خیال محض غلط بلکہ غلط رسالہ بیکروزی فارسی کچھ الفاظ
عربی زبان میں ہے۔ اور باقی دونوں کتابیں اردو زبان میں ہیں۔ نہ تو وہ ترکی اور لاطینی۔ عبرانی
و یونانی ہیں جن کی عبارات سمجھا جانا مشکل ہو۔ اور ہم کو یقین ہے کہ فارسی اور عربی اور بالخصوص
اردو عبارت کا سمجھنا ہمارے لئے آپ سے زیادہ تر آسان ہے اور اصل مطلب شعر اگر در
بطن ہے تو نہ آپ سمجھیں گے اور نہ کوئی دوسرا سمجھے گا تو کاگ بھاگھا لکھنے کا کیا فائدہ لکھا
اور بولنا دوسرے کے سمجھانے کے لئے ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو فعل عبث ہے یا یہ
ہوگا کہ ان کتابوں کو وہابی ہی سمجھیں اور سنی نہ سمجھیں۔ یہ عجیب ہے۔ اور جو آپ نے
لکھا ہے وہ کہ مطلب ضبط کر کے لکھا ہے، یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آپ نے کسی عبارت
ضبط شدہ کا حوالہ نہیں دیا۔ کہ فلاں عبارت حذف کی گئی یا فلاں عبارت کا مطلب
ضبط کیا گیا ہے۔ جب کہ عبارات کو میں نے پورے طور پر لکھ دیا۔

قولہ۔ مصنفین کتب نحو لہ بالا کا مطلب اس جگہ جہاں ان کی کتب میں عبارت
لکھی ہیں مسئلہ خلف وعید کو ثابت کرنے کے لئے جس کی بحث کے ضمن میں امکان کذب

کی بحث بھی آجاتی ہے۔ بلفظ صفحہ ۹۔ سطر ۹۔
 اقول۔ مولوی صاحب! آپ نے بہت معقول فرمایا کہ مستفین کا مطلب خلف وعید کو بتا کر نہ ہے۔ اور اسی میں امکان کذب باری تعالیٰ کی بھی بحث آجاتی ہے۔ تو خلف وعید اور کذب اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے۔ گویا آپ اقبال ہے۔ تو بحث کی ضرورت نہیں۔ اچھا فہم یائے خلف وعید کے کیا معنی ہیں۔ یہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے معنوں میں جھوٹ بولنا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے تو صاف ہے کہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہی کذب باری تعالیٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اور یہی مطلب ان کتب کا ہے۔ پھر آپ کیسے لکھ دیا کہ مطلب نہیں سمجھے مطلب کو خبردار کر کے لکھ دیا۔ یہاں آپ کی سمجھ کا ہی قصور نکلا۔
 قاضی سو واضح رہے کہ خلف وعید کے اہل سنت بڑے شہید سے قائل ہیں۔۔۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ثابت ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا بلفظ صفحہ ۹ سطر ۹۔

اقول۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم خوب! یہاں تو آپ نے کمال کر دیا۔ اور ایسا ہی جھوٹ آپ نے لکھ مارا جیسے خداوند تعالیٰ اصرار حقین کی نسبت کذب کا لگانا۔ میں کہتا ہوں آپ کے دیوبندی بزرگ جن کے آپ حمایتی بنتے ہیں وہ تو اس مسئلہ کو اختلافیہ اشعریہ لکھ رہے ہیں۔ مگر آپ نے اس سے بھی بڑھ کر ایسا کمال کیا ہے جس کی داد پانے کے آپ مستحق ہیں۔ پہلے اس سے آپ کو اگر دستار فضیلت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ تو اس کمال کے مسئلہ میں دو دستار میں ملنی چاہئیں۔ دیکھئے مولوی رشید محمد و مولوی خلیل محمد صاحبان آپ کے پروردگار اپنی براہین قاطعہ میں یوں لکھتے ہیں۔
 (۱) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے۔

کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں بلفظ صفحہ ۲ سطر ۱۵۔ براہین قاطعہ ۲۔
 (۲) امکان کذب کہ خلاف وعید کی فسار ہے جو قدما میں مختلف فیہ ہو چکا ہے۔

بلفظ صفحہ ۳۔ سطر ۲۔ براہین قاطعہ ۲۔
 (۳) مراد المختار میں ہے ہاں یہی زنا الخلف فی الی وعید فظا ہوا فی

المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بحجوز لا يبعد نقصا بل جواز اذ
بلفظ صفحہ ۲ - سطر ۱۶ براہین قاطعہ :

کہتے ہیں کہ اہل سنت بری شد و مد سے خلف و عید کے قائل ہیں۔ اگر بعض
اشعریہ اس کے قائل لیکن محققین اشاعرہ جو کثرت سے اس کے قائل نہیں، اور ماتریدیہ تو کلام
قائل نہیں۔ حالانکہ آپ بھی ماتریدیہ میں قدم رکھتے ہیں۔ اور بعض اشاعرہ کی سند کو
پیش کرتے ہیں۔ آفرین ہے :

عجب العجب اور طرہ اور طرہ مولوی رشید احمد اور مولوی خلیل احمد کی دیانت کا یہ ہے
جو انہوں نے کتاب رد المختار کے نقل کرنے میں فرمایا ہے۔ اور اس مثل کو انہوں نے حق الیقین کے
درجہ پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ کسی شخص نے ایک وہابی مولوی سے کہا آپ ہم کو سننا چاہتے
کی نہایت تاکید کیا کرتے ہیں۔ اور نہ ٹھہنے والوں پر کفر کا فتوے لگا یا کرتے ہیں۔ لیکن قرآن
تو نماز پڑھنے کا حکم ہی نہیں۔ بلکہ اس کی مخالفت آئی ہے۔ مولوی صاحب نے پوچھا
کہ وہ کونسی آیت ہے تو اس شخص خود عشر من نے کہا کہ قرآن شریف میں صاف
لا تقربوا الصلوة کہ تم نماز کے پاس بھی مت جاؤ۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ اومیال
آگے اس کے فائدہ سکادیں بھی تو پڑھو اس نے جواب دیا کہ ہم تو وہ حکم پیش
کریں گے جو ہمارے لئے مفید ہو۔ باقی سے ہم کو کیا عشر من۔ اور یہ بھی تو سارے
قرآن پر تو آپ نے عمل نہ کیا ہوگا۔ انتہی ہے :

اس مثال کو یاد رکھ کر سنئے کہ آپ کے مرشدان عالی نے کیا زیانت فرمائی
ہے۔ اور رد المختار کی عبارت کو کس خیانت سے متروک کیا ہے۔ اصل عبارت
یوں ہے :-

هل يجوز الخلف في الوعيد فظا هر مسا في المواقف والمقاصد ان الاشاعرة
قائلون بحجوز لا يبعد نقصا بل جواز اذ كروا. وصريح الفتاوى وغیره
بان المحققين على عدم جواز عدم جواز الشئ بانه لا يصح الاستحالة عليه تعالى
لقوله تعالى وقد قدمت عليكم بالوعيد ما يبدال القول للامى وقوله تعالى
وكن يخلف الله وعده اى وعيد لا (بلفظ صفحہ ۳۵ - سطر ۱۲) :
دیکھئے۔ اس عبارت متحملہ سے یہ ثابت ہے کہ اشاعرہ بھی جو محققین ہیں خلف و عید

کہ ناجائز قرار دے رہے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ پر محال فرما رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیب محقق اشاعرہ اس کے قائل ہوئے ہیں۔ جو محققین کے سلسلے ان کی کوئی بوقت نہیں۔ مگر افسوس ہے آپ کے مرشدان بادیانت پر کہ انہوں نے عبارت کو جو صریح التفاتاً سے شروع ہوتی ہے۔ آخر تک تین سطروں کو اپنا مخالف جان کر تحریف کر کے خیانتاً حذف کر دیا۔ اور لائق تصدیق کی مثال کو ہاتھوں پر سرسوں کی طرح اگادیا۔ جب ان کی دیانت یہاں تک ہے تو ان کی امانت و صیانت کی ضمانت آپ کو مبارک ہو۔ اہل سنت و جماعت خالص سنی حنفی ان کی ایک بات پر اعتبار نہیں رکھتے۔ اور نہ رکھیں گے۔

یہ بھی یاد رہے کہ محققین اشاعرہ میں سے علامہ تفتازانی اور دیگر اشاعرہ علامہ نسفی رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر کابر وہ کیسے آپ کے خلف و عید کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور آیات قرآنیہ سے اسکا حالہ کفار پر قرار دے رہے ہیں۔ اس کے سوا ایک اور خیانت مولوی خلیل احمد صاحب کی لکھتا ہوں کہ وہ لکھتے ہیں۔ وہ ہوندا۔ اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

بلفظ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱۔ سطر ۵
اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوت میں اس طرح لکھتے ہیں۔ وہ ہوندا۔

اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ دیوار کے پیچھے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں اور روایت اوپر اس کے صحیح نہیں ہوتی بلفظ۔ ترجمہ۔ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۱۴۔ سطر ۸ یہاں بھی وہی مثل لائق تصدیق کی ثابت ہے۔ العیاذ باللہ۔

آپ کا یہ کہنا کہ اہل سنت بڑی شد و مد سے خلفِ سعید کے قائل ہیں بالکل غلط ثابت ہوا۔ ہاں آپ جیسے وضعی اور مصنوعی اہل سنت ضرور بڑی شد و مد سے قائل ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ اہل سنت و جماعت کا حزب یا گروہ وہی ہے جو ماتریدہ اور اشعر یہ ہے اور وہ وہی ہیں جو مقلدین مجتہدین ائمہ اربعہ امام عظیم رضی اللہ عنہ اور امام مالک

اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہم ہیں جو شخص ان کے عقائد کے خلاف ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے ۛ

بعض اشاعرہ کے کلام سے خلف عید کا جواز نکلتا ہے۔ اسے اسکا کذب سے کوئی علاقہ نہیں۔ خود اشاعرہ نے اس معنی کا ابطال کیا ہے سبحن السبوح عن عیب کذاب مقبوح میں اس کی بحث کافی کافی ہے ۛ

پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ نہ تو اشاعرہ اور نہ ماتریدہ اس خلف و عیب یعنی کذب کے مجوز ہیں بلکہ قرآنی آیات بخوبی اس کی سخت تردید کر رہی ہیں۔ اب کہئے آپ کن میں سے ہیں جو خود مجتہد بنتے ہیں۔ اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کہ اہل سنت و جماعت بڑی شد و مد سے اس کے قائل حالانکہ آپ کے مرشدان بزرگ بھی چشم پوشی اور اغماض کر کے سنا خلف و عید کو قدما کا مختلف فیہ لکھ رہے ہیں ۛ

آپ نے دو آیات شریفہ اس کے اثبات میں ان الله على كل شيء قدير اور كان الله على كل شيء مقتدرًا تفقہ نے الدین کے خلاف تحریر کی ہیں۔ ان کا جواب سنئے۔ ترجمہ آیات کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے یا ہر چیز پر قادر ہے ۛ

اب کہئے لفظ شئی یا چیز میں ہر ایک آگئی یا کچھ باقی رہ گیا۔ اور یہ بھی کسی آیت قرآنی یا کسی تفسیر حقانی سے سیچ سمجھ کر کہتے کہ لفظ شئی میں خدا تعالیٰ بھی داخل ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو کیوں اور اگر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے اس سے یہ بھی عقیدہ آپ کا معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ مگر افسوس اس پر آپ کی نظر نہیں اور نہ آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اور نہ دے سکیں گے ۛ

میں کہتا ہوں کہ لفظ شئی میں خداوند تعالیٰ بھی داخل ہے۔ آپ چونکے اور گھبرائیے مت۔ لیجئے قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ بھی لفظ شئی میں داخل ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ای شئی اکبر شهادة قل الله راعی محی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے کوئی چیز یا شے شہادت میں سب سے بڑی ہے کہو اللہ پس اللہ تعالیٰ بھی آپ کی آیات پیش کردہ میں داخل ہے۔ پس اس سے یہ بات

لازم آئی کہ اللہ تعالیٰ دوسرا خدا پیدا کرنے پر قادر ہے۔ پس یہ مسئلہ تمام کے مذاہب کے خلاف ہے۔ جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نیچے ہے خلف و عید اور کذب باری تعالیٰ اور اس سے یہ بھی لازم آیا کہ نعوذ باللہ خداوند کریم اپنی اولاد پیدا کرنے پر ناچوری اور تمام برے افعال سے کہ شراب پینے۔ قمار بازی وغیرہ کرنے پر قادر ہے کیونکہ جب انسان ان تمام افعال قبیحہ کے کرنے پر قادر ہے تو خدا کیوں قادر نہ ہو۔ اور اگر قادر سمجھا جائے تو ثابت ہوگا کہ انسانی قدرت رحمانی قدرت سے زیادہ ہے۔ ایسے ہی آپ کے امام الطائفہ بانی و مابیت و تجدیت اپنے رسالہ یک روزی میں لکھتے ہیں وہو ہذا۔ مولانا فضل حق صاحب علیہ الرحمۃ کے جواب میں جنہوں نے اس طرح لکھا تھا لکھتے ہیں۔

قولہ۔ ما هو الا تجوز الذباب علی اللہ تعالیٰ وهو محال لانہ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال۔

اقول اگر مراد از محال متنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست لکن سلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقتہ للواقع والیقائے آن بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد الخ $\frac{۱۴۴}{۱۴۵}$ یک روزی :

کیوں؟ مولوی صاحب آپ کا ایمان اور اعتقاد یہی ہے آپ کو مبارک ہو۔ لیکن ہمارا اور تمام اہل سنت و جماعت کا اعتقاد اور ایمان آپ کی پیش کردہ آیت پر اس طرح ہے۔

(۱) تفسیر جلالین میں اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے ان اللہ (کان) علی کل شیء (مشاء) قدیر یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جس کو کرنا چاہے۔ اور جس کو کرنا نہ چاہے اس میں سے جو محال ہے اس پر قادر نہیں) :

(۲) تفسیر بیضاوی شریف جلد اول صفحہ ۲۸۔ ۲۹۔ قولہ تعالیٰ ان اللہ علی کل شیء قدیر کا تصویح بہ وقت برکتہ والشیء یخص بالملک جود لانہ فی اللہ مصدر شاء اطلق بمعنی شاء تارفع یتناول الیاری تعالیٰ کما قال اللہ قل ای شیء اکبر شعاؤہ قل اللہ ومعنی مشی آخری اے مشی وجود کا و ما شاء اللہ

وجودہ وہی موجود فی الجملہ وعلیہ قولہ ان اللہ علیٰ کل شیء قدير۔ واللہ
خالق کل شئی۔ فہما علیٰ عمومہما بلا مشنی یتبعی خلاصۃً اس آیت شریف
کی تصریح میں یہ بات ہے کہ شئی کا لفظ چیز کی موجودگی پر خاص ہے کیونکہ یہ لفظ
..... دراصل مصدر ہے بمعنی شاع یعنی اسم فاعل کے معنی جو جانتے والا
ارادہ کرنے والا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی شئی سب سے بڑی ہے
شہادت میں پھر خود ہی فرماتا ہے کہ اے میرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے
کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اور کبھی بمعنی شئی کہ بمعنی اسم مفعول کے یعنی جس کا وجود اللہ
تعالیٰ چاہا اور جو اس وقت فی الوقت موجود ہے اُس پر قادر ہے اور اس پر آیت شریف
ان اللہ علیٰ کل شیء قدير واراد ہے الخ :

(۱۳) شریح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۵۱۔ سطر ۱۲۔ ذکر اقل
کل علم یخص قولہ تعالیٰ واللہ علیٰ کل شیء قدير بما شائداً الخ۔ والحاصل
ان کُل شئی تعلقت بہ مشیتہ تعلقت قدرہ الخ یعنی اللہ تعالیٰ چیز
کو چاہے اس پر قادر ہے اور جس کو نہ چاہے اُس پر نہیں ہر ایک چیز کا تعلق اسکی
مشیت پر ہے۔ اور لفظ کل عام ہے :

(۱۴) شریح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۰ سطر اول۔ ثم اعلم
ان الشی فی اصلہ مصدر قد استعمل بمعنی المفعول کما فی قولہ تعالیٰ واللہ علیٰ
کل شیء قدير۔ یعنی دراصل لفظ شئی مصدر ہے اور بمعنی مفعول استعمال کیا جاتا ہے
جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر شئی پر قادر ہے یعنی چاہی ہو یا چیز
پر (بمعنی مفعول) :

یَعْلَمُ اے اس آیت شریفہ کا مطلب جو مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اہل سنت و
جماعت نے فرمایا ہے جس کو وہابیہ نہیں سمجھتے :
قولہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیای سعادت کے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں گناہ
واجب نیست کہ بد و زخ برود بلکہ عفو ممکن است۔ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۴ پر ہے
کہ ہر کہ صفات حق تعالیٰ بشناخت و جلال و بزرگی و توانائی مبیہ باکی اور بدانت
اگر کسی مخلوق عالم را ہلاک کند و جاوید بد و زخ دارد یک ذرہ مملکت نہ کم نشود۔

بلفظ صفحہ ۹ سطر ۲۱۔

اول

ان عبارات سے مفتی صاحب یہ مطلب نکالنا چاہتے ہیں کہ ان عبارات میں تمام انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہیں جن کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم لگاتے ہیں۔ جو کمال غلط ہے۔

۱۱ پہلی تحریر میں تو صرف گناہ کے معاف کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قادر ہونا ثابت ہوتا ہے جو عین صحیح ہے کہ مومنوں و مسلمانوں کے سب گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور سچا وعدہ ہے ایفا کرنے پر قادر ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ الْاَشْرَکَ بَہ و یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ (سورۃ النساء) اور یَغْفِرُ لِمَن دُوْنِ ذٰلِکَ (سورۃ صافات) اور یَغْفِرُ اللّٰهُ لِمَن يَّشَاءُ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ (سورۃ یوسف) اور اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الْاِثْمَ جَمِیْعًا (سورۃ الزمر) ایسی بہت سی آیات موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے گناہ معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس میں کوئی خلف و عیب ہے۔ ذرہ ہوش کیجئے یہ عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی میرے دعوے کی موید ہے۔ اور آپ کے مخالف ہے اپنے دعوے پر دلیل لانے میں سخت غلطی کھائی ہے جو طفل مکتب نہ کرے۔

دوسری عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کیمیائے سعادت کے رکن چہارم کے تفسیری فصل خوف ورجا کی حقیقت کے بیان میں ہے۔ جو ہمہ مخلوق عالم میں پیغمبران علیہم السلام ہیں۔ داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ اس میں لفظ بڑا ہوا۔ چھوٹا درج نہیں۔ اس عبارت کے عین اوپر ایک مثال حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ شہر کے خوف کی نقل فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مملکت میں ایسا کرنے سے کچھ کمی واقع نہیں ہوتی۔ اور اس جگہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص آل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں۔ ہاں اگر جملہ یا فقرہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا، درج ہوتا تو بیشک تمام انبیاء علیہم السلام اس میں داخل ہوتے۔ مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس عبارت کے بعد حضرت امام علیہ الرحمۃ نے اس کا استثناء یوں فرما دیا ہے کہ :-

یہ در انبیاء علیہم السلام کو بھی ہوتا ہے گو کہ وہ جلتے ہیں کہ ہم گناہ سے معصوم

ہیں۔۔۔ اسی واسطے سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میں تم سب سے زیادہ خائف ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہما یخشی اللہ من عبادہ العلماء بلفظ اکسیر بدایت ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ ۴۸ سطر ۲۳ (۲) فتوح الغیب مقالہ ہمزہ وشرح فارسی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ لا تسکن الی احد من خلق ولا تاتس بہ (بلفظ) شعی ح۔ ارام نگیر و میل مکن بسوئے پیچ یکے از خلق والفت نگیر پیچ یکے اما از دوستان خدا و مقربان و کے داخل غیر نیستند و توجہ بالیشان بایں حیثیت عین توجہ بحضرت حق است انتہی۔ یعنی خلق کے لفظ سے یہ بات نہیں سمجھنی چاہئے کہ اس میں دوستان خدا و مقربان درگاہ کبریا جمل و علا انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام علیہم الرحمۃ بھی داخل ہیں۔ کیونکہ الکی طرف عین توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ واقعی وہ اس لفظ مخلوق میں داخل نہیں ہیں۔

اب اس میں اصل عقیدہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کا مختصر لکھا جاتا ہے تاکہ آپ کو ان کے عقیدہ سے واقفیت ہو کر بے ربط اور بے جوڑ غیر متعلق عبارت کا پتہ لگ جائے۔

مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ جلد اول
باب دوم عقائد دینی

(الف) وہ سب چیز اس کے (خدا تعالیٰ) حکم اور تقدیر حکمت اور خواہش سے ہوتی ہے۔ کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوئی اور جس کو نہ چاہا وہ نہ ہوئی۔ بلفظ جلد اول صفحہ ۱۷ سطر ۱۶۔

ارجب یہ جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے اور اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے امر و نہی اور وعدہ اور وعید فرماتا ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۷ سطر ۹۔ جلد اول۔

(ج) یہ امور اس سے عدل کے طور پر ہی ہوتے ہیں۔ نہ بُرے ہوتے نہ ظلم اور اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کو طاعتوں پر اپنے کرم اور وعدہ کے بموجب ثواب عنایت فرماتا ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۷ سطر ۸۔

(ح) بلکہ رسولوں کو بھیجا اور ان کا سچ ظاہر مجذوبوں سے ثابت کیا۔ تو انہوں نے اس کے حکم اور نہی اور وعدہ اور وعید کو خلق میں پہنچایا۔ اس لئے خلق پر رسولوں کو سچا جانتا اور جو وہ احکام لائے ہیں ان کا ماننا واجب ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۷۷۔ سطر ۱۲۔

(ھ) خدا تعالیٰ کے حکم سے کافروں کے پاؤں اس پر رصراہ پھیں لیں گے۔ اور دوزخ میں گری جائیں گے۔ اور ایمان والوں کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس میں جمیں گے۔ وہ دارالفرار کو پہنچا دئے جائیں گے۔ بلفظ صفحہ ۱۷۸۔ سطر ۱۲۔

(و) پس دوزخ میں کوئی ایسا نذر ہمیشہ نہیں رہیگا۔ بلفظ صفحہ ۱۷۹۔ سطر ۵۔

(ز) جو شخص ان امور پر یقین سے معتقد ہوگا۔ وہ اہل حق اور مسند جماعت والوں میں ہوگا۔ اور گمراہی اور بدعت والوں کی جماعت سے علیحدہ رہیگا۔ بلفظ صفحہ ۱۷۹۔ سطر ۱۱۔

دیکھتے ہیں مذہب امام عالیہ الرحمۃ کا اور میرا اور تمام اہلسنت و جماعت کا جو آپ کو نصیب نہیں۔ آپ نے اپنی ان عبارتوں کے سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی اور خداوند تعالیٰ جھوٹ بولنا اور خلاف وعید کا کرنا بے سود نکلا۔

قولہ۔ حضرت شیخ شرف الدین احمدی نے تفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے صفحہ ۱۷۱ پر ہے۔

اگر ہمہ منکران عالم و شیاطین جہاں را با ذریت و اتباع اوفی المثل بعلین رسالت و تاج قدسی بر سر ہند منور حق کرم او گذار نشود۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر ہے اگر خواہد ہر کہ در دوزخ زمین کافرے و مشرکیت در دریائے رحمت غرق کنند۔ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۷ پر ہے۔ اگر خدا بد کہ در عالم بنی دوی است ہمہ را در سلاخ کشد و خالداً مخلصاً در عذاب الیم بدارد۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۲ پر ہے۔ اور کہے را کہ با جبار قہارے آتادہ است۔ اگر بہشت را عین دوزخ گرداند و دوزخ را عین بہشت الخ صفحہ ۹ سطر ۵۔

اقول۔ انیسویں سے کہتا ہوں کہ آیت باعدیث پیش کی ہوتی جس سے ثابت ہوتا کہ واقعی خداوند تعالیٰ وعدہ خلا فی کیا کرتا ہے۔ اور جھوٹ بولتا ہے یا بولا کرتا ہے۔

کیا کسی ایک بزرگ سالک مجذوب کا قول پیش کرنے سے آپ کا چھٹکارا ہو سکتا ہے ؟
 اور ایسا قول کہ جس کی تاویل ہو سکتی ہو۔ اور بظاہر شریعت کے خلاف ہو۔
 کیا آپ ایسے قول کو مفتی بہ یا علیہ الفتویٰ ظاہر روایت سمجھتے ہیں۔ آداب افتاء پڑھئے۔
 ہاں ! عبارات مستدرجہ بالا درج کرنے کا مطلب آپ کا یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ تمام جہاں کے
 منکروں شیطانوں کو علیتین میں داخل کرنے پر قادر ہے اور تمام مشرکین کو دریائے
 رحمت میں غرق کر سکتا ہے۔ اور وہ جب بار و قہار ہے کہ دوزخ کو بہشت اور بہشت
 کو دوزخ بنا دے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام
 کو دوزخ میں ڈال دے یا ڈال سکتا ہے۔ لغو ذی اللہ منہا پس اس سے اللہ تعالیٰ کا
 جھوٹ بولنا ثابت ہوا۔ جس کے اہانت و جماعت قائل ہیں۔ یہ آپ کا افتراء علی اللہ
 ہے۔ اس کا جواب پختہ و جوش ہے۔

اول شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی تحریر میں کوئی سند قرآن شریف یا حدیث شریف
 سے نہیں دی۔ جب کوئی سند نہیں ہے تو کوئی بھی مسلمان آدمی اس کے ماننے کے لئے تیار
 نہیں۔ جو شیخ صاحب نے اپنی مجذوبی کی حالت میں لکھ دیا ہو۔ اس پر اعتبار نہیں یا اس کی
 تاویل کی جائے گی ؟

حکم یہ کہ ان عبارتوں کے شرع میں الفاظ اگر۔ اگر خواہ لکھے ہوئے ہیں۔
 جس سے شیخ علیہ الرحمۃ کا منشا ظاہر ہو رہا ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات کی تفسیر میں بیان
 کر رہی ہیں۔ کہ نہ تو خدا چاہے اور نہ چاہیگا اور نہ ایسا کرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے۔

- ۱۔ فلو شاء لهدانا یحییٰ (سورۃ النعام) پس اگر ہم چاہتے تمام کو ہدایت کر دیتے۔
- ۲۔ ولو شاء الله لجعلکم امة واحدة (اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی
 امت بنا دیتا۔

- ۳۔ ولی شاء ما اشئکم (انعام) اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے ؟
- ۴۔ ولی شاء الله ما فعلو (انعام) اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا کام نہ کرتے ؟
- ۵۔ ولو شاء لجعلکم امة واحدة (شوری) اگر ہم چاہتے تو ان کو ایک ہی مذہب پر
 کر دیتے ؟

۴۔ لو ارمہ فان تختنا لہو الا تختنا من لدنا چنانکہ ان کسنا فخلین (انبیاء) اگر ہم بیٹیا اختیار کرنا چاہتے تو اپنے یا اس سے اختیار فرماتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔ کیا کوئی اس آیت سے ایسا کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیا ممکن ہے۔

۵۔ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین۔ کہہ دے اے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر رحمن کے لئے بیٹیا ہو تو میں سب سے پہلے اس کا پوجنے والا ہوتا۔

یہاں کہہ دینا کہ خدا کا بیٹا بھی ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو سعادۃ اللہ عبادت غیر کا حکم دے۔ یہ سات آیات کافی ہیں اگرچہ متعدد آیات ایسی ہیں جن سے صاف صاف ظاہر ہے کہ خدا کے چاہنے پر دار مدار ہے۔ پس جب وہ چاہتا ہی نہیں تو پھر یہ فتوے خداوند تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام کس طرح لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا پھر اس کو خلاف وعدہ کیونکر کہا جاسکتا ہے اور کیوں کر اس کی کوئی نظیر پیش کرنی چاہئے کہ فلاں امر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے خلاف ظاہر کیا ہے اور آیت نہ بھی کرے گا۔ جب یہ نہیں تو پھر خدا کے کذب پر دلائل حشو یہ پیش کرنا کس اہل سنت کا مذہب ہے۔ واقعی یہ مذہب بد خراج اور معتزلہ کا ہے۔ جیسے اگے آئے گا۔ انتظار کیجئے۔

سوم۔ شیخ علیہ الرحمۃ پر آپ نے کذب باری تعالیٰ کا بہتان لگایا ہے اس عسیری عبارت میں حضرت شیخ نے اپنے مکتوب نمبر ۵۸ میں جو صفحہ ۱۰۰ پر درج ہے۔ ایک اپنے مرید مریض کو تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حیا و قہار ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اگر صفت قہار ہی ظہور میں لاوے تو کوئی کس پر اعتراض نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ اپنی مخلوق میں تصرف کرنے کو ظلم سے تعبیر نہیں کر سکتے پس اس عبارت سے کذب باری تعالیٰ ثابت کرنا نا فہمی نہیں تو اور کیا ہے؟

چہارم۔ میں نہیں شیخ علیہ الرحمۃ کی اسی کتاب کو پڑھا ہے پیش ہوتا ہوں کہ انہوں نے

لے کذب باری تعالیٰ یا خلف وعید کے مسئلہ کا تشدد سے انکار کر کے
 بخوبی سمجھا دیا ہے۔ وہ اپنے مکتوب نمبر ۹۸ صفحہ ۳۱ پر فرماتے ہیں۔ کہ بھائی
 شمس الدین کو واضح ہو کہ اہل سنت کا مسئلہ اتفاق یہ ہے کہ کافروں کے لئے عید
 مطلق ہے اور نیکوں کا روں کے لئے وعدہ مطلق۔ اور گنہگار مسلمان چونکہ کافر
 نہیں وہ وعید مطلق کے نیچے داخل نہیں اور وہ بالکل نیکہ کار بھی نہیں تو وعدہ
 مطلق میں بھی داخل نہیں۔ لیکن معتزلہ فرقہ اس کے خلاف ہے وہ اس مسلمان کو جو نیکو کا
 نہیں ہمیشہ کے لئے دوزخی کہتے ہیں۔ اور اہل سنت و جماعت اس مسلمان کو
 خدا کی مرضی پر چھوڑتے ہیں خواہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے بخش دے۔ یا عدل
 سے عذاب کر کے بخش دے اس کو اختیار ہے اس میں خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا
 اور اس میں خلف وعید یا وعدہ خلافی کرنا کہاں پایا جاتا ہے۔ اصل عبارت
 ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ تاکہ آپ معتزلہ عقیدہ سے بچیں۔ اور اہل سنت میں داخل
 ہوں۔ اور توہین اور گستاخی اللہ تعالیٰ سے مصون رہیں۔

مکتوب نو دہشتم در وعدہ و وعید۔ صفحہ ۳۱

برادر شمس الدین بدانند کہ مراہل سنت را اجماع است کہ وعید مطلق کافراں را
 است و وعدہ مطلق مومنان را است باز مومن کہ عاصی باشد کافر بنود تا در تحت
 وعید مطلق در آید۔ وزیر الحسن مطلق نیت تا در وعدہ مطلق ویرانہ یا بدانند و سے اختلاف
 است۔ قول معتزلہ آنست کہ وعید مطلق است۔ اگر باگناہ ازین جہاں
 بیرون رود جاودال در دوزخ ماند۔ باز مذہب اہلسنت آنست کہ مراوراموقوف
 دارندہ وعدہ مطلق۔ مہندہ وعید مطلق حکم سے بر شیت معلق دارند اگر خواہند
 دے را آمرزدواں ازوے فضل بود اگر خواہند را عذاب کند و آن ازوے عدل بود۔
 و بیچ حال مومن را در دوزخ خلود نگویند ہر چند عاصی باشد۔
 از عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما منقول است کہ گفت کہ ہر مومن کہ باگناہ رود خداوند
 تعالیٰ از سزا کار یکے باز کند با رحمت خویش بیا مژدہ۔ یا لشفاعت پیغمبر بخشاید بمقدار
 گناہ عذابے کند و آخر آزاد کند۔ در کاعی ۵

گر گناہ جاری و تہیہ است... باز تو بہ کن چوں در خواہد شد فراز

گر بدی در گم لہرق آئی دے صد فتوحات پیش باز آید ہے

لیجئے! مفتی صاحب شیخ علیہ الرحمۃ کا تفسیر فیصلہ آدر فتوے اہل سنت و جماعت اور فرقہ معتزلہ کا مذہب کیا صاف صاف بتلا دیا کہ مومن مسلمان ہمیشہ جنت میں ہی رہیں گے اور کافر و مشرک و شیطان مردود و غیر ضرور دوزخ ہی میں رہیں گے۔ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ ہرگز نہ کرے گا :-

دوسری جگہ حضرت علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۳۵ صفحہ ۱۷۰ میں فرماتے ہیں :-

یقین مانو کہ مقبول اور مردود و نکر و مردود و مقبول نشود کہ ہر کہ راجعت رسانند انداز

امید ہے کہ اب تو شیخ علیہ الرحمۃ کے فرماتے پر آپ ایمان لائے اور اہل سنت میں داخل ہو جائیں گے۔ قابل عمل آپ کے دیگر عبارات مکتوب شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ لکھی جاتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اعتقاد حضرت شیخ علیہ الرحمۃ پر اس قدر غلو سے بڑھا ہوا ہے کہ انکی عبارتوں پر بڑے زور سے ایمان کو مستقبل کیا ہے جو بلا سوچے سمجھے لکھی گئی ہیں۔ اور ان سے یہ بات ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ کسی طرح سے خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے گا رافسوس وہی کا تقریباً الصلوٰۃ کی مثال کو آپ نے یہاں بھی ثابت کر دیا۔ چونکہ آپ کا ایمان ان کی کتاب پر ایسا ہے کہ آنکھ بند کر کے عمل کرنے کو تیار ہیں۔ لیجئے چند عبارات ان کی کتاب سے لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ ان پر عمل لیجئے :-

الف۔ مکتوبات شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ کے اخیر صفحہ ۳۳۳۔ ابیات ذیل ۵

من نہ کافر نہ مسلمان ماندہ ام در میان ہر دو حیران ماندہ ام

نہ مسلمانم نہ کافر چوں کنم اندہ سرگردان مضطرب چوں کنم

ب۔ از خود از طاعت خود منکر باش ایمان خود بہ نظر نہ آ رہیں۔ عبادت خود را بہت

پرستی شمار خود را مردود و فروعی تصور کن۔ بلفظ صفحہ ۱۰۹ سطر ۲۱ :-

ج۔ ارشاد المساکین مہنفہ حضرت شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ مکتوب امام ربانی جلد سوم (تاکاذ نشود مسلمان نشود و تا سر برد خود را نہ مسلمان نشود و تا با خود جفت نشود و مسلمان نشود۔ بلفظ۔

دیکھئے مفتی صاحب شیخ علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں معذرت میں مسلمان ہوں اور کافر۔ اپنے آپ کو نمرود اور فرعون سمجھاؤ اور زلمہ نہیں۔ اپنی ماں کے ساتھ۔۔۔ کراؤں اپنے بھائی کو قتل کر اپنی عبادت کو بہت بڑی شہادت کر کافر ہو جاؤ غیث وغیرہ۔ اب آپ شریعت سے فتوے دیں تاکہ آپ مفتی کامل ثابت ہوں۔ اور ان باتوں پر عمل کر کے دکھلائیں۔

قولہ۔ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے قائل تھے صفحہ ۱۲۷۔
اقول۔ ان عبارات کا جواب کافی سے زیادہ ہو چکا ہے کہ خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ پر گزرا ہوا نہیں۔ یہ مذہب معتزلہ کا ہے۔ اور وہ حضرات ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے پر گزرا قائل نہ تھے۔
قولہ۔ غرضیکہ اہل سنت خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگر خلف وعید کے قائل نہیں تو معتزلہ اور خارجی لوگ ہیں جو کہ عبارت سے ذیل سے ظاہر ہے:-
تکویح مقاصد میں ہے انہی اب فضل من اللہ تعالیٰ والعقاب عدل من غیر وجوب علیہ ولا استحقاق من عبد خلافا للمعتزلہ۔

تکویح موافق میں ہے جامع المعتزلہ والحق ارجح علی عقاب صاحب الکبیرہ اذا ما بعد بدلتی بہ ولم یجواہلوا بحسن اللہ عنہ۔
ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی نہیں۔ بل فقط صفحہ ۱۲۷۔

اقول۔ میں اور ثابت کر چکا ہوں کہ خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ کا کوئی بھی اہل سنت سے قائل نہیں بلکہ کل ماترید علماء شرعی اس سے انکاری ہیں۔ ان عبارات سے درجہ بالا شرح مقاصد اور موافق سے بھی میرا دعویٰ ثابت ہے نہ کہ آپ کا۔ آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و مومنین صالحین کو دوزخ میں ڈالیے پر قادر ہے۔ اور تمام شرکین و شیطان العین اور ملحدین اعلیٰ و ادنیٰ کو بہشت میں داخل کرنے پر اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف قادر ہے۔ جس سے کذب باری تعالیٰ ثابت ہو۔ لغو ذی اللہ نہا۔ یہ عقیدہ آپ کو

مبارک ہو میں ان ہر دو عبارتوں کے مضمون میں دکھلا چکا ہوں کہ یہ بات حسب وعدہ وعید خداوند تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ کسی مسلمان گنہگار کو اپنے فضل سے بخش دے یا آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے مغفرت کرے۔ یا اس کے گناہ کے مطابق عذاب کر کے بخش دے۔ اس کے اثبات میں آپ کی پیش کردہ کتب کیمیا و سعادت اور مکتوبات شیخ محی ثیری سے دکھلا چکا ہوں۔ اور آیات بھی درج کر چکا ہوں لیکن آپ کے اعتقاد کے مطابق کسی کافر اور مشرک کا خلود فی الجنتہ ثابت نہیں جس سے خداوند تعالیٰ کا وعدہ خلا فی کرنا ظاہر ہوتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو اپنے دعوے پر دلیل لانے کا دھنگ بہت نالائس میری تحسیر سے ثابت ہے کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی ہی لوگ ہیں۔

قولہ۔ حضرت مولوی اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی خلیل احمد صاحب کو بیعت خلف وعید کے قائل ہونے کے آپ نے وہابی قرار دیا ہے۔ اور ان کی تحریرات کو آپ نے کفر یہ ٹھہرایا ہے۔ اب توضیح مطالبہ میں ثابت ہو گیا۔ کہ خلف وعید کے قائل تمام اہل سنت میں ہیں۔ اور اہل سنت کو وہابی اور آپ کے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔ تو ایشیاء و انڈیا کے ایسا کرنے سے شرعاً آپ کس لقب سے یاد کئے جانگے مستحق ہیں۔ لفظ محمد ۱۲۔ سطر ۲۱۔

اقول۔ یہاں آپ نے مولوی اسماعیل اپنے امام لطائف کے نام سے لفظ محمد صلی اللہ علیہ کو نکال دیا حالانکہ تمام ان کی کتابوں میں نام ان کا محمد اسماعیل لکھا ہوا دیکھا گیا ہے مگر اپنے اپنے رسالہ میں سب جگہ اسماعیل ہی لکھا ہے۔ شاباش! آپ نے خوب کیا واقعی وہ اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شامل کرنے کے مستحق نہیں اور نہ تھے۔ اس لئے میں بھی اسی پر عمل کر رہا ہوں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ خلف وعید کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ یا اس کا جھوٹ بولنا جہنم ہے۔ تو یہ کفر ہے۔ جس کا ثبوت کثرت سے آگے آئے گا۔ آپ انتظار کریں۔ میں اہل سنت کو وہابی نہیں کہتا بلکہ ان لوگوں کو وہابی کہتا ہوں جن کے عقاید میری فرست سند درجہ صفحہ ۴ تا ۶ میں درج ہیں۔ جن کا آپ نے پھر پوچ جواب لکھا ہے۔ اور اپنے آپ کو پکا دیوبندی

وہابی ثبوت کیا ہے۔ اس میں شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی
 سکتے ہیں نہ کج بلکہ اس سے زیادہ لوہے کی طرح وہابی نجدی اور ہندوستان میں
 باتنے والے ہریت ہیں اور جیسے کہ شرعاً لکھا اہل سنت و جماعت سنی حنفی لوہے
 سے بھی زیادہ مضبوط لقب موزون ہے الحمد للہ علیہ ذلک ۛ

یہی مولوی صاحب آپ کے اعتراضات ہبائے نثر برا ہو گئے۔ اب مفصل طور پر
 مذہب اہل سنت و جماعت کا اثبات آیات قرآنی اور تفاسیر حقانی اور علم کلام و دیگر
 کتب معتبرات اور فتاویٰ علمائے ربانی سے تحریر کرتا ہوں۔ انشاء تعالیٰ آپ
 ناام ہوں گے۔ اور آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی بشرطیکہ خداوند کریم کی توفیق فرمائی
 ہوئی۔ ورنہ چوندھیا ضرور ہو جائیگی۔

فصل اول

آیات قرآنی جن سے ثابت ہوگا کہ خداوند تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ اس کا

حکم اخبار میں ہرگز نہیں بدلتا

(۱) وعدہ اللہ لا ینقلب اللہ المیعاد۔ وعدہ کیا اللہ نے اور نہ خلاف کرے گا
 اللہ اپنے وعدہ کے ۛ (سورہ زمر)
 (۲) ولن ینقلب اللہ وعدہ۔ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہ کرے گا۔
 (سورہ حج)

(۳) ان وعدہ اللہ حق۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (قصص)

(۴) وعدہ اللہ لا ینقلب وعدہ۔ وعدہ کیا اللہ نے نہیں خلاف کرے گا اللہ اپنے
 وعدہ کے (روم) ۛ

(۵) الا ان وعدہ اللہ حق۔ خبردار ہو جاؤ واقعی اللہ کا وعدہ سچا ہے (یونس)

(۶) کل کذاب الوسل فحق وعید جنہوں نے جھٹلایا پیغمبروں کو پھر ٹھیک ہوئی
 ان پر وعید عذاب ۛ (رقا)

(۷) وقد قدامت الیکم بالوعید ما یدل القول لادی وما انا بظلام

للعبید۔ تحقیق بھیجا ہم نے تم پر عذاب۔ میری بات بدلنے والی نہیں اور نہ ہم اپنے

بندوں سے ظلم کرنے والے ہیں : (رق)

(۸) فَلَنْ يَخْلَفَ اللَّهُ وَعْدَهُ - اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کرے گا اور نہ کرتا ہے۔ (بقرہ ۲۴)

(۹) فَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهُ يَخْلَفُ وَعْدَهُ - من رسلہ۔ پس تم مت گمان کرو کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا ہے : (سورۃ ابراہیم)

(۱۰) اِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ - تحقیق اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا : (آل عمران)

(۱۱) لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ - اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہ کرے گا : (روم)

(۱۲) مِنْ اَصْدَاقِ مَنْ اللَّهُ حَدِيثًا - اللہ تعالیٰ سے کون زیادہ سچا ہر بات میں (یعنی کوئی نہیں) : (سورۃ النسا)

(۱۳) وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا - مَنْ اَصْدَقُ مِنْ اللَّهِ قِيلًا - وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہے اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے کلام میں یا بات میں : (النسا)

(۱۴) وَلَمَّا كَلِمَاتٍ رَبِّكَ صِدْقًا - وَعْدًا لَا تَامُ - ہوئے کلمات تیرے رب کے سچے اور صحیح : (انعام)

(۱۵) فَلَا تَأْتِيَنَّ قَوْلَ الْوَارِثِیْنَ - ہم ضرور سچے ہیں : (انعام)

(۱۶) وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكَافِرِیْنَ - اِنَّا جَمَعْنَاهُمْ خُلْدًا - یُنْفِیْهَا - اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ منافقین اور منافقات اور کفار ہمیشہ تا ابد دوزخ میں رہیں گے : (توبہ)

(۱۷) وَعَدَ اللَّهُ الْمُنِیْنِ وَالْمُنِیَاتِ - جَنَّتْ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا - اِلَّا مَنْ خَلَدَ - یُنْفِیْهَا - فیہا وعدہ کیا ہے اللہ پاک نے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو بہشت کا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں کہ وہ ہمیشہ تا ابد اس میں رہیں گے : (توبہ)

(۱۸) اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ - هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ - یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ ہمیشہ اوستی میں رہیں گے : (بقرہ - یونس - ہود)

(۱۹) اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ - خٰلِدُوْنَ فِيْهَا - رَاحٰتٌ - یہی لوگ جنتی ہیں ہمیشہ

اسی میں رہیں گے :-

(۲۰) قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهُ
 جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے (اعتراف - یونس - مجادلہ)
 ان آیات کے سوا کثرت سے آیات قرآن میں موجود ہیں یہاں ان میں آیات
 کو کافی سے زیادہ اس کے لئے سمجھا گیا ہے۔ ان سے بہرہ جوہ ثابت ہے کہ جو وعدہ
 یا وعید یا عہد اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم میں فرمایا ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز
 نہ کرے گا۔ اس کا حکم قائم اور دائم ہے۔ بالخصوص اخبار میں اور جو کچھ چاہے وہی
 ہوتا ہے۔ اور جس کو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں
 کے نجات کا کیا ہے ویسا ہی پورا کرے گا۔ اس میں سرسوفیق نہیں ہوگا۔
 اور وہ وعدہ کفار کے حق میں ہے اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا اور اللہ تعالیٰ
 اپنے وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے۔ وعدہ خلافی
 اور جھوٹ اس کی شان عالی کے خلاف ہے اور اس کی ذات پاک کے
 مستانی۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوند کریم خلف وعید آیا ہے
 کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے یا کذب یا دروغ بولتا ہے یا بولے گا یا بول
 سکتا ہے یا بولنے پر قادر ہے وہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج بلکہ
 کافر ہے یہی مذہب اہل سنت و جماعت متقدمین اور متاخرین کا ہے
 جو نصوص سے ثابت ہے :-

فصل دوم۔ تفاسیر قرآنی سے اس بات کا ثبوت کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ
 اور وعید سچا ہے۔ اس کے خلاف ہرگز نہیں کرتا

(۱) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۰ سطر ۱۸۔ ان سب (قوم تیج) نے
 کذب الرسل تکذیب کی تمام رسولوں کی۔ اسوئے کہ انبیاء علیہم السلام ایک
 دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو ان میں سے ایک کی تکذیب ان سب کی تکذیب
 ہوتی ہے۔ پس جب اس قوم کے لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی۔ فحق و عودا تو مسلم
 ہو گئی اور نازل ہوئی ان پر میری وعید یعنی جو کچھ وعدہ عذاب کا ہم نے کیا تھا۔ بلفظ۔

(۲) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۲۶۳۔ سطر اول۔ و قد اقامت
اور بیشک ہم نے پہلے بھی تھی الیکم بالوعید۔ تمہاری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں
میں اپنے رسولوں کی زبانی۔ اور اب تم کو حجت نہیں رہی۔ اور تمہارا کوئی عذر نہ سنا
جائیگا۔ ما یبدل القول نہ ہونی جائیگی بات لای میسر پاس یعنی ہم جو کچھ وعدہ
وعید کر چکے ہیں اُس میں تبدل اور تغیر کی گنجائش نہیں۔ بلفظ ۛ

(۳) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۸۳۔ ومن اصدق اور کون
شخص ہے بہت سچا من اللہ حدیثا۔ اللہ تعالیٰ سے یعنی اس سے زیادہ کوئی سچا
نہیں ہے بات میں۔ اور وعدہ کے رو سے یعنی اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ
کو راہ نہیں۔ اس واسطے کہ جھوٹ نقص ہے اور حق نقص لے جھوٹ سے پاک
ہے بلفظ ۛ

(۴) تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۲۱۲۔ فلو یخلف اللہ عہدہ پس ہرگز
خلاف نہ آید کہ وعدہ اقلے عہدے خود را۔ زیرا کہ خبر او کلام الہی اورست و کذب
در کلام نقصانے ست عظیم کہ ہرگز بصفت اور راہ نیاید۔ و انچه بعض
ظاہر بنیاں گفتہ اند کہ خلاف در وعید نیک نقصان است۔ و وعدہ عید بد کرم و لطف
است بمعنی رت بر قیاس غائب بر شاید در حق او نقل لے کہ مبرا از جمیع نقائص است
خلاف خبر مطلقا نقصان ست خواہ نیک باشد یا بد۔ زیرا کہ لطف و کرم او تعالیٰ
راہ ہائے بسیار دارد۔ بلفظ ۛ

یہاں حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے لفظ جوہر اور کرما کا بھی فیصلہ
فرمایا۔

(۵) تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۲۱۵-۲۱۶۔ فسیا و لعلی ہا اب
الناس پس آن گروہ ملازمان روز رخ اند کہ ہرگز ازاں جدا نمی شوند۔ ہنہا
خالداون یعنی ایشان دران دوزخ ہمیشہ باشند گانند۔ و الاذن امنوا و عملوا
الصالحات یعنی و کسانیکہ ایمان آورند و عمل ہائے شائستہ گردند پس لہا از
ایشان نیز از گناہ پاک است و بدن ایشان نیز بنور صالح منور۔ لا جرم اولی علی
اصحاب الجنة یعنی این گروہ ملازمان بہشت اند کہ جائے قدس و طہارت

ست ہم فیما خلدون یعنی ایشان و راں بہشت ہمیشہ باشندگانند
بلفظہ

(۶) تفسیر فتح العزیز پارہ ۱ صفحہ ۳۱۷۔ نیز باید دانست کہ اہل قبلہ
را دریں مسئلہ اختلاف غلطیم رودادہ بعضے از ایشان مرتکب کبیرہ را و عید قطعی
و الہی ثابت می کنند و میگویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بمیرد حکم او حکم کافران
ست و ہمیں ست مذہب معتزلہ و خوارج۔۔۔۔۔ و ہمیں ست مذہب
بشر مرتضی و خالیدی و دیگر جلال بیوقوف۔۔۔۔۔ مذہب صحیح کہ صحابہ تابعین
انرا مشروطاً بیان فرمودہ اند۔ و اہل سنت و جماعت انرا اختیار ننمودہ اند
آنست کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو ست اگر بے توبہ بمیرد او مانند سایر مسلمین
در نماز جنازہ و استغفار و اعانت بصدقات و مبرات و در حق او شفاعت پیغمبر و رحمت
الہی را امیدوار باشند۔ بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالیٰ بر رحمت بے غایت خود یا شفاعت
پیغمبر را از بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود۔ و بعضے را از ایشان عذاب ہم کند
و نیز یقین باید کرد کہ از ہنہا معذب خواہد شد عذاب او منقطع خواہد گشت عذاب
ابدی خاصہ کفر ست۔ ہمچنین گناہ مستحق آل نتوان شد۔۔۔۔۔ بعضے از طرفداران
معتزلہ دریں مقام میگویند کہ ہر چند مذہب اہلسنت اقرب بانہ است زیرا کہ ایشان
حق تعالیٰ را ہر نہ صفت جلال و جمال و عفو و انتقام و لطف و قہر ثابت می کنند
و ہمچنین ازین دوہفت در حق بندگان واجب نمی نامند و میگویند کہ او
باز است بفعل ما ایشاء و محکم مایرین الخ بلفظہ

و یکجہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے خلفت و عید اور کذب یا بتعلیٰ

کی کیسی جڑ کاٹی ہے

(۷) تفسیر بنیادی جلد اول صفحہ ۱۶۵۔ زیر آیت ومن اصدات
من اللہ حدیثاً انکاران یکون احداً اکثر صدقاً منہ فاندہ و بطریق
کذا۔۔۔۔۔ الخ بنیادین حنبلیہ ازانہ نقص و هو عمل اللہ بقدرہ محال۔ یعنی
یعنی ایہ انکار استغنامی ہے کہ کیا کوئی اللہ تعالیٰ کجیچ بولنے میں زیادہ ہے
پس لازم ہے کہ اس پر کذب یا خلفت و عید کا زامہ نہ لگایا جائے۔ کہ اس کی

خبر میں واقع ہو۔ کیونکہ یہ نقص ہے ذات باری میں اور یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۛ

(۸) تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۲۷۳۔ وانا نضاد قون۔ فی اخبار
والی عید والی عید۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق میں سچا ہوں اپنے اخبار
یعنی وعدہ اور وعید میں ۛ

(۹) تفسیر خطیب شریفی صفحہ ۷۳۔ قوله تعالیٰ فلن یخلف الله عهداً
فیہ دلیل علیٰ ان الخلف فی خبر اللہ محال بلفظ۔ یعنی خلف وعید
اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۛ

(۱۰) تفسیر کشاف صفحہ ۲۳۱۔ زیر آیت۔ وانا نضاد قون فیما
اوعدنا بہ العصاة لا تخافنه لما لا تخلف ما وعدناہ اهل الكتاب
بلفظ۔ یعنی میں سچا ہوں وعید اور وعدہ میں جو اہل کتاب کے
ساتھ کیا گیا ہے ۛ

(۱۱) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۱۷۲ سطر ۳۳۔ مصری۔ زیر آیت وظنوا
انهم قتلوا کذا بنی اریوسف لان المومن لا یحجزران یظن بالله الکذاب
بل ینجی بذالک عن الایمان۔ یعنی کسی مسلمان مومن کو جائز نہیں ہے کہ
خدا پر جھوٹ بولنے کا گمان کرے بلکہ ایسا کرنا ایمان کے خلاف کر دیتا ہے ۛ
لیجئے اپنے ایمان کو سمجھنے کے لئے۔

(۱۲) تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۲۷۹۔ سطر اخیر۔ مصری قوله
ومن اصدات من الله حدیثاً۔ استفہام علی الانکار والمقصود منه
بیان انہ یجب کی نہ تعالیٰ صادقاً وادان الکذاب والخلف فی قوله محال
یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنی بات میں کون سچا زیادہ ہے۔ یہ قول استفہام انکاری
ہے یعنی کوئی نہیں۔ مقصود اور مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے سچ کا اعتقاد
کرنا واجب ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ کے قول میں جھوٹ اور خلف وعید
محال ہے۔

(۱۳) تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴ مصری سطر ۳۹ (الف) قال
 اصل المعانی الکلمات معناها ما جاء من وعد وعيد وثواب وعقاب
 فلا تبدل فيه ولا تخير له كما قال ما يبدل القول لذی بلفظ
 ۱۳۲ سطر ۳۹ ۝

(ج) ان حکم اللہ تعالیٰ ہوا الذی حصل فی الازل ولا یحدث بعد
 ذالک شیء فذلک الذی حصل فی الازل هو التمام ونزیادۃ علیہ
 ممتنع وھذا الوجه هو المراح من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم جفت
 القلم بما ہو کائن الی یوم القیامہ بلفظ صفحہ ۱۳۳ سطر ۱۲ ۝
 (ج) من صفات کلمۃ اللہ صراحتاً والذلیل علیہ الذباب نقص
 والنقص علی اللہ محال صفحہ ۱۳۳ سطر ۱۳ ۝

(د) واعلم ان ھذا الکلام یدل علی ان الخلف فی وعد اللہ تعالیٰ
 محال فھو ایضاً یدل علی ان الخلف فی وعید محال بلفظ
 صفحہ ۱۳۳ سطر ۱۶ ۝

ترجمہ (الف) اہل معانی نے فرمایا ہے کہ یہ کلمات ان کے معنی یہ ہیں یعنی
 جو کچھ وعدہ اور وعید اور ثواب اور عذاب میں خدا کا حکم ہے نہ اس میں
 تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ تغیر ہو سکتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
 ہماری بات بدل نہیں سکتی ۝

(ج) جو حکم اللہ تعالیٰ کا روز ازل میں ہو چکا ہے اس کے بعد کچھ پیدا نہیں ہوگا
 پس وہی چیز ہے جو ازل میں ہو چکی ہے۔ اس پر زیادتی اور کمی محال ہے۔ اور یہی
 وجہ اور مراد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی ہے۔ جیسے فرمایا
 ہے کہ قلم قدرت نے سب کچھ لکھ دیا ہے جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اور پھر
 وہ خشک ہو ۝

(ج) سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ
 جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے اور نقص کا ہونا اللہ تعالیٰ
 پر محال ہے ۝

(۱۵) جان لو کہ یہ کلام اسی دلیل سے خلف وعده اللہ تعالیٰ پر محال ہے پس اسی
دلیل سے خلف وعید بھی اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۔
(۱۱۴) تفسیر جمل صفحہ ۲۲۹۔ زیر آیت ما یبدل القول اللہ المرید بالقول
حوالہ عید بتخلید انکار فی النار بلفظ یعنی اللہ تعالیٰ کی بات نہیں بدلتی۔
اس بات سے وعید مراد ہے۔ اور وعید اس کو کہتے ہیں جو کافروں کو ہمیشہ نفع
میں رہنے کا حکم ہے ۔

(۱۵) تفسیر ابی السعود پر حاشیہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۴۷۱۔

رومن اصدق من اللہ حدیثاً انکار لان یكون احدا صدق منه
تعالیٰ فی وعدہ و سائر اخبارہ و بیان لا استحالة کيف لا والکذب محال
علیه سبھا نہ دون غیرہ بلفظ یعنی اللہ تعالیٰ سے کون زیادہ سچا ہے انکار
یعنی کوئی کچھ زیادہ سچا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے پسند و ناپسند اور تمام خسروں میں
بیان ہے جھوٹ کے محال ہو نیک اور کیسے نہ ہو گناہاں کہ جھوٹ اللہ پر محال ہے ہوا اس کے دوسرے کچھ
لو کہ محال ہے ۔

دیکھئے تفاسیر معتبرات کذب باری تعالیٰ اور خلف وعید کا استیصال
فرما کر ایسے اعتقاد رکھنے والوں کو معتزلہ اور کافر قرار دے رہی ہیں
اب علم کلام اہل سنت و جماعت ملاحظہ کیجئے

فصل سوم کتب علم کلام اس بات کا ثبوت کہ کذب
اللہ تعالیٰ پر محال ہے

(۱) شرح مواقف مطبوعہ نو لکشر صفحہ ۶۰۴۔ سطر ۱۳۔ تفسیر
علی ثبوت الکلام للہ تعالیٰ و هو انه یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً الخ
بلفظ یعنی تمام اہل سنت و جماعت کا اتفاق ۲۰ جماع ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ محال
ہے ۔

(۲) و انه اذا جاز وقوع الکذب فی کلامہ ارتفع الوثوق عن اخبارہ
بالتواب والعقاب و سائر ما خبر به من احوال الآخرة

والا دینی ذلک غفوات مصالح لا تحصى۔ یعنی اگر جھوٹ کا وقوع اللہ تعالیٰ کے کلام میں جائز سمجھا جائے تو تمام اعتبار اکٹھا جائے گا۔ جو اس کی خبروں سے مثلاً ثواب اور عذاب اور تمام خبریں جو اس نے دنیا اور آخرت کی اپنے کلام میں فرمائی ہیں بے اعتبار ہو جائیں گی۔ اور اس میں بیشمار مصالح فوت ہو جائیں گے۔

۱۳ شرح مواقف باب ۱۰ صفحہ ۶۰۴۔ سطر ۱۹۔ واما امتناع الکذب علیہ عندنا بثلاثة اوجه۔ الاول انه نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال۔ اجماعاً یعنی امتناع کذب خدا پر ہمارے نزدیک تین وجہ پر ہے۔
وجہ اول یہ ہے کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اجماعاً۔

وجہ دوم کا خلاصہ یہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صفت جھوٹ بولنا سمجھی جائے تو جھوٹ بولنا قدیم ہوگا۔ اور سچ بولنا ممتنع ہوگا۔ کیونکہ یہ حادث ہوگا۔ اور نئی بات اللہ تعالیٰ میں پیدا ہوتا محال ہے الخ۔
وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر صحت صدق کا احتمال کیا جاتا ہے۔
کلام نفی اور قطعی کہیں مع خبر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ بکلام سچ ہے۔ اگر اس کے خلاف سمجھا جاوے تو سب اعتبار کلام کا جاتا رہیگا۔ اس لئے یہ محال ہے الخ۔

۱۴ شرح مواقف صفحہ ۷۱۰۔ سطر ۲۲۔ المقصود السناد من فی تقریر المبحث الثانی اجمع المسلمون علی ان الکفار یخلدون فی النار ابداً لا ینقطع عذابہم۔ بلفظ۔ دوسری بحث یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کفار ابد الابد دوزخ میں رہیں گے ان کا عذاب منقطع نہ ہوگا۔

(۵) شرح مواقف صفحہ ۷۰۰۔ لان امکان المحال محال۔ واقعی امکان محال کا بھی محال ہی ہے
(۶) شرح عقائد جلالی۔ واماکان المحال محال اور امکان محال کا بھی محال ہی ہے۔

- (۷) شرح مقاصد بحث کلام۔ لکن بحال باجماع العلماء لان
الکذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله تعالى محال الخ ملخصاً۔
- شرح مقاصد کی بحث کلام میں ہے کہ جھوٹ باجماع علماء محال ہے کیونکہ جھوٹ باتفاق
عقلمندان الہدیت کے نقص ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۛ
- (۸) شرح مقاصد بحث تکلف بالمحال۔ محال جملہ ادکذابه تعالیٰ عن
ذلك یعنی شرح مقاصد کی بحث تکلف بالمحال میں ہے کہ جہل اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال
۹ عقائد العنصریہ صفحہ ۳۲۔ سطر ۱۵۔ متصف بجمیع صفات اکمال
ومنزه عن سمات النقص اجمع علیه العقلاء كافة الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام
صفات کمال سے متصف اور تمام نقصوں سے پاک ہے اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے ۛ
- (۱۰) عقائد العنصریہ صفحہ ۶۶۔ ۶۷۔ ولا یصح علیه الحركة والانتقال
ولا الجھل ولا الکذب لانفسا نقص والنقص علیه تعالیٰ محال۔ بلغة
یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت اور انتقال اور جہل اور جھوٹ صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں نقص
میں اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے ۛ
- (۱۱) عقائد العنصریہ صفحہ ۷۳۔ قلت الکذب نقص والنقص علیه محال
لان یكون من الممكنات ولا تشملہ القدرات الخ بلغة۔ یعنی میں کہتا
ہوں کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے پس ممکنات میں سے
کبھی نہیں اور نہ قدرت خدا میں شامل ہے
- (۱۲) شرح مقاصد بحث کلام میں قد بینا فی بحث کلام امتناع الکذب
على شارع تعالیٰ ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے
- (۱۳) شرح مقاصد۔ الذین یأمنون اخبار الله تعالى فيه مفاسد لا تحصى
ومضاهن في الاسلام لا تحصى منها مقال افلاسفة في افعاد ومحال من المعجزات
في العناد ومنها بطلان ما عليه از جماع من القطع بخلود الكفار في النار
مع نفي اخبار الله تعالى به فحي از عدم وقوع مضمون هذا الخبر محتمل ومن
كان هذا باطلا قطعاً علمان القول بحی ان الکذب فی اخبار الله باطل
قطعاً اصلتقطاً۔ یعنی خبر الہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا

طعناں آئیں گے۔ فلاسفہ حشر میں گفتگو لا یمنکے۔ یحدرین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے۔ کفار و کفرانے آگ میں رہنا کہ بالا جماع یقینی ہے۔ اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے کہ اگر یہ خدا ہے۔ نہیں دین مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں۔ اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں۔ ثابت ہوا کہ اپنی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے۔
(۱۴) شرح عقائد نسفی کذاب کلام تعالیٰ محال۔ محضاً۔ کلام الہی کا کذب محال ہے۔

(۱۵) طوالمح الا نوار (فرع متعلق بحث کلام میں ہے) الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال۔ جھوٹ عیب اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۶) شرح موافقت کی بحث معجزات میں ہے۔ قد لا فی مسئلۃ الکلام من موقف الالہیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ وتعالیٰ یعنی موقف الہی میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ہرگز ممکن نہیں۔
(۱۷) مسائرہ میں امام محقق کمال الدین محمد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں یستحیل علی اللہ تعالیٰ سمات النقص والجہل والکذب یعنی جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل اور کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۸) علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی علیہ الرحمۃ شرح مسامرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ لا خلاف بین الاشعریۃ وغیرہم فی ان کماکان وصف نقص الباری تعالیٰ عنہ منزہ وهو محال علیہ تعالیٰ والکذب وصف نقص اہل الخصا۔ یعنی اشاعرہ وغیرہ اشاعرہ کسی کو اس میں خلل نہیں کہ جو کچھ صفت عیب باری تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال اور ناممکن ہے اور کذب صفت عیب ہے۔

(۱۹) علامہ سعد تفتازانی علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں۔
صدیق کلامہ تعالیٰ لماکان عندنا اذلیاً امتنع کذبہ لان ما ثبت قدمہ امتنع عنہ یعنی کلام خدا صدق جبکہ ہم المہنت کے نزدیک ازیلی ہے تو اس کا کذب

محال ہوا کہ جس کا قدم ثابت ہے اس کا دم محال ہے ۛ

(۲۰) شرح السنوسیہ میں ہے۔ الکذب علی اللہ تعالیٰ مح لا منہ دناۃ اللہ تعالیٰ پر کذب محال کہ وہ کمینہ میں ہے ۛ

(۲۱) شرح عقائد جلالی میں ہے۔ الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکن من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ کسائر وجہه الاقص علیہ تعالیٰ کا الجہل والعمز۔ یعنی جمود میں عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے تو کذب ممکنات الہیہ سے نہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل ہے جیسے تمام اسباب مثل جہل اور عمز کے یعنی سب محال ہیں۔ اور صلاحیت قدرت سے غایب ۛ

(۲۲) شرح جلالی مذکور۔ لا یصح علیہ تعالیٰ الحریکۃ والانتقال والجمول والکذب لانہما نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال۔ اللہ تعالیٰ پر حرکت انتقال و جہل و کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ (۲۳) کنز القوائد میں ہے۔ قدس تعالیٰ شانہ عن الکذب شرعاً وعقلاً اذ هو قبیح یدارک العقل فبحہ من غیر توقف علی شرع فیکون محالاً فی حقہ تعالیٰ عقلاً وشرعاً کما حققہ ابن الہمام وغیرہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ بحکم شرع اور عقل کے ہر طرح کذب پاک ہے اس لئے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبیح کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ اس کا پہچانا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً و شرعاً ہر طرح محال ہے۔ جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اسکی تحقیق افادہ فرمائی ہے ۛ

(۲۴) مسلم الثبوت میں ہے۔ المعتزلة قالوا لو لا کون الحکم عقلی لما امتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلاً والجواب انہ نقص فحجب تنزیہ تعالیٰ عنہ کیف وقد راند عقلی باتفاق اعتقاد لان ما ینافی الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالیٰ ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ سبھا منہ احد ملخصاً مع شرح یعنی معتزلہ نے اہلسنت سے کہا کہ اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال عقلی نہ رہے۔ حالانکہ ہم اور تم اسکی بالا اتفاق محال عقلی مانتے ہیں

ۛ سچن السبوح مؤلفہ علی حضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی صفحہ ۱۵ منہ ۛ

ابہذت نے جواب دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ ہیں۔ اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔ وجہ یہ کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے عیب ہی اور اس کی شان میں محال عقلی ہے۔

(۲۵) شرح مسلم الثبوت میں مولانا نظام الدین سہبالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ الکذب نقص لان ما ينافي الوجوب الذاتي من الاستحالة العقلية بذالك اثبت الحكماء الذين هم غير متشرعين بشرعية الاستحالة المذكورة فان الوجوب والكذب لا يجتمعان كما بين في الكلام اهـ ملخصاً۔ یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے وہ سب محال عقلی ہے۔ اسی دلیل سے وہ حکماء تک اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے۔ کہ خدائی اور درونگہ کی جمع ہوں گے۔ جیسا کہ علم کلام میں ہے۔

(۲۶) فواح الحرموت میں ملک العلماء مولانا بکر اعظم عبدالعلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صادق قطعاً لا استحالة الكذب هناك۔ یعنی اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب محال ہے۔

توضیح صحیح و نصح بر خلف وعید

بعض کتب دینیہ میں خلف وعید کو جائز لکھا ہے۔ سو اس کے معنی و مطلب یہ ہے کہ خلف وعید گنہگار مسلمانوں کے لئے ہے جو بطور فضل و عدل کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن وہاں بیہ اور معتزلہ کفار کی وعید کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے لئے بخلف وعید کچھ نہیں ہے۔ وہ خلف وعید نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جیسے صفحہ ۱۲ میں لکھا جا چکا ہے مثلاً ایک بادشاہ اپنے ملک میں یہ حکم جاری کرے کہ جھوٹ بولنے والا آدمی چھ ماہ کے لئے جیل خانہ میں بھیجا جاویگا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی حکم جاری کیا گیا ہے کہ ہم جسکو چاہیں گے معاف بھی کر دیں گے۔ تو بتلاؤ کہ اگر وہ بادشاہ جھوٹ بولنے والے کی سزا معاف کر دے تو کیا وہ جھوٹا سمجھا جائیگا۔ اور بادشاہ

کی قدر و منزلت کم ہو جائیگی۔ ہرگز نہیں۔ اہلسنت و جماعت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں بالکل سچا ہے اس کے خلاف ہرگز نہیں کریگا۔ اور یہ قدرت کے بھی نیچے داخل نہیں۔ بلکہ وہ داخل ہونے کی قابلیت ہی نہیں رکھتا۔ کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے۔ جیسے ظاہر ہو گا۔

(۲۷) تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی علیہ لکھتے ہیں :-

قال ابو عمر بن العلاء بن عبد ربه عبيد ما تقول في اصحاب الكبراء قال اقول ان الله منجز الوعد كما هو منجز وعده لا قال ابو عمرو وانك رجل اعجمي لا اقول للسان ولكن اعجم القلب ان اعرب تعد الرجوع عن الوعد لو ما د عن الوعد كراما والمعتزلة حكوا ان ابا عمر بن العلاء لما قال هذا الكلام قال له عمر بن عبيد يا ابا عمر فهل يسيئ الله منكذب نفسه قال لا قال فقد سقطت حججتك قالوا فانقطع ابو عمر بن العلاء وعنده ان كان لا يجرى عمر وان يجيب عن هذا السؤال ان هذا انما يلزم لو كان الوعد ثابتا جزما من غير شرط وعنده ان جميع الوعيدات مشروطة بعد اتمام العفو فلا يلزم من تركه دخول الكذب في كلام الله تعالى اه ملخصا يعني امام ابو عمرو بن العلاء رحمه الله تعالى عليه نے عمر بن عبيد پیشوا کے معتزلہ سے فرمایا کہ اہل کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے۔ کہا میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی وعید ضرور پوری کرے گا۔ جیسے کہ اپنا وعدہ بیشک پورا فرمائے گا۔ امام نے فرمایا کہ تعجبی ہے بلکہ دل کا عجیب ہے عمرؓ سے رجوع کو نالا لقی جانتے ہیں اور وعید سے درگزر کو کرم۔ معتزلہ حکایت کرتے ہیں پیر عمرؓ نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانا پھیرا ہے گا امام نے فرمایا نہ عمرؓ نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہو گئی۔ اس پر امام بند ہو گئے اب امام رازی فرماتے ہیں (میسرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض توجب لازم آتا وعید یقینی بلا شرط ہوتی اور مذہب میں سب وعیدین عدم عفو سے مشروط ہیں۔ تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الہی میں کذب کہاں لازم آیا :-

(۲۸) رد المحتار میں ہے۔ حلیہ میں بعد ختم بحث کے لکھا ہے۔ وحاشا للفقہین زیاد
 بجواز الخلف فی الوعد ان لا یقع عذاب من اراد الله الاخبار بعد اذ ابه فانه
 محال علی الله نقلی قطعاً کما ان عدم وقوعه نفیم من اراد الله الاخبار
 عنه بالنعم محال علیہ قطعاً کيف لا وقد قال تعالى وَمَنْ أَضْدَقُ
 مِنَ اللَّهِ قِيلًا وَمَنْ أَضْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ه تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا
 وَعَدًا لَا مَسْخُولَ بِكَلِمَتِهِ ۝

یعنی حاشا للذخلف وعید جائز ہونیکے یہ معنی نہیں۔ کہ اللہ عزوجل نے جسکے عذاب
 کی خبر دینی چاہی اس کا عذاب واقع نہ ہو یہ تو اللہ تعالیٰ پر قطعاً محال ہے۔ جس طرح
 یہ باتیں ممکن نہیں کہ ایسے جسکی نعیم کی خبر دینی چاہی اس کے لئے نفیم واقع نہ ہو اور
 کیونکر اس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے ”اللہ سے کس کا قول زیادہ
 سچا ہے، اللہ سے کس کی بات زیادہ سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل
 ہیں کوئی اس کی باتوں کا بدلے والا نہیں“ ۛ

توضیح جیسے میں پہلے امام الطائفہ و بابیہ کا قول نقل کر چکا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ
 کو جھوٹ بولنے پر قادر نہ سمجھا جائے یا وہ جھوٹ نہ بول سکے تو انسان کی قدرت
 خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائیگی۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح اس امام الطائفہ
 کے امام ابن حزم نے بھی اپنی کتاب الملل والنحل میں اس طرح لکھ دیا ہے کہ
 انه تعالى قادر ان يتخذ ولدا اذ لو لم يقدر ان كان عاجزاً يعني الله تعالى
 اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے اور اگر وہ قادر نہ ہو عاجز ہوگا ۛ

اس بات کا رد علامہ سید عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی اس طرح فرماتے ہیں ۛ
 (۲۹) سطا لبی فیہ میں حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ ابن
 حزم کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں۔ فانظر اختلاف هذا المتبدرع كيف غفل عما
 يلزم على هذا المقالة الشنيعة من اللوازم التي لا تدخل تحت وهم
 وكيف فاتته ان العجز انما يكون لو كان المقصود جاء من ناحية القهارة
 اما اذا كان لعدم قبول المستحيل تعلق القهارة فلا يتوهم على
 ان هذا عجز۔ یعنی اس بدعتی را ابن حزم کی بدعتی ہی دیکھو۔ کیونکر غافل

ہو کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قبا حیتیں لازم آتی ہیں۔ جو کسی وہم میں نہ سما میں۔ اور اس کا وہم کس طرف گیا۔ عجز تو جب ہو کہ تصور قدرت کی طرف سے ہو۔ اور جب یہ وجہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قلبیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گذرے گا اس سے آگے اس طرح پر لکھا ہے۔ بالجملة فذلک التقدير لا فاسد لہی لہی
تخلیط عظیم لا یبقی معہ شیء من الایمان ولا من المعقولات اصلا۔ یعنی یہ تقدیر فاسد کہ اللہ عزوجل محالات پر قادر ہے، وہ سخت درہمی اور برہمی کا باعث ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان رہے نہ اصلا احکام عقلی کا نشان۔ پھر فرماتے ہیں۔ وقع ہذا
لا من حزم ہذا یا من بین البطلان لیس لہ قدراً فیہمیں الکی شیخ الضلالة ابلیس
یعنی مسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ یہی بات کہلی باطل واقع ہوئی۔ جس میں
اس کا کوئی پیشوا نہ رہیں مگر سرکار گرا ہی ابلیس۔ بلفظ سجن السبح عن غیب کذب
مقبوح صفحہ ۴۶ :

۳۰) کنز القوائد میں اسی قول کے متعلق لکھا ہے۔ القدر رآہ والا سراحۃ
صفتان موثران والمستحيل لا یمن ان یتاثر بہما اذ یلزم ح ان یجوزا ^{تعلقہما}
باعدام انفسہما واعدا الذات العالیة واشبات ان لوہیہ لما لا یقبلہا من
الحوادث وسلبہا عن مستحقہا جل وعلا قای قصور وفساد ونقص اعظم
من ہذا وھذا التقدير یؤدی الی تخلیط عظیم وتخریب جسیم لا یبقی
معہ عقل ولا نقل ولا ایمان ولا کفر وجماعۃ بعض الکی شقیاء من المبتد
عن ہذا ادھر ح بنقیضہ فانظر ماع ہذا المبتدع کیف عمی عما یلزم علی
ھذا القول الشنیع من اللوازم الکی لا یطرق الیہا الوہم۔ یعنی قدرت
اور ارادہ دونو صفتیں موثرہ ہیں۔ اور محال کا ان سے موثر ہونا ممکن نہیں۔ ورنہ لازم
آئے گا کہ قدرت و ارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ کے عدم اور مخلوق کو خدا
بنا دینے اور خالق سے خدائی پھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے۔ اس
بڑھکرونا تصور و فساد و نقصان ہوگا۔ اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور
غضب خرابی لازم آئے گی جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل نہ ایمان نہ کفر۔
اور بعض اشقیاء بد مذہب کو خود امر نہ ہو جہا تو صفات لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر

ہے۔ اب اس بحثی کا اندھا پن دیکھو کیونکہ اس سے نہ سوچیں وہ شناختیں جو اس بڑی قول پر لازم آئیگی۔ جنکی طرف دیکھ کر بھی راستہ نہیں۔ بلفظ سبحن السبوح مولفہ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ فاضل بریلوی۔

(۳۱) علامہ محمد تاشی صاحب تنویر الالبصار کتاب معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں۔ ولا یوصف الله تعالیٰ باقدارۃ علی الظلم والسفہ والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلة یقدر علی فعل یفعل یعنی حق تعالیٰ کا ظلم اور بے عقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا نارط کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا ہے۔ اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔ بلفظ تقدیس ابوکیل عن توہین الرشید والخلیل مولفہ حضرت مولوی غلام دستگیر تصوری علیہ الرحمۃ مصدقہ علماء حرین شریفین۔

(۳۲) حاشیہ متن سنوسیہ میں علامہ براہیم باجوری لکھتے ہیں:-

القدرة لا تتعلق بالمستحيل فلا ضير في ذلك فلا ضير في ان يقال لا يقدر الله على ان يتخذ دلالاً او زاحجة او نحو ذلك۔

(۳۳) کفایۃ العوام فی علم الکلام۔ ومن الجہل قول من قال ان الله قادر علی ان یتخذ دلالاً الا انه لا تعلق للقدرة بالمستحيل واتخاذ الی لا مستحيل وایقال انه اذا لم یکن قادر علی اتخاذ الی لا کان عاجزاً لانقول انما یلزم الحجر لو کان المستحيل من وظیفۃ القدرة ولما تعلق به مع انه لیس من وظیفۃها الا الممکن۔ اھ۔ یعنی یہ قول جہالت کا ہے کہ جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے یا دیکھو کہ اس کا تعلق قدرت کیسے نہیں محال کی وجہ سے۔ اور اولاد پیدا کرنا خدا کے محال ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ جب اللہ تعالیٰ اولاد پیدا کرنے پر قادر نہ ہو تو عاجز ہوگا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ عاجز لازم نہیں آتا اگر محال قدرت کے لئے مقرر ہو تا لیکن وہ اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق صرف ممکن کے ساتھ ہے۔

(۳۴) رد المحتار شرح در مختار صفحہ ۵۱ سطر ۱۲ جلد اول مقبولہ عرب
و عجم میں ہے حل یجوز خلف الوعدا فظاھر ما فی المواقف والمقاصدا
ان الاشاعرة قائلون یجوز انہ لا یعدا نقصا بل جودا و کراما۔ و صرح
التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ و صرح الحنفیہ بانہ
الصحیح ان ستمحالیہ علیہ تعالیٰ لقولہ وقد قدامت علیکم بالوعدا
ببديل القول لادای وقولہ تعالیٰ وَلَنْ يَخْلِفَ اللَّهُ وَعْدًا اِی وَعْدًا کہ بلفظ
یعنی کیا خلف و عید جائز ہے۔ جیسا کہ موافق اور مقاصد میں لکھا ہے۔ کہ اشاعره
اس کے جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ یہ عیب نہیں بلکہ بخشش اور کرم ہے۔ لیکن تفتازانی
وغیرہ محققین نے تصریح کی ہے کہ خلف و عید جائز نہیں ہے اور امام شافعی نے بھی اس پر
تصریح کی ہے کہ خلف و عید اللہ تعالیٰ پر محال ہے اور یہی صحیح ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا وَقَدْ قَامَتْ عَلَیْكُمْ بِالْوَعْدِ مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ اور وَلَنْ يَخْلِفَ اللَّهُ
وَعْدًا اِی وَعْدًا یعنی بیشک ہم نے پہلے بھی سچی تمہاری طرف اپنی وعید اور
نہیں بدلی جاوے گی میرے پاس سے کوئی بات۔ اور اللہ تعالیٰ ہرگز خلاف ذکر کیا
اپنے وعدہ اور وعید کے نہ

(۳۵) حاشیہ شرح عقائد علامہ رمضان افتداری علیہ الرحمۃ میں
درج ہے۔ وزعم بعضهم من اهل السنة ان فی الجواب عن تمسك المعتزله وهو ليس
بمضى عند الشافعي رحمة الله تعالى ان الخلف كرم فيجوز من الله والمحققون على خلافه
كيف اى كيف يجوز الخلف من الله تعالى فى الوعد وهو اى الخلف بتبديل القول
قال الله تعالى مَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدَىَّ اِلَهٍ۔ بلفظ۔ من كتاب تقدیس الوکیل عن تواتر
الرشید والخلیل مقبولہ حرین شریفین صفحہ ۳۱۸۔ یعنی بعض اہل سنت
نے معتزلہ کے جواب میں یہ زعم کیا ہے کہ خلف و عید کرم ہے یہ حق تعالیٰ
پر روا ہے۔ حالانکہ یہ زعم خود امام شافعی کے نزدیک بھی ناپسند
ہے اور محققین اس کے خلاف پر ہیں۔ حق تعالیٰ سے خلف و عید
کیوں کر روا ہو کہ یہ تبدیل قول ہے۔ اور تواتر ان میں حکم ہے کہ
حدیث کے نزدیک بات نہیں بدلتی۔

(۲۶) معین المفق فی جواب المستفتی علامہ محمد بن عبداللہ الترمذی صاحب تنویر البصائر
 حنفی العفو عن الکفر لا یجوز عقلاً خلافاً لاشعری و تخلیلاً المؤمنین فی النار
 و الکافرین فی الجنة یجوز عقلاً عند ہم الا ان السمع و رد بخلافہ
 و عندنا لا یجوز۔ بلفظ تقدیس الوکیل صفحہ ۳۱۸۔ یعنی کفر کی بخشش عقلاً بھی جائز
 نہیں مطلقاً شیعہ کے اور مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور کافروں کا بہشت میں
 ہونا اشعری کے نزدیک رواج ہے۔ مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔ اور
 ہمارے نزدیک جائز نہیں۔

(۲۷) عمدة من الحنفیہ علامہ ابوالبرکات النسفی کی کتاب میں ہے۔
 تخلیلاً المؤمن فی النار و الکافر فی الجنة یجوز عقلاً عند ہم یعنی الاشاعری
 الا ان السمع و رد بخلافہ و عندنا ما مشی الحنفیہ لا یجوز۔ بلفظ تقدیس الوکیل
 عن توبین الرشید و الخلیل مقبولہ حررین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً صفحہ ۳۱۸۔
 یعنی مومن کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور کافر کا بہشت میں ہمیشہ رہنا اشاعرہ کے نزدیک
 صرف عقلاً جائز ہے۔ مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔ اور ہم حنفیوں کے نزدیک
 عقلاً و سمعاً ناجائز ہے۔

یہ سب مولوی جمالیہ ہے مذہب اہل سنت و جماعت کا علم کلام کی کتب
 سے۔ اور وہ مذہب مردود اور مطرود ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ خلف اوعیہ کے تمام
 اہل سنت قائل ہیں۔ اور آپ کا یہ مذہب کہ خداوند تعالیٰ تمام مشرکین اور کفار فرعون
 ہامان و غرود وغیرہم کو بہشت میں داخل کریگا۔ یا کر سکتا ہے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام
 و اصدقا و شہداء صلحاً۔ اولیاء۔ قطب و غوث اور سائر مسلمین مومنین کو دوزخ میں داخل
 کرے گا یا کر سکتا ہے العیاذ باللہ۔ کیا خداوند کریم غفور الرحیم ایسا کرے گا یا کر سکتا ہے
 کہ جو فرمان بردار خاص و اکمل مقبول بندگان الہی ہیں ان کو دوزخ میں داخل کرے
 اور شر الافرار کفار ناہنجار مشرکین کبار ہیں ان کو بہشت میں داخل کرنے لاجول و لا حرج
 یہ صریح ظلم اور کذب قبیح ہے جو حق تعالیٰ پر محالی زیر قدرت کے قابل نہیں جس کا
 کوئی بھی مسلمان تمام مذاہب کا حتیٰ کوئی غیر مسلم بھی قائل نہیں۔ ہاں اگر قائل ہیں
 تو معتزلہ یا دہابیہ دیوبندیہ ہیں۔ دیکھو مذہب معتزلہ یہ ہے۔

المرحاریدہ هو ابو موسیٰ بن صبح المزہار ہذا القید من باب الافتعال من الزیافۃ وهو تلمیذ بشراخذ العلم منہ ویزید حقتے سے راہب المعتزلۃ قال اللہ تعالیٰ قاتلوا علی ان یکذب ویظلم یعنی مرزا داریہ وہ ابو موسیٰ بن صبح ہے مرزا اس کا لقب ہے۔ باب افتعال یہاں سے لفظ زیارت سے۔ اور بشر کا شاگرد ہے۔ اس سے اسے علم حاصل کیا اور اس نے ایسا زہد کیا کہ اس کا نام معتزلہ فرقہ کا راہب ہو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے۔ اسکے آگے شایع علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ولو فعل لکان اللہا کاذبا ظالما نقلتے عما قال علو اکبیرا۔ بلفظ شرح مواقف صفحہ ۴۹۔ معتزلہ کا مذہب۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایسا کام کرے تو وہ جھوٹا اور ظالم ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس سے جو کہنے کا پاک ہے۔

توضیح۔ اس جگہ پر ایک امر کا اظہار بھی قابل ذکر ہے کہ آپ کے بھائیوں نے کتاب شرح مواقف اپنے بھائی مرزا یوں کو دیکر عدالت میں اس کی یہ عبارت صرف جملہ دھما من الممکنات تشملہا صفحہ ۹۰ کی لکھوائی۔ مگر اس کے معنی نہ لکھوائے اور میں نے کہا کہ اس کے آگے پیچھے سے بھی عبارت لکھوائی جو سمجھ میں آجائے کہ یہ کہیں لوگوں کا مذہب ہے۔ عدالت نے کہا کہ جو ملزمان لکھوائے ہیں اتنا ہی لکھواؤ۔ جب تمھاری باری آوے گی باقی اس وقت لکھوا دینا۔ مگر افسوس کہ جب میری باری آئی تو عدالت نے مکرر سوالات کو جو میرا قانونی حق تھا لکھنے سے انکار کیا۔ (انصاف عدالت) اب میں بتلاتا ہوں کہ اس جملہ سے ملزمان کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ اور وعید دونوں کے برخلاف کہنے پر قادر ہے۔ اول تو یہ کہ یہ جملہ عبارت المقصد الخامس فی فروع للمعتزلۃ کے نیچے درج ہے۔ دوم یہ کہ جملہ مذکور تمام شرح عتائہ کی عبارات کے جو میں لکھ چکا ہوں مخالف ہے۔ کیونکہ وہ بار بار اپنی کتاب میں فرما رہے ہیں، کہ الکذاب انھیں والانقص علی اللہ تعالیٰ محال اور مذہب معتزلہ کو بھی صاف فرما رہے ہیں۔ کہ وہ کذب اور ظلم پر اللہ تعالیٰ کو قادر جانتے ہیں۔ سوم اس جملہ کی تردید علامہ دوانی بھی فرما رہے ہیں۔ جسکی عبارت صفحہ ۳۳۔ فقرہ ۱۱ میں لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ ان دہائیوں کا مذہب معتزلہ کا مذہب ہے۔ اور انہیں کی کاسہ لسی ہے۔ اور بس۔

فصل چہارم دیگر کتب و فضائل سُنّت جماعت کے خلاف

۱۔ کذب باری تعالیٰ کے ناجائز ہونے کا ثبوت

(۱) فتوح الغیب کی شرح فارسی شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مقالہ ۴۴ صفحہ ۲۵۵ اشکال وریں جا اینست کہ فرمودہ اندوعدہ کہشت از درگاہ خداوندی میر و گلسے بفاکدہ نمی شود و آن موعود بالیشاں رسانیدہ نمی شود پس این خلاف در وعدہ حق لازم می آید و آن باتفاق روایت و الخ بلفظ ۴

(۲) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰

اما الفصل الاول فیما لا یجوز اطلاقہ علی کبارہی عزوجل من الصفات المستحیل الخ یعنی پہلی فصل جس میں وہ باتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنا جائز نہیں اور وہ اسکی صفات میں محال ہیں۔ اس میں بہت باتیں لکھ کر حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ محال ہے ۴

(۳) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۶۵۱۔ قولہ اجیب واستجیب خبر و الخبر لا یسترفی علیہ الشیخ لانه اذا السع صا رہ خبر کا و تعالیٰ عن خالک علی اکبیرا وخبر اللہ تعالیٰ لا یقع بخلاف خبرہ الخ بلفظ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قبول کرتا ہوں اور استجیب خبر ہے انشاء نہیں اور خبر پر نسخ عارض نہیں ہوتا کیونکہ اگر خبر سنو خ ہو جائے تو خبر (خبر دینے والا) جھوٹا ہو جائے گا۔ اور خداوند تعالیٰ اس سے بزرگ اور بلند ہے پاک اور اللہ تعالیٰ کی خبر خلاف واقع نہیں ہو سکتی ۴

(۴) مکتوبات حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی کا مکتوب نمبر ۲۶۶۔ عقائد اہل سنت و جماعت جلد اول میں فرماتے ہیں او تعالیٰ از جمیع نقائص و سمات حدوث منترہ و مبرا است۔ بلفظ ۴

(۵) ایضاً۔ مکتوب نمبر ۲۶۶ جلد اول۔ اردو ترجمہ یہ ہے۔ اور آیت کریمہ فَلَا تَحْسِبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفًا وَعْدًا رَّسَلَهُ غُفَّتْ عَنْهُ وَ عَصَاہُ کی خصوصیت پر دلالت نہیں کرتی ہو سکتا ہے کہ اس جگہ وعدہ خلافی کے نہ ہونے کا اقتضار و انحصار

اس سبب سے ہو کہ وعدہ سے اس جگہ مراد رسولوں کی نصرت ابدی فتح اور کفار پر ان کا غلبہ ہے اور یہ بات وعدہ اور وعید پر متضمن ہے یعنی رسولوں کیلئے وعدہ ہے۔ اور کفار کیلئے وعید پس گویا اس آیت میں خلف وعدہ کی بھی اور خلف وعید کی بھی نفی ہے۔ فالایۃ مستشہد علیہ لہ نیز وعید میں خلاف ہونا وعدہ کی طرح کذب کو مستلزم ہے اور یہ بات حق تعالیٰ کی بلند بارگاہ کے مناسب نہیں یعنی حق تعالیٰ نے ازل میں جان لیا تھا کہ کفار کو ہمیشہ کا عذاب نہ دوں گا اور پھر باوجود اس بات کے کہ کسی مصلحت کے لئے اپنے علم کے خلاف کہدیا کہ ان کو ہمیشہ کا عذاب کروں گا۔ اس امر کا تجویز کرنا نہایت ہی عجیب ہے بلفظ اردو ترجمہ مکتوبات جلد اول صفحہ ۵۱۹۔

(۶) حسن العقیدہ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ولا یصح علیہ الحركۃ والانتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا الجہل ولا الکذب۔ بلفظ صفحہ ۶۔ سطر ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت کا کرنا یا انتقال کرنا یا بدلتا صحیح نہیں ہے۔ نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ جہل اور نہ جھوٹ اس میں ہے۔

(۷) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری صفحہ ۱۴۸۔

مطبوعہ گلزار محمدی لاہور۔ ومنہا ان خلف الوعد کرم فیجوز من اللہ تعالیٰ والمحققون علی خلافہ کیف ہو تبدل الی القول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدائی ای بوقوع الخلف فیہ یعنی لا تبدل ولا خلف القول فلا یطعون ان ابدال وعیدی بلفظ یعنی بعض کا قول ہے کہ خلف وعید کرم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا کرنا جائز ہے۔ لیکن محققین اس کے خلاف ہیں یعنی جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے قول کو تبدیل کرے۔ اور تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا یعنی اس میں خلاف وعدہ وعید وقوع میں نہیں آتا ہے۔ یعنی میری بات میں نہ تو خلاف ہے اور نہ تبدیلی اور یہ خیال مت کرو کہ میں اپنی وعید کو تبدیل کرتا ہوں یا کرنے والا ہوں۔

(۸) شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۹۔ ۱۔ نہ لای صفت اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلة انه یقدر ولا

بفضل بلفظ یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال قدرت کے نیچے نہیں ہے لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے کرتا نہیں ۛ

(۹) فتاویٰ عالمگیری اردو جلد دوم صفحہ ۸۳۵ تا ۸۳۷۔ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف سے جو لائق شان الہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔ بلفظ ۛ

(۱۰) مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر جلد اول مصری صفحہ ۴۲۹ سطر ۳۔ (کلمات کفر) او انکر صفتہ من صفات اللہ او انکر وعدہ او وعیدہ او جعل له شریکاً او ولد او زوجة او نسبتہ الی الجہل او العجز او النقص الخ نیکف بلفظ۔ یعنی یا انکار کرے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی ایک صفت کا یا انکار کرے وعدہ یا وعید کا یا اس کا شریک بنائے یا اولاد یا عورت بتائے یا اس کی نسبت جہل یا عاجزی یا کسی نقص کی طرف کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے ۛ

(۱۱) غایت الاوطار ترجمہ اردو درمختار جلد دوم صفحہ ۵۱۳ سطر ۱۲۔ جو شخص حق تعالیٰ کو بصفات ناقصہ موصوف کرے یا اس کے نام مقدس سے یا اس کے کسی حکم سے سخر اپن کرے یا اس کے وعدہ اور وعید کا انکار کرے یا اس کا کوئی شریک یا فرزند یا زوجہ ٹھہرا دے یا اس علیم و قدیر کی طرف جہل یا عجز یا نقصان کی نسبت کرے وہ کافر ہے۔ بلفظ ۛ

(۱۲) ضمان الفردوس مفتی عنایت احمد علیہ الرحمۃ صفحہ ۳۱ سطر ۱۶۔ جس کلمہ میں بے ادبی ہو اللہ تعالیٰ کی جناب میں یا انکار ہو خدا تعالیٰ کی صفات کمال کا یا اثبات ہو کسی عیب و نقصان کا ایسا کلمہ یقیناً کفر ہے۔ بلفظ ۛ

(۱۳) خلاصہ رسالہ تقدیس الرحمن عن الکذب والنقصان مولوی محمد لودھیانوی جہد فاسد مولوی عبد اللہ معترض سکنہ بسی ریاست پٹیالہ اب میں آپ کے جہد فاسد مولوی محمد صاحب لودھیانوی کی کتاب تقدیس الرحمن عن الکذب والنقصان سے دکھلاتا ہوں اس کو کھول کر اپنے سامنے رکھئے اس کے صفحات ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰ کو ملاحظہ کیجئے اور شرم سے سر جھکائیے۔ اس شرم سے نہیں

جو آپ کے بازار میں بکتی ہے بلکہ اس شرم سے جو خداوند تعالیٰ نے جسم میں ودیعت فرمائی ہے۔ اور مذہب حق کو قبول کیجئے۔ وہ ہوا ہذا۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اصدق الصاقین کے کذب کا قائل ہے جیسا کہ مولوی اسماعیل صاحب کے رسالہ ایک روزی میں لکھا ہے کہ اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ اسرت کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست پس لا نسلم الخ صفحہ ۲۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدیماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عیب آیا جائز ہے یا نہیں۔ امکان کذب خلف و عیب کی فرع ہے الخ انتہی مختصر صفحہ ۳۔ سطر ۳۔ الجواب فریق اول کا دعویٰ کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں کذب ممکن ہے سخت جیب ہے

کیونکہ ممکن اس کو کہتے ہیں جس کا ہونا ہونا دونوں برابر ہوں الخ صفحہ ۳۔ سطر ۱۰۔ اور کذب جناب باری تعالیٰ کے کلام میں ممکنات سے ہے کیونکہ عدم اس کا برخلاف ممکن کے ضروری ہے۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے علماء اہل اسلام نے کذب کا امتناع ثابت کیا ہے کتب تفاسیر و عقائد و اصول میں یہ مسئلہ مشروحاً موجود ہے الخ صفحہ ۳۔ اس کے آگے مولوی صاحب آپ کے جفا سدرنے قرآن شریف و تفاسیر و علم عقائد سے دلائل مفصل لکھے ہیں اور اچھی روشنی اس مسئلہ پر ڈالی ہے اور اس کے آگے لکھتے ہیں۔

اس مسئلہ میں اسماعیل صاحب نے اعلیٰ درجہ کی غیر مقلدی کا رستہ چلایا ہے۔ کیونکہ ادنیٰ درجہ کی غیر مقلدی تو صرف یہی ہے کہ ہم امان دین کی تقلید نہیں کرتے آیات و احادیث پر عمل بموجب ہم اپنے کے کرتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی غیر مقلدی یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی بھی تقلید نہ کی جائے۔ جیسا کہ اپنے زعم میں آوے گویا آیات قطعیه اور جہور عقلا کے مخالف ہو۔ درست ہے۔ جب مولوی اسماعیل صاحب کذب کا امکان کلام ربانی میں مخالف اولہ نقلیہ اور عقلیہ کے جائز رکھ کر متبعین موروثیت

شَرِيفٌ مِّنْ أَظْلَمَ مَعْنَىٰ اِفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيَقُولَ اِبْتِاسَ بِخَيْرٍ عَلَيْهِ
اِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ۝

کے ہوئے یعنی خدا کی ذات اور صفات میں افتر کر نیا لا مستوجب سخت تر وعید شدید
ہے اعادنا اللہ منہ ۛ

اور جو مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان
کذب کا مسئلہ جدید کسی نے نہیں نکالا قدام میں خلف وعید کا مسئلہ اختلافی قدیمی ہے۔
اور امکان کذب خلف وعید کی فسرع ہے انتہی ملخصاً بالکل بے بنیاد ہے۔
متقدمین میں سے کوئی امکان کذب کا قائل نہیں ہوا۔ خلف وعید اگر
بعض اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن جمہور محققین نے بسبب استلزام کذب
جو اجماعاً متقدمین کے نزدیک ممتنع ہے غیر جائز قرار دیا ہے۔ اور بعض
کی مخالفت کو جمہور کے مقابلہ میں اعتبار نہیں المصنف ۸ ۛ

حاصل کلام و خلاصہ مرام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اول غلطی مولوی اسماعیل
صاحب سے شاید زمانہ غیر مقلدی میں سرزد ہوئی اب مولوی خلیل احمد صاحب نے
اس کو مسئلہ اختلافی قدیمی قرار دیکر آتش فتنہ کو از سر نو افروز کیا۔ جس میں مولوی
رشید احمد صاحب بھی بسبب ثابت کرنے مہربانی کے اس زمرہ میں شمار کئے گئے
المصنف ۱۳ ۛ

لیجئے مولوی صاحب اس تمام تحریر جسے قاسد پر ایمان لا کر مولوی
اسماعیل کو اعلیٰ درجہ کا غیر مقلد تصور کریں اور ان کو زیر وعید آیت شریف فمّا اظلم
الآیۃ میں داخل اور باقی مولوی رشید احمد و خلیل احمد صاحبان کو بھی شامل کریں۔
اور مذہب اہلسنت و جماعت کو اختیار کریں۔ اور آئندہ کبھی یہ لفظ زبان پر نہ لائیں
کہ تمام اہلسنت خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگر آپ کسی اور کی بات نہیں مانتے تو خیر
لیکن اپنے جس قاسد ماجد کی تحریر پر تو ضرور ایمان لائیں۔ اور معتزلہ میں شمار
نہ ہوں اور نہ خوارج میں ۛ

(۱۴) فتاویٰ قادریہ مصنف مولوی محمد صاحب لودھیانوی جلفا قاسد
مولوی معترض میں مولوی رشید احمد صاحب دیوبندی

کی کیفیت اور مسئلہ کذب باری تعالیٰ۔

مولانا صاحب اب آپ ایک دوسری کتاب اپنے جَد فاسد کی اپنے ہاتھ میں لیکر اس کے صفحہ ۹۴-۹۵ کو دیکھئے کہ وہ آپ کے دیوبندی بزرگ مولوی رشید احمد کی نسبت کیا کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ وہ ہوا ہذا۔

در حقیقت مولوی رشید احمد صاحب اہل نظر نہیں رہتے نابینا ہیں۔ کیونکہ پہلا فتوے دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے وہ مرزا جس نے دعوائے کیا ہے کہ مسیح یہ حکم نازل ہوا ہے کہ ہم نے اوتارا اسکو قادیان کے قریب۔ پھر یہ فتوے دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے باوجودیکہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف بخار کا بیٹا کہتا ہے۔ لغو و باطل ہے۔ پھر مولوی صاحب نے یہ فتوے دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ سے زیادہ کوئی سچا نہیں۔ اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کر دیا الخ ۛ

دیکھئے یہاں پر بھی آپ کے جَد فاسد مرحوم نے مولوی رشید احمد صاحب کی کیفیت مسائل کیسی لکھی ہے۔ کہ وہ فتوے دیتے ہیں کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ایسے ہیں کہ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ ۛ

(۱۵) فتاویٰ قادریہ مصنف مولوی محمد لودھیانوی جَد فاسد مولوی معترض ہیں ایک دوسرے جَد فاسد مولوی عبداللہ لودھیانوی کہا انہی نام مولوی رشید احمد علی حاکمی نسبت صفحہ ۱۲۰۔ سطر ۱۲۔

اب آپ ذرا اس فتاویٰ کے صفحہ ۱۲۰ کو دیکھئے کہ آپ کے دوسرے جَد فاسد مولوی عبداللہ صاحب کا استخارہ خواب والہام مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ دیوبندی کی نسبت کیا کہ رہا ہے۔ وہ ہوا ہذا۔

مولوی رشید احمد صاحب نے جب ۱۳۰۱ھ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنے ہاتھ پر لیا اس عاجز مولوی عبداللہ کو نہایت فکرت رہی کہ ایسے شخص کو جو اپنے کلمات کے ضمن میں پیغمبری کا دعوائے کر رہا ہے مولوی صاحب نے کیسے سلمان صالح قرار دیا جناب ابھی میں دعا کر کے سو گیا۔ خواب میں یہ معلوم ہوا کہ تئیس شب کا جاندہ شکار ہو گیا۔ پھر غیب آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے اسی زمانہ میں فتوے اکر کے متناقض

یا دیگرے چیزوں میں آئے۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

سلا اقم عبداللہ لودھیا نوی۔ بلفظ

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی خبردار ہو جاؤ اور ہوش کرو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (اس کے خلاف ہرگز نہ کریگا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے۔

اس میں ایک خاص نکتہ ہے وہ یہ کہ جملہ آیت شریفہ و لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ کے اعداد جمل (۱۱۰) گیارہ سو دس ہیں۔ اور ادھر جماعت جموع ہندو باہیہ نجدیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کے بھی یہی اعداد جمل گیارہ سو دس (۱۱۰) ہیں۔ جو خلف وعید و وعدہ کے قائل ہیں۔

(۱۷) اب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال دکھلاتا ہوں جو آپ کے برادران کے برادر ہیں امین نسب آپ کے بھی بھائی بھوتے گو اس وقت کافر و مرتد ہیں۔
(الف) برادرین احمدی مصنفہ قادیانی صفحہ ۱۲۴۔ باقی سب موجد اس قصور سے جو خدا کو ہر ایک طرح کے نقصان سے جو اس کے کمال تام کے منافی ہے پاک سمجھتے تھے۔ بلفظ صفحہ ۱۲۴ سطر ۲۰۔

(ب) برادرین احمدیہ (ایضاً) صفحہ ۱۲۴ سطر ۲۰۔ خدا کے کلام کے لئے بیشبہ ظاہر ضروری ہے کہ جیسے خدا اپنی ذات میں ہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر ایک نقصان اور نالائق امر سے منزہ ہے ایسا ہی اس کا کلام بھی ہر ایک ہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر طرح کے نقصان اور نالائق حالت سے منزہ اور پاک چاہئے۔ بلفظ۔

(ج) سترمہ چشم آریہ صفحہ ۵۶۔ سطر ۱۲۔ خدا کی بزرگی اور عظمت کی موافق یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ اس سے ہونا ثابت ہے وہ قبول کیا جائے اور جو کچھ آئندہ ثابت ہو اس کے قبول کرنے کے لئے آمادہ رہیں۔ اور بجز امور منافی صفات کمالیہ حضرت باری عزائمہ کے سب کامیوں پر اس کو قادر سمجھنا چاہئے۔ بلفظ۔

(د) برکات الدعا قادیانی صفحہ ۲۳۔ سطر ۳۔ ہمارا خداوند تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے وہ تمام ذرات عالم اور ارواح اور جمیع مخلوقات کو پیدا کر نیوالا اس کی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کرے تو بجز ان خاص باتوں کے جو اس کی صفات کاملہ اور مواہید

صادقہ کے ہوں باقی سب امور پر وہ قادر ہے۔

(۱۸) مختصر کیفیت مناظرہ درمیان مولانا حضرت غلام دستگیر علیہ الرحمۃ
قصوری سنی حنفی قادیانی اور مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی۔

مقام ریاست اسلامیہ بہاول پور واقع ضلع

کتاب تقدیس الکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ اس کتاب کی مختصر

کیفیت یہ ہے کہ غیر مقلدین کی طرف سے ایک استفادہ مولود شریف و فاتحہ خوانی وغیرہ
مسائل میں شائع ہوا تھا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے مع دیگر مولویان دیوبندی کے اس کے

حرام ہونے اور کفر پر فتویٰ دیا۔ اور مولود شریف و قیام تعظیمی کی تشبیہ اہل ہنود

کے کھنڈیا کے جنم سے دی۔ اس پر مولوی عبدالسمیع چشتی امدادی مرحوم نے ایک کتاب

مسی النوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ نہایت تہذیب کے ساتھ لکھی۔ اور نہایت

دلیل قرآن و حدیث و غیرہ اولہ سے جوابات دیگر اسکو بہت وسعت و تحسن ثابت کیا اور

اکثر علماء عرب و عجم نے اسکو پسند فرما کر تصدیق کیا۔ تب اس کے رد و جواب میں مولوی خلیل احمد

اور مولوی رشید احمد صاحبان نے نہایت غضب اور غیظ میں آکر خلاف تہذیب کتاب

برائین قاطعہ لکھی ان دنوں میں مولوی خلیل احمد صاحب ریاست بہاولپور میں اول مدرس

عسرنی تھے۔ اس پر مولانا غلام دستگیر صاحب علیہ الرحمۃ نے کتاب دیکھ کر مولوی خلیل احمد

صاحب ریاست بہاولپور پر تعاقب فرمایا۔ وہ مرد خدا کتاب کو لیکر ریاست بہاولپور میں

ہنچے۔ بنظیری جناب نواب صاحب بہادر والے ریاست بہاولپور ماہ شوال

۱۳۱۰ھ میں مناظرہ مسائل پر ہوا۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب مغلوب ہوئے اور سخت

ذلت کے ساتھ ریاست موصوف سے نکال دئے گئے۔ اسی وقت علماء پنجاب نے یوں

فتوے دیا کہ یہ شخص خلیل احمد مع معاونین کے وہابی ہے اور اہلسنت سے خارج ہے

فتوے مذکور طبع ہو کر شائع ہو گیا۔

اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ تمام کاغذات بحث کو جو تحسیری

ہوئی تھی لے کر حرمین شریفین زاد کما اللہ شرفاً و تعظیماً کو تشریف لے گئے۔ اور آخر ماہ

شوال ۱۳۱۰ھ بحسری میں بروقت اقامت مکہ معظمہ کے ان کاغذات بحث کا

عبرہ میں ترجمہ کر کے رو برو علماء مکہ معظمہ کے پیش کیا۔ ان کی تصدیق کے بعد حجاب

یہ منورہ میں حاضر ہوئے تو وہاں کے علماء اور مفتیاں باوقلہ کے روبرو پیش کیا انہوں نے بھی نہایت خلوص سے تصدیق فرمائی۔ اور حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب کی تعریف اور مدح فرمائی۔

براہین قاطعہ کے مسائل تحفے جن پر مستطرہ

ہوا تھا وہ یہ ہیں

اول۔ امکان کذب باری تعالیٰ صحیح ہے۔ یعنی خداوند تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا بول سکتا ہے۔

دوم۔ امکان نظیر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح ہے۔ یعنی حضور کی طرح اور بھی ہو سکتا ہے۔

سوم۔ تمام نبی آدم بشریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہیں۔ چارم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کم ہے۔ پنجم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محفل میلاد و کھنیا کے جنم کے مشابہ ہے۔ ششم۔ فاتحہ خوانی برہمنوں کے اشلوک پڑھنے کی مانند ہے۔ ہفتم۔ حریم شریفین کے مفتیوں کا فتوے رشوت خوری کی وجہ سے نامعتبر ہے۔

ان سب مسائل کو سوائے مسالہ ہفتم کے علماء حریم شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے روبرو پیش کیا۔ اور مولانا علیہ الرحمۃ نے نہایت دور اندیشی سے مسئلہ ہفتم کو پیش نہ کیا تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ علماء و مفتیان ہر چار مذاہب اہم اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کا اشتعال طبع پیدا ہو گیا ہو۔ انہوں نے ہر شش مسائل کی تصدیق فرماتے ہوئے حسب ذیل تحریر فرمایا۔

(۱) خلاصہ مختصر مکہ معظمہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا ترجمہ۔

میں اپنے رب کو پاک جانتا ہوں اور درونگو ناشکرے کی گفتگو سے جسے اپنی کتاب کا نام براہین قاطعہ رکھا ہے اس کا حکم سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ جلا داس کے بدن سے گردن کاٹ دے۔ تاکہ کجرو جاہلوں کے لئے عبرت ہو۔ اختصاراً۔

(۲) مکہ معظمہ کے مفتی شافعی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

صاحب براہین اور اس کے شیطانوں اور اہل زیغ و زندلیقوں سے ہیں۔

(۳) مکہ معظمہ کے مفتی مالکی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

براہین والے بدعتی اور گمراہ ہیں۔

(۴) مکہ معظمہ کے مفتی حنبلی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

تحقیق جو ذات پاک باری تعالیٰ کو کذب سے متصف کرے بیشک وہ راہ بھولا ہوا اور مخالف ہوا اجماع کا اور موصوف ہوا کفر سے اگر توبہ اور اس سے رجوع نہ کرے۔

مدینہ منورہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

بیشک میں نے مطالعہ کیا اس مضبوط رد و اعتراضات کا جو لا غر اور فریب میں فسوق

کر رہا ہے وارد ہیں۔ مولف براہین پر جو جنگل کی ریت پر راہ دکھائی گئی ہے۔ اور اس کی سخت

جبری باتیں کاذب کی کم عقلی پر دلیل ہیں۔ پس مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے۔ کہ صاحب براہین

گمراہی کے دریاؤں میں گہرے غوطے رگھا کر حق تعالیٰ سے سختی رسوائی

ہے۔ الخ۔

مدینہ منورہ کے ایک بڑے مدرس کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

جو اس بزرگ مولف رسالہ تردید نے صاحب براہین اور اس کے بدکار مؤیدین سے

مقولہ نقل کئے ہیں صریح کفر اور زندقہ ہے۔

پھر اس کے بعد ۱۳۱۲ھ ہجری میں یہ پاک کتاب مستطاب دیگر علماء کرام کی تقاریظ

سے مکمل ہو کر ۲۴ صفحہ کے حجم سے مع ترجمہ اردو و صدیقی پریس قصور ضلع لاہور میں طبع ہو کر

شائع ہوئی اور اہلسنت و جماعت کے لئے فیض عام ہوئی۔ اس میں مولانا پاپہ حسر میں

شریفین حضرت مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی استاد الا استاد

گروہ دیوبند یہ کی بھی مفصل و مشتمل تقریظ درج ہے جو قابل ملاحظہ و اطمینان

دل حسنین ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ بحقیقہ نمبر ۱۹۔ مولود شریفین

میں درج ہوگی۔ وہاں ملاحظہ کیجئے تاکہ گروہ دیوبند یہ کی کیفیت واقعی معلوم ہو۔

اس کے بعد حضرت حاجی حسین شریفین صوفی کامل، مرشد ارشد

گروہ دیوبندی یعنی حضرت محمد امدا اللہ فاروقی چشتی مہاجر ملی
علیہ الرحمۃ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے :-

تحریر بالاصحیح اور درست سے مطابق اعتقاد فقیر کے ہے ۔ اللہ
تعالیٰ کا تعجب کو جزا خیر دینے ۔
بے سبب گر عز بامو حمول نیت قدرت از عزل سبب معزول نیت

مہر محمد امدا اللہ فاروقی

یادداشت اس کتاب لاجواب کا جواب آج تک نہیں ہوا ۔
یادداشت دیگر ۔ اس مسئلہ کذب باری تعالیٰ کے امکان میں نہایت مفصل و مدلل
و مشرح و مکمل کتاب سجن البیوح عن عیب کذب مقبور ح نامہ علحضرت فاضل
ابن فاضل ابن فاضل اہل مجدہ مائتہ حاضرہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب
قادی بریلوی ابقاہ اللہ تعالیٰ نے لکھ کر شائع فرمائی جسے تمام گروہ و بابیہ کو مذکور
کر دیا ۔ اور جواب نہ ہو سکا ۔ قابل دید کتاب ہے جزاؤ اللہ تعالیٰ خیر الجزا
ایک عیسائی اور ایک دیوبندی مولوی و بابی کی گفتگو
کذب مقبور پر

عیسائی ، ہم کہتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں ۔ دلیل
یہ ہے کہ اُن کا کوئی باپ نہیں اور خدا ہی اُن کا باپ ہے ، مریم اُن کی ماں ہے ، اگر خدا
کے بیٹے نہیں ہیں تو کیوں ؟

دیوبندی ، ہمارے قرآن میں اسکی نفی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے :-
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۔ نہ تو خدا کسی کا بیٹا ہے اور نہ خدا کا کوئی بیٹا ہے ۔ یہ دلیل کافی
ہے ۔

عیسائی ، مولوی صاحب آپ کے مذہب میں یہ بھی ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے
اور وہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے نیز یہ کہ خدا اپنی اولاد پیدا کرنے پر بھی قادر ہے ۔ اگر
ایسا نہ کر سکے تو عاجز ہے ، اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا ۔ اور یہ بھی کہ انسان تو جھوٹ بولتا
ہے اور بول سکتا ہے اگر خدا جھوٹ نہ بولے یا جھوٹ نہ بول سکے تو انسان خدا کی قدرت
پر کامل ہوگا اور خدا ناقص ، اور خدا ناقص نہیں ہو سکتا ، انسان تو بیٹا پیدا کرے اور

خدا نہ کر سکے یہ کیسے ہو سکتا ہے، اور یہ بات بھی تم قرآن سے کہتے ہو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر کیا نہ خدا نے حضرت عیسیٰ اپنے بیٹے کو پیدا نہیں کیا؟ اور جو دلیل آپ نے قرآن سے دی ہے، ممکن ہے وہ جھوٹ ہو۔ جبکہ خدا جھوٹ پر قادر ہے۔

دیوبندی، یہ سب باتیں صحیح ہیں لیکن ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے ہاں اِنَّ اللہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خدا کا کلام صحیح ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے۔

عیسائی، بس مولوی صاحب آپ نے مان لیا کہ خدا اقلے ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ تو حضرت عیسیٰ کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے، جب انسان اس کی تخلیق اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ خدا قادر مطلق کیونکر اپنا بیٹا پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر نہیں کر سکتا تو پھر انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔ اور یہ ممکن نہیں۔

دیوبندی، ہاں یہ بات تو صحیح ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ عیسائی، اگر صحیح ہے تو حضرت مسیح بھی خدا کے بیٹے صحیح ہیں فہو المراد۔ دیوبندی، چپ۔

لیجئے۔ مولوی صاحب اب اس بحث کا خاتمہ ہے۔ اس سے زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ خدا کرے آپ کی سمجھ میں آجائے۔ اور آئندہ نہ کہیں کہ خلف و عید یا خدا کا جھوٹ بولنا جائز اور تمام اہل سنت کا مذہب ہے۔ بلکہ یہ مذہب معتزلہ اور خوارج کا ہے

باب دوم

عقائد نمبر ۲، ۳، ۴ و بابیہ و یونہیہ

عقیدہ نمبر ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہئے۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصاً

قول۔ توضیح مطالبہ نمبر ۲۔ بر عقائد ۲، ۳، ۴۔ آپ نے و بابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۔ یہ لکھا ہے کہ تقویۃ الایمان میں مولوی اسماعیل شہید نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہئے۔ اور عقیدہ نمبر ۳ بھی اسی حوالے پر یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں۔ اور نمبر ۴۔ یہ کہ اسی کتاب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

صاحبان! میں نے ان ہر سہ عبارات کی تلاثر ساری تقویت میں کی۔ لیکن یہ عبارات جن حروف سے آپ نے اکھین لکھا ہے کہیں نقطہ نہ پڑیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ نے مخلوق خالق کو مغالطہ میں ڈالنے کی غرض سے جھوٹ موٹ وضع کر کے مولوی اسماعیل صاحب مرحوم کے سر قیو پ دیا۔ الخ صفحہ ۱۲۔ سطر ۴۔ بلقطہ

اقول۔ مولوی صاحب افسوس! آپ نے میرے اشتہار کی غور سے نہیں پڑھا اور جواب کہتے بیٹھ گئے۔ ورنہ اشتہار کو بنظر غور دیکھا کہ عبارت کو فقطً فقطً تلاثر کرنے لگے۔ وہاں گاہ اشتہار میں ہر سہ عقیدہ کے عاذ اور مقابل ہیں فقطً ملخصاً لکھا ہوا

موجود ہے اور تقویت کے صفحات ۴-۱۲-۱۹-۵۵ کا حوالہ لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ نہایت افسوس اور تعجب ہے کہ آپ اردو عبارات کو بھی طرح نہیں سکتے۔ یا شاید لفظ مخصوصاً عربی ہے اس کے معنی آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں۔ سو میں بتاتا ہوں کہ مولوی صاحب ان عقائد کو میں نے بطور خلاصہ کے لکھا ہے۔ اور صفحوں کا حوالہ دے دیتا تاکہ دیکھنے والا ان صفحوں میں نظر آٹھا کر دیکھ لے کہ یہ مضمون سند درجہ اشتہار ان میں موجود اور درج ہے۔ تاہم آپ بعینہ عبارات کو لفظاً لفظاً تلاش کرتے ہیں۔ اور ظاہر عبارت کے خلاصہ کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ لیجئے اصل عبارت تقویت الایمان کی دیکھ لیجئے۔ وہ یوں ہے۔

ف۔ یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سوا سبکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء امام و امام زادے، پیرو شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی ہے وہ بڑے بھائی ہوئے۔

ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں بلکہ صفحہ ۴ سطر ۲۔

کیسے مولوی صاحب! یہ عبارت آپ کو تقویت الایمان میں نظر نہیں آئی اب دوبارہ دیکھئے کہ یہ عبارت اس میں موجود ہے یا نہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ موجود ہے۔ پھر یہ آپ کی نظر کا قصور ہے یا نہیں۔ پھر میں نے مخلوق خالق کو دھوکا دیا ہے یا آپ نے۔ کیا اس میں الفاظ اولیاء، انبیاء درج ہیں یا نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء میں داخل ہیں یا نہیں اور بندہ مقرب الہی ہیں یا نہیں اور جملہ بڑے بھائی ہوئے میں داخل ہوئے یا نہیں۔ اور بڑے بزرگ ہیں یا نہیں اور جملہ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے میں داخل ہوئے یا نہیں پھر جملہ سوا اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے میں داخل ہو گئے یا نہیں افسوس! آپ کی سمجھ اور اردو دان پر کہ آپ اردو عبارت کے سمجھنے کا مادہ بھی نہیں رکھتے۔ اور جواب لکھنے کا حوصلہ علاوہ اس کے تمام علماء کرام عرب و عجم نے جو اس کو سمجھا ہے وہی ہے جو میں نے سمجھا ہے۔ بلکہ آپ کے وہابی بھائیوں نے بھی اسی

طرح سمجھا ہے جیسے میں نے سمجھا ہے۔ مگر انہوں نے اس سے انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کر کے تاویل
بے سود اور بے معنی کی ہیں تاکہ مولوی اسماعیل کی تحریر غلط ثابت نہ ہو۔ اس کے غلط اف
خلافت ہونے کی تحقیق آگے آئے گی۔ مگر معلوم نہیں کہ آپ کیوں انکار کرتے ہیں۔ جب کہ
آپ کے امام نے حدیث شریف اکرموا احاکمہ کو پیش کیا ہے۔ علاوہ اس کے آپ اپنے
بزرگ مولوی خلیل احمد صاحب کی تحریر کو دیکھ لو وہ لکھتے ہیں :-

اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلافت
نفس کہہ دیا۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳۰ :-

لیجئے آپ کا انکار کیونکر صحیح ہو۔ ذرا سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ ادھر ادھر پاؤں نہ ماریے
عقیدہ نمبر ۳۰۔ کی پوری عبارت یوں ہے جس پر میرا خلاصہ
مضمون ہے۔

والفہم اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ
کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۲۔ سطر ۱۲ :-
دعا ہمارا جب خالق اللہ ہے۔ اور اس نے ہم کو پیدا کیا ہے تو ہم کو بھی چاہئے
کہ اپنے ہر کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے
جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا
ہے دوسرا بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہے چار کا تو
کیا ذکر۔ بلفظ صفحہ ۱۹۔ سطر ۳۔

رجحہ) محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے
لوگوں کو ثابت کیجئے۔ بلفظ صفحہ ۲۹۔ سطر ۱۷ :-

فرمائیے۔ مولوی جی۔ ہر مخلوق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل
ہیں یا نہیں اور ان کے تفصیلی فقرے یعنی بڑا ہو یا چھوٹا میں بھی آتے ہیں یا نہیں۔ اللہ
تعالیٰ کی شان کے سامنے چار کون ہیں اور چار سے بھی ذلیل کون ہیں۔
ذرا ہوش کیجئے۔ اس عبارت کو قبول کر کے تاویلیں بھی لا یعنی کی گئی ہیں۔ جیسے کہ اسی تقویت
الایمان کے حاشیہ صفحہ ۱۳ میں کسی مجہول الاسم و حال نے تاویل بیحدیل اور ذلیل

۱۵ آپ کو الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

یہ ہے کہ چوٹے چارے سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں۔ پھر آپ نے بھی اس عبارت کو قبول کر کے گو پہلے انکار ہی یہی اس طرح پر لکھا ہے۔

فوائد الفوائد کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے کہ ایمان کے تمام نشو و نما ہمہ مخلوق نزدیک اور ہمہ چنانہ مانند کہ لشک شتر۔

مولوی صاحب ایسا تو آپ کہتے ہیں کہ یہ عبارتیں تقویۃ الایمان میں موجود ہی نہیں یا پھر ان کی تاویلیں اور مولوی اسماعیل کی کتاب کی تائید کے لئے بے سمجھے سوچے۔ عبارتیں لاتے ہیں فرمائیے لفظ ہر اور ہمہ کے ایک ہی معنی ہیں ہرگز نہیں۔ وہاں تو جملہ لفظ ہر مخلوق بڑا ہو چھوٹا درج ہے اور یہاں آپ کی عبارت پیش کردہ میں ہمہ مخلوق درج ہے۔ اور وہاں لفظ چار ذی روح لکھا ہے اور یہاں لفظ لشک (سینگنی) غیر ذی روح تحریر ہے۔ یہ کتنا بڑا فرق زمین و آسمان کا ہے۔ اور آپ کی عبارت کے معنی یہ ہیں جو آپ نہیں سمجھے۔ یعنی

”ایمان کسی شخص کا کامل نہیں ہوتا ہے جب تک وہ تمام مال و مستلذات دنیا کو اونٹ کی سینگنی کے برابر نہ سمجھے۔“

فرمائیے اس عبارت سے آپ کا منشا پورا ہوتا ہے ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہاں فقرہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا۔ درج ہے۔ جس میں تمام انسان معہ انبیاء علیہم السلام داخل ہیں۔ اسی واسطے آپ کے امام الطائفہ ذی رحم انسان ہونے کے لحاظ سے لفظ چار سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور یہی آپ لوگوں نے سمجھ کر اپنے امام کی حمایت کرنے میں سرگرمی کی خواہ ایمان رہے یا جائے۔ مگر اپنے امام پر کوئی حرف نہ آئے۔ اس لئے اپنے امام کا دھونا دھونے کے لئے کبھی آپ انکار کرتے ہیں اور کبھی اسکی تاویل بے دلیل کرتے ہیں۔ اور کبھی اسکی تائید میں اور کتابوں کی عبارت نافہمی سے پیش کرتے ہیں۔ فرمائیے کسی چوٹے چار کا تو کیا ذکر، کون ہیں کن سے مراد ہے یا بموجب حاشیہ تقویۃ الایمان کی تاویل فصول کے جملہ ”چوٹے چارے سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں“ سے مراد ہے۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے تمثیل سے سمجھا دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کو قمارا بادشاہ ہے پھر اور کسی سے تم کو کیا واسطہ۔ یا علاوہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا غلام ہو چکا تو پھر کسی نبی یا رسول یا ولی اور بزرگ وغیرہ بزرگان دین جو نعوذ باللہ منہا چوٹے یا چار

ہیں ان سے علاقہ نہیں رکھنا چاہئے۔ لیجئے پوری تشریح یوں ہوئی جس کو آپ کے امام الطائفہ بیان کر رہے ہیں :

افسوس! آپ نے اس دوسری عبارت کو بھی دیانت سے خیانت میں رکھ دیا اور تیسری عبارت کو بھی آپ نے حذف کر دیا۔ جس میں ناکارہ لوگوں کا جملہ موجود ہے گویا توہین انبیاء میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں کا ایمان ہے کہ کتابہ تقویتہ الایمان نہایت اچھی اور ایمان کے قائم رکھنے والی کتاب ہے۔ اور یہ کتاب آیات و احادیث کا ترجمہ ہے اور اسے درجہ کی قابل عمل ہے۔ فرمائیے یہ عبارات۔ اور یہ یقین جان لیتا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا جھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہے۔ اور بادشاہ کے مقابلہ میں کسی چوٹیرے چمار کا تو کیا ذکر۔ ناکارہ لوگ۔ کن آیات و احادیث کا ترجمہ ہیں اپنے امام الطائفہ یا کسی اور اپنے بزرگ دیوبندی سے دریافت کر کے بتلائیے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ تمام عمر تلاش کریں جواب نہیں دلیکیں گے خواہ امام الطائفہ کی روح سے بھی مدد لیں۔ یا عبد الوہاب یا ابن عبد الوہاب یا ابن حزم ابن تیمیہ کی طرف رجوع کریں :

اور عقیدہ نمبر ۴ کی پوری اور اصل عبارت یہ ہے جو تقویت

الایمان میں ہے :-

اللہ کی بہت بڑی شان ہے کہ سب انبیاء اور اولیائے اسکے روڑ ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں سارے آسمان اور زمین کو عرش اس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے۔ اور باوجود اس بڑائی کے اس شہنشاہ کی عظمت نہیں محکم سکتا۔ بلکہ اس کی عظمت سے چرچہ بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت اس کی بڑائی کا بیان کر سکے بلفظ صفحہ ۵۵ سطر ۲۱ :

کہئے مولوی جی! اس جملہ سب انبیاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تو وہ کونسی آیت یا حدیث اسکی دلیل میں آپ کے یا آپ کے امام الطائفہ کے پاس ہے جس تقویتہ الایمان کی تصدیق ہو پھر عجیب یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ ساری تقویتہ میں یہ عبارت ہی نہیں۔ اور پھر خود ہی اقبال کیسے کیوں اس عبارت کو لکھ دیا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کے امام

نے یہاں پر بھی وہ لفظ مخلوق کا استعمال کیا ہے اور انسان ذی روح مراد ملی ہے اور عرش
معلیٰ کا اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے چمچیر کی آواز سے بولنا خدا تعالیٰ کو
جسم ثابت کر رہا ہے جو کسی مسلمان سنی کا عقیدہ نہیں۔ ہاں عقیدہ
وہابیہ کا عقیدہ ضرور ہے۔ چونکہ یہ بات بحث سے خارج ہے۔ اس لئے
اس کو ترک کیا جاتا ہے۔

اچھا مولوی۔ جی اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ ہمیں نے عقاید وہابیہ۔
نمبر ۲۔ ۳۔ ۴۔ اپنے اشتہار میں لکھے ہیں وہ عبارات مستدرجہ بالا کا خلاصہ ہے۔
اور صحیح ہے۔

اب میں ان ہر سہ عقاید کی جو آپ کے امداد کے خلاف قرآن و حدیث
اور اہلسنت و جماعت کے ہیں اتنی تحقیق و برح کرتا ہوں تاکہ آپ کا اطمینان ہو سکے اور
آنکھ اور کان کھول کر دیکھئے

فصل اول تحقیق اہل حق عقیدہ نمبر ۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا بھائی ہونا

پچھری میں۔ وہابیوں دیوبندیوں نے مرزا یوں کے شکوۃ شریف کی حدیث
پیش کروانی جو مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تفسیر الایمان میں منسوخ کی ہے فقال اعبدا
ربکم واکرموا ائمتہ یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا کی بندگی
کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ جب پچھری میں کہا کہ اس کا جواب لکھئے تو مجوز نے کہا کہ جتنا
ملزمان کہتے ہیں وہ ہی لکھا جائے گا۔ جو وقت تمہارا وقت آئے گا اس وقت اس کا جواب
لکھا جائے گا۔ مگر افسوس مجوز نے میرا جواب نہ لکھا۔ اب آپ نے اس کا مطالبہ کیا اور سالہ
لکھا ہے۔ اس لئے جواب اس حدیث شریف کا مستحق ہے۔

۱۱ مجمع البحار لاوار محمد طاہر علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۰ سطر ۱۶
یہ کتاب شرح احادیث میں ہے اعبدا واکرموا ائمتہ واکرموا ائمتہ۔ ابراہیم خلیفہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ضمناً بنفسہ اے اکرموا من ہو بشر مثکم لما اکرم
اللہ تعالیٰ بالحق بلقظ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

خدا کی عبادت کرو۔ اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ اس سے منشا اور ارادہ حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تواضع اور کسر نفسی کا تھا جو بھائی کا لفظ فرمایا۔ یعنی تعظیم اور
عزت کرو اسکی جو مثل تمھارے آدمی ہے۔ اور اس کو معزز و مکرم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے
وحی بھیج کر ۛ

(۲) مرقات شرح مشکوٰۃ بلا علی قاری جلد سوم صفحہ ۷۷۱ -
یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے ۛ
(۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد سوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی
علیہ الرحمۃ - یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے ۛ

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
لئے تواضع اور کسر نفسی کے رو سے بھائی کا لفظ فرمایا۔ واقعی حقیقی بھائی سمجھ لینا دنیاویوں کا ہی مانع ہے۔
دیکھو جسے کوئی اہل الوہم بادشاہ یا نواب یا وزیر یا میر یا رئیس یا غلام یا نوکر کو بھائی کہہ کر کہتا ہے تو کیا واقعی بھائی ہوتا ہے اور اس
غلام یا نوکر کو جتنی کڑا بادشاہ کو بھائی کہہ کر پکارے۔ ہرگز نہیں۔ اس بات کو کوئی بھی عقلمند
قبول نہیں کر سکتا۔ ذرا غور کر کے سوچئے۔ اور بھی بتلائیے کہ اس حدیث شریف میں وہ کونسا
لفظ ہے جس کا ترجمہ آپ کے امام الطائفہ نے بڑے بھائی کا کیا ہے۔ یادہ کوئی
انفاظ اس حدیث میں ہیں جن کا ترجمہ بڑے بھائی ہوا یا اس کی بڑے بھائی
کی سی تعظیم کیجئے۔ کیا یہ تحریف معنوی یا لفظی حدیث شریف کی نہیں
ہے۔ العیاذ باللہ ۛ

یہ بھی کہئے۔ خلفائے راشدین و صحابہ مہدیین رضی اللہ عنہم و
تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین و اولیائے کرام و صوفیاء و عظام علیہم
الرحمۃ اجمعین میں سے کبھی کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کے
خطاب سے مخاطب کیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ آج تک
کسی فرد بشر نے ابتداء سے لیکر اب تک ایسا نہیں کیا تو اب کسی غیر
مقلد یا وہابی دیوبندی کا حق ہے۔ کہ وہ ایسا لفظ کہہ کر حضور سرور
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر کے ایمان کا ستیاناس کرے
خدا نیک ہدایت دے ۛ

اور سنئے آپ کے امام الطائف نے تفویض الایمان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیا۔ تو دوسرے مولوی خلیل احمد صاحب اٹھ آئندوں نے اپنی برائین قاطعہ میں جملہ بنی آدم کے برابر لکھ دیا جیسے وہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں، "البیتہ نفس بشریت میں آپ کے مماثل جملہ بنی آدم ہیں،" اور سہ ماہی اس کے یہ بھی لکھ دیا کہ اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔"

اب فرمائیے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ مولوی اسماعیل یا مولوی ارشد احمد یا مولوی خلیل احمد صاحبان فرعون، نمرود، ہامان، قارون کے بھائی ہیں یا نحقو، کحقو، سینڈھو۔ چوہڑوں چاروں کی مثال بھائی ہیں تو کیا خلاف نص ہے۔ اور آپ یا آپ کے دیوبندی بھائی اس پر خوش ہوں گے کیونکہ یہ بھی مماثل میں جملہ بنی آدم کے برابر ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے الفاظ تو ہیں و تحقیر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں تو بے محابا تحریکے جائیں۔ اور خوش ہو کر نص کا حوالہ بھی دیدیں۔ اور جب آپ کے بزرگوں کے حق میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے تو سوء ادبی ہو جائے۔ العجب !

اور سنئے۔ اگر کوئی وہابی اپنی بیوی کو بہن کہے یا اس کی بیوی اپنے خاوند کو بھائی کہے تو کیا خلاف نص ہے۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بباعث خوف بادشاہ ظالم کے اپنی زوجہ مطہرہ چچا زاد کو بہن کہہ دیا تھا تو وہ صورتاً کذب قرار دیا گیا جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے

یقیناً کذب صادر ہوئے ہیں۔ مجملہ ان کے ایک یہ کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بہن کہہ دیا تھا اس لئے وہ قیامت کو شفاعت کرتے ہوئے شرمائیں گے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں صدور کذب ان سے ممتنع ہے۔ اس لئے علماء تحقیق ان کے بہن کہنے کو تور یہ اور تصرف یعنی پر محمول فرماتے ہیں۔ کسی نے بھی اسکو موافق نص نہیں فرمایا۔ اور نہ ان کو یہ وجہ سوجھی مگر یہاں وہابیہ کلہی حصہ تھا جو نص کا حوالہ دے دیا۔ پس اس نص سے وہابیوں کو اپنی جو رو کو بہن کہنا اور وہابیات کو اپنے خاوندوں کو بھائی کہنا جائز ہو گا۔ مبارک ہے اس حدیث کے مطابق عمل کریں۔

وہابیہ کا قاعدہ کلیہ۔ یہ ہے کہ جہاں کہیں مسلمان لوگ اہلسنت و جماعت

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح اور تعریف کرتے ہیں تو اُن کی آتش غضب و غیظ بھڑک اٹھتی ہے۔ اور قوراء الفاظ توہین و کسر شان زبان سے نکالتے ہیں۔ حالانکہ تمام مسلمان اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ و شان عظمت و منزلت خدا کے بعد ہے یعنی خدا کے بعد سب وہی افضل ہیں۔ تمام مخلوق سے اُن کا عالی مرتبہ ہے بمنزلہ بادشاہ اور وزیر کے۔ جیسے شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کی کوئی حد نہیں ہے جبکہ اُن کی تعریف انسان سے ہو سکے کرے صرف اتنا لحاظ رکھا جائے کہ خدا نہ کہا جائے۔ اور باقی جو کچھ تعریف ہو سکتی ہو کرے۔ یہی حضرت شیخ شرف الدین بن محمد البوصیری علیہ الرحمۃ اپنے قصیدہ بروہ میں تحریر فرماتے ہیں وہی ہذا

(۲) ۵

محتد سید الکونین والثقلین (۱) والفریقین من عرب ومن عجم
 هو الجیب الذی ترجی شفاعتہ (۲) فکل هول من الہوال مفتحم
 مع ما اوتتہ انصارہ فی بنہم (۳) وحکم بما شئت مدحافہ حکم
 وانسب الی ذاتہ ما شئت من شکر (۴) وانسب الی قدرک ما شئت من عظم
 فان فضل رسول اللہ لیس لہ (۵) حد کثیر بعبادہ ناطق بفسح
 ترجمہ (۱) یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہاں دین و دنیا اور
 جن و بشر پر دو فوق عرب و عجم کے سرزاد ہیں :
 (۲) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا تعالیٰ کے وہ جیب ہیں جن کی شفاعت
 کی امداد ہر ناگہان مصیبت میں امید کی جاتی ہے :
 مشائخ نے کہا ہے کہ یہ شعر مقبول و مستجاب ہے۔ جس کو حاجت دنیا و آخرت کی
 ہو اس شعر کو ایک ہزار ایک دفعہ ایک ہی جگہ بٹھکر پڑھے اور نہ میان میں بات چیت نہ
 کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور ہو جائیگی۔ مجرب ہے۔ شرح :
 (۳) قوم انصار اے جو اپنے پیغمبر کی نسبت ادعا کرتے ہیں اس کو چھوڑ دو۔ باقی
 جو نیزاجی چاہے حضور کی تعریف میں بیان کر۔ اور خوب زور سے بیان کر (یعنی خدا
 یا خدا کا بیٹا مت کہو باقی سب کچھ کہو) :

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کی طرف جس کمال کو تم چاہو اور رتبہ والا کی طرف جس بزرگی کو تم چاہو نسبت دو۔ خلاصہ یہ کہ ہر نوع کے کمالات اور حسنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اشرف اور رتبہ عظیم کی طرف منسوب کر نیکا ہر ایک کو وسیع اختیار ہے۔

(۵) (کیونکہ) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کی کوئی حد نہایت نہیں جسکو کوئی گویا اپنی زبان سے بیان کر سکے۔

(۵) اسی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کمالات عزیزی صفحہ ۳۱ و تفسیر عزیزی میں ہے :-

یا صاحب الجہال ویا سید البشر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
من وجہک المنیر لقد نور القمر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی یا صاحب جمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یا تمام جانوں کے سرور پاک چہرہ مبارک سے واقعی چاند نے روشنی پائی اور نور ملا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کی تعریف جیسے ہی ہے تعریف کا کسی سے ہو سکے۔ بات مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

اس سے بڑھ کر اور سنئے کہ اللہ تعالیٰ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاک یا قسم یاد فرماتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا رتبہ اور درجہ ہے چونکہ مدت سننی نہ کیجئے۔ منکر مہدوت بیشک ہو جائیے لیکن گھرایئے نہیں سنئے!

(۶) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۳۸ جلد اول۔ مواہب الدنیہ میں مذکور ہے روایت ہے کہ کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ بانی وامی یعنی میرے والدین آپ کے تصدیق ہوں۔ یا رسول اللہ تحقیق پہنچی ہے فضیلت تمہاری خدا کے نزدیک اس کو کہ قسم کھاتا ہے تمہاری خاک یا کی۔ کہہتا ہے :-

لا أقسم بهذا البلد یعنی قسم کھاتا ہوں کہ جو عبارت ہے زمین سے جس پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں۔ سو گت کھانا اس پر گویا سو گت کھانا خاک پاک ہے۔

لیجئے مفتی صاحب، کامل مفتی بنئے اور خداوند تعالیٰ فرشتوں سے کفر لگائیے۔
 (۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
 وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَحَاشَ النَّبِيِّينَ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے
 مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ فرمائیے آپ کے بڑے بھائی کیسے ہوئے
 (۸) تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۳۰ سطرہ مصری مولانا امام رازی
 علیہ الرحمۃ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ذُو جَوَادٍ۔ قَوْلُ ابْنِ الْمَوَدِّ
 ذَا لَكَ تَعْظِيمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُو الدُّرِّ لَوْ جَوَادٌ رَّاحِدٌ۔ کأنہ تعالیٰ
 بین لہ انہ مع القدرۃ علی بعثۃ رسول نذیر فی کل قریۃ خصوصاً ہر سالہ
 وفضلہ بہا علی کل۔۔۔ (ثانیاً) المراد لو شئنا لَخَفَعْنَا عَنْ عِبَادِ الرَّسَالِ
 إِلَى كُلِّ الْعَالَمِينَ وَلَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا وَلَكِنْ قَصَرْنَا الْأَمْرَ عَلَيْكَ وَاجْلَلْنَا
 وَفَضَلْنَاكَ عَلَى سَائِرِ الْأَسْمَاءِ۔ بلفظ۔ یعنی خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر چاہے
 تو ایک قریب بستی میں نذیر (نبی) مبعوث کرتے۔ اس سے مراد ان حضرات صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ اسکی وجوہات ہیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک
 بستی میں نذیر پیدا کرنا قدرت میں ہے۔ مگر آنحضرت کی رسالت کی خصوصیت
 کہ اسکی بزرگی تمام پر ہے۔ (دوسری وجہ سے) دوسری وجہ یہ کہ اگر ہم چاہتے ہیں
 ہے کہ ہلکا کرتے ہیں تم سے رسالت کا بوجہ تمام جہاں پر۔ لیکن ہم نے پسند کیا۔ کم۔ اور کوتاہ کیا
 ہم نے تم پر یہ کام (ختم رسالت کر کے) اور بزرگ کیا اور فضیلت دی ہم نے تم کو مت
 رسولوں پر۔

(۹) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۱۴۵۔ وَلَوْ شِئْنَا أَوْرَاكُم بِمِثْلِ مَا
 آتَيْنَاكُمْ لَكُنْتُمْ أَكْثَرًا مُّعْتَدِينَ۔ نَذِيرًا ذُو الدُّرِّ لَوْ جَوَادٌ رَّاحِدٌ۔ وَالْأَمْرُ عَلَيْكَ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری شان بڑی کرنے کو اور مرتبہ بلند کرنے کو
 نے نبوت تم پر ختم کر دی۔ اور تمہیں کو سب مسلمانوں اور سب لوگوں پر قیامت
 تک ہم پیغمبر کیا۔ بلفظ۔
 دیکھئے! شان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تمام انبیاء و مرسلین
 علیہم السلام سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ مگر آپ لوگ ہیں کہ ان کو بڑے بڑے بھائی کی برابر

کہ رہتے اور لکھ رہے ہو یہ سخت توہین و تحقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے جیسے کہ آپ حکماء الطائفہ تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں: یعنی انسان اگر آپس میں منہ بدمائی نہیں جو بڑا بڑا گنہگار ہو وہ بڑا بھائی ہے

اسی فرمائیے کہ انسان میں غرور، فرعون، شرار، غرور، قاروی، اور الجہاں وغیرہ کافر و مشرک جو بڑے چار سب داخل ہیں تو پھر انبیاء و مرسلین علیہم السلام و صحابہ عظام و اولیاء کرام تابعین و تبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین الیٰ نعینوں بدنیوں، زندیقوں، ملحدوں، ذلیلوں، کمینوں، سفیہوں کے بھائی یا بڑے بھائی کیسے ہوئے یہ سخت ترین توہین و شتان اور گستاخی انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور پر عالم سے ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو ہر ترک کفر سے محالانکہ کوئی بھی شخص اپنے بڑے بھائی کو قتل بھی کرے کافر نہیں اگر چاہے کبیرے لیکن اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بڑا یا بھائی کہے یا اشارتاً و کثایتاً بھی بھی توہین کرے تو وہ کافر و مرتد ہے تو یہ بھی اسکی منقول و قول نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بھی بلند کرے تو اس کے تمام عمر کے اعمال حبط و نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی شخص کسی نبی علیہ السلام کے پیلے کپڑے کو امانت سے میلا کہے تو وہ اسی وقت کافر ہو جاتا ہے و انجو کتب و یتیم کلمات کفریہ

بڑا بھائی اگر فوت ہو جائے تو اسکی بیوہ سے نکاح جائز ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح ابداً حرام ہے پس یہ تمام تحریرات و ہدایہ سخت توہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور فراست انسانی یہ ہے کہ ہر ایک انسان کو برابر اور ہر آدمی کو خواہ وہ کیسا ہی بزرگ و بزرگ ہو یکساں سمجھ لیا۔ مولانا روم فرماتے ہیں:۔

گر بصورت آدمی انسان بڑے
احل و لو جہل خود یکساں بڑے
اس خدن و ان شدن فرقت رفت
ان دو یاد سے نہت را و استاں
اس دو یاد سے نہت چوں امتاں

فصل دوم تحقیق این بقع عقبہ نمبر ۳

وہابیہ کی گستاخی کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا خدا کی شان کے

آگے چھارے بھی ذلیل ہے ۔

عبارت - تقویتہ الايمان کی پوری لکھی جا چکی ہے ۔ جس میں آپ کے امام الطائفہ نے تمام انبیاء علیہم السلام و بزرگان دین کی توہین کی ہے ۔ اب میں آیات قرآنی و احادیث حبیب رحمانی اور تفاسیر علماء ربانی سے دکھاتا ہوں کہ ایسا لکھنے اور اعتقاد رکھنے والا کون ہے ۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْ دِينِهِمْ
اللَّهُ يَأْمُرُ بِالْإِيمَانِ وَ أَنْفُسِهِمْ أَكْثَرُ حَتَّىٰ عِنْدَ اللَّهِ فَادْعُوا لَكُمْ الْفَائِزِينَ
(سورہ توبہ) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہان یا خدا کی راہ میں کوشش
کی اپنے مالوں اور جانوں سے ان کے لئے بہت بڑے عظیم درجے میں خدا کے
پاس ۔ ۔ ۔ اور وہی لوگ مرادین پانے والے ہیں ۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الْكُفْرَ مَكْرٌ عِنْدَ اللَّهِ الْقَتْلُ (سورہ حجرات)
یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عتہ والا اور بزرگ وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا اور بہت
پرہیزگار ہے ۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی مستحق نہیں) ۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الَّذِينَ يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ
الَّذِينَ هُمْ أَمْوَالُهُمْ حَقًّا لَّهُمْ حَتَّىٰ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الآیہ سورہ انفال)
یعنی جن لوگوں مسلمانوں نے نماز کو قائم کیا اور جو کچھ رزق دیا ان کو اس میں سے خرچہ
کرتے ہیں ۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں ۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس اعلیٰ
درجات ہیں ۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللَّهُ الْعِزَّةُ وَلِیُّ رَسُولِهِ وَ الْمُؤْمِنِينَ وَ لَکِنْ
الْمُفْضِلِينَ لَا یَعْلَمُونَ (سورہ المنافقون) یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے عزت ہے
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عزت ہے اور مومنوں مسلمانوں کیلئے بھی
عزت ہے لیکن منافق لوگ نہیں جانتے ۔

نکتہ ۔ اس آیت شریفہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور مسلمانوں کی عزت کی تصدیق فرمائی۔ لیکن وہاں یہ کہتے ہیں کہ سب مخلوق خدا کی شان کے آگے چھارے بھی ذلیل ہے۔ لیکن منافق لوگ اس سے بے خبر و بے علم ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ** جب اس جملہ آیت شریفہ کے اعداد محل شمار کئے جاتے ہیں تو پورے سات سو چار (۷۰۴) ہوتے ہیں اور ادھر فقہ جماعت سہابہ و ہابہ و یوسفندیہ جملہ جماعت بدی آموز و ہابہ دیوبند کے بھی وہی اعداد محل سات سو چار (۷۰۴) ہی برآمد ہوتے ہیں۔

گویا خداوند کریم نے ازل سے بطریق اعداد محل بھی اس جماعت یا گروہ کی خبر دے رکھی ہے الحمد للہ علی ذلک۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ** (سورہ بقرہ) یعنی یہ جماعت نبیاء علیہم السلام ہے۔ بعض کو بعض پر فضیلت دیا ہم نے بزرگ کیا یا افضل بنایا ہے درجہ میں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ** یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** (سورہ فتح) یعنی ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر بلند کیا ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَتَعْلَمُ أَنَّكَ قَرَّمَوْا** (سورہ فتح) یعنی اے مسلمانوں تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرو اور بہت عزت کرو ان کی (۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَقَدْ أَكْرَمْتُنَا بَنِي آدَمَ** (سورہ اسراء) ہم نے بنی آدم کو سب مخلوق پر بزرگ کیا ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **يَا بَنِي إِسْرَءِیْلَ اذْكُرُوا نِعْمَتَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَآتَىٰ فَضْلَكُمْ عَلَی الْعَالَمِينَ** یعنی اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت کہ انعام کیا میں نے تمہارے اوپر اور تحقیق فضیلت دی میں نے تم کو جہانوں پر۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**

رسورہ آل عمران) دے امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتم بہترین امتوں سے ہو جو پہلے پیدا ہوئی ہیں لوگوں میں ۛ

(۱۲) الشُّرَكَاءُ فَرَمَانِکَہِ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوٰتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الْاَیَّہِ یعنی ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر بلند مت کرو اور نہ پکارو اُن کو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالو اور سوچو کہ کیا کچھ کہتے ہو۔

نکتہ۔ اس آیت شریفہ میں جملہ آپ شریفین اَنْ تَحْطُّ اَعْمَالُکُمْ اَیَّہِ اُن لوگوں کے حق میں جو ایسی ایسی گستاخیاں کرتے ہیں۔ آیت۔ یہ کہ اعداد و جل چھ سو بہتر (۶۴۲) ہیں۔ اور ادھر فقرہ اسمعیل دلو کی طرح نافرہم و یا بہ دیو بند کے بھی وہی اعداد و جل چھ سو بہتر (۶۴۲) پائے گئے۔ اس میں بھی وہی سترہ ہے جو جسد آیت شریفہ میں ہے۔ نافرہم۔

(۱۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۵۴۴۔ رَلِلَّہِ الْعِزَّةُ اور اللہ کی واسطے ہے عزت اور قدرت رکوبیت وَلِیُّ سُوْلِہِ اور اس کے رسول کے واسطے نبوت اور شفا کی عزت وَلِیُّ مَوْہِنِیْنِ اور ایمان والوں کے واسطے ایمان اور اطاعت کی عزت وَلِیُّکُنْ اَلْمُتَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اَنْہُ اور مگر منافق حقیقت عزت کو نہیں جانتے ۛ

نقل ہے کہ جب لشکر طغیہ پر کمر بستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وادی عقیق میں پہنچا تو ابن ابی کا بیٹا عبد اللہ نام کہ موسیٰ تھا راستہ پر ٹھہر رہا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ بھی وہاں پہنچا عبد اللہ نے اُس پر اونٹ کو بٹھایا۔ اور اونٹ کے ہاتھ پر پاؤں رکھ کر اپنے باپ سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم تجھے میں نہ چھوڑوں گا کہ تو مدینہ میں جاوے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے اذن نہ دیں گے۔ اور تو یہ بات خوب جان لے کہ بڑا ذلیل تو ہے اور بڑی عزت والے حضرت ہیں۔ جب حضرت کی سواری وہاں پہنچا تو آپ کو یہ حال معلوم ہوا آپ نے ابن ابی کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دی بلکہ یہ دیکھو! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابن ابی کو فرمایا کیونکہ وہ منافق تھا۔ اس کو بڑا ذلیل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت

بڑی عزت والے کہا ۔

یہاں وہابیہ کی یہ صورت ہے کہ اپنے گستاخ بزرگوں کی حمایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر رہے ہیں ۔

اس جگہ بھی ایک نکتہ ہے وہ یہ کلمہ منفعین کے اعداد و جمل تین سو تیس (۳۳۰) ہیں۔ اور دوسرا کلمہ اسمعیل دہلوی داوا دہلوی کے بھی بھائی وہی تین سو تیس (۳۳۰) ہی عدد دیتے ہیں۔ فتیۃ

(۱۴) تفسیر عزیزی پارہ ۵ صفحہ ۲۱۹ سطر ۱۰۔ اول کسی کہ دروازہ جنت بکشا بدایشاں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باشند۔ دروند قیامت ایشاں را بر تہ و سیدہ مشرق سازند و اں مرتبہ البیت نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر شدہ و حقیقت اں آنت کہ ایشاں در اں روز بمنزلہ وزیران بادشاہ باشند۔ بلفظ ۔

دیکھئے مولوی جی! حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آپ کے امام الطائفہ کے دادا پیر مرشد یہ لکھ رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند تعالیٰ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کے بمنزلہ وزیر ہیں اور یہ خلاصہ ہے آیات و تفاسیر قرآنی کا۔ لیکن وہابیوں کی گستاخیوں کی کوئی حد نہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے جیسے آدمی تھے۔ اور آیت شریفہ اِنَّ اَمْتُمُ الْاَبْنَاءُ مِثْلَنَا پس کرتا ہے جو کفار کا قول ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ جسد آدمیوں کے برابر ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے بھائی بڑے بھائی تھے۔ پس بڑے بھائی کے برابر وہ کیسی جگہ پر چاہئے۔ کوئی دریدہ دین یہ کہہ رہا ہے کہ خدا کے سامنے وہ چارے بھی ذلیل ہیں۔ لغو و باطل منہا ای من ندہ الخرافات والخیز عبلا ت۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

(۱۵) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ فضائل سید المرسلین کے باب سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا اکرم الاولین والاخرین میں تمام اولین و آخرین سے بزرگتر ہوں ۔

(۱۶) مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف، فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے افا سید ولد الامم میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں :

(۱۶) ایضاً حدیث شریف۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

انا حبیب اللہ ربہ واری میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں :

(۱۸) ایضاً حدیث شریف فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین وخطیبہم وصاحب شفاعتہم یعنی جس دن قیامت ہوگی میں تمام انبیاء کا امام اور خطیب ہوں گا۔ اور سب کی میں شفاعت کروں گا۔

(۱۹) مزہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۲۲۳

سے ۲۲۹ تک۔

(الف) جناب رسالت کی محبت کی علامتوں سے یہ ہے کہ آپ کا ذکر بہت سا کرے بہت ذکر کرنا محبت کو لازم ہے کیونکہ جو کوئی کسی چیز کو دوست رکھتا ہو اس کا ذکر بہت کرتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ محبت وہی ہے کہ ہمیشہ حضرت کے ذکر میں مشغول رہے بلفظ صفحہ ۲۲۳۔

یادداشت۔ وہابیوں کا عمل اس پر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جو میلاد شریف میں کیا جاتا ہے اور مسلمان لوگ نہایت محبت و فوق و شوق سے کرتے ہیں۔ اسکو بدعت شریک کفر کہتے ہیں۔ اور اس پر فتاویٰ لکھ کر مسلمانوں کو اس ذکر اور محبت کرنے سے روکتے ہیں۔ آفریدیہ :

(ج) جب آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آوے تو بہت آپ کی توقیر اور تعظیم کرے جس وقت نام مبارک سنے تو بہت عجز و انکسار اپنا ظاہر کرے بلفظ صفحہ ۲۲۳ :

(ج) اور فرمایا جو کوئی عرب کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے جس نے عرب میں سے کو دشمن رکھا وہ میرا دشمن ہے بلفظ صفحہ ۲۲۴۔

یادداشت۔ اس پر وہابیہ کا یہ عمل ہے کہ عرب کے علما و دیگر لوگ غیر شرعاً فاسق و فاجر ہیں۔ اور علماء حرمین شریفین رشوت خور ہیں۔ ان کے فتاویٰ غیر معتبر ہیں۔ علماء دیوبند و بیداری میں ان سے افضل ہیں۔ لا حول ولا قوۃ :

(۱۵) اصحاب کرام حضرات کی ایسی تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ جب آپ کے وضو کرتے اور منہ پاتھ دھونے سے پانی گرتا تو اصحاب اس پانی کو تبرک سمجھ کر لینے کی خاطر جلدی کرتے اور بے اختیار سو کر ایک پر ایک گرتے کہ اس کو لیکر اپنے منہ اور بدن پر ملیں ۛ
بلفظ صفحہ ۲۲۸ ۛ

(۱۶) عمرہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں قیصر اور کسرنے اور بنی ہاشمی کے پاس گیا تھا قسم بخدا میں نے ان بادشاہوں کے یہاں ہرگز ایسی تعظیم نہیں دیکھی جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں بلفظ صفحہ ۲۲۹ ۛ

(۱۷) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجماعت بنواتے تھے اور اصحاب اطراف حضرت کے پھرتے تھے اور موئے مبارک دست بدست لیتے تھے تاکہ ایک بال مبارک بھی زمین نہ پڑے۔ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت سے فراغت پائی تو موئے مبارک کو اصحابوں کے تئیں تقسیم فرمایا۔ بلفظ صفحہ ۲۳۰ ۛ
یہ ہے جو ایمان ہے۔ مولا ناروم فرماتے ہیں ۵

از خدا خواہم تو فیق ادب لے اور محروم ہا از فضل رب
بے ادب تنہا نہ خور و داشت بد بکشد آتش در سہمہ آفاق زد

فصل سوم عقیدہ نمبر ۴

وہابیہ کہتے ہیں کہ اللہ شان کے آگے سب انبیاء اولیا ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں، تقویت الایمان صفحہ ۵۵

اس عقیدہ کی پوری عبارت صفحہ ۶۰ پر لکھی جا چکی ہے ہمیں تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین ہے۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں جو اہلسنت و جماعت میں کفر ہے جس سے تمامی کتب اسلامی پر ہیں۔ اسکی تحقیق اور جواب عقیدہ نمبر ۱۲ میں کافی سے زیادہ ہو چکا ہے۔ ہمیں آیات و احادیث و تفاسیر قرآنی سے انبیاء علیہم السلام کے فضائل بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان و مراتب و درجات کے آداب و برج کئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت

کے لوگ بھی تمام امتوں اور لوگوں سے افضل اور درجہ میں مکمل ہیں۔ خداوند تعالیٰ وہابیہ کے شر سے بچائے ۛ

ہاں! ایک بات یاد آگئی۔ وہ یہ کہ آپ نے مولوی اسماعیل صاحب کو شہید تحریر فرمایا ہے پہلے آپ شہید کی تعریف کیجئے۔ لغوی اور اصطلاحی معنی بتلائیے۔ تب ان کو شہید فرمائیے۔ البتہ آپ کی مراد شہید لکھنے کی صفت یہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں دین کے لئے شہید ہوئے۔ یہ بات محض غلط اور سار لوگوں وہابیوں کی من گھڑت ہے کیا جو کوئی شخص بادشاہ وقت کی مخالفت اور بغاوت کر کے خود بادشاہ پنجاب اور ہندوستان کے بننے کے لئے الہاموں کی دھن پر جنگ کرے اور بند رعبہ و غلط لوگوں کو جہاد پرست کر کے مسلمانوں پر ہی ہاتھ صاف کرے اور ہزاروں مسلمانوں کو ہی قتل کرے یا کراوے ایسا شہید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ شہید تو درکنار وہ مسلمان بھی نہیں۔ پہلے اس کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ پھر شہید کا خطاب بھی دیں۔ یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آئندہ زیادہ وضاحت سے لکھا جائیگا ۛ

قولہ مولوی اسماعیل صاحب مرحوم علیہ السلام کی محبت میں فتاحی حضرت مولانا مرحوم تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں الخ صفحہ ۱۲۔ نیز جلد دوم کے صفحہ ۵۴۔ ۵۶۔ ۵۷ پر لکھتے ہیں الخ صفحہ ۱۳ حضرت مولانا کی ان عبارتوں سے انکار رسول علیہ السلام کی محبت میں فتنہ ہوئے، ہونا ظاہر ہے الخ صفحہ ۱۳ سطر ۸ ۛ

اقول مفتی صاحب! آپ نے اپنے امام الطائفہ کی عبارت سے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں فنا شدہ تھے۔ مگر یہ بات صحت ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہے۔ دیکھیے آپ کے امام اپنی اسی کتاب تقویۃ الایمان جلد دوم کے صفحہ ۱۹ پر یوں لکھتے ہیں۔ وہ ہونا ۛ

(الف) زیارت کیواسطے کسی مکان متبرک کو سفر کرنا درست نہیں۔ مگر کعبہ کو اور مسجد اقصیٰ کو مدینہ کی مسجد نبوی کی زیارت کیواسطے جانا درست ہے۔ ہوائے ان عین جگہ کے اور جگہ زیارت کیواسطے سفر کر کے جانا منع ہے بلفظ ۛ

پھر عقائد نمبر ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴ میں جو کچھ لکھا ہے کہ تمام انبیاء خدا کے سامنے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ سب ناکارہ ہیں۔ ایک وڑھ ناچار

سے بھی کمتر ہیں۔ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال لانا بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے لئے جانا ناجائز ہے۔ یہی محبت اور فنا ہونے کے نشان اور علامتیں ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من زاد قبری وحیت لہ شفاعتی ومَن حج البیت ولم یزدنی فقد جفانی۔ من زار قبری بعد مماتی فکامنما زارنی فی حیاتی ومن لم یزدنی فقد جفانی وغیرہ احادیث موجود ہیں۔ لیکن زیارت روضہ مطہرہ ناجائز ہے اور وہاں جانا منع ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ جسے میری قبر کی زیارت حج کرنے کے بعد نہ کی اسنے مجھ پر ظلم کیا۔ اکتے! آپ کے امام نے زیارت روضہ مطہرہ کی کبھی کی ہے۔ یہ گز نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنے والا فنا شدہ ہوا کرتا ہے۔ پھر آپ کے امام اس طرح پر بھی لکھتے ہیں :-

(ب) کسی قبر پر یا جگہ پر کسی عقان پر دور دور سے سفر کر کے رنج و تکلیف اٹھا کر میلے پھیلے ہو کر وہاں پہنچنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ صفحہ ۸۱۔

تقویتہ الایمان :

(ج) اکثر لوگ انبیاء اولیاء کی شفاعت پر پھول رہے ہیں صفحہ ۸۰ تقویتہ :

(د) اپنی زوجہ سے جماع کر نیک خیال اگر نماز میں آوے تو بہتر ہے۔ لیکن آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آوے تو وہ بیل اور گدھے سے بدتر

ہے۔ صراط مستقیم مولوی السعید دہلوی صفحہ ۸۶ :

کہتے یہ محبت میں افنا ہونے کی علامتیں ہیں جو آپ کے امام ورفشانی فرما رہے ہیں۔ یا عداوت اور شقاوت کی :

قولہ (آپ کے لئے) خَتَمَ اللَّهُ عَلَی قُلُوبِہِمُ الْخِیَالِہِمْ کی بھس موجود ہے اور بتائے

لئے وَمَا عَلَیہِمُ بِمَصِیطٍ کی بلفظ صفحہ ۱۳۔ سطر ۱۱ :

اقول۔ مفتی صاحب آپ نے آیت شریفہ کو لکھا کہ پھر وہی الخ کی علامت۔ لکھ دی

اس آیت شریفہ کا میں مصداق نہیں بلکہ آپ ہی ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اس آیت شریفہ

کے اعداد جمل بارہ سو نناوے (۱۲۹۹) ہیں۔ اور یہی اعداد اس جملہ وہی وضعی

مفتی عبداللہ کے بھی بارہ سو تئالیوں (۱۲۹۹) ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اس آیت شریف کے مصداق آپ ہی ہیں۔

اور دوسری آیت وَمَا عَلَيْنَهُمْ بِمَضِطَّرٍّ جو آپ نے لکھی وہ کوئی آیت قرآنی نہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ آپ علم قرآن سے بے بہرہ ہیں۔ اگر آیت قرآنی ہے تو وہ کُتِبَتْ عَلَيْهِمْ بِمَضِطَّرٍّ ہے ذرا ہوش کیجئے اور اس کے معنی سمجھنے کی بھی سعی کریں۔ اس کے معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کفار پر دباؤ نہیں ہیں۔ اس آیت شریف کو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو بھی اسی درجہ تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کے اعتقاد میں ہے کہ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال یا نظیر اور بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے آپ کے بزرگ اشرف علی کا یہ کلمہ کفر لا اِلهَ اِلَّا اللہ اشرف علی ربہ واللہ شائع ہو چکا ہے۔ پھر آپ ان سے کم کیوں ہیں العیاذ باللہ۔

قل اگر آپ کو اسی باعث سے مولانا کی تحسیر پر اعتراض ہے کہ انہوں نے کیا عامہ خلائق کے ساتھ انبیاء کو شامل کیا۔ تو اس صورت میں آپ کے اعتراض سے کلام مجید بھی نہیں بچ سکیگا۔ کیونکہ کلام مجید میں اکثر جگہ انسانوں کا ایک ہی پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس امر کی تصدیق کے لئے آیات ذیل ملاحظہ ہوں صفحہ ۱۴۰

(۱) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ تَرْجُمَہ۔ لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ (سورہ بقرہ)

(۲) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ فَاحْشَوْا بِي مَا الْخ تَرْجُمَہ۔ لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور خوف رکھو اس دن کا (ارتقاء)

(۳) يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِعْرِضُوا إِلَى اللَّهِ تَرْجُمَہ۔ لوگو تم فقیر ہو اللہ کے دروازے کے۔ بلفظ صفحہ ۱۴۰

مولوی صاحب این آیات کے لکھنے میں اول تو رسم الخط قرآنی کی ہیں۔ جن کو آپ سمجھ نہیں سکے۔ بعد ازاں آپ نے اعباد لکھا ہے اور لکھ دیا ہے۔ اور سورہ بقرہ کو آپ نے سورہ بقرہ لکھا ہے۔ یہ آپ کی

علمیت کی دلیل ہے۔

دوم۔ ان آیات کے پیش کرنے سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح الناس کا لفظ قرآن شریف میں آیات اسی طرح ہر مخلوق اور ہر مخلوق ہے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر سائر انبیاء علیہم السلام باہر نہیں ہیں۔ اور وہ لفظ الناس میں داخل ہیں۔ و اہ سبحان اللہ میں بار بار کہتا ہوں کہ آپ کو علم قرآن سے بالکل واقفیت نہیں۔ صرف لوگوں سے سنی سنائی باتیں دلائل میں پیش کرتے ہیں۔ دیکھئے سب سے اہل قرآن شریف میں سورہ فاتحہ میں الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لکھا ہے تو کیا خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے فرماتا ہے۔ گویا خود اپنی حمد بیان کرتا ہے۔ لیکن آپ کو یاد رہے کہ تمام قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور بتکلم اللہ تعالیٰ ہے اور مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور لفظ قُلْ (کہو) اس میں محذوف ہے۔ اسی طرح لفظ یَا ایہا الناس میں بھی قُلْ محذوف ہے ورنہ قرآن شریف میں تو یہ بھی ہے کہ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي ذُكِّرَتْ لَهَا النَّاسُ وَالْحِجَارُ یعنی ڈرو آگ دوزخ سے جس کا اندھن آدمی اور سمجھتا ہیں۔ اس صورت میں آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس میں رسول اکرم سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین بھی داخل ہیں۔ العیاذ باللہ من ذلک العقیدۃ الکفریۃ

اور کچھ بعض جگہ قرآن شریف میں لفظ قتل کو محذوف رکھا ہے اور بعض جگہ ظاہر بھی فرما دیا ہے جیسے فرمایا ہے۔

(۱) قُلْ یَا ایہا الناس اِنْ کُنْتُمْ فِی شَکٍّ مِّنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے کہہ دیجئے۔ اے لوگوں اگر تم شک میں ہو۔
(۲) قُلْ یَا ایہا الناس حق جاعکم الحق راے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس حق آیا ہے (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (سورہ یونس)

(۳) قُلْ یَا ایہا الناس اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ (سورہ اعراف) (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم کو سبکی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول آیا ہوں (قیامت تک) :

(۴) قُلْ أَتُؤْمِنُونَ بِالنَّبِيِّ إِذَا هُوَ يُبَيِّنُ لَكُمْ آيَاتِ اللَّهِ وَلِأَنَّ إِلَهَ النَّاسِ إِلَهُ وَاحِدٌ (سورہ النبا)
یا رسول میرے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے کہ میں پناہ مانگتا ہوں۔ اُس سے جو
لوگوں کا پروردگار ہے اور جو لوگوں کا مالک اور معبود ہے *

(۵) وَلَا تُسَلِّتْكَ لِلنَّاسِ رُسُلًا (سورہ النبا) اے رسول ہم نے تجھ کو لوگوں
رسول بنا کر بھیجا ہے *

(۶) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا -

سورہ النبا اے رسول ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تمام لوگوں کی طرف قیامت
تک کے لئے خوشخبری سنانیوالا (بہشت کی) اور ڈرانے والا (دوزخ سے) *

(۷) إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ (سورہ زمر) یعنی ہم نے اے
رسول قرآن نازل کیا لوگوں کی ہدایت کے لئے جو حق ہے یا حق کے ساتھ ہے۔

(۸) وَاللَّهُ يَخَصِّصُكَ مِنْ النَّاسِ (سورہ مائدہ) اے رسول اللہ تعالیٰ
آپ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا *

(۹) يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ (سورہ النبا)

اے لوگو تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر سادۂ حق کے۔

لیجئے۔ اگرچہ اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جن میں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لفظ الناس میں داخل نہیں ہیں یہ تو آیات کافی ہیں۔ مگر آپ کو لوگوں
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان اور توہین کرنے پر بہت بندھی ہوئی
ہے اسلئے ایسے ایسے بیہودہ دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی جگہ بھی لفظ الناس میں قرآن شریف نے داخل
نہیں فرمایا۔ بلکہ تمام لوگوں سے جدا گانہ رسول کے لفظ سے بار بار یاد فرمایا ہے
اور تعظیماً یا ایہا الرّسول۔ یا النبی۔ لکین۔ طے۔ یا ایہا المرسل
یا ایہا المرسل۔ ثور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ خطابات سے بکا رہا ہے۔ اور کبھی
یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نام لیکر یاد نہیں فرمایا اور آپ کی قرآن دانی کہ اپنے امام کے سچا کرنے
کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ الناس میں داخل کر کے

کرام پنجاب کے دستخط و مواہیر ثبت ہیں :

نہیں کہتا ہوں کہ عقیدہ نمبر اول مولوی اسماعیل دہلوی آپ کے امام الطائفہ کی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۵۵ لفظ یضاح الحق کے صفحہ ۲۴ پر درج ہے ۔
عقیدہ دوم مولوی اسماعیل کی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۱۲، ۱۹ پر درج ہے ۔

عقیدہ سوم۔ اسی مولوی اسماعیل کی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۳۱ پر درج ہے
باقی دوم آپ کے بھائی غیر مقلدوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور نین عقائد
بالا میں آپ سے متفق ۔

پس اس فتوے سے بھی ثابت ہے کہ وہ باہرہ دیوبند یہ اور غیر مقلدوں کے پیچھے ہماری اہلسنت کی نماز جائز نہیں۔ اگر دانستہ پڑھی جائے تو عاودہ کرنا فرض ہے
مسلمان اہلسنت اس مسئلہ کو خوب یاد رکھیں۔

قولہ۔ حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فوائد الفوائد کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے
کہ ایمان کسے تمام نشو و نما ہمہ مخلوق نزدیک اور ہمہ حیاتا نمایند کہ بیشک شتر بلفظ ۱۴
راور ترجمہ اس کا صفحہ ۱۵ پر یوں کیا کہ اس وقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا
جب تک کہ اس کے نزدیک تمام مخلوق اونٹ کی بینگنی کی مانند نہ ہو مولانا کے لفظ
چمار اور سلطان جی کے لفظ بینگنی کا مقابلہ کر کے فرمائیے کہ کیا آپ کے نزدیک سلطان
جی بھی وہابی اور کفریہ کلمہ لکھنے والے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ بلفظ ۱۵
سطر ۷ ۔

اقول مولوی صاحب آپ نے عبارت کتاب بھی غلط لکھ دی جس کے معنی
بھی صحیح نہیں بنتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی رسالہ سے آپ نے غلط در غلط لکھا مالا اور
معنی بھی فارسی عبارت کے سمجھ میں نہ آئے۔ اصل عبارت صحیح یوں ہے۔
ایمان کسے تمام نشو و نما ہمہ خلق نزدیک اور ہمچنین نہ نمایند کہ بیشک
شتر۔ بلفظ ۔

فارسی اور اردو کے سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے۔ حضرت سلطان نظام الدین
رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر تو کل کے بارہ میں ہے۔ آگے پیچھے کی عبارت کو حذف

کے ایک سطر عبارت لکھ دی۔ اور اس کا ترجمہ بھی غلط لکھ دیا۔ اس کتاب فوائد
الفوائد کا اردو ترجمہ اہلسنت و جماعت کے ایک مولوی صاحب نے شائع کیا ہے جو
ترجمہ اس طرح ہے۔

اور یہ فرمایا کہ بندہ کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک
متاع دنیا اس کو اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ معلوم ہونے لگے۔ بلفہ صوف
۱۳۵۔ سطر ۳

دیکھئے آپ نے خلق یا مخلوق کے معنی تمام انسانوں کے کئے ہیں۔ حالانکہ اس کے
معنی مال و متاع دنیا کے ہیں۔ اور آپ کے امام الطائفہ و بابیہ نے ہر مخلوق
لکھ کر رفع شبہ کے لئے چھوٹا چھوٹا پیرا تمام انسانوں کے لئے لکھ دیا۔ اب آپ کجے
یہ مطلب حضرت سلطان نظام الدین علیہ الرحمتہ کا جو مال و متاع دنیا
سے مراد ہے۔ اور واقعی وہ حنفی المذہب خالص مسی ہیں۔ اور وہابیوں کے دشمن
اور کالمین اولیاء ہیں۔ اُن کی زبان یا قلم سے کلمہ کفریہ و بابیہ کیسے نکل
سکتا ہے جو سماع کے بھی سمیت شائق تھے۔ جس کو وہابیہ کفر اور شرک و حرام
کہتے ہیں۔

باب سوم

عقیدہ وہابیہ دلو بندہ نمبر

شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۳ بر عقیدہ نمبر ۵۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵

یہ لکھا ہے کہ تقویۃ میں ہے اللہ تعالیٰ جسکو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفع بنائے گا۔
حضرت مولانا مرحوم نے شفاعت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس میں انہوں نے کلام مجید
کی ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔

آیت نمبر ۱۔ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَنَا إِلَّا بِإِذْنِهِ ترجمہ کون ہے جو اس کے
اذن بغیر اسکی جناب میں کسی کی سفارش کرے۔

روایتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں۔ اور ان کا وسیلہ ٹھونڈتے ہیں۔۔۔ وہاں کسی کی ولایت کی حاجت نہیں۔ بلفظ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۷ ۴۰

دعا کے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے۔ مانگ لے مجھے جتنا مال میرا چاہئے تہ کام آؤنگا میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ بلفظ صفحہ ۳۸ سطر ۱۰

ان عبارات کی مراد اور مطلب یہ ہے کہ وہابیہ کا کوئی شفیع نہیں ہے اگر کسی بنی یا ولی وغیرہ پر شفاعت کرنیکا بھروسہ کرے وہ مشرک ہے اور جاہل ہے۔ جبکو چاہے شفیع بناوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسمیں کوئی خصوصیت نہیں ہے اور نہ وہ ماذون شفاعت ہیں۔ اور نہ آپ کی آیات پیش کردہ کا ان عبارات میں کوئی ذکر ہے۔ اور امام الطائفہ وہابیہ نے چالاکی اور دھوکا دہی سے جگہ جگہ میں اس قسم کا شفیع، کا جملہ لکھ دیا ہے۔

لیکن اہلسنت و جماعت مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ ہمارے شفیع دنیا و آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہم گنہگاروں کو انکی ہی شفاعت پر سب سے اول بھروسہ اور تکیہ ہے وہ ضرور با ضرور اپنی امت کے شفیع ہیں۔ حتیٰ کہ تمام انبیاء علیہم السلام انکی طرف رجوع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم شفاعت ہو چکا ہوا ہے آپ نے جو دو آیات نفی شفاعت میں پیش کی ہیں جنکی ترجمانی آپ کے امام نے یا آپ نے کی ہے اس کا مطلب ذیل میں درج کیا جاتا ہے ان آیات میں کوئی نفی نہیں۔

(۱) تفسیر عزیزی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وادامہ شد امام الطائفہ وہابیہ سورہ بقرہ صفحہ ۱۵۳۔ گوئی آیات واحادیث بسیار ولادت بوقوع شفاعت میکنند پس تخصیص میں آیت لا ید الہلسنت بکافر تخصیص میں کنند و می گویند کہ معنی میں آیت آنست کہ شفاعت بے حکم الہی درایں روز مقبول نخواہد شد۔ بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت ائمہ علیہ السلام قید فرمودہ اند مانند یَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَخَّيْ لَهُ فَوَكَاهُ مِنَ الَّذِي نَشَفَعُ مُحَمَّدًا إِلَّا بِإِذْنِهِ۔ وَمِنْ حِجَّتِهِمْ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا الْإِذْنُ۔ آنکہ وہ واحادیث متواترہ بیان کردند کہ غیر از کافر و رقی ہمہ اہل معافی حکم شفاعت نخواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است و پس۔ و مناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است۔ الخ بلفظ ۱۰

(۲) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۳۔ زیر آیت وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةً

میں جا بجا بدعت کہ معتزلہ بایں آیت در نفی شفاعت متکسک میکنند و میگویند کہ روز قیامت شفاعت نخواهد شد۔ لیکن حق نہیں کہ دریں آیت نفی شفاعت از طرف کسی است کہ ہرگز شفاعت الہی نہ کرود یا شد و آن نیست مگر کافر و شفاعت در حق کافر بالاجماع مقبول نیست الخ بلفظ۔

(۴) تفسیر جامع العیال بر حاشیہ جلالین صفحہ ۳۴۔ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ ذَا الْعَرْشِ إِلَّا بِالْإِذْنِ

یعنی یہ ہے وہ زعم کرتے تھے کہ ہر کس کی شفاعت ہے۔

(۴) تفسیر جلالین سورۃ السبا صفحہ ۵۹۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَ الَّذِي لَا يَقُولُ إِلَّا بِإِذْنِهِ

یعنی اس آیت شریف میں ارشاد تعالیٰ کفار کی تردید فرماتا ہے۔ جو ان کا قول تھا کہ ان کے بت کے بغیر

(۵) تفسیر جلالین سورۃ طہ صفحہ ۲۶۵۔ زَيْدًا أَيْتَ كَيْفَ مَسَدًا لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ۔ ان یشفع لہ و رضی لہ فی قول لا الہ الا اللہ۔ بلفظ۔ یعنی اس نے

قیامت کو شفاعت فائدہ نہ دیگی کسی کو مگر جس نے کالیبتہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔ اور جن کافروں نے کہ

شریف نہ پڑھا ان کے حق میں شفاعت نہیں۔ یہ آیت کفار کے حق میں ہے۔

اب میں آیات و احادیث سے شفاعت آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت پیش کرتا ہوں

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّخْمُومًا (سورۃ نبی الزمر ص ۱۸)

قریب ہے کہ آپ کو اسے رسول، مقام محمود و شفاعت) میں کھڑا کیا جائیگا۔

(۲) وَكَسَىٰ ثَوْبًا بَطِيْنًا رَبُّكَ تَرْضَاهُ یعنی قریب ہے کہ (اسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

تیار کر دے (تھک و شفاعت) رتبہ عطا فرمائے گا جس سے تو راضی ہو جائے گا۔

(۳) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۶۱۰-۶۱۱۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ جَاهًا

یہ ہوگا کہ رکھے گا یہ اندر تجھے جہاں مَخْمُومًا مقام پسندیدہ میں یعنی اس مقام پر کہ وہاں کھڑے ہوئے

حب لغیرہ کی شہادت کی ہوگی۔ اور وہ مقام شفاعت ہے۔

اور زید الدمشقی نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

بٹھائیگا۔ اور لباب میں امیر المؤمنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے خود مقام محمود کی تفسیر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ مجھے نزدیک کر لیا اور عرش پر اپنے

بٹھائیگا۔ اور حدیث شریف کی عبارت یہ ہے میں نبی اللہ فیقعدنی معہ علی العرش

ابن معانی میں لکھا ہے کہ مقام محمود عرش میں سے ایک مقام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی سب سے

حضرت کے دست مبارک میں لوگ حمد دیں گے۔ اور کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام
ہوں یا کوئی اور سب حضرت کے ہوا یعنی جہنم کے نیچے ہوں گے۔ بیت

نے ہمیں زیر لوگے دولتیں مائیم و بس
اے ذات تو در دو کون مقصود وجود
آدم بن دو نہ تحت لوگے مصطفیٰ است
نام تو محمد و مقامت محمود

(۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۶۳۶۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ اَوْ قَرِيبًا
فرمائے تیرا رب مجھے گنہگاروں کے باب میں شفاعت کا رتبہ فتنوی پس تو راضی ہو جائے۔
یعنی اس قدر عطا فرمائے کہ تم کہو بس میں راضی ہوا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل عراق تم کہتے

کہ قرآن کی سب آیتوں میں بڑی اُمید کی آیت یہ ہے کہ لَا تَقْطَعُوْا اِمْنًا رَّحْمَةً اللّٰهِ اور ہم اہل بیت اس بارے
پر ہیں کہ آیہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ سے اس کی بہ نسبت اُمید بہت زیادہ ہے اس واسطے کہ
جب تک آپ کی امت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں نہ رہے گا ہرگز آپ راضی نہ ہونگے۔ ابیہ
نماند بدوزخ کسے در گرو کہ دارد چنین سید پیش رو

عطا کے شفاعت چنانچہ ہند کہ امت تمامی ز دوزخ رہند بلفظ

(۴) تفسیر جلالین صفحہ ۲۳۵ سطر ۱۔ عَسَىٰ اَنْ يَّعْتَبَكَ۔ يَقِيْمَكَ رَبُّكَ۔ فِي الْاٰخِرَةِ

مَقَامًا مُّخْتَلِفًا۔ مُحَمَّدًا فِيهِ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَهُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ۔ بلفظ۔ یعنی قریب

کہ آپ کو کھڑا کریگا تیرا رب آخرت میں اور تعریف کریگے تیری امتیں تمام اولین اور آخرین۔ اور وہی مقام
شفاعت ہے۔

(۵) جامع البیان میں سی آیت کے نیچے اسی طرح درج ہے بطرح تفسیر جلالین میں ہے یعنی

مقام محمود وہی مقام ہے جہاں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

۶ تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی پارچم صفحہ ۲۱۸ زیر آیت وَلَسَوْفَ

يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔۔۔ در حدیث شریف است کہ چون آیت نازل شد حضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان خود فرمودند کہ من ہرگز راضی نشوم تا آنکہ یک ایک کس از امت خود

بہ بہشت داخل نکند۔ بلفظ۔

(۷) تفسیر عزیزی ایضاً صفحہ ۲۱۹۔ و بجانب است عرش بالائے کرسی ایشان را در آن حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاد ہند و بمقام محمود مشرف سازند و در دست ایشان لواء الحمد دیند

کہ حضرت آدم و تمام ذریت ایشان زیر آل نشان باشند و ہمہ بنیاد بآستان خود پس رو ایشان شوند بلفظ۔

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۰۹ ترجمہ
 حدیث طویل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان
 لوگ قیامت کے دن مجبوس کئے جائیں گے اور وہ بہت تنگ ہوں گے۔ تب ارادہ کریں گے کہ کسی کو اپنا
 شفیع بنادیں تب پہلے وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ سب آدمیوں
 کے باپ ہیں۔ خدا نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور بہشت میں رکھا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ
 کرایا۔ اور تمام اسماء آپ کو تعلیم کئے۔ آپ ہمارے لئے خدا کے پاس شفاعت فرمائیے تاکہ ہماری تکلیف
 رفع ہو حضرت آدم علیہ السلام عذر کریں گے۔ اور نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گی ہدایت فرمائیں گے۔ اسی طرح
 حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے پاس جاویں گے۔ لیکن سب کے سب عذر کریں گے کہ ہم شفاعت
 نہیں کر سکتے۔ ہاں تم سب سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو۔ آج کے
 دن سوا ان کے اور کوئی شفاعت کر نہواں ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب میرے
 پاس آویں گے میں انکی شفاعت جناب الہی میں کروں گا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات
 پڑھی عَسَىٰ اَنْ يَّجْعَلَ لَّكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا - وَهَذَا الْمَقَامُ الْمُحْمَدِيُّ الَّذِي وَعَدَهُ نَبِيُّكَ - یہ وہ
 مقام ہے جس کا وعدہ تمہارے نبی کو دیا گیا ہے۔ بلخصاً :

(۹) مناقب النبوت ترجمہ مدارج النبوت مصنفہ ایضاً بعینہ صفحہ ۴۲۲ تا ۴۲۴۔
 (۱۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ایضاً صفحہ ۲۹۳۔ ترجمہ حدیث شریف حضرت جابر
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پانچ چیزیں اللہ تعالیٰ نے
 مجھے عنایت کی ہیں جو مجھے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئی ان میں یہ ہے داعطیت الشفاعۃ داعشار
 مراد تہ شفاعت عظمیٰ۔ الخ

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۵۰۳ وعن ابی کعب عن النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین وخطیبہم وصاحب شفاعتہم
 فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کا روز قیامت کو امام اور
 خطیب ہوں گا۔ اور مالک ان کی شفاعت کا ہوں گا۔

(۱۲) مناقب النبوت شرح مدارج النبوت صفحہ ۴۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا
 کہ میں نے ایک روز حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے روز
 میری شفاعت فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں تیری شفاعت کروں گا الخ بلفظ۔

(۱۳) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۰۔
 والشفاعت حق شفاعت ہے۔ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز
 اپنی امت کی فرمائیں گے الخ ملخصاً ۛ
 مولوی صاحب آپ نے جو آیات نفی شفاعت میں پیش کر کے اپنے امام کی حمایت نامناسب
 اور بیجا کی تھی اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ شفاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اظہر من الشمس ہے
 جو چند آیات اور کتب لغا سیر وغیرہم سے کافی طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ تمام کتب اسلامیہ اس سے پر ہیں منکرین
 کے لئے انکار مبارک ہو ۛ

یہ بات نہیں کہ جیسے آپ کے امام نے کہہ دیا کہ زمین و آسمان میں کوئی شفاعت کریں والا نہیں۔ یا
 یہ کہہ دیا کہ کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ یا یہ کہ کوئی کسی کا وکیل نہیں۔ یا یہ کہہ دیا کہ اگر کوئی کسی بنی یا ولی کو
 شفیع سمجھے وہ مشرک ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اس میں تمام مطالبات آپ کے گاؤں خور و ہو گئے اب ایک
 دو حدیث شریف اور بھی آپ کی تسلی کے لئے درج کی جاتی ہیں۔ باقی طوالت کی وجہ سے ترک کی جاتی ہیں۔
 (۱۴) جامع ترمذی شریف و دارمی شریف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قاطن حم اذ اوتوا
 وانا خطیبہم اذا انصتوا وانا مستشفعہم اذا حبسوا وانا مبشروہم اذا خلا یسوا الکرامۃ
 والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ارضی یطوف علی العن
 خلام کانہم بیض مکنون الی و منثور۔ یعنی میں سب سے پہلے اٹھوں گا جب لوگ قبروں کی آٹھنٹے
 اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے۔ اور میں انکا خطیب ہوں گا جب وہ
 دم خود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں گا۔ جب وہ عرصہ محشر میں روکے جاویں گے۔ اور میں انہیں
 بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزاں رحمت کی گنجیاں اس دن میرے
 ہاتھ ہوں گی۔ اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے
 نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے۔ گویا وہ انھیں ہیں حفاظت
 سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔ بلفظ بحالی البقین بالنبینا سید المرسلین فضل دہلوی صفحہ ۵۹
 (۱۵) جامع ترمذی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مترجم مولوی بدیع الزمان بھوپالی جلد دوم صفحہ
 ۲۵۴۔ سطر ۱۴ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ عسی ان یتغلبک
 ربک مقاماً محضاً۔ وفضل عنہا قال فی الشفاعۃ ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کبیرت کی تفسیر میں اور کسی نے آپ سے پوچھا کہ عسیٰ ان تعبدک
ربک مقاماً محموداً یعنی قریب ہے کہ اسکا ویگا تجھے اللہ تعالیٰ مقام محمود میں۔ سو فرمایا آپ نے مراد
اس سے شفاعت ہے۔ بلفظہ

۱۱۶ ص ۱۱۶ ص ۲۲۵ سطر ۲ جلد دوم قتل انا سیدنا ولدا احم واذل من یشتق عند
الغیر واول شافع ومانفع میں بعد قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں۔ اور سب کا اول قبر سے تشریف
لایا والا ہوں۔ اور پہلا شافع ہوں۔

اب میں ایک عبارت ترجمہ ترمذی شریف سے لکھ کر یہ مکمل کرتا ہوں جو مولوی بدیع الزماں
صاحب نے لکھی ہے وہ ہوندا۔

۱۱۷ جامع ترمذی مترجم مولوی بدیع الزماں صاحب بھویالی جلد دوم صفحہ ۱۷۶
سطر ۱۔ اور آیات صحیحہ سے اس قدر ثبوت شفاعت میں وارد ہوئے ہیں کہ تو اگر معنوی کو پہنچا
ہیں۔ اور اجماع بھی سلف صالحہ کا اس پر ہے اور انکار کیا بعض خوارج اور معتزلہ نے اس لیے
کہ ان کا مذہب ہے کہ مذنبین محمدی النار ہیں۔ اور استدلال کیا انہوں نے ان آیتوں سے مَا لَظَالِمٍ لِّہُمْ
بِشَیْءٍ وَلَا شَفِیعَ بَطُلٌ آئینہ اور آیت فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّارِطِیْنِ۔ اور جواب دیا ہے اہل سنت
نے کہ مراد آیت اول میں ظلم سے شرک ہے اور آیت ثانی کفار کے حق میں ہے۔ بلفظہ

پس شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسئلہ جماعی اہل اسلام بالخصوص اہل سنت
و جماعت کا ہے اور منکر اسکے خوارج اور معتزلہ ہیں منکر اس کے پیروں کو مبارک ہو مذہب خوارج و معتزلہ۔

باب چہارم

عقیدہ نمبر ۶ و ہایہ ولوبند

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر رہی ہو گئے۔
تو کہ توضیح مطالبہ نمبر ۱۲ بر عقیدہ نمبر ۱۱ آپ نے و ہایہ کا عقیدہ نمبر ۱۲ لکھا ہے کہ مولوی سید شہید نے
تقویت میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر رہی ہو گئے۔ صاحبان باگرا آپ صلا
کا بعینہ اس طرح لکھا ہوا دکھادیں ہم آپ کے دعویٰ کو ماننے کیلئے تیار ہیں الخ موصوفان نے تقویت کے صفحہ ۷۰ جلد اول
میں یہ ضرور لکھا ہے مشکوٰۃ کے باب عشرة الفاء الخ فائدہ یعنی میں بھی بائیکر مر کر رہی میں ملنے والا ہوں الخ

اقول مفتی صاحب افسوس! پہلے آپ لکھتے ہیں کہ تقویٰ میں یہ بات ہی بیچ نہیں پھر فرماتے ہیں کہ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تقویٰ کے صفحہ ۸۱ میں ضرور لکھا ہے۔ مانتے بھی ہیں اور کہتے بھی ہیں۔ کیا میری تحریر کے محاذ بلفظ و مخلصاً لکھا ہوا نہیں ہے۔ یعنی یہ عقیدہ بلفظ بھی ہے اور بطور خلاصہ بھی۔ اچھا فرمائیے جو آپ نے حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے اس حدیث کے کون سے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ اور یہ عبارت آپ کے امام نے کہاں سے پیدا کی۔ جب کہ حدیث شریف میں ایک حرف تک بھی موجود نہیں لیکن انہوں نے فتنہ اور فساد کی لکھ کر اس جملہ عبارت کو لکھ مارا اور آتش فتنہ و فساد کو بھڑکایا۔ جو مادہ غضب و غیظ و عداوت کے قلب منقلب میں موجود تھا ظاہر فرمایا۔ کیا ادب یا سب کا نام کہ لفظ مر کر مٹی میں ملنا، حضور پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا جائے۔ دریا خالی کہ قرآن شریف میں شہداء کی نسبت حکم آیا ہے کہ ان کو مردہ کے لفظ سے مت پکارو بلکہ گمان بھی مت کرو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ خادم ہیں۔ پھر حضور کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال کرنا قرآن شریف کا مخالفت ہے یا نہیں ضرور ہے۔ پھر تاویلاً بھی ادنیٰ ادنیٰ دنیا داروں کی روزمرہ کی بوجھال ہے کہ فلاں بزرگ وصال فرما گئے، ارحال فرما گئے، انتقال فرما گئے، وفات پا گئے یا گذر گئے، واصل باللہ ہو گئے، اس دنیا سے پوشیدہ ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مر کر مٹی میں مل گئے تو کوئی بھی با ادب شخص نہیں کہیگا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت۔ نعوذ باللہ منها۔

دوسرا یہ جملہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، حدیث شریف میں داخل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عداوت پیمان لگا یا گیا ہے اس صورت میں آپ کے امام الطائفہ مخالف حدیث شریف ہوئے۔ اور اس وعید میں داخل ہونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من کذب علی متعمداً فلیتبى أمقعداً من النار یعنی جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر کذب یا جھوٹ لگائے جو کہ فرمایا ہوا کسی نسبت میری طرف رجوع کیے پس اس کی جگہ درج ہے کہ مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں کے معنی مر کر مٹی ہو گئے ہو گئے یا نہیں۔ باوصفیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی جسم مبارک صلی دنیاوی سے حیات ہیں۔ ایسے ایسے الفاظ حضرت کی شان مبارک میں لکھنا سخت توہین اور گستاخی ہے۔

قولہ۔ تو فرمائیے کیا نبی علیہ السلام پر موت نہیں آئی اور جناب قبر مبارک میں مدفون نہیں ہوئے جو کہ مٹی میں ہوتی ہے صفحہ ۱۸۔

اقول اہلسنت و جماعت کے مسلمان کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حیات النبی ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام بھی ان کو مردہ کہنا یا مکرر مٹی میں مل گئے سخت درجہ کی گستاخی قریب بکفر ہے جو خلاف آیات قرآنی و احادیث حبیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اگرچہ اس باب میں کثرت سے آیات و احادیث و کتب تفاسیر موجود ہیں۔ لیکن مختصراً تحریر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو تسکین ہو۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ مَبْلُ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (سورہ بقرہ) (شہداء کے حق میں) جو لوگ خدا کے لئے مارے گئے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ شہداء کیلئے فرماتا ہے کہ تم ان کو مردہ مت کہو۔ مگر افسوس آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ ولیدین و آلہ خیرین کو مردہ کہہ رہے ہیں۔ اور مٹی میں ملا رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُنْتَظَرُونَ (سورہ آل عمران) یعنی مت گمان کرو ان لوگوں کو جو خدا کے راہ میں قتل کئے گئے ہیں۔ مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس روزی کا دے جاتے ہیں۔ دیکھئے یہاں بھی اللہ تعالیٰ شہداء کے حق میں فرما رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ درجہ کے خادم ہیں کہ انکی نسبت دلمیں گمان تک بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں۔ یہ جانیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اعلیٰ اور ارفع پر مردہ ہونیکا اطلاق کیا جاوے۔ العیاذ باللہ۔

(۳) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۳۸۔ وَلَا تَقُولُوا۔ نہ کہو مَنَحْ يُقْتَلُ اس آدمی کو کہ قتل کیا جائے فی سبیل اللہ۔ راہ خدا میں یعنی جہاد میں اَمْوَاتٌ کہ وہ مَرْتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم جنگ بدر کے بعد شہیدوں کا ذکر کرتے تھے اور حیرت سے کہتے تھے کہ بیچارے فلاں مسلمان نے جنگ کے دن جان شیریں نہی اور زندگی کی نعمت اور دنیا کی نعمتوں کی لذت سے محروم ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو مردہ نہ کہو۔ بَلْ أَحْيَاءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں ہماری جناب میں وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ اور لیکن تم نہیں جانتے ہو۔ اس زندگی کی کیفیت اس واسطے کہ عقل سے اس زندگی کی کیفیت دریافت کرنا ممکن نہیں۔ بلقظ۔

نکتہ جملہ آیت شریفہ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ میں آپکی ہی جماعت حلقہ زن یا بی جاتی ہے۔ جیسے کہ اس جملہ آیت کے اعلیٰ جمل گیا رسوہ ٹریسٹ (۱۱۶۳) ہیں اور اھم جملہ فقرہ جماعت حلقہ زن کفر کردہ و بابیہ یویندیہ کے بھی ہیں اعداد جمل گیارہ سو ٹریسٹ (۱۱۶۳) ہیں جماعت مجرمانہ اسمعیلیہ و بابیہ کے بھی وہی اعداد گیارہ سو ٹریسٹ (۱۱۶۳) ہیں۔ کیا خوب مطابقت ہوئی ہے۔

(۴) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۳۹-۱۴۰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الدِّينَ اَوْدَةً بِمِجْدَانِ لَوْ كَانَتْ مِنْ دُونِ
نیت سے قتلُوا اِنِّیْ سَبِّیْطُ اللّٰهِ قتل کئے گئے بیچ راہ خدا کے اَمُو اَنَا کہ وہ مردے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے منقول ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی مسلمان جنگ
احد میں شہید ہوئے حق تعالیٰ نے انکی جانوں کو سبز رنگ پرندوں میں جگہ دی کہ جنت کی میوا میں
پھریں۔ اور طوبی کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں۔ اور جنت کی نہروں کا پانی پییں۔ اَلْزُّبُنُ اَحْيَاءُ بَلَدُ
وہ زندہ ہیں عِنْدَ رَبِّہُمْ اپنے رب کے پاس کہ ہر سال جہاد کا ثواب انہیں پہنچتا ہے یا زمین انہیں نہیں
کھاتی۔ اور مردوں کی طرح غسل نہیں دیئے جاتے یا زائرین کے سلام کا جواب دینے میں زندوں
کی طرح یُزْنُوْنَ روزی دئے جاتے ہیں میوہائے جنت سے اَلْزُّبُنُ تَفَاسِیْرُہُمْ یَحْیٰی اِلَیْہِیْ لَکَہَا
ہے ۛ

(۵) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی سورہ بقرہ صفحہ
۳۵۵ سطر ۱۴۔ وَ یَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْكَ شَہِیْدًا یعنی باشند رسول شمار شہاد گواہ زیرا کہ او
مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کد ام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت یگانہ
اوصیت کہ حجابے کہ بدال از ترقی محجوبانند است کد ام است پس اویشناسد گناہان شمارا و درجہ
ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق
اُمت مقبول و واجب العمل است و آنچه او را از فضائل و مناقب حُضْرَانِ خود مثل صحابہ و از واجبات
یا غائبان از زمان خود مثل اولیس مہیب و مہدی و مقول دجال یا از معائب و مثالب حاضران
و غائبان می فرماید اعتقاد برال واجب است۔ بلفظ۔

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ابدی کو شاہ صاحب نے کیسے ثابت فرمایا ہے
کہ وہ ہر ایک کو دیکھ رہے ہیں سب غائبین کے اعمال و درجات و گناہان پر مطلع ہو رہے ہیں۔ اسی
وجہ سے وہ سب پر شہید اور گواہ ہوں گے اور یہ ظاہر ہے کہ گواہی اسی گواہ کی ہو سکتی ہے جو اپنی
آنکھوں سے واقعا کو دیکھے اور دیکھنا اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثابت ہے۔ اور یہ سب باتیں حیاتِ نبوی

۱۱۶۱ ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۴ حدیث شریف عن اوس رضی اللہ عنہ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء۔۔۔۔۔
یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ اجسام
انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔

ہوئی دیکھو کہ قرآن کریم میں

(۷) ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ سطر ۸ حدیث شریف عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء ونبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھائے پس اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہمیشہ زندہ ہے۔ اسکو روزی کھانا دیا جاتا ہے۔

(۸) ابی داؤد جلد اول صفحہ ۲۲۱ سطر ۱۲ حدیث شریف اسی طرح ہے

(۹) نسائی جلد اول صفحہ ۹۷ سطر ۲۱ حدیث شریف اسی طرح ہے

ان حدیثوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن زیادہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ تب صحابہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ جب آپ اس دنیا سے تشریف لیجائیں گے اور قبر میں جسم نہ ہوگا تو درود شریف کیسے پہنچے گا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ ہرگز گمان مت کرو کہ قبر میں ہمارے اجسام میں کوئی تغیر آجاتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانکی سخت ممانعت کر کے حرام کر دیا ہے۔ ان کے جسموں کو قبر کی زمین چھوئی تک نہیں۔ بعینہ وہی اجسام جو دنیا میں تھے قائم رہتے ہیں اور انھیں حیات حسی دنیاوی سے سب جگہ جہاں چاہیں سیر فرماتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔ صرف ہماری نظر سے غائب ہیں۔ اور شہداء اور اولیاء کرام کی بھی کسی قدر کمی کے ساتھ یہی صورت ہے

(۱۰) منهاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۷۵ سطر ۱ کہ اگر باب قلوب یعنی صاحب دل لوگ دیکھتے ہیں بیداری میں ملائک کے تئیں اور پیغمبروں کے ارواح کے تئیں۔ اور وہ سنتے ہیں ان سے آوازوں کو اور دیکھتے ہیں ان سے نوروں کو اور استفادہ کرتے ہیں ان سے بلفظ۔

(۱۱) منهاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۸۲ تا ۸۲ جان کہ حیات انبیاء متفق علیہ ہے درمیان علماء ملت کے کسی کو خلاف نہیں اس میں کامل تر وجود حیات سے شہیدوں کے الخ اور حیات انبیاء کی حسی دنیاوی ہے یعنی شہداء وغیرہ کو حیات ہے پر اس عالم میں ہے اور انبیاء اسی عالم میں محسوس اور زندہ ہیں۔ اور احادیث و آثار اسکے درمیان میں واقع ہوئے ہیں۔ جیسے کہ مذکور ہوئے ہیں ایک ان سے یہ حدیث ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون الحدیث یعنی تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

ایک حدیث یہ ہے۔ ما من مسلم یسلم علی الادراک لہ روحی حتی ادرا علیہ السلام۔ اور عالموں کے اختلاف کیا ہے کہ یہ فضیلت عام ہے واسطے ہر ایک اس شخص کے جو سید کائنات کی تسلیم کے شرف سے مشرف ہو۔۔۔۔۔ اور سلام کرنا خواہ زائر قبر شریف پر حاضر ہو یا غائب اس جناب جس مکان میں ہو اور ظاہر عموم ہے اور برہر تقدیر مفید عام ہے جو حیات کے الخ

ایک اور حدیث دلالت کرتی ہے اور اس بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔۔۔ سماع کرنے ہیں سلام کی آواز سنتے ہیں۔ اور یہ نفس نفیس اس کے رد سلام کے متکفل ہوتے ہیں۔ بلکہ بیشتر بندے کے سلام سے آپ مبادرت فرماتے ہیں اور سلام کے جملہ حالت شریف تھی جناب کی حاجیات کے درمیان الخ۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا بہت کموجعے کے روز صلوٰۃ اور پیر کیونکہ درد تہا رکھو من ہو ہیں۔ مجھے عرض کی صحابہ کہ یا رسول اللہ کس طرح معروض ہوتی ہو درد تہا رکھو میں اور پوشیدہ ہوں گے درد تہا فرمایا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے زمین پر جو کھاوے انبیاء کے اجساد کے تیس۔ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات انبیاء کی حیات حتمی دنیاوی ہے نہ صرف بقا ارواح الخ۔ ہم اعتقاد رکھتے ہیں انبیاء کی حیات پر حضرت پروردگار جل جلالہ کے نزدیک وہ حیات کر کے جو اشرف اور اکمل ہے اس حیات متعارف سے الخ۔

یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور اس بات کے کہ اہل قبور کو اور اکت اور سلام حاصل یعنی پہچانتے ہیں اور سنتے ہیں اور شک نہیں کہ سمع یعنی شنوائی ان اعراض سے ہے جو مشروط ہیں۔ حیات پر پس سب حجتی زندہ ہیں لیکن حیات ان کی مرتبہ میں کم ہے شہیدوں کی حیات سے اور اور حیات انبیاء کی کامل تر ہے شہیدوں کی حیات سے الخ۔

حق تعالیٰ نے حضرت کے جسد شریف کے تبیین ایسی ایک حالت اور قدرت بخشی ہے کہ جہاں جس مکان میں چاہیں جاویں خواہ بعینہ ہوا ہوا یا مثال خواہ آسمان پر یا زمین پر خواہ قبر شریف میں یا دوسری۔ الخ ۴

(۱۲) شرح امواہب اللدنیہ علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ لا ینع رویۃ ذاتہ علیہ السلام بحسبہ لا و بوجہ وذالک لانه و ما اثر الانبیاء علیہ وسلم رحمت الیہما رواہ بعد ما قبضوا و اذان لہم فی الخرج من قبورہم و التصریف فی المملکت العلوی والفقہی یعنی کوئی بات اس امر کو مانع ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک یا جسم نظر آجائیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نیز دیگر انبیاء علیہم السلام کی اشخاص

طبیات بعد وفات کے لن کے مقدس جسموں میں باذن الہی پھر دوبارہ واپس کر دی گئی ہیں اور ان کو رب العزت کی طرف سے تصرف اور عام اجازت عطا کی گئی ہے کہ اپنے مقدس مزارات سے نکل کر عالم بالا اور عالم دنیا میں جس طرح چاہیں تصرف کرتے رہیں۔ بلفظ۔ کتاب تحقیق الحق مصنف مولانا محمد عسکری صاحب فی الترمذی رئیس اودھ صفحہ ۶۰۔ سطر ۱۲۔

(۱۳) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۷۔ ۲۸ میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں اور زیارت کی روضہ مقدس کی آپ کی روح مبارک کو دیکھا ظاہر اور عیاں الخ۔۔۔ میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر امور میں اسی مقدس میں جس میں آپ تھے۔ بلفظ۔

(۱۴) ملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی صفحہ ۹۱۔ سطر ۸ (عام مزارات کے ذکر میں) زیارت مزارات متبرکہ باید رفت ابو سیدہ ارواح پاک ایشاں فتوحات ظاہری و باطنی باید طلبید و قاتلہ نیز بار و اح ایشاں ہر روز باید خواند کہ موجب برکات بسیار است و فتوحات بیشتر بلفظ۔

(۱۵) منتخب مکتوبات قدوسیہ۔ مصنف حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مجتہبی دہلی ۱۳۱۲ھ صفحہ ۲۰۔ ۳۰ حضرت زبدۃ الاولیاء ربانی شیخ عبدالستار سہارنپوری رملفوظات حضرت قطب العالم میگویند کہ یوم پنجشنبہ بوز و مردم کثیر برائے زیارت بدرگاہ آسمان جاہ حضرت شیخ احمد عبدالحق حاضر بودند قطب عالم شیخ عبدالقدوس تیریاٹن چبوترہ عالم اقدس نشستہ بودند کہ بیک ناگاہ مزار اقدس شق شدہ و حضرت مخدوم برحق شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ بھیں جسم ظاہری از مزار شریف بیروں آمدہ برچبوترہ نشستند و جانب قطب عالم مخاطب شدہ فرمودند بیت۔

مرا زندہ پندار چوں خویش تن ، من آئم بجان گزیر آئی بہ تن ، ، الخ بلفظ لہجے۔ زیادہ کہنے کی غرورت نہیں۔ ورنہ تمام کتب زینیہ اہلسنت و جماعت اس مضمون سے پر ہیں۔ طوالت کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ قرآن شریف و احادیث شریف و تفاسیر و کتب سیر سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جسم مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر جگہ تصرف کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام و مومنین صالحین و شہداء مجتہبین زندہ ہیں جو شخص لکھتا یا کہتا یا اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ مر کر مٹی میں ملنے

ہیں مخالف قرآن و حدیث کا کاذب اور بہتائی ہے جس آپ کے سب مطالبات ملیا میٹ ہو گئے۔

باب پنجم

عقیدہ نمبر ۷ و بابیہ دیوبند

آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں

اور نہ وہ سنتے ہیں۔ ملخصاً صفحات ۴ - ۸ - ۳۳ - ۳۹ تقوئۃ الایمان

قولہ، توضیح مطالبہ نمبر ۷۔ بر عقیدہ نمبر ۷۔ عقیدہ نمبر ۷ کی یہ عبارت کہ مولوی صاحب مرحوم نے تقویت میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں اگر آپ یہ عبارت بعینہ تقویت میں دکھلا دیں تو آپ کا منہ شکر سے بھر دیا جائے ورنہ شکر کی بجائے ... (گالی) ہم پیشگوئی کرتے ہیں کہ آپ یہ عبارت بعینہ تقویت میں ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے بلفظ صفحہ ۱۸

قولہ مفتی صاحب! نہایت افسوس ہے بار بار میں کہتا ہوں کہ آپ عبارت کے آگے

لفظ ملخصاً کو نہیں دیکھتے یا نظر نہیں آتا۔ اور بلفظ عبارت کو تلاش کرتے ہو۔ ذرا ہوش سر صفحات محولہ کو دیکھئے۔ آپ کو اس عبارت کا پتہ مل جائیگا۔ مرزا قادیانی کی طرح پیشگوئیاں کرنا بے سود ہیں۔ اور گالیاں دینا نامسود اور بے بہبود ہیں۔ اور تہذیب کے سامنے مرزوں اور مطرو ہیں۔

میں نے کتاب تقویت الایمان کے صفحات ۴ - ۸ - ۳۳ - ۳۹ کا حوالہ دیا ہوا ہے کہ یہ عبارت عقیدہ

بابیہ کا خلاصہ ان صفحوں میں ہے۔ باوجود اس کے آپ کو یہ عقیدہ نہیں ملا۔ اور نہ نظر آیا۔ جو آپ کی قابلیت بنیائی کی وجہ سے ہے لیجئے دیکھئے۔ (الف) اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اماموں کو شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں۔۔۔۔۔ سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء اور انبیاء سے اور اماموں اور شہیدوں

سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں۔ الخ اور دعویٰ مسلمانی کئے جاتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں وَمَا يَكْفُرُ بِهِمْ بِاللَّهِ إِلَّا أَنَّهُمْ مَشْرُكُونَ ط۔ ترجمہ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

جب بھی ضرورت ہوتی ہے پکارتے ہیں یا روح یا روح یا روح کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔ اور قادری سلسلہ کے بزرگ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیعہ اللہ کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہاں آپ کے امام الطائفہ کی عادت ہے جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں وہ تمام بہت کے خلاف مسلمان کے حق میں لگاتے ہیں۔ یہاں ان عبارتوں میں دو آیات سورہ یوسف اور سورہ احقاف کی صحت کی ہیں وہ دونوں کفار اور ان کے بتوں کے حق میں ہیں۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے انکو کسی دلیری اور جرأت سے انبیاء علیہم السلام اور مسلمانوں پر چسپاں کیا ہے۔ اور ترجمہ بھی غلط کیا ہے پہلی آیت سورہ یوسف کی یہ ہے:-

وَمَا يَنْفَعُ مِنْ أَكْثَرِهِمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ط۔

ترجمہ آپ کے امام کا۔ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں صفحہ ۵ تفویۃ الایمان ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ۔ وایمان نمی آرند اکثر ایشاں بخند مگر شرک اور مقرر کردہ ترجمہ شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ۔ اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے ساعۃ اللہ کے مگر وہ شرک لانے والے ہیں۔

ترجمہ شاہ عبد القادر علیہ الرحمۃ۔ اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر ساعۃ شرک کرتے ہیں۔ دیکھئے۔ مولوی جی ان مشہور تین ترجموں اور اپنے امام کے ترجمہ پر غور کیجئے ان ہر سہ ترجموں میں صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ کہ وہ ایمان نہیں لاتے یعنی کافر ہیں اور شرک بھی اللہ تعالیٰ کا ٹھہرتے ہیں لیکن آپ کے امام لفظ مسلمان کا بجائے کافر کے اپنی طرف سے لگاتے ہیں۔ اور قرآن شریف کی تحریف معذی کرتے ہیں۔ اسکی تصدیق میں تفاسیر بھی موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک تفسیر دکھاتے ہیں۔

تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۵۱۵ وَمَا يَنْفَعُ مِنْ أَكْثَرِهِمْ بِاللَّهِ اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے باللہ ساعۃ اللہ تعالیٰ کے إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ مگر وہ شرک کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اس سے عرب کے کافر مراد ہیں۔ کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اُس کے بعد کہنے لگے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ یا یہود مراد ہیں کہ خدا پر ایمان لاتے اور کہنے لگے عزیز اللہ کا بیٹا ہے۔ یا نصاریٰ مراد ہیں کہ خدا پر ایمان لاتے اور یہ بات کہی کہ عیسیٰ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ بلفظ۔

اب معلوم ہوا کہ یہ آیت شریف کفار عرب یا یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی۔ اور کسی بے باکی سے مسلمان پر لگادی۔ اسی طرح دوسری آیت کو دیکھئے جو سورہ احقاف کی ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ۔ ترجمہ اس کا صفحہ ۹۶ پر لکھا جا چکا ہے ۔

آپ کے امام نے جو نفاذ میں دعا اور دعاء کے معنی پکارنے کے لئے ہیں وہ محض غلط ہیں ۔ چنانچہ تفاسیر معتبرات جلالین معالم التنزیل ، مدارک ، نیشاپوری ، خازن وغیرہ میں دعا دعا کے معنی یحیٰ کے لئے ہیں یعنی جو لوگ سوا خدا کے کسی اور کی عبادت کرتے ہیں یعنی بتوں کی اور دعائہم سے بھی مراد عبادت ہی ہے پکارنا نہیں ۔ جیسے اسی آیت شریف کا دوسرا حصہ کَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَالْفُكَّانِ أَهْلُ الْأَعْدَاءِ وَكَانُوا أَعْبَادًا لَهُمْ کفر یعنی قیامت کو بت اپنی پرستش کرنیوالوں کے دشمن ہو جائیں گے ۔ اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے ۔ پس صاف ثابت ہے کہ یہ آیت شریف کافروں بت پرستوں اور بتوں کے حق میں ہے ۔ اور پکارنے کے معنی کر کے تمام مسلمانوں درود شریف پڑھنے والوں اور یا رسول اللہ کہنے والوں کو کافر بنا دیا اور مشرک لکھ دیا اسکی مفصل تحقیق عقیدہ نمبر ۱۱۰ - ۱۲۰ باب ہفتم و ہشتم میں ہوگی ۔ لیکن ایک عبارت تفسیر قاری کی تابعدار میں لکھ دیتا ہوں :-

تفسیر قاری جلد دوم صفحہ ۴۲۶ سطر ۳۔ وَمَنْ أَضَلُّ اور کون ہے زیادہ گمراہ مِمَّنْ یَدْعُو اُس شخص سے جو پکارے اور پوجے مِنْ دُونِ اللَّهِ خدا کے سوا مِمَّنْ لَّا یَسْتَجِیبُ لَهُ اس کو جو نہ جواب دے اور نہ قبول کرے اسکی دعا کو الی یوم الْقِيَمَةِ قیامت تک یعنی مشرک اپنے معبود باطل کو عمر دنیا کی مدت تک پکاریں تو اجابت کا اثر اُس سے نہ ظاہر ہوگا ۔ وَهُمْ اور وہ بت عن دعائہم بت پرستوں کے پکارنے سے جو ان بتوں کو پکارتے ہیں غَافِلُونَ غافل اور بے خبر ہیں ۔ اور جب وہ ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں تو جواب کیونکر دے سکیں پس بد بخت وہ ہے جو سنتے ولے اور قبول کرنے والے خداوند کی عبادت سے دست بردار ہوا اور چند عیسائیوں کو نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں ان کی عبادت کی طرف متوجہ ہو ۔ بہیت ۔

بے بہرہ کسے کہ چشمہ آب حیات بگزار دور و نہد بسوئے ظلمات

اذا حُشِرَ النَّاسُ اور جب حشر کے جائیں گے لوگ تو کَالْفُكَّانِ اہل کفر ہوں گے معبود باطل اپنی پرستش کرنیوالوں کے اَعْدَاءُ دشمن ۔ بخلات اُس چیز کے جو گمان رکھتے تھے اُن سے شفاعت اور مدد گاری کا و کَالْفُكَّانِ اور ہوں گے معبود باطل بعبادتہم اپنے عابدوں کی عبادت کو نبوائے کفر یعنی کافر اور منکر عبادت کرنے والے اُن کی پرستش سے منکر ہو جائیں گے ۔ یعنی

جست کہیں گے کہ انہوں نے بہاری پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا **يَوْمَ الْقِيَامَةِ** **يَكْفُرُ** **بِشِرْكِكُمْ** یا بت پرست کہیں گے کہ ہم نے تو بتوں کی پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا **وَتَبْنٰ مَا كُنْتُمْ تَشْرِكُوْنَ**۔ بلفظ یہ

یہ ہے آپ کے امام الطائفہ کی امانداری کہ جو آیات کفار مشرکین بت پرستوں کے حق میں نازل شدہ ہیں وہ مسلمانوں کے حق میں لگائی گئی ہیں۔ تمام تقویۃ الایمان میں یہی حال ہے جس پر آپ کا ایمان ہے یہ دو آیتیں وہی بطور نمونہ تحریر ہیں جن کو آپ کے امام الطائفہ نے اپنی تقویۃ الایمان میں درج کیا ہے۔ اب میں چند احادیث شریف و دیگر کتب معتبرات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نصرت اور قدرت دیکھنا اور مستنات تحریر کرتا ہوں تاکہ آپ کا اور آپ کے امام کا اہتمام معلوم ہو جائے۔

(۱) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۶۹ سطر ۲۔ مصری دیاب المیت سمع خلق النحال

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العبد اذا وضع فی قبره وقلی عنہ وذهب اصحابه حتی ان یسمع قرع نعالهم۔ اناک ملک ان فاقعد اکا فبقی لک ما کنت تقول فی هذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیقول اشهد ان عبد اللہ رسولہ فیقال انظر الی مقعدک من النار بذلک اللہ بہ مقعدا من الجنة قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیرا ہما جمیعا واما الکافر او المنافق فیقول لا احرى کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا حریت ولا تلبت ثم یفرب مطرقة من حديد فکوبہ بین اذنبہ فیسمع صیحة یشمعهما من علیہما الثقلیین بلفظ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جائے اور اس کے دوست جب اس سے چلے جاتے ہیں تو وہ انکی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اور اسکو قبر میں بٹھا دیتے ہیں۔ اور اس سے کہتے ہیں کہ کیا کہتا ہے تو اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں۔ تب وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق یہ بندہ خاص اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ پھر کہتے ہیں فرشتے کہ دیکھ اپنی جگہ دوزخ میں۔ لیکن بدلیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو بہشت سے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس دیکھتا ہے وہ ان دونوں جگہوں کو۔ اور جب کافر یا منافق سے پوچھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں) تو وہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا وہی کہا کرتا تھا جو عوام کہتے تھے۔ پس کہا جاتا ہے (اس

کافر یا منافق کو کہ کیا تو نہیں دیکھتا اور عقل رکھتا تھا اور نہ قرآن شریف پڑھتا تھا پھر مارتے ہیں اسکو فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے اسکے کانوں پر۔ تب وہ چلاتا اور چیخیں مارتا ہے۔ اس چلانے کو سب سنے ہیں جو اس کے پاس ہیں۔ انسان و جن زندہ کے ۛ

(۲) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۷۵-۱۰۰ سطر ۱۰- حدیث شریف بعینہ حدیث بالا کیمطابق ہے۔ صرف ایک دو لفظوں کا فرق ہے۔ اسلئے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں مضمون واحد ہے۔

(۳) نسائی جلد اول صفحہ ۱۲۷-۱۲۶ سطر ۱۲- وہی حدیث بالا بعینہ ہے۔

(۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحات ۱۲۷-۱۲۸-۱۱۱ میں بھی یہی حدیث شریف بخاری کی درج ہے جس میں الفاظ مختلفہ مثلاً ما کنت تقول فی هذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ما هذا الرجل الذی بعث فیکم - اور ما کنت تقول فی هذا الرجل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم - یعنی کیا کہا کرتا تھا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں۔ اور کہا ہے اور کون ہے یہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمہارے میں رسول مبعوث کیا گیا اور تو کیا کہا کرتا اس شخص کے بارہ میں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۛ

پس ان احادیث سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ عام مسلمان فوت شدہ اور کافر اور منافق مردے بھی قبروں میں سماء کی طاقت رکھتے ہیں۔ دوسرا خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا تصرف بخشا اور ایسی قدرت عطا فرمائی ۛ

(۵) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۴۱ سطر ۶- وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری ممیتہ کسے کہ درود بفرستد بر من نزد قبر من می شنوم من صلوٰۃ اولاد من صلی علیا بلفظہ کسے کہ درود بفرستد بر من از دور نہ در حضور قبر رسانیدہ شود صلوٰۃ او مرا کہ ملائکہ سیاحین میرسانند بر ہر تقدیر و سلام میکنم و جواب سلام دے میگویم۔ از اینجا میتوان دانست کہ سلام بر آنحضرت بہ فضیلت دارد۔ و سلام گویندہ بر آن حضرت را خصوصاً بپارگویندہ را بہ شرف است اگر سلام تمام عمر را یک جواب آید سعادت چہ جائے آنکہ ہر سلام را جواب بشنود۔ بیت

ہر سلام من رجبہ در جواب آن لب کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

(۶) وظیفہ و لائل الخیرات افضائل درود شریف) وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادائیبت صلوٰۃ المصلین علیک عجبہ من غاب عنک ومن یاتی بعدک ما حالہما عند فقال اجمع صلوٰۃ اہل مجتہبی واعرفہم وتعرض علی صلوٰۃ غیرہم عرضاً بلفظہ یعنی اور

عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں کہ خبر دیجئے اُن لوگوں کے درود سے جو حضور سے غائب اور دور ہیں اور جو آپ کے بعد ہوں گے۔ ان دونوں کے درودوں کے نیچے کا کیا حال ہے آپ کے نزدیک۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں خود سنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا اور اُن کو بھی پاتا ہوں۔ اور پیش کے جلتے ہیں میرے پاس درود دور کے تمام لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے ۛ

دیکھئے۔ ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود بخود سنا اور سننے کی قدرت رکھنا خواہ کوئی مشرق کے پہلے سرے پر درود شریف پڑھے خواہ مغرب کے کنارہ پر پڑھے۔ غرضیکہ خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ پس مردود ہے وہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں (مندرجہ تقویتہ الا بیان)

(۷) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد دوم مکتوب نمبر ۵۵۵ اور ترجمہ صفحہ ۱۹۰-۱۹۱ جن جو مختلف شکلیں بنجاتے ہیں اور مختلف جسدوں میں تجسد ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت اُن اعمال عجیبہ جو ان شکلوں اور جسدوں کے مناسب ہیں ظہور میں آتے ہیں۔ ان میں کوئی تنازع اور حلول نہیں۔ جب جنوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر عجیب غریب کام کریں تو اگر کالمیں کی ارجح کو یہ طاقت بخش دیں تو کونسی عجیب کی بات ہے۔ اسی قسم کی ہیں وہ حکامیتیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور مختلف کام اُن سے وقوع میں آتے ہیں۔ یہاں بھی اُن لطائف مختلف جسدوں میں تجسد ہو کر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اُس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا۔ بعض لوگ جو حضرت مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا۔ بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اسکوروم میں دیکھا۔ بعض بغداد میں دیکھا کرتے ہیں۔ یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے ہیں یہ بھی ان بزرگوں کے لطائف کی شکلیں ہیں کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہیں کبھی عالم مثال میں جس طرح رات کو ہزار آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھتے ہیں مختلف صورتوں میں اور استفادہ حاصل کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات و لطائف کی مثالی صورتیں ہیں اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورت

۱۰ عزیز سے مراد حضرت امام علیہ الرحمۃ ہیں

سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اور مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ بلفظ۔

دیکھئے مفتی جی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کس قدر قدرت ہے اور تمام جہاں میں اُن کا تصرف ہے۔ اور حضرت امام محمد والہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام کا کیا کیا تصرف فرما رہے ہیں۔ اور حل مشکلات تحریر فرما رہے ہیں لیجئے فتویٰ کفر جو آپ کی بغل میں ہے دھر گھٹیئے۔

باب ہشتم

عقیدہ نمبر ۸۰ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰

عقیدہ نمبر ۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے بلخصوصاً

عقیدہ نمبر ۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جانتا شرک ہے بلخصوصاً

صفحات ۱۰-۲۶-۲۷-۵۸ تقویتہ الایمان

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۶۔ عقیدہ نمبر ۸۔ آپ نے عقیدہ نمبر ۸ پر لکھا ہے کہ تقویتہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ اور اسی حوالہ پر عقیدہ نمبر ۹ یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جانتا شرک ہے۔ صاحبان یہ ہر دو عبارات بعینہ تقویت میں نہیں ہیں۔ یہ بہتان بندی ہے۔ وغیرہ وغیرہ المصفحہ ۱۸-۱۹۔

اقول مفتی جی! کیا کیا جائے آپ کو لفظ ملخصاً نظر ہی نہیں آتا۔ اور عبارت بعینہ ٹھوٹے ہیں۔ میں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ عبارات بلفظ ہیں۔ یہ بہتان بندی آپ کی ہے۔ خلاصہ عبارات جو صفحات ۱۰-۲۶-۲۷-۵۸ میں لکھا ہوا ہے ان صفحات کو آپ نے دیکھا تک بھی نہیں اور خود اقرار نفی علم غیب آپ سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلائل لا طائل شرع کر دئے۔ لیجئے وہ عبارات جن کا خلاصہ میں نے نقل کیا ہے آپ کی تقویتہ الایمان سے نکال کر دکھلاتا ہوں۔ اور پھر آپ کے دلائل کی طرف توجہ کرونگا۔ دیکھئے!!!

(الف) اللہ کا سا علم اور کوثابت کرنا اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے۔ خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ عبودت اور پری سے ہم خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظ تقویتہ الایمان صفحہ ۹-۱۰۔

(ب) کسی انبیا اولیا امام و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے۔ اور نہ انکی تعریف میں ایسی بات کہے۔ بلفظ صفحہ ۲۶۔ تقویتہ الایمان۔

(ج) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے سو وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کسی کوئی جانتا ہی نہیں۔ بلفظ صفحہ ۲۷۔ تقویتہ الایمان۔

(د) غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ بلفظ صفحہ ۵۸۔ سطر ۳۔ تقویتہ الایمان۔
(ه) یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ بلفظ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۲۔ سطر ۱۔

(و) اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کہ فر ہے۔ بلفظ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۲۔

(ز) اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب جمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ بلفظ فتاویٰ رشیدیہ۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۲۲۔ سطر ۸۔
یہی ہے۔ مولوی جی! ان ہر سہ عبارات میں بعینہ عبارات بھی موجود ہیں۔ جن سے ہر دو عقیدے وہابیہ دیوبندیہ کے ثابت ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ آپ کی بہتان بندی ہے۔ کہ تقویت میں عبارات موجود نہیں۔ وہ نظر۔

قولہ۔ صاحبان اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا غیب دان کوئی نہیں۔ خواہ وہ نبی ہو یا ولی اور آیات ذیل اس عقیدہ کی تعلیم دیتی ہیں: لَا يَكُنْ لَكُمُ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ۔ ترجمہ نہیں جانتا ہی غیب کی بات کوئی سوا کے اللہ کے یہ (۱) وَعِنْدَ الْمَفَازِ نَجْمُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ۔ ترجمہ اس کے پاس میں غیب کی گنجیاں جسکو اسکے سوا کوئی نہیں جانتا سورہ انفصام (۲) ذَلِكُمْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ فَهَيْسَتُكَ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَثْوًى الشُّرُكِ ترجمہ اگر میں جانا کہتا غیب کی باتیں تو بہت خوبیاں لیتا اور تمہکو برائی بھی

نہایتی (سورہ اعراف) (۴) قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ اجْعَلْ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ كُفْرًا
کہدو کہ جتنی مخلوقا زمین و آسمان میں ہے ان میں سے غیب کی بات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔
صفحہ ۱۹ : اقول مفتی صاحب ایہ عقیدہ وہابیہ کا ہے۔ اہلسنت و جماعت کا نہیں۔ اہلسنت و جماعت کا
مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور انحصار حضرت افضل الانبیاء و المرسلین خلیہ کے فضل سے
بے شمار باتیں غیب کی جانتے ہیں کوئی بات ان سے چھپی نہیں۔ بلکہ اولیاء کرام ازلے و خافوان انحضرت
صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بھی خدا کی عنایت سے علم غیب سے مشرف ہیں۔ ہاں وہابیہ اس کے منکر ہیں
بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔
دیکھئے۔ آپ کے امام اپنی تقویت الایمان میں کیا درفشا فی
کرتے ہیں۔ وہ ہوا ہوا۔

غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے
الحزب بلفظ صفحہ ۲۰۔ تقویت الایمان۔ (پوری عبارت حاشیہ پر درج کی گئی ہے)
اس سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت علم غیب کا نہیں۔ جب وہ چاہتا ہے
کہ غیب کی بات کو دریافت کروں تو وہ اپنے اختیار سے دریافت کر لیتا ہے جب کبھی چاہتا ہے
اور جب دریافت کرنا نہ چاہے تو نہ سہی لیکن پہلے اس دریافت سے وہ علم غیب یا غیب کی بات
نہیں جانتا اور نہ دریافت کرنے سے پہلے اسکو غیب کی بات معلوم ہوتی ہے۔ دریافت کرنا غلط
ہے مگر یہ پتہ نہیں کہ وہ دریافت کس سے کرتا ہے اور کون اسکو بتلاتا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم۔ یہاں آپ کے امام نے خداوند کرم کو جہل یا جہالت سے موصوف کیا۔ یہ اس لئے
کہ یہ فعل انسان کا ہے۔ جب انسان ایسا کر سکتا ہے تو خدا کیوں نہیں کر سکتا۔ ورنہ انسانی قوت
ربانی قدرت سے الید ہو جائیگی۔ یہ صریح کفر ہے جیسے فتاویٰ عالمگیری کے صفحہ ۲۵۸ جلد
دوم میں ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص
اھ۔ بلفظ ۵

۱۰ پوری عبارت یہ ہے۔ ... یہی ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں
نہ کریں۔ سو آپ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کس کوئی
وہی کو جن و فرشتے کو پیر شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ
چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ بلفظ تقویت الایمان صفحہ ۲۰

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسا شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسکو جہل یا عجز یہ کسی عیب کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ اور اسی طرح دیگر کتب فقہ میں درج ہے جن میں سے تین دیگر کتب فقہ کا حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۲) بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۲۹۔ مصری۔ ولو وصف الله تعالى بما لا يليق به كمن
یعنی اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں تو وہ کافر ہو گیا۔
(۳) فتاویٰ بزاز یہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۳۔ مصری عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔

(۴) جامع الفصولین جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔ مصری۔ بعینہ عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔
لیجئے اب میں آپ کے دلائل کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ میں بار بار کہتا چلا آ رہا ہوں کہ مفتی جی آپ کو
علم قرآن سے محسوس نہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرآن شریف کو کسی استاد سے نہیں پڑھا اور نہ
کبھی آپ کی تلاوت میں ہے۔

آپ نے علم غیب کی نفی میں چار آیات نقل فرمائی ہیں۔ ان میں سے سب پہلی آیت کا لفظ الغیب
بالا اللہ درج کی ہے لیکن پتہ نہیں دیا کہ یہ آیت شریفہ قرآن شریف کے کون سے پارہ یا سورہ میں
ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ آیات قرآنی بتلا کر لکھتے چلے آئے ہیں جو مسلمانوں کے قرآن شریف میں تو
موجود نہیں ہاں آپ کا کوئی قرآن مولوی اشرف علی صاحب پر آئرا ہوا آپ کے پاس ہوا اور اس میں
یہ آیت موجود ہو تو ہو۔ جسکی ہمیں پرواہ نہیں۔ لیکن آپ ہمارے مسلمانوں کے قرآن شریف سے
نکال کر دکھلائیے یا پتہ دیجئے کہ کہاں کس پارہ یا سورہ میں ہے۔ تب آپ کی قرآن دانی مانی جاسکتی
ہے ورنہ ظاہر ہے کہ آپ قرآن شریف سے گورے ہیں۔ ہمیں ایک تخت درخت قرآن شریف
ہیں برخلاف حکم خداوندی اِنَّ اِلٰهَ الْغَفْلُوْنَ کے یہ زیادتی کر دی ہے کہ ایک آیت ہمارے اپنی طرف سے
داخل کر دی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بہتان ہو سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تو بہتان
..... پر بہتان اور کذب لگاتے چلے ہی آئے ہیں یہاں

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک قرآن شریف کی بھی تحریف پورے طور پر کر دی دوسری آیت شریفہ
میں آپ نے ایک یہ غلطی کی ہے کہ لفظ مفتح کو مفتح لکھ دیا ہے۔ یہ بھی آپ کی قرآن دانی کی دلیل
ہے۔ اور تحریف قرآنی ہے۔ بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا جاتا ہے
اس سے کوئی خوف نہیں تو آیات بنا کر قرآن میں داخل کر دینا کونسی بڑی بات ہے۔ مگر ہمارے
مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کے مذہب میں بہت بڑا کفر ہے۔

چوتھی آیت شریفہ کا بھی اپنے پتہ نہیں لکھا مگر چونکہ وہ آیت قرآنی ہے اس لئے تلاش سے سورہ نمل میں ملگئی۔ گویا چار آیات کے شمار صرف تین آیات باقی رہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ ہر سہ آیات محولہ آپ کی مکتی ہیں۔ یعنی مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھیں۔

فصل اول علم غیب کی تعریف میں

اس بات کو پہلے بیان کرنا ضروری ہے کہ علم غیب کس کو کہتے ہیں۔ اور اسکی تعریف علماء کرام نے کیا کی ہے۔

(۱) تفسیر کبیر جلد اول مصری صفحہ ۱۶۵۔ سطر ۲۔ ان الغیب هو الذی یکون غائباً عن الحواس یعنی غیب اسکو کہتے ہیں جو حاسہ سے باہر ہو یعنی جو اس خمسہ سے الگ ہو رہے ہو۔ سو ننگے۔ چکھے۔ چھوٹے سے جدا ہو۔

(۲) منتخب اللغات صفحہ ۱۲۰۔ سطر ۱۳۔ جو اس۔ بہ تشدید سین تو ہتکے درہات جمع حاسہ و آن متخ است و بصر و شمع و ذوق و لمس۔ بلفظ یعنی حاسہ (کان۔ آنکہ۔ شاملہ۔ ذائقہ۔ سمع۔ بصر۔ شمع۔ ذوق۔ لمس۔ بلفظ)۔

(۳) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ جلد اول سورہ بقرہ صفحہ ۵۔ سطر ۲۸۔ غیب نام ال چیز است کہ از ادراک جو اس ظاہرہ و باطنہ تہایج باشد۔ بلفظ۔

(۴) تفسیر عزیزی جلد دوم تبارک الذی صفحہ ۲۰۵۔ سطر اول۔ غیب نام چیز نیست کہ از ادراک جو اس ظاہرہ و باطنہ غائب باشد نہ حاضر بلفظ۔

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اس طرح ہے کہ علم غیب دو قسم ہے اول حقیقی یا استقلال کی یا ذاتی۔ دوسرا اضافی یا وہبی یا تعلیمی اول قسم کا علم غیب جو بالکسی و کسبہ یا ذریعہ کے ہے بالاستقلال ذاتی ہے وہ خاص اللہ تبارک و تعالیٰ کی واسطے ہے۔ اور دوسرا علم غیب جو اضافی وہبی یا تعلیمی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیار کرام کو ثابت ہے اور سہارا ایمان ہے کہ تمام علوم غیب لوح محفوظ جو ہو چکا یا ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا قیامت تک کے عالات سب اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ کوئی بھی علم ان سے پوشیدہ نہیں۔ یہ عقیدہ بطور اجمال کے ہے تفصیل اسکی شروع کی جا رہی ہے۔ اور آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب دیتے۔

(۱) تفسیر روح البیان زیر آیت عندہ مفاتیح الغیب الآیہ کے لکھا ہے جس کا ترجمہ ہے

معلوم ہوا کہ علم غیب حق تعالیٰ سے خاص ہے۔ اور نبی اور اولیاء اور ملائکہ میں خبریں دینی مروی ہیں وہ خدا کی تعلیم ہیں یا بطریق وحی یا بطور الہام اور کشف کے۔ پس جس علم پر سوا انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ کے کوئی مطلع نہیں ہوتا وہ حق تعالیٰ ہی سے خاص ہے جیسا کہ آیت علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول

(۲) تفسیر روح البیان زیر آیت ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب کے لکھا ہے۔ ترجمہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کو فرمایا کہ کافروں سے ان کی عقل کے موافق باتیں کریں (الی قولہ) اور میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اعلام سے ہنی اور مستقبل کی خبریں دیتے تھے۔ اور شب معراج کے واقع میں آپ نے واقعی فرمایا ہے کہ میرے خلق میں ایک قطرہ ٹپکا جس سے میں نے معلوم کر لیا جو ہوا اور جو ہونے لگا اور جو ہو گا پس جو کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں وہ راستہ سے بھولا ہوا ہے ختم ہوا ترجمہ

(۳) تفسیر حمل بر حاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت علم الغیب فلا یظہر الا یہ ترجمہ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کسی جاہ علم غیب کی نفی اپنے نفس شریف سے فرمائی ہے تو یہ حق تعالیٰ سے تو اضع ہے اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے۔۔۔ اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں خود بخود غیب نہیں جانتا۔ مگر حق تعالیٰ مجھے غیب پر اطلاع دیدیتا ہے۔ الخ ترجمہ ختم ہوا

(۴) تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۲۷ سطر ۲۔ قل لا اقول۔۔۔ ولا اعلم الغیب ان المراد منہ ان یظہر الرسول من نفسه التواضع للہ والخضوع لہ والاعتزاز بحقیقتی لا یعتقد فیہ اعتقاد النصارى فی المسیح علیہ السلام بلفظہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ کہیں کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ تعالیٰ کے اور میں غیب نہیں جانتا۔ تحقیق آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد تواضع اور کثرت نفسی کی ہے اور خضوع کی اور اپنی عبودیت کا اعتراف کرنا ہے تاکہ لوگ مسلمان قوم نصاریٰ کی طرح ایسا اعتقاد نہ کریں جیسا کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں کیا کہ وہ خدا ہیں

(۵) تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۶۔ زیر آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب الا یہ فانما نفی عن نفسه الشرف فیہ هذا الا شیاء تو اضع اللہ تعالیٰ واعتزافا بالعبودية وان لا تقترحا علیہ الا یات۔ یعنی اس آیت سے مراد تواضع و کسر

کس نفسی اور اعتزاف عبودیت ہے ورنہ دیگر آیات علم غیب پر کیوں آئیں۔

(۶) تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۷۱ (لباب التاویل) فان قلت قد اخبر النبي صلى الله عليه وسلم عن المغيبات وقد جاءت احاديث في الصحيح بنو الل و هو من اعظم معجزاته صلى الله عليه وسلم فكيف الجمع بينهما وبين قوله تعالى لو كنت اعلم الغيب لا مستكثرت من الخير قلت يحمل ان يكون قال صلى الله عليه وسلم على سبيل التواضع والمعنى لا اعلم الغيب الا ان يطلعني الله تعالى ويقدره لي ويحمل ان يكون قال قبل ان يطلعني الله تعالى على الغيب فلما اطلعني الله عز وجل اخبر كما قال علم الغيب فلا يظن علي غيبه احد الا من ارتضى من رسول الاية۔ بلفظ یعنی اگر تو کہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں دی ہیں جو بہت سی صحیح حدیثوں میں آئی ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات عظیمہ میں سے ہیں۔ پھر کیوں نہ کہ تطبیق ہو سکتی ہے ان میں اور قول اللہ تعالیٰ لو كنت اعلم الغيب الا من ارتضى من رسول الاية میں کہتا ہوں انہیں احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا بسبیل تواضع اور ادب کے ہو۔ اور معنی اس آیت کے یہ کہ اطلاع کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ انھیں اس کی قدرت دیدیتا ہے۔ اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا قبل اسکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو غیب کا علم دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے علم الغيب فلا يظن علي غيبه احد الا من ارتضى من رسول الاية یعنی عالم الغيب اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو ظاہر نہیں فرماتا کسی پر بھی مگر اپنے رسول پر ظاہر فرماتا ہے۔

(۷) شرح نسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ (زیر آیت مندرجہ بالا) وهذا الاينافى الايات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله لو كنت اعلم الغيب لا مستكثرت من الخيرات ان النفي علمه من غير واسطة واما اطلعه عليه باعلام الله تعالى فامر متحقق قال الله تعالى علم الغيب فلا يظن علي غيبه احد الا من ارتضى من رسول انتفى۔ یعنی یہ آیات منافی نہیں ہیں جو دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لو كنت الاية تحقیق ان میں ان کے علم غیر واسطہ کی نفی ہے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے اعلام سے ان کو اطلاع ہوتی ہے وہ صحیح ہے اور یہ امر متحقق ہو چکا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہے (یعنی اپنے علم غیب پر جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے) پر اپنے حبیب پاک صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو مطلع فرمادیا ہے) ❖

پس ان تحریرات سے ثابت ہے کہ جن آیات میں نفی علم غیب کے لئے کی گئی ہے وہ علم غیب ذاتی و استقلالی ہے اور ان آیات و دیگر آیات جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا ہو چکا ہے اور کثرت سے احادیث وارد ہیں تطبیق یوں ہے کہ جن آیات میں نفی ہی وہ علم غیب ذاتی ہے اور باقی تمام علم غیب بالواسطہ عطیہ اللہ تعالیٰ کا ہے و علم غیب اضافی ہے جس کا وہابیہ انکار کرتے ہیں لیجئے آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب اب تو ہو چکا۔ اب علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثبوت کو ملاحظہ کیجئے۔

فصل دوم آیات قرآن شریف سے علم غیب کے عطا ہونے کا ثبوت

(۱) علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول الایہ۔
(سورہ جن مکیہ) یعنی وہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے ظاہر نہیں کرتا اپنے علم غیب کو کسی پر۔ لیکن اپنے پیغمبر رسول کو ❖

(۲) تلك من انباء الغیب نحیہا الیک (سورہ ہود مکیہ) یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیری طرف وحی بھیجتے ہیں ❖

(۳) علمہ البیان (سورہ الرحمن مکیہ) یعنی تعلیم کر دیا اسکو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) سب بیان ❖

(۴) فادھی الی عبدہ ما وھی (سورہ النجم مکیہ) یعنی پس وحی کی اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف جو کچھ وحی کی ❖

(۵) وما هو علی الغیب بضئین (سورہ تکویر مکیہ) اور نہیں وہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی باتیں بتلا نہیں بخیل۔ یعنی علم غیب کے بتلانے میں کچھ چھپا نہیں رکھتے۔ ❖

۱۰ علم الغیب الایہ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۳۹۲ ❖

۱۱ وما هو الا وما محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب علی ما بخبرہ من الیہ وغیرہ من الغیب الایہ۔ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۴۱۲ سطر ۱۵ ❖

وجودات پر ہا بین شہابی تعلیمت علم الاولین والاخرین و فی روایہ علم ماکان و مہیون
 بلفظ ترجمہ آریکا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہو گیا جیسا کہ حدیث
 بحث ملائکہ میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنا کف (قدرت) میکے شانوں میں رکھا۔
 پس اسکی خنکی میکے پستانوں میں آچی۔ پس جان لیا میں نے علم اولین و آخرین کا۔ اور ایک روایت
 میں ہے علم اس چیز کا جو ہو چکی اور وہ چیز جو آئندہ ہو گی۔

(۳) تفسیر کبیر مصری جلد سوم صفحہ ۳۱۰ سطر ۳۱۔ زیر آیت وکان فضل اللہ علیک
 عظیما۔ و هذا من اعظم الدلائل علی ان العلم اشرف الفضائل و المناقب و ذلك
 لان الله تعالى ما اعطى الخلق من العلم الا القليل كما قال وما اوتيتم من العلم
 الا قليلا و نصيب الشخص الواحد من علوم جمیع الخلق يكون قليلا ثم انه سمي ذلك القليل
 عظیما حيث قال وکان فضل الله علیک عظیما و سمي جمیع الدنیا قلیلا حيث قال قل
 متاع الدنیا قلیل و ذلك بدال علی غایة اشرف العلم۔ بلفظیث اور یہ بزرگتر دلائل
 سے ہے علم کے اشرف فضائل اور مناقب ہونے پر یہی وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو حقوڑا سا علم
 دیا جیسا کہ فرمایا کہ تم حقوڑا سا علم دے گئے ہو۔ اور ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ساری
 مخلوق کے علموں سے جو حصہ ملا تو وہ بھی حقوڑا ہی ہے۔ پھر اس حقوڑے کو اللہ تعالیٰ نے بہت فرمایا
 آیت وکان فضل الله علیک عظیما میں اور ساری دنیا کا نام بھی خدا نے حقوڑا رکھا ہے جو فرمایا
 کہدے سامان دنیا حقوڑا ہے۔ اور یہ بات علم کی نہایت درجہ کی فضیلت پر دلیل ہے۔

(۴) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۱۱۷ سطر ۱۲۔ ہفت کس را از انبیا ہفت علم مرحمت
 تفصیل دادہ حضرت آدم را بعلم لغت کہ و علما احم الاسماء کلاھا و حضرت خضر را بعلم
 فراست و علمناہ من کلا ناعلماء و حضرت یوسف را بعلم تعبیر کہ و علمنی من تاویل الاحام
 و حضرت داود را بعلم صنعت و علمناہ صنعت لبوس لکم و حضرت سلیمان را بدانتن زبان جانوران
 کہ علمناہ منطق الطیر و حضرت عیسیٰ را بعلم تورات و انجیل کہ و علمناہ الکتب والحکمة
 و التوراة و الانجیل و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را علم اسرار کہ علمک مالہ تکن
 تعلم۔ بلفظ۔

(۵) تفسیر جلالین صفحہ ۸۵ سطر ۴ علمک مالہ تکن تعلم۔ من الاحکام والغیب
 یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ سکھادیا اے رسول تم کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام احکام ادا

و نو اہی اور غیب کے علوم ہیں *

(۶) تفسیر معالم التشریل زیر آیت خلق الانسان علمہ البیان۔ قال ابن کبیر ان خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ماکان و ما سیکون اہ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا کیا انسان کو اور سکھلا یا اسکو بیان۔ ابن کبیر کہتے ہیں کہ پیدا کیا انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سکھلا یا ان کو بیان یعنی بیان اور بیان ہے جو کچھ ہو چکا اور آئندہ ہوگا۔ سب کچھ بتا دیا *

(۷) تفسیر جامع البیان بر حاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۸۵ و علمک مالک تکن تعلم۔ قبل نزول ذلک من خفیات الامور۔ بلفظہ یہ آیت شریف مخفی امور کی تعلیم کے متعلق ہے۔ (۸) تفسیر مدارک علمک مالک تکن تعلم۔ من امور الدین والشرائع ومن خفیات الامور و ضمائر القلوب۔ بلفظہ یعنی یہ آیت شریف کہ اے رسول سب کچھ تم کو سکھلا دیا جسکو آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام امور دین اور شریعت کے اور تمام غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے بھید اور اندرونی حالات ہیں *

(۹) تفسیر برضاوی جلد اول صفحہ ۲۰۱ سطر ۱۲ و علمک مالک تکن من خفیات الامور و امور الدین والشرائع و الاحکام اس آیت شریف میں تمام غیب کی باتیں یا تمام دین اور شریعت و احکام و امور دینی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرمائے گئے ہیں۔

(۱۰) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۹۲ و علمک اور تعلیم کر دیا مجھے مالک تکن تعلم جو نہ تھا تو کہ آپ سے جان لیتا بھی ہوئی باتیں اور دلوں کے بھید اور بہت علمائے کہا ہے کہ وہ علم ہے ربوبیت حق اور اس کے جلال کا۔ اور بیچا ننا عبودیت نفس اور اس کے حال کا اور ذکر الحقائق میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہو چکا یہ اسکا علم ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ مہر حلق میں ڈال دیا۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہو نیوالا ہے۔ بلفظہ *

(۱۱) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۲۶۵۔ تذکرہ یہ قصہ جو مذکور ہوا من انباء الغیب غیب کی خبروں میں سے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے نوحیہا الیک وحی کی ہم نے تیری طرف۔ بلفظہ۔

(۱۲) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۲۹۰ (سورہ الرحمن) خلق الانسان پیدا کی خدا نے آدمیوں کی جنس علمہ البیان تعلیم کر دیا اسکو بیان یعنی جو کچھ اس کے دلیں ہے اسے کہہ کر یا لکھ کر ظاہر

کرنا یا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور علم ہما انہیں تعلیم کر دیا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب ان کو تعلیم کر دیا۔ چنانچہ علمت علماء اولین و آخرین حدیث ان مضمون اسکی خبر دیتا ہے۔ بلفظ :-

(۱۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۵۸۲ علم الغیب وہ جلتے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا فلا یظہر تو ظاہر نہیں کرتا اور مطلع نہیں فرماتا علی غیبہ اس غیب پر جو مخصوص ہے اس کے علم کے ساتھ احد کسی الامن ارتضیٰ مگر جسے پسند کر لیتا ہے من رسول اپنے رسول میں سے کہ اسے ان میں سے بعض پر اطلاع دیتا ہے تاکہ اس رسول کا معجزہ ہو اور یہاں رسول سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ بلفظ :-

(۱۴) تفسیر جلالین صفحہ ۲۹۰ وَمَا هُوَ إِلَّا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْغَيْبِ بظننہم بمتعم وفي قراءة باضاد ای بخیل فینقص شیئاً منه یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب کے بتلانہیں متہم نہیں۔ اور قراءۃ ضاد (بظننہ) سے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی باقیں بتلانہیں بخیل نہیں اور نہ کسی چیز کی کمی کرتے ہیں :-

(۱۵) تفسیر جامع البیان بر حاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۲۹۰ - وَمَا هُوَ إِلَّا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْغَيْبِ عَلَى كُلِّ مَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ مِمَّا كَانَ غَائِبًا عَنْهُ بظننہم بمتعم ومن قراءة باضاد فمعناه ليس بخيل عليه بل يبذله لكل واحد ويعلمه۔ بلفظ :- یعنی آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی خبروں کو جو ان کو اطلاع ہوتی ہے بتلانے میں متہم نہیں ہیں۔ اور حرف ضاد کی قراءۃ میں اس کے معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی تمام باتوں کے بتلانہیں بخیل نہیں ہیں۔ بکا بخشش کر دیتے ہیں ہر ایک کو اور سکھلا دیتے ہیں ہر شخص کو :-

(۱۶) تفسیر نیشاپوری زیر آیت فادع الی عبدہ ما ادعی۔ والظاہر انہا اسما واحدا ومعارف وبعلمها الا الله ورسوله وكان فضل الله عليك عظيما۔ فیه دلیل ظاہر علی شرف العلم حیث مملأه عظیماد وسمی متاع الدنیا باسما قلیک۔ بلفظ :-

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس میں نے وحی کی اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو کچھ

۱۵ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۲۱۶ سطر ۱۵ - وَمَا هُوَ إِلَّا مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْغَيْبِ عَلَى مَا يَخْبُرُهُ مِنَ الْوَحْيِ إِلَيْهِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْغُيُوبِ بظننہم بمتعم من الظننہ وہی الرقعة وقرء نافع وعام وحمة وابن عامر بظننہ من الظننہ وهو الخلل لیس لا یخل بالتبلیغ والتعلیم۔ بلفظ :-

کہ وحی کی جو کچھ چاہا۔ اسکی تفسیر حضرت نیشاپوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام ہمارے
اور عیسائی تھے ہیں۔ اور تمام حقیقتیں اور ماہیتیں شیار کی اذرائع کے معارف اور شناختیں ہیں۔ جن کو
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا یعنی ذرہ ذرہ بتلا دیا۔
وکان فضل اللہ عظیم ما میں ظاہر دلیل ہے علم کی شرافت پر کہ خدا نے اسکو بزرگ عظیم فرمایا۔
اور ساری دنیا کو قلیل یعنی تھوڑا سا ہے۔

(۱۷) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۲۲ سطر ۱۴ ماکان اللہ نہیں ہے اللہ اس بات پر
کہ لینا من المؤمنین چھوڑ دے مسلمانوں کو علی ما انتم علیہ اور اس چیز کے کہ تم اے منافقوں
اس چیز پر نہ ہو یعنی تم جو مسلمان پر خفیہ طعن کرتے ہو اور ظاہر میں تم اُن پر ہنستے ہو بلکہ حق تعالیٰ اپنی حکمت
سے تمہارا امتحان کرتا ہے حتیٰ امین الخبیث یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو جو نفاق میں آلودہ ہے
من الطیب پاک یعنی مومن مخلص سے اور یہ جدا کرنا یا تو جہاد کے سبب سے ہوتا ہے کہ مخالف لوگ
خلافت کے اعدا و دین سے لڑائی نہ کریں جیسا کہ جنگ اُحد میں ہوا یا اُن کے دلوں میں جو باتیں بھری
ہوئی ہیں وہ وحی سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جائیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس پر
شک نہ ہو جائیں۔ اور منافقوں کی باتوں میں سے ایک بات تھی کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب طرح حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے ان کی ذریت دکھائی
تھی اسی طرح میری تمام امت کی صورت و شکل سب مجھے دکھا دی ہے اور مجھے الہام
الہی کے رو سے معلوم ہو گیا ہے کہ اُن میں کون شخص سلام قبول کریگا۔ اور کون
کمر لہائی میں پھنسا رہیگا۔ منافق یہ بات کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علانیہ یہ دعویٰ
کرتے ہیں اور ہمارے دل متزلزل کے حال سے غافل ہیں اگر سچ کہتے ہیں تو کہہ دینا چاہیے کہ ایک ایک کا حال
ہم سے بیان کر دیں کہ کون شخص مخلص ہے اور کون منافق۔ تب یہ اگلی آیت نازل ہوئی وماکان اللہ
یطالعکم علی الغیب ولکن اللہ یحبی من رسلہ من یشاء

(۱۸) تفسیر معالم التنزیل و نشان نزول آیت وماکان اللہ لینا من المؤمنین الا یہ
قال السدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امی فی حدیث الطین کہا
عرضت علی آدم و اعلمت من یومن بہ و من یکفر فبلغ ذالک المنافقین فقالوا استہزؤا
بعم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه یعلم من یومن بہ و من یکفر من یخلق

بعد ونحن معه وما يعرفنا مبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام على المنبر
 فحمد الله واشنى عليه ثم قال ما بال اقام طعنتوا في علمي لا تسكنوني عن شيئي فمما بينكم
 وبين الساعة الا انبئكم فام عبد الله بن حذافه فقال من ابى يا رسول الله قال حذافه
 فقام عمر فقال يا رسول الله رضينا بالله ربنا وبالا سلام ديننا والقرآن احامنا وديك نبينا فاعف
 عنا عفا الله عنك فقال النبي صلى الله عليه وسلم فهل انتم منتهون ثم نزل عن المنبر
 الله هذا الاية ما كان الله ليذر المؤمنين الاية بلفظ ترجمہ کہا سُدی نے (جو کہا مفسرین تابعین
 ہیں) کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے روبرو پیش کی گئی میری اپنی آواز ضرور تو کہیں جوئی
 نہیں تھی۔ جیسے کہ پیش کی گئی تھی حضرت آدم کے روبرو۔ تب میں نے جان لیا ہر شخص کو جو بھیر ایمان
 لایا۔ اور جو ایمان نہ لا کر کافر رہ گیا۔ پس یہ بات منافقین کو پہنچی تب انہوں نے ہنسی اور ہنس سے
 کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعوائے کرتے کہ میں جانتا ہوں اُس شخص کو جو میرے برابر ایمان لانا
 ہے اور جو کافر رہتا ہے اگرچہ وہ اب تک پیدا بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ ہم ان کے ساتھ رہتے ہیں
 ہم کو بھی پہچان نہیں سکتے اور نہ اب تک ہم کو انہوں نے جاننا ہے پس منافقین کی اس گفتگو کی خبر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں پہنچی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فوراً منبر پر شریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر کے فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو میرے علم
 (غیب) پر طعن کرتے ہیں۔ پوچھیں مجھ سے جو کچھ چاہتے ہیں قیامت تک کے حالات
 اور میں ان کو سب بتلاؤں۔ پس کھڑا ہوا عبد اللہ بن حذافہ کہ بعض لوگ اسکے باپ کے
 بارے میں شک کرتے تھے) اُس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے تیرا باپ حذافہ ہے۔ اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم راضی ہیں اللہ تعالیٰ سے جو ہمارا رب ہے اور اسلام سے
 جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا مالک ہے اور حضور سے کہ ہمارے بنی اور رسول ہیں۔ پس معاف
 فرمائیے ہمیں اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے۔ تب فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کیا تم نہیں
 پوچھتے اور پس کر دی پوچھنے سے تب منبر سے حضور اتر آئے تو اسی وقت یہ آیت شریف و ما
 کان الله ليذر المؤمنين الاية نازل ہوئی ۛ

۱۹۱ تفسیر فتح العزیز معروف عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی
 سورہ بقرہ صفحہ ۵۵ سطر ۱۷۔ ویکون الرسول علیکم شہداً۔ یعنی باشد رسول

زیریکہ او مطلع است بنور نبوت بر مرتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت
ایمان او چیست و چلبے کہ بدل از ترقی محبوب ماندہ است کدام است پس اومی شناسد گناہان شمارا
او درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و ہذا شہادت او در دنیا بحکم
شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است و آنچه او از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل
صحابہ و ازواج و اہلبیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس ہیب و مہدی و مقتول بھال یا از معائب
مثالب حاضران و غائبان می فرماید اعتقاد بر آن واجب است و ازین است کہ در روایات آمدہ کہ ہر مومنی را
بر اعمال امتیان خود مطلع می سازند کہ فلانے امروز چنین می کند و فلانے چنان تا روز قیامت او را
شہادت تواند کرد الخ۔ بلفظ۔

فصل چہارم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

علم غیب کا احادیث صحیحہ سے ثبوت

(۱) صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق صفحہ ۱۲۹ سطر ۲۵

مصری۔ قال سمعت عمر رضی اللہ عنہ یقول قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقامًا فحدثنا
عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذالک من حفظہ
ونسیہ من نسی بلفظ عن طارق بن شہاب قال سمعت عمر۔ یعنی طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ
میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے صحابہ
میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہم کو خبر دیدی تمام ابتداء دنیا سے لیکر قیامت تک کی یہاں تک
کہ بہشتی اپنی جگہوں میں داخل ہوں اور دوزخی اپنی جگہوں میں یاد رکھا اس بات کو جسے یاد رکھا اور
بھول گیا جو بھول گیا ۛ

(۲) صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن صفحہ ۱۶۱ سطر ۳۵ مصری۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال سئلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی احقوا بالمسئلة فضعف
النبی صلی اللہ علیہ وسلم خافت یوم المنرف قال لا تسألونی عن شیء الا بنیت لکم فوجعت

لہ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۲۲ سطر ۲۲ و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء
و ما کان اللہ لیؤتی احد لیؤتی احدکم علم الغیب فیطلع علی ما فی القلوب عن کفر و ایمان و لکن یجتبی لرسالہ من
یشاء فیؤتی الیہ و ینخبزہ بیعض من الغیبات و ینصب لہ ما یدل علیہا۔ بلفظ۔

النظر بمینا و شمالا فاذا كل رجل راسه في ثوبه يسكي فانشروا كل كان اذا اذاعه جي يدعى
الى غير ابيه فقال يا بنى الله من ابى فقال ابوك حذافه ثم انشاع عمر فقال رضينا
بالله وباد بالاسلام ديننا وحمد رسولنا نعوذ بالله من سوء الفتن فقال النبي صلى
عليه وسلم ما دأبت في الخير والشكر كما ليوم قط انه صور متلى الجنة والنار حتى رايته
دون الحائط - بفظايعه حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے علم غیب کی بابت پوچھا اور سوال کرنے میں بہت اصرار کیا۔ تب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو تاکہ میں
بیان کروں ادھر ادھر رہنے یا میں نے غلطی کی تو معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص اپنے منہ پر کھڑا دل
رہا ہے۔ اتنے میں کھڑا تھا ایک آدمی جسکو جھگڑے کے وقت اس کے باپ کے سوا اور کھڑا نہ تھا
کرتے تھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیے میرا باپ کون ہے۔ تب فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے
ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم راضی ہوئے اللہ پر جو سہارا رب ہے اور اسلام
پر جو سہارا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو سہارا رسول ہے۔ ہم پناہ مانگتے ہیں برے
فتنوں سے۔ پس فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے نہیں دیکھا آج کے دن کا
سایہ اور شر تحقیق وہ مشکل دکھائی دیئے بہشت و دوزخ یہاں تک کہ میں نے دونوں کو اس
دیوار کے ادھر دیکھا۔

(۳) صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن صفحہ ۱۶۲ سطر ۱۴ مصری۔

عن ابن عمر قال ذكر النبي صلى الله عليه وسلم اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك
لنا في مينا - قالوا يا رسول الله وفي نجدنا قال اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك
لنا في مينا - قالوا يا رسول الله وفي نجدنا فاطنه قال في الثالثة - هناك الزلازل و
الفتن وبها يطلع قرن الشيطان - بفظ - ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور اے اللہ برکت دے
ہمارے ملک مین میں۔ اور کہا (نجد والوں نے) کہ ہمارے ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمائیے کہ برکت
ہو۔ پھر دوبارہ فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور یا اللہ برکت دے ہمارے ملک
مین میں۔ پھر نجدی لوگ کہ ہمارے نجد میں بھی برکت ہو پس راوی کا گمان ہے کہ یہ دعائیں دفعہ

مانگی گئی۔ اور نجدیوں کے حق میں فرمایا کہ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور نیز وہاں ایک شیطان نکلیگا۔ یا شیطان کا سنگ نکلیگا۔

یہ حدیث شریف پیشگوئی علم غیب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے جو ۱۲۰ھ میں پوری ہوئی جب کہ شیخ عبد الوہاب شیخ نجدی نے وہاں ظہور کیا تمام محدثین علماء اس میں متفق ہیں۔ اور کتاب رد المختار شامی کے باب النقات میں اسکا حال درج ہے +

(۴) صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۸۵ سطر ۱۹ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة عن المنہدی اخبرنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج حين ذاعت الشمس فصلى الظهر فلما سلم قام على المنبر فذكر الساعة وذكر ان بين يديها اعظاما انه قال من احب ان يسأول عن شئ فليسأل عنه فوالله لا تسألني عن شئ الا اخبرتك به ما دمت في مقامى هذا قال انس فاكثر الناس ابكاء واكثر رسول الله صلى عليه وسلم ان يقول سلوني فقال انس فقام اليه رجل فقال ابن مدخل يا رسول الله قال النادر فقام عبد الله بن حذافة فقال من ابى يا رسول الله قال ابوك حذافة قال ثم اكران يقول سلوني سلوني فبرك عمر على ركبتيه فقال رضينا بالله ربنا بالحدیث ترجمہ حضرت ظہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر دی انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وقت سوچ ڈھلا اپنے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور نماز ظہر پڑھی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کے آنیکا حال بیان فرمایا اور فرمایا اس سے پہلے بڑے بڑے اہم امور ہوئے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ کوئی شخص ہے کہ مجھے کسی چیز کا سوال کرے۔ پس پوچھ لے مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو کہ خبر بھی پوچھو گے میں بتلاؤں گا۔ جب تک میں یہاں کھڑا ہوں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ لوگ بہت روئے اور بہت دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرو مجھے حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا۔ اس نے پوچھا کہ میرے داخل ہونیکا جگہ کہاں ہے فرمایا کہ تیری جگہ دوزخ میں ہے پھر اٹھا عبد اللہ بن حذافہ اس نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے پھر فرمایا کہ اور پوچھو اور پوچھو مجھے آخر حدیث تک۔

(۶) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۹۰ سطر ۴ کتاب الفتن عن ثوبان قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الله ذوی الارض فرايت مشارقتها ومغاربها وان امتی

سیلغ ملکها ما ذوی الی منها واعطیت اکثر بنی الا حم وکلا بیض۔ الحدیث یعنی حضرت
 ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے
 زمین کو میرے لئے بقرض ملاحظہ پیش کیا۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔
 اور قریب کیا کہ میری اُمت کی سلطنت ان تمام مقامات میں پہنچے اور مجھے دونوں خزانے سرخ و سفید
 دئے گئے ہیں۔ ریحان دی اور سونے کے یا ملک شام و عراق یا عرب و عجم،

(۷) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۱۸ عن حذیفة قال قال فیما رسول اللہ علیہ
 وآلہ وسلم ما ترک لشیء ویکون فی مقامہ خالک الی قیام الساعة لا حدث بہ حفظہ
 من حفظ و تفسیہ من نسبیہ الحدیث یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے
 میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (منبر پر خطبہ کے لئے) تشریف فرما ہوئے کہ کوئی چیز بیان کرے
 انہیں چھوڑی قیامت تک یعنی سب کچھ جو ہونے والا تھا قیامت کے لئے بیان فرمایا۔ یاد رکھنا
 یاد رکھا اور بھلا دیا جائے بھلا دیا ۔

(۸) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۲۱ عن حذیفة انه قال اخبرنی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن الی ان تقوم الساعة یوم القيمة فما منہ شیء الا قد
 سألته الحدیث یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق آگاہ فرما دیا مجھے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء سے لیکر قیامت تک جو کچھ ہو نیوالا ہے باقی کوئی چیز نہیں ہی
 (۹) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۲۴ حدیث ابو زید (عمر بن الخطاب) قال صلی
 بنارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر و بعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل
 فیصل ثم بعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و بما ہو کائن فاعلمنا
 احفظنا۔ بلفظ۔ یعنی حدیث بیان کی مجھے ابو زید (عمر بن الخطاب) رضی اللہ عنہ نے کہا فجر کی نماز
 پڑھی ہم نے (صحابہ نے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے
 اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھی
 عصر کی۔ اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا پس خبر
 دی ہم کو ان تمام امور کی جو پہلے ہو چکے تھے اور وہ جو آئندہ ہونے والے تھے پس زیادہ
 علم اسکو ہے جسے زیادہ یاد رہا ۔

(۱۰) اشقة السمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی

جلد چارم صفحہ ۲۹۶ سطر ۱۰۔ عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال روایت از حذیفہ کہ گفت قائم
 فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ایتاد و در آنحضرت یعنی خطبہ خواند و وعظ
 گفت ایتادنی کہ ما ترک شیئا یكون نہ گذاشت چہیکہ باشد وقوع یا بدنی مقامہ خدا را
 قیام الساعۃ در آن مقامیکہ ایتادہ بود تا روز قیامت یعنی نگذاشت درین مقام چہیز را از
 ما و قال کہ شدنی است تا روز قیامت الحدیث متفق علیہ

(۱۱) اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد چہارم
 صفحہ ۲۶۸ سطر ۲۲۔ عن عمر رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم مقامًا گفت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کہ ایتادہ در میان ما از جہت ما و مو عظمت ما
 آنحضرت ایتادنی یا در مقام ایتاد یعنی خطبہ خواند فاخبرنا عن بدء الخلق پس خبر داد ما را
 از آفرینش حلی دخل الجنة منازلہم و اهل النار منازلہم تا آخر روز قیامت کہ وہاں
 بہشتیان بہشت را و دوزخیان دوزخ را یعنی احوال مبداء و معاد از اول تا آخر ہمہ را بیان
 کرد۔ بلفظ الحدیث

(۱۲) اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد
 اول صفحہ ۳۵ سطر ۶ عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 راایت دینی دیدم پروردگار خود را عزوجل در شب معراج فی احسن صورتہ در نیکی
 قال فیم تختصم الملاء الاله گفت پروردگار تعالی و پر سید از من کہ در حق چہ معصومیت
 می کنند لکہ و ملا جماعت از اکابر و اشراف قوم را گویند قلت می فرماید آنحضرت کہ گفتہ
 من در برابر این سوال انت اعلم تو داناتری۔ قال گفت آنحضرت فوضح کفہ بین گفتی پس
 ہنہا پروردگار تعالی دست قدرت و انعام خود را در میان دو شانہ من۔ فجدت بوجہا
 بین ثرای پس یافتہ من سروری دست مولی تعالی در میان دو پستان خود و کنایت است از
 وصول اثر فیض بقلب شریف و حصول برویقین فرمود فلعلمت ما فی السموات
 و الارض پس دانستم ہر چہ در آسمان بود و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ
 علوم جزوی و کلی و احاطہ آن و ندانند و خوانند آنحضرت مناسب این حال این آیت را وندی
 ابراہیم ملکوت السموات و الارض و چہ بین نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام را
 ملائک عظیم تمامہ آسمانہا را و زمین را و لیکن من الملقین و تا آنکہ گرد و ابراہیم از یقین کنندگان بوجود

ذوات و صفات و توحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت سرت در میان این دو وزیت کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید و حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر چہ در آسمان و زمین بود حالے از ذوات و صفات و ظو اہر و باطن ہمہ را دید۔ بلفظ ۶

(۱۳) اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۳۶۶ سطر ۱۱۔

ایک طویل حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے جو اسی حدیث مندرجہ بالا کی مطابق ہے انہیں حدیث شریف کا خاص حملہ یہ ہے فقہی الی کل شیء و عرفت پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناخت ہمہ را ۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرہ ذرہ کا علم حاصل ہے۔ کوئی بھی چیز ان سے پوشیدہ نہیں اور سیکو پہچانتے ہیں (وہا بہر کے لئے ماتم)۔

(۱۴) اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ ایضاً جلد چارم صفحہ ۵۹۹ باب معجزات فصل ثانی (شہادت گرگ) عن ابی ہریرۃ قال جلعوذ عب الی راغی غنم فاخذ منها شاة فطلبہ الراغی حتی انتزعہا منه قال فصعد ذئب علی تل فاقوا واستشفروا قال وقد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ فاخذتہ ثم افترعہ منی فقال الرجل تاللہ ان ما دایت کالیوم ^{عین} فایتکلم فقال ذئب اعجب من هذا الرجل فی النخلات بین الحریثین یخبرکم بما مضی وما هو کائن بعد کم قال فکان الرجل یهودی یا فجا و الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اخبرہ و اسلم فصدا قد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث بلفظ ۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑ یا ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور اس نے ایک بکری کو بکڑ لیا۔ اور چرواہے نے اس کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا۔ پس بھیڑ یا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور بیٹھ گیا۔ اور اپنی دم کو چوڑو گھن کر لیا اور بولا کہ میں نے قصد کیا اس روزی کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے روزی دی اور میں نے اس کو لے لیا۔ تو نے (اے چرواہے) وہ روزی مجھ سے چھین لی۔ چرواہے نے بھیڑیے سے یہ بات سنا کر نہایت تعجب سے کہا کہ قسم خدا کی کہ نہیں دیکھا میں نے آج تک کسی بھیڑیے کو جو گفتگو کرتا ہو۔ تب بھیڑیے نے کہا کہ اس سے تعجب انگیز وہ بات ہے جو ایک شخص رحمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نخلستان مکہ و مدینہ میں رہتا ہے وہ خبر دیتا ہے جو کچھ گذر چکا ہے اور جو کچھ تھا ہے بعد ہونے والا

سطر ۱۸ میں ہے جو صفحہ ۱۷۸ میں درج کی گئی ہے۔

(۱۸) شرح سفر السعادت شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ ۲۲۷ بالجلد نوے استقامت
می کروا بولباہ بن عبد اللہ کے از مشاہیر صحابہ بوداھ برخواست و گفت یا رسول اللہ خرمادر مرید
اھدرآب باران خراب خواہد شد بر غم ابی لبابہ فرمود اللھم اسقنا حق یقوم ابولبابہ عن یانا
فیستأ ثعلب مریدہ بازارہ فامطرت فاجتمعوا الی ابی لبابہ فقالوا انھان تفلح حتی
تقوم عریانا فتسد مریدان بازارک کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففعل
فاستھلت السماء اھ یعنی اسے اللہ ہم پر پانی برسایاں تک کہ ابولبابہ ننگا کھڑا ہوا اور اپنے مرید
کے راستہ کو اپنے ازار سے بند کرے۔ پس مینہ برسایا لوگ ابولبابہ کے پاس جمع ہوئے اور کہا جتیک
تم مطابق قرآن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننگے کھڑے ہو کر اپنے ازار سے مرید کو بند نہ کرو
تک بارش بند نہ ہوگی۔ ابولبابہ نے ویسا ہی کیا۔ آسمان صاف ہو گیا۔

(۱۹) مدارج النبوت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۵، جلد اول
اور بعضے صلحا از اہل فضل شنیہ شدہ کہ بعضے از عرفا کتبے توشہ و اثبات کردہ کہ آنحضرت
را تمامہ علوم الہی معلوم ساختہ بود تہ انتہی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے جس کتاب کی
تصنیف کا ذکر فرمایا وہ غالباً یہ کتاب ہے جس کا نام المداہل بالمنقول فی بیان
شمول علم الرسول ہے جو حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی علیہ الرحمۃ کی جسکی عبارت ذیل میں
درج کی جاتی ہے جو دوسری کتاب فوائد النقیہ کے نام سے ہے انہیں درج ہے۔

(۲۰) فوائد نقیہ حضرت شیخ ابواسحاق علیہ الرحمۃ وکل واحد من قوله تعالیٰ وعلماک
ما لم تکن تعلم وقوله ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یحب من یرسلہ من یشاء
فیطلعہ علی الغیب والغیب اسم الجنس فهو یفید العموم کما تقر فی اصول الفقہ وحبیب
یکون معناه فیطلعہ علی جمیع الغیوب وقوله صلی اللہ علیہ وسلم علمت ما کان وما
سیکون فی ما رواہ البخاری وقوله صلی اللہ علیہ وسلم فیما رواہ احمد والترمذی
وصحہ البخاری۔ خلاصہ یہ کہ جہاں کہیں رب العزت جل جلالہ نے وعلماک ما لم تکن تعلم
وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب الایہ فرمایا ہے اس سے تمام جنس مراد ہے۔ اور غیب اسم
جنس ہے وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ والوں نے مقرر کیا ہے تو یہ معنی ہوں گے۔
کہ اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے تمام غیبوں پر۔ اور فرمانار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۰ ثعلب، بارش کے پانی ٹپکنے کی جگہ مرید۔ وجہ جہاں اونٹ بٹھائے جاتے ہیں یا خرما خشک کی جاتی ہیں۔

کا کہ علمت ماکان وما سبکون کہ جان لیا میں نے جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہو گا جیسے کہ بخاری نے
 روایت کیا ہے اور فرمانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جیسا کہ احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور بخاری
 نے اسکو صحیح کہا ہے انی قمت من اللیل فتوضات و صلیت ما شاء اللہ فغسست فی صلاتی فانا
 ستثقلت فاذا انا بری تبارک وتعالیٰ فقال یا محمد فیدم یختصم الملاء الا علی قلت
 لا ادری قالہا ثلاثا قلت لا ادری فراہتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برحاً فاملہ
 بین تدری فی تعالیٰ کل شئی وعرفت خاص من حیث شخص النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 عام من حیث المعلوم فان المعلوم فی الآیۃ : الاولیٰ جمیع المعلومات فی الآیۃ
 الثانیۃ جمیع الغیوب فی الحدیث الاول جمیع الموجودات والمعدومات فی الحدیث
 الثانی جمیع الاشیاء ای جمیع المعلومات وکل واحد من هذه المعلومات الاربعۃ اہم
 من الغیوب الخمسة وغیرہا ونحن بعون اللہ وحسن توفیقہ وقائداً اثبتنا بسبعة
 حلالاً تعلق علمہ صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع المعلومات فضلاً عن هذه الغیوب الخمسة
 فی کتابنا المدلول بالمنقول والمعقول فی بیان شمول علم الرسول وهو کتاب
 صنفنا فی هذا الشان انتہی۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا تحقیق ایک رات کو
 میں اٹھا اور وضو کیا اور نماز پڑھی۔ جب تک اشتیاق نے چاہا۔ پس اونگھ گیا میں اپنی نانیوں پس
 بو جھل ہو گیا پس یکا یک گویا میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا محمد
 (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس بات میں ملا را علی کے فرشتے جھگڑا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا
 البی اللہ تعالیٰ نے تین بار فرمایا میں نے یہی کہا کہ میں نہیں جانتا۔ پس دیکھا میں نے کہ رکھا ہاتھ قدرت
 اپنا میکروونوں مونڈھوں کے درمیان۔ یہاں تک کہ پایا میں نے ٹھنڈک اسکی انگلیوں کی درمیان
 اپنی چھاتی کے پس روشن ہوئیں میرے لئے کل چیزیں اور جانا میں نے انکو۔ یہ خاص ہے اس
 حیثیت سے کہ اس میں خاص کئے گئے ہیں بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عام ہے بحیثیت معلوم
 کے۔ پس تحقیق معلوم ہوا کہ پہلی آیت جامع ہے معلومات کے لئے اور دوسری آیت
 غیوبات کے لئے اور پہلی حدیث میں تمام موجودات اور معدومات اور دوسری حدیث
 میں تمام اشیا یعنی تمام معلومات اور ہر ایک ان چاروں معلومات سے زیادہ عام ہے
 پانچ غیبوں سے۔ اور انکے غیر کو۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اچھی توفیق و تائید سے ثابت
 کیا دلیلوں کے ساتھ اپنی کتاب المدلول بالمنقول والمعقول فی بیان شمول علم الرسول

میں اور ثابت کر دیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معلوماتیں ان پانچ غیبیوں سے کوئی علم غیب باقی نہیں اور تمام غیبیوں کو شامل ہے۔ اور وہ کتاب ہم نے اسی ہی بحث میں تصنیف کی ہے۔ بلفظ کتاب منیر الدین مولانا محمد بشیر الدین صاحب مطبوعہ مصطفائی بیٹم پریس نل بازار بمبئی نمبر ۱۳۳۴ء

(۲۱) عینی شرح صحیح بخاری جلد رابع صفحہ ۲۲۱۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة فقال اخرج یا فلاحاً منافقاً اخرج یا فلاحاً منافقاً فخرج منهم ناساً ففهم الحدیث بلفظ یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے فلاں نکلی جا یہاں سے تو واقعی منافق ہے۔ اے فلاں نکلی جا یہاں سے کہ تو واقعی منافق ہے پس نکال دیے بہت آدمی اور انکی فضیلت ہوئی یعنی ان کی رسوائی ہوئی۔

(۲۲) شرح شفا حضرت ملا علی قاری جلد اول صفحہ ۲۲۱ قال ابن عباس رضی اللہ عنہ کان المنفقون من الرجال ثلث مائة ومن النساء مائة وسبعین بلفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (بموجب ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتلایا منافق مرد تین سو تھے۔ اور عورتیں منافقات ایک سو ستر تھیں۔

یہاں یہ بات بھی صاف ہو گئی جیسا کہ منافق کہتے تھے کہ ہم حضرت کے پاس رہتے ہیں لیکن ہم کو نہیں پہنچاتے! اور اور غیب کی باتیں بتلاتے ہیں مگر بموجب حکم اللہ تعالیٰ منافقوں کو مسلمان سے جدا کر کے رکھ دیا۔ اور تعداد بھی بتلا دی وہ حکم اللہ تعالیٰ کا ماکان اللہ لبذل المؤمنین الا لیت میں ہے جو فصل دوم میں لکھا جا چکا ہے۔

(۲۳) مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی جلد دوم صفحہ ۹۷ سطر ۲۔ سوائے اسکے ہزار ہا دلائل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں۔ چنانچہ جواب سوال عباسی عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ جاندا آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا اور آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے لاکھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا اسکی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس نے عرض کیا آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔

اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں انکی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا بلکہ اس سے ظاہر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتداء خلق سے علم غیب حاصل ہے روح محفوظان کے روبرو لکھی گئی۔ شکم مادر میں ہی علم غیب حاصل تھا۔

فصل پنجم کتب میر وغیرہ سے علم غیب کا ثبوت

(۱) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد اول صفحہ ۱۲۔ یعنی چھ طرفیں جن کو فوق، تحت، یمن، شمال، قبل، بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور میں ایک جہت کی مانند گردانے سے قطعاً

اے برگزیدہ حق عالی ہے تیرا پایا خالق نے شش جہت کو تیرے لیے بنایا

تیرا مقام والا ہے شش جہت سے اعلیٰ سوئے نشیب و بالا چاروں طرف کو سایا

پیش نظر ہے تجھ کو افضال ایزدی سے تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

دیکھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے، پیچھے، نیچے، اوپر، دائیں، بائیں چھ اطراف کو یکساں دیکھتے تھے۔ گو یا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے فضل سے تمام اطراف پر محیط ہیں اور سب کچھ ان کی نظر کے سامنے ہے۔

(۲) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۱۲۔ ایک بار ناقہ سرور عالم کا گم ہوا تھا۔ منافقوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان کی خبر دیتے ہیں اور نہیں پاسکتے کہ ناقہ ان کا کہاں ہے۔ جب یہ بات منافقوں کی حضرت کو پہنچی۔ فرمایا میں نہیں جانتا اور نہیں پاتا مگر وہ جو کچھ بتلا دے اور معلوم کرا دے مجھے پروردگار میرا اور بے دریغے ہی فرمایا۔ یعنی اسی وقت کہ تحقیق رہنمائی کی مجھے پروردگار نے اور اس ناقہ کے وہ ایک جگہ میں ہے اٹھی ہے مہار اسکی ایک درخت میں پس گئے لوگ وہاں اور پایا اسے اسی طرح جس طرح خبر دی تھی حضرت نے الخ بلفظ۔

(۳) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت صفحہ ۱۱۔ ۱۲ جلد اول ۵

نہ مکتب میں گیا وہ سرور آزاد معلم کی رہا منت سے آزاد

زہے علم و زہے عقل و زہے فر

وہ اتنی عالم علم لدنی،

ہے علام الغیوب اس کا معلم

معلم کی رہا منت سے آزاد

بقالے شانہ اللہ اکبر

بمختص عالم ظاہر میں اتنی

وہ آپ عالم کے عالم کا معلم، بلفظ

(۴) تفسیر حسینی سورہ جمعہ آیات ۱۰۱ تا ۱۰۲ میں رسول کلا یامیات

فیض ام الکتاب پروردش لقب اُمّی ازاں خدا کردش

روح تعلیم ناگرفتہ بر ہمہ زاسرار روح دادہ خبر

برخط اوست انس و جان باسر گرنہ خواندست خط ازاں چہ خطسر بلفظہ

(۵) مناج النبوت ترجمہ مباح النبوت جلد اول صفحہ ۷۲

جو کوئی مطالعہ کرے اس جناب کے احوال شریف کے تئیں ابتدا سے انتہا تک اور دیکھے تعلیم فرمائی ہے حضرت حق نے اسکی۔ اور کیا اضافہ فرمایا ہے اور پر اس سرور کے ماکان و مہا یکن کے علوم اور اسرار کے تئیں۔ یعنی جو علوم اور اسرار کائن اور موجود ہیں اور جو بعد میں ہو تو بضرورت حاصل ہوا ہے۔ یعنی اسے دیکھنے والے کو علم نبوت اس سرور کا بیشک و شبہ قولہ تعالیٰ۔

و علمک ما لک تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما۔ بلفظہ ۱۱

(۶) مناج النبوت ترجمہ مباح النبوت جلد اول صفحہ ۳۴۲ سطر ۱۳

راحادیث معراجیہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پوچھا کچھ میرے پروردگار نے مجھ سے پس میں جواب نہ دے سکا۔ پس رکھا اپنے دست قدرت کے تئیں میرے دونوں شانوں کے درمیان بدون تکلیف و تخید کے پس پایا میں نے اس کے برو کے تئیں یعنی دست قدرت کی خنکی کے تئیں اپنے سینہ کے درمیان اور عطا فرمایا مجھے پروردگار نے علم الاولین اور آخرین اور تعلیم کیا یعنی سکھایا طح طح کے علم کے تئیں۔ ایک علم ایسا تھا کہ عہد لیا مجھ سے میرے پروردگار نے اس کے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے نہ کہوں اور کوئی اس کے تئیں آٹھائی کی طاقت نہیں رکھتا سوا میرے اور دوسرا ایک علم تھا کہ مختار گردانا اس کے اظہار اور کتمان کے درمیان اور ایک علم ایسا تھا کہ امر کیا مجھ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے پہنچانے پر طرقت خاص اور عام کے میری امت کے بلفظہ ۱۲

(۷) ایضاً جلد اول صفحہ ۳۴۳ سطر ۱۸۔ اور اکٹھایا گیا میں یہاں تک کہ پہنچا

میں عرش کو پس دیکھا میں نے ایک ایسے امر عظیم کے تئیں جس کے وصف نہ ادا کر سکیں زبانیں۔

پس نزدیک ہوا مجھ سے ایک قطرہ عرش سے اور لپڑا میری زبان پر پس چکھا میں نے ایسی چیز کو کہ

نہیں چکھا کسی چکھنے والے نے ہرگز کسی چیز کو شیریں تر اس سے اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین کی

اور آخرین کی۔ اور روشن گردانا میرے دل کو اور ڈھانپا عرش کے نور نے میرے بصر کے

تئیں۔ پس دیکھا میں نے تمام چیزوں کے تئیں اپنے دل سے۔ اور دیکھا میں نے اپنے چہرے پر

جسطرح دیکھتا ہوں اپنے آگے سے بلفظ *

(۸) منایح النبوت ترجمہ مدایح النبوت جلد اول صفحہ ۳۴۶ سطر ۵

اور فرمایا خادجی الی عبدک ما ادحی یعنی وحی کیا پروردگار نے طرف اپنے بندے کے جو کچھ وحی کیا بطریق الہام کے یعنی وحی کیا سو کیا خدا جانتا ہے اور اس کا رسول۔ دوسرا کیا یا سکتا ہے تمام علوم اور معارف اور حقائق بشارات اور اشارات اور اخبار اور اشیاء اور کرامات اور کمالات اس الہام کے احاطے میں داخل ہیں۔ اور تمام کو یہ شامل ہے اور کثرت اور عظمت سے اس کے ہے جو مبہم رہا اور بیان نہ کیا ان اشارات کے تئیں اوپر اس بات کے کہ سوائے علام الغیوب کے اور رسول محبوب کے کوئی اس پر احاطہ کر نہیوالا نہیں ہو سکتا الخ بلفظ *

(۹) ایضاً جلد اول صفحہ ۳۴۷ سطر ۱۲۔ وصل یہ بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے معجزوں سے ہے کہ آپ غیب کا حال جانتے تھے۔ اور وہ چیزیں جو آئندہ ہوینوالی ہیں انکی خبر دیتے تھے آگاہ ہو کہ علم غیب کا خاص اللہ تعالیٰ کو ہے اور غیب کی خبریں جو زبان مبارک سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور زبان سے بعضے ولیوں کی ظاہر ہوئیں سو وحی یا الہام سے چنانچہ آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں مگر اس چیز کو کہ میرے پروردگار نے مجھ کو سکھایا۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنی حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں مانتہ دریا کے بے انتہا کے ہیں بلفظ *

(۱۰) نفحات الانس حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۴۹ حضرت خواجہ

بہار الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں، می فرمودند کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان می گفتہ اند کہ زمین در نظر این طائف چوں سفرہ البست و مامی گویم چوں لعلی ناخن است ہیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست۔ بلفظ (از سیف المسلول صفحہ ۲۱) *

(۱۱) مصلح الہدایت ترجمہ عوارف حضرت شیخ شہاب الدین شہروردی

علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۶۵ فصل سوم در آداب حضرت رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پس باید کہ بندہ یحیٰ نہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ پیوستہ بہ جمیع احوال خود ظاہر و باطناً واقف و مطلع ہوتا ہو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن خود مطلع و حاضر و اندتا مطالعہ صورت تعظیم و وقار او ہموارہ بر محافظت آداب حضرتش دلیل بود و از مخالفت او برتر و اعلیٰ

شرم دار و پیچ و پیچہ از دقایق آداب صحبت او فرو نگذار و معظم آداب آنست کہ در
خاطر خود مجال ندید کہ پیچ آفریدہ را آن بکمال منزلت و علوم مرتبت کہ اورا بود ممکن
باشد را حفظ

لیجے مفتی جی الایے اپنا فتوے کفر و شرک کا۔ اور رکھ دیجے زیر پائی بزرگان
(۱۲) قصیدہ برودہ حضرت شرف الدین بن محمد بوسیری علیہ الرحمۃ
فان من جودك الدنيا وقرتها ومن علومك علم اللوح والقلم
یعنے پس تحقیق دنیا و آخرت آپ کے بحر عطاسے ایک قطرہ کے برابر ہے اور لوح و
قلم کا علم آپ کے علموں میں سے ایک شے ہے۔

توضیح۔ لوح وہ تختہ قدرت ہے جس پر ماکان و ماسیكون کا علم سب کچھ لکھا ہوا موجود
ہے۔ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں کا ایک ذرہ ہے۔ کیونکہ لوح محفوظ تباری
خادمان اولیاء کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر وقت پیش نظر رہتی ہے جیسے مولانا
روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

لوح محفوظ است پیش اولیا از چ محفوظ است محفوظ از خطا
(۱۳) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ۔ دفتر اول صفحہ
بمبئی۔ حضرت مولانا نے بوجہل بعین کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کی سمٹی بند کر کے زمین ٹکریز
لایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کھڑا ہو کر پوچھنے لگا۔ کہ بتا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہمیں ہاتھ میں کیا ہے۔ آسمانوں کی خبر تو دیتے ہو لیکن بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے اس پر
حضور فرماتے ہیں جسکو مولانا علیہ الرحمۃ نے اس طرح لکھا ہے

گفت اے احمد بگو ناچیت بود

چوں خبر داری راز آسماں

یا بگو میند آنکہ ما خفیم در راست

گفت آئے حق ازاں قادر ترست

بشنو از سر یک تو شیخے درست

در شہادت گفتن آمد بے درنگ

گو ہر احمد رسول اللہ سفت

سنگا اندر کف بوجہل بود

گر رسولی خفیت در دہم نہاں

گفت چوں خواہی بگو کم کاں چہا

گفت بوجہل این دو کم نادرت

گفت شش پارہ جبر در دست

از میان شست او ہر پارہ سنگ

لا الہ گفت والا اللہ گفت

چون شنید از سنگها بوجیل این
گفت بنود مثل تو ساحر و گم
خاک بر فرقتش که بد کور لعین
معجزه او دید شد بد بخت رفت

ز درخشم آن سنگها را بر زمین
ساحراں را سر توئی و تاج سر
چشم او ابلیس آمد خاک بین
سوئے کفر و زندگه سر تیز رفت - بلفظ

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی بات کیسے زور سے
فرمائی اس تنہی بھی بڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ خادم کیسی غیبی پیشگوئی فرماتے
ہیں اسکو بھی حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ اس طرح فرماتے ہیں۔

(۱۸۷) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ و فرجیہ
صفحہ ۵۲-۵۳ بمبئی۔ اس میں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ حضرت بابزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی
ایک پیشگوئی جو حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش کی نسبت ہے فرماتے ہیں جو عالم غیب
کو کیسے ظاہر کیا ہے ۵

ایں طیبان بدن و انشورند
تازہ قارورہ ہے بیند حال
ہم ز بعض و ہم ز رنگ و ہم ز دم
پس طیبان اہی و در جہاں
کاملاں از دور نامت بشنوند
حال تو دانند یک یک موبہو
بلکہ پیش از زادن تو ساہا
آں شنیدی داستان بازیید
روزے آں سلطان تقویٰ می گذشت
بوئے خوش را عاشقانہ می کشید
بوئے خوش آمد مرا و رانا گہاں
ہم بد بخانا نامہ مشاق کرد
چوں در و آثارستی شد پدید
پس پرسیدش کہ ایسا حوال خوش

بر مقام تو ز تو واقف تر اند
کہ بدانی تو از اں رواعبدال
بو برندان تو بہر گو نہ سقم
چوں ندانند از تو بے گفت دہاں
تا بقہر تار و پودت در روند
زانکہ پستند از اسرار ہو
ویدہ باشندت بچندین حالہا
کہ ز حال بو الحسن پیشین چہ دید
با مریدان جانب صحر او درشت
جان او از باد بادہ می کشید
در صوادے ز حد خارقتاں
بوئے را از باد استنشاق کرد
یک مرید او را در اندم در رسید
کہ بردنست از حجاب تیج و شش

گہ سنج و گہ زرد و گہ سفید
می کشی بوئے و ظاہر نیست گل
قطرہ بر ریز بر مازاں سب
گفت این دم بوئے یارے میرسد
بعد چندین سال می زاند شہ
روکش از گلزار حق گلگوں بود
چسیت نامش گفت نامش بواحسن
قد و رنگ اود شکل او ،
برنشتند آن زمان تا ریح را
چوں رسید آن وقت آں تاریخ راست
از پس آں سالها آمد پدید
جمله خوابے اواز اساک وجود
لوح محفوظ است پیش او لیا
نہ نجوم است و نہ رمل است نہ خواب
مؤمنان بنظر بنور اللہ شدے

می شود و روست چہ حال ست و نوید
بیشک از غیب است از گلزار گل
شمہ زان گلستان ما بگو
کاندریں وہ شہر یارے میرسد
برزند بر آسمان ہا خرگہ
از من و اندر مقام افزوں بود
حلیہ شش و گفت ز ابرو و ذقن
یک بیک و گفت از گیسو و رو
از کباب آراستند آں ریح را
زادہ شد آں شاہ و نرد ملک باخت
بواحسن بعد وفات بایزید
آں چناں آمد کہ آں شاہ گفتہ بود
از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
وحی حق و اللہ اعلم بالصواب
از خطا و سہوا یمن آمدے

دیکھئے! حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے خادمان خادم اور خادمان خادم ہیں کیسی زبردست و ہا بیہ کش پیشگوئی حضرت ابوالحسن
خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش سے پہلے فرماتے ہیں۔ نام۔ سکوت۔ پتہ۔ حلیہ بال بال
زرہ زرہ۔ قد۔ شکل۔ رنگ و عیش سب کچھ فرمادیا۔ اور اس پیشگوئی کو اسی وقت لکھ
لیا گیا۔ جو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے وصال کے ۳۹ سال بعد حضرت
ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے۔ اور یہ اسلئے فرمایا کہ لوح محفوظ جہاں قلم
قدرت نے سب کچھ ہوینوالا لکھا ہے وہ اولیاء کرام کے پیش نظر رہی ہے

۵۔ مؤمنان بنظر الخیر معنون حدیث شریف اتقوا فراسة المؤمن فانہ ينظرون نور اللہ
کا ہے۔ یعنی مومن کی فراست صفائی قلب سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے
سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔

اور بموجب حدیث شریف مشہورہ اتفاقاً فراست المؤمن فانه ينظر بنور الله وہ سب کچھ دیکھتے ہیں کتب تواریخ و سیرین اس طرح لکھا ہے کہ حضرت بائزید بسطامی علیہ الرحمۃ ^{۱۳۶ھ} میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ شعبان ۲۶۹ھ میں وفات پائی۔ عمر آپ کی ۱۳۳۔ سال ہوئی۔ اور حضرت ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمۃ ^{۳۰۸ھ} کو پیدا ہوئے یعنی ۳۹ سال حضرت بائزید علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد ہوئے۔ اور ^{۴۲۹ھ} یا ^{۴۲۵ھ} بقول مختلف عاشورہ کے دن وفات پائی۔ اللہ بانشاء بندگان خدا مقبول بارگاہ خالق ارض و سما کیسے رتبہ و شان کے گذرے ہیں جو علوم غیبی کے دریائے کھے دریا خالیکہ وہ اگلے سے ادلے۔۔۔۔۔ خادم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور ان کے مقابلہ میں ان کا علم ایک قطرہ کے برابر ہے +

قولہ کلام مجید سے محقق کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے۔ اگر جانتے ہوتے تو حضرت عائشہؓ کو جب منافقین نے تہمت لگائی تھی آپ مترود نہ ہوتے۔ دریا خالیکہ جس وقت تک حضرت عائشہؓ کی بریت کے لئے وحی نہ آئی اس وقت آپ اس میں سخت مترود رہے الخ بلفظ صفحہ ۱۹۔ **اقول**۔ مولوی جی! ہوش میں آئیے۔ قرآن کریم و احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر کتب سیر سے علم غیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیرج کی طرح روشن کر کے دکھلا چکا ہوں۔ اگر آپ کی آنکھیں روشنی حاصل کرنے کے قابل ہوئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ ظلمت کی نور کی طرف رجوع کریں گے ورنہ چند عیا ضرور جائیں گے۔ پھر یہ ہوگا ۵

گر نہ بیند بروز شبرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین پر اس وقت کے مہاجرین و انصار اور ان کے قریبی و دوری کا کیا عقائد۔ اسی افک کو اس وقت کے منافقین پر ضرور سے لگاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ مطہرہ کی سخت توہین کرتے ہیں۔ ورنہ کسی مسلمان کا یہ حوصلہ اور زہرہ نہیں کہ اپنی زبان سے اپنے قلم سے اپنے دل سے یہ نکال کر صفحہ فرط اس پر لائے کسی یہودی یا نصرانی یا کسی دشمن اہلبیت کا یہی کام ہے میرا تو کلیجہ کا پتلا ہے۔ آپ کے ان فقرات کو نقل کرتے ہوئے بھی۔ اسی واسطے اسکے لکھنے سے پہلے توبہ و استغفار کرتا ہوں الفاظ نقل کفر کفر نباشد بھی لکھ دیتا ہوں۔ اور خدا علیم بذات الصدور ہے۔ وہ خود جانتا ہے کہ کون توہین کرتا ہے اور کون دفع توہین اور ازالہ مہین کر کے صحت و توصیف و تعریف لطیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے توہین اور گستاخیوں کے کام شیطان لعین

نے جن لوگوں کے حصہ میں کر رکھے ہیں ان کو مبارک ہوں ۛ

ہمارا ایمان ہے کہ اس بہت و بہتان اور افک کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابھی طرح سے معلوم تھا کہ منافقین کی طرف سے محض افتراء ہے۔ اور ان کو کیونکر معلوم نہ ہوتا جبکہ خداوند کریم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پائی اور عزت کا ایسا لحاظ تھا کہ نماز کی ہی حالت میں اپنی جوتی کی ناپاکی کو معلوم کر کے اتار ڈالا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے نکاح میں ایسی بیوی دیتا کہ قابل الزام ہو۔ بات یہ ہے کہ لوگوں کے سر پر شیطان سوار ہے اور ان کو خدا کی ماریں جو ایسے ایسے بنیاد اور لغو ایمانت آمیز اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت و جماعت اس پر اولیٰ سے اظہار کرنے والوں پر تبرا بھیجتے ہیں۔

اول میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چند مناقب یہاں لکھتا ہوں۔ پھر آپ کے اعتراض کی طرف توجہ کرونگا اور ثابت کرونگا کہ اس افک کا علم حضور کو پہلے ہی سے تھا (۱) مشکوٰۃ شریف عن ابی سلمہ ان عائشہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشہ هذا جبریل یقرئک السلام قالت وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ و ہدی ما لا ادری۔ یعنی حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے عائشہ یہ جبریل ہیں تجھ کو سلام کرتے ہیں۔ کہا حضرت عائشہ نے جبریل پر سلام اور رحمت اللہ کی ہو۔ اور حضور دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔ بلفظ جامع المناقب صفحہ ۱۵۸ ۛ

(۲) حدیث شریف عن عائشہ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اریک فی المنام قلت لیا الیٰ نبیؐ بای المملک فی خرقة من حریر فقال لی ہذا امرأتک فلکشف عن وجهی الثوب فاذا انت ہی فقلت ان ینک هذا من عند اللہ یمضہ ترجمہ۔ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ کو تو خواب میں دکھلائی گئی تین رات تجھ کو فرشتہ میکرباں لے آتا تھا دشمنی ٹکڑے میں پس یوں کہتا تھا کہ یہ حضور کی زوجہ ہے۔ پس جب میں نے تیسرے چہرے سے کپڑے کو ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے پس کہا میں نے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ یونہی کہ لگاؤ تو میرے نکاح میں آویگی۔ بلفظ جامع المناقب صفحہ ۱۵۸۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ آپ صاحبزادی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت آپ کی ام عبد اللہ ہے۔ مروی ہے آپ کے عرض کیا میں نے یا رسول اللہ تمام عورتیں کنیت رکھتی ہیں میری کنیت

دہ، کیا ہوگی۔ فرمایا آپ نے تو اپنی کنیت اپنی بہن کے لڑکے عبد اللہ بن زبیر کے نام سے مقرر کر رہاں بھی علم غیب ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

عہدہ کے بطن مبارک سے کوئی بچہ پیدا ہوا نہ ہوا تھا۔ اسلئے آپ کی کنیت ہی ان کی بہن کے لئے عبد اللہ کے نام سے مقرر کر دی) ماں آپ کی ام رومان بنت عمیر بن عامر قبیلہ دہقان سے ہیں۔ اور بعد انتقال حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا چھ برس کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور نو برس کی عمر میں زفاف واقع ہوا۔ فرماتی ہیں آپ کہ میرے ولیمہ میں اونٹ بکری وغیرہ کچھ ذبح نہیں ہوا بلکہ ایک پیالہ دودھ کا سعد بن عبادہ کے یہاں سے آیا تھا۔ اور آپ بڑی فصیح بلیغ مفتی فقیہ تھیں۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حکم احکام شرعیہ آپ معلوم ہوئے ہیں۔ عروہ ابن زبیر مروی ہے کہ کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو زیادہ جاننے والا حضرت عائشہ سے معافی قرآن اور فرائض و احکام حلال و حرام اور شعر عرب اور علم نسب میں۔

اور مروی ہے آپ سے کہ مجھ کو تمام ازواج مطہرات میں دس چیزوں کے ساتھ نفیست اور خصوصیت ہے۔

اول۔ باکرہ عورت سوائے میرے آپ کی بیبیوں میں کوئی نہ تھی۔

دوم۔ کسی بی بی کے باپ اور ماں دونوں نے ہجرت فی سبیل اللہ نہیں کی سوائے میرے۔

سوم۔ قبل اسکے کہ میں آپ کے نکاح میں آؤں جبرائیل علیہ السلام نے پارہ حریر میں میری

صورت آپ کو دکھلائی اور کہا کہ اس عورت سے نکاح کیجئے۔

چہارم۔ ایک ظرت سے میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کیا۔

پنجم۔ کسی بی بی کے اوڑھنے بچہ نہیں دھوئی نازل ہوئی سوائے میرے۔

ششم۔ میری پاکی آسمان سے نازل ہوئی۔

ہفتم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال میری گود میں ہوا۔

ہشتم۔ وفات آپ کی میرے مکان میں میری باری کے دن ہوئی۔

نہم۔ وقت ارتحال سرور عالم میر العباب دہن بسبب اس مسواک کے جو میں نے

پنے دانتوں سے جبا کر آپ کو دی تھی آپ کے منہ میں رہا۔

دہم۔ میرے ہی حجرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوئے۔ بلفظہ جامع

المناقب صفحہ ۱۵۹۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں تمام اہل بات المؤمنین کے

مصارف کیواسطے س ہزار درہم مقرر کئے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تنہا کیواسطے بارہ ہزار۔ اور فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق کہ وہ محبوبہ رسول خدا ہیں۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ اکابر تابعین سے ہیں۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث روایت کرتے تو یوں کہتے حدیثی الصدایقۃ بنت الصدایق حبیبۃ رسول اللہ ﷺ یعنی حدیث بیان کی جیسے بڑی سچی بی بی نے جو بڑے سچے کی بیٹی ہے۔ اور محبوب ہیں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلفظ۔ جامع المناقب صفحہ ۱۶۰

آپ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو میکہ درجہ میں ہو نا اور میری نزدیکی چاہتی ہے تو دنیا میں اس طرح بسر کر کہ سامان دنیا مقدار زادراء ایک مسافر کے جھکو کافی ہے۔ اور کسی کپڑے کو پیرانا نہ سمجھنا وقتیکہ تمہیں پیوند نہ لگے۔ اور پیریز کر امیروں اور دولتمندوں کی مجلس سے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت حضرت صدیقہ کو ایسی موثر ہوئی کہ آپ نے کبھی تو نگری کو فقر پر پسند نہیں کیا اور ایک جبہ جمع نہ کیا۔ چنانچہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ کے پیراہن میں پیوند لگا ہوا تھا۔ اور ستر ہزار درہم فی سبیل اللہ خرچ کر دیے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی حکومت کے زمانہ میں سو ہزار درہم آپ کیواسطے بھیجے۔ آپ نے جلسہ واحد میں ان سب کو اقارب اور فقرا پر تقسیم کر دیا۔ اور اس روز صائم تھیں اور وقت، افطار لونڈی سے کھانا طلب کیا چند خرچے اور حقوڑی سی رعنی وہ لے آئی۔ اسوقت ایک ضیعفہ موجود تھی۔ یہ حالت دیکھ کر اسنے عرض کیا یا ام المومنین اسقدر درہم آپ نے خیرات کر دیئے اور ایک درہم کا گوشت نہ منگایا کہ جس سے افطار کر لیں۔ فرمایا اگر تو پہلے سے یاد دلاتی تو ایسا کرتی۔ سبحان اللہ کیا ہمت ہے اور کیا سخاوت آپ کی روایت سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں ہیں۔

ایک خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین سے روایت کی ہیں۔

آپ کے انتقال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا بشارت ہو تم کو اے عائشہ کہ تم زوجہ رسول تھیں اور سوائے تمھارے کسی باپ سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ اور پاکی تمھاری آسمان سے نازل ہوئی۔ بعد ان کے عبداللہ بن زبیر آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابن عباس نے میری تعریف کی اور میں درست

ہیں رکتے ہوں کہ کوئی میری تعریف کرے۔ کاش کے میں ایک درخت ہوتی کہ جھکو کاٹنے کاش میں ایک پتھر ہوتی کاش میں ایسی ہوتی کہ میرا کوئی ذکر نہ کرتا۔ اچھا ہوتا کہ میں مخلوق نہ ہوتی۔ اور وصیت فرمائی کہ قبر میں مجھ کو دفن کرو ان میرا غلام اتارے۔ اور قبر کو راست کرے بعد اس کے وہ آزاد ہے۔

منقول ہے کہ بعد انتقال آپ کے گھر سے آواز نالہ و فریاد کی پیدا ہوئی اس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو خبر کے واسطے بھیجا۔ اس نے آکر آپ کے انتقال کی خبر دی ام سلمہ گریاں ہوئیں اور کہا رحمت حق تعالیٰ کی عائشہ پر ہو کہ وہ دوسرے ترین مردم تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بعد اپنے باپ یعنی حضرت ابوبکر صدیق کے۔ یہ واقعہ شب سہ شنبہ سترھویں رمضان ۵۸ھ ہجری کو بعد چھپاسمٹھ سال کے ہوا۔ اور نماز جنازہ حضرت ابوبکر پرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ اور قاسم بن محمد بن ابی بکر و عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے قبر میں گمارا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون بقضی جامع المناقب صفحہ ۱۶۱

یہ ہے ایک شہ حالات و مناقبات حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں۔ جن پر منافقین نابکار جنموں نے افک اور بہتان لگایا تھا انھیں کی سنت کے مطابق اس وقت کے منافقین بھی کتابوں میں بطور یادگار اس کا احیا کر رہے ہیں لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

اب میں آپ کے اعتراض کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہمت کی وجہ سے متردور ہے۔ اگر علم غیب ہوتا تو سخت تر کیوں ہوتے۔ یہ آپ کا اعتراض ہے

میں کہتا ہوں کہ جو اقوال و بابیہ آپ نے کسی رسالہ سے غلط و لٹ دیکھ لے اسی پر آپ کا دائرہ مدار ہے۔ مادہ تحقیق حاصل نہیں۔ مولوی جی! آپ کو لازم تھا کہ قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھتے۔ پھر لفظ شریف پر نظر کرتے۔ پھر دیگر سیر کی کتب کو دیکھتے تو اب اعتراض نہ کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنج کرنا یا متردور ہونا اس بات سے نہیں تھا کہ حضرت ام المومنین پر منافقین نے افک یا بہتان لگایا تھا۔ بلکہ اس سبب تھا جو وہ لوگ طعن اور استہزا کرتے تھے دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یٰحِیُّیُّنَ صَدْرُکَ بِمَا یَقُولُوْنَ یعنی تحقیق ہم جانتے ہیں کہ آپ انکی باتوں سے آزرہ دل ہوتے ہو۔ اسکی تحقیق

تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۷۵ سے ہوتی ہے۔ زیر آیت قوله ان الذین جاءوا بالافک

عصبة الایة والجواب عن الثانی انه علیه السلام کثیرا ما کان یضیق قلبه

من اقوال الکفار مع علمہ بفساد تلك الاقوال قال الله تعالى ولقد نعلم انک یضیق صدقہما یقولون الایة الخ یعنی جواب دوسرے اعتراض کا کہ اگر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی طعنہ زنی اور بدگلامی سے رنجیدہ دل رہتے تھے۔ باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ قول ان کے لغویات سے ہیں۔ اور فرمان خداوندی کہ ہم جانتے ہیں کہ تم رنجیدہ خاطر یا آزرده دل ہوئے یا رہتے ہو۔ منافقوں یا کافروں کے کہنے سے۔ یا ان کی باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس معاملہ میں خاموش اسلئے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی اسکا فیصلہ فرمایگا میں خود فیصلہ کرنا نہیں چاہتا۔ جس میں منافقین کے کہنے کی جگہ باقی رہے۔ اسکی تصدیق اس طرح ہوتی ہے۔

شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فتح الباری جلد ہشتم صفحہ ۳۶۸۔ وفيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يحكم لنفسه الا بعد نزول الوحي لانه صلى الله عليه وسلم لم يحزم في القصة بشئ قبل الوحي الخ بلفظ یعنی ہمیں یہ بات ہے کہ حضور اپنے نفس کے بارہ میں بلا نزول وحی حکم نہیں فرماتے تھے۔ نہ یہ کہ حضور نے قصہ افک میں اقبل وحی کسی امر کا جزم نہیں کیا۔ اسلئے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا علم پورا پورا تھا کہ یہ منافقین کی طرف سے محض افک اور بہتان ہے اللہ چاہتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حکم سے اسکا فیصلہ کرے اور یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ احسن طور پر کرے گا۔ اسی عرصہ انتظار میں جب کفار منافقین کی طرف سے طعنہ زنی اور ایذا بڑھ گئی۔ تو آپ نے خطبہ فرمایا کہ یہ لوں ارشاد فرمایا۔

صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۷۷ سطر ۳۲۔ مصری کتاب الشهادات باب تعدیل النساء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من بعد ذی من رجل بلغنی اذا فی اهل فی الله ما علمت علی اهل الا خیرا وقد ذکرنا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا بلفظ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون ہے یا کوئی ایسا ہے جو اس کا بدلہ لے اس آدمی کو جس نے میری اہل (بیوی) کی بابت مجھے ایذا دی ہے۔ پس قسم ہے اللہ کی کہ مجھے اپنی بیوی کی بابت علم ہے کہ وہ نیک اور پاک ہے۔ اور جس مرد (صفوان) کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی پاک ہے۔

مشارق الانوار میں بھی اس حدیث شریف کو اس طرح پر لکھا ہے عن عائشہ قالت
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعذر ذی من رجل قد بلغنی اخاک فی اهل بیت
 فواللہ ما علمت علی اہل الاخیار متفق علیہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کون شخص ہے بدلہ لینے والا یا میری طرف سے اس
 اس عذر کو مستثنیٰ والا اس شخص سے جو مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس شخص نے میرے اہلبیت کی ایذا
 رسانی کی ہے۔ پس قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔
 تیسرا ایک حدیث شریف صحیحین میں اس طرح ہے۔ عن عائشہ فقالت رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر المسلمین من یعذر ذی من رجل قد بلغنی اخاک فی
 اهل بیتی واللہ ما علمت علی اہل الاخیار وقد اذکرہ ارجلہ ما علمت علیہ الا خیر
 وما کان یدخل علی ^{اہل} الا معی۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ کون ایسا ہے جو میرا عذر دریافت
 کر کے بدلہ لیوے اس مرد سے جسکی ایذا اور تکلیف میرے اہلبیت کو یعنی میری گھر والی کو پہنچی ہو
 قسم خدا کی نہیں جانتا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور پاک۔ اور البتہ لوگوں نے ذکر
 کیا ہے ایسے مرد کا جسکو میں جانتا ہوں۔ اور نہیں جانتا وہ کبھی میرے گھر میں مگر میرے ساتھ۔
 ف۔ یہ حدیث ایک ٹکڑا بڑی طویل حدیث بخاری کا ہے جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہجرت کے پانچویں سال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم جنگ بنی مصطلق کو تشریف لے گئے۔ اور میں آپ کے ساتھ تھی۔ وقت واپسی مدینہ کے
 قریب قیام تھا پھر شب کو کوچ کی خبر ہوئی۔ اُس وقت میں رفع حاجت کی واسطے لشکر کے
 باہر چلی گئی تھی اور جب واپس آئی تو معلوم ہوا کہ میرا گلے کا ہار وہیں گر پڑا ہے۔ میں اُس کے
 ڈھونڈنے کو گئی اور یہاں سے لشکر کوچ کر گیا۔ اور جو شخص میرے کچا وے اٹھانے پر مقرر تھا
 اُس نے اسے اٹھا کر اونٹ پر کس دیا اور یہ سبب اس کے کہ میں اُس وقت پتلی اور دیلی لا غرق
 کچھ اُسکو تیز نہ ہوا کہ ہمیں کوئی ہے یا نہیں۔ پھر جب میں ہار کو تلاش کر کے آئی تو یہاں کسی کو نہ پایا۔
 ناچار میں اُسی جگہ بیٹھ گئی بدیں خیال کہ جب میرا حال معلوم ہوگا تو لوگ لینے کو آویں گے۔ پھر صفیان
 بن معطل جو لشکر کے پیچھے تھکے ماندوں کو لانے کی واسطے رہا کرتے تھے اُس مقام پر پہنچے اور جھکو
 سوتا دیکھا اور پہچانا۔ بدیں سبب کہ نزول آیت حجاب قبلی اُنہوں نے جھکو دیکھا ہوا تھا۔

پھر نہایت افسوس اور تعجب سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ یہ پیغمبر کی بی بی ہیں۔ میں جاگ پڑی اور انکی اور بات میں نے نہیں سنی۔ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور میں ہوا ہو گئی وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کے روانہ ہوئے۔ ظہر کے وقت لشکر میں پہنچی تو ہمت کرنے والوں نے پھر ہمت باندھی (خبر بہت لمبی حدیث ہے) پھر حضرت امیر پر شریف فرمایا اور نصرت فرمائی۔ اور فرمایا کہ اے گروہ مسلمان کوئی اس منافق سے۔ یعنی عبداللہ بن سلول سے میرا بدلہ لیوے کہ ناحق میرے گھر کے لوگوں کو ہمت لگائی۔ اسوقت سعد بن معاذ رضی عنہ جو قوم اوس کے سردار تھے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپ کا بدلہ لینے کو تیار ہوں اگر ہمت کرنے والا میری قوم یعنی اس سے ہو تو میں اسکی گردن ماروں۔ اور اگر دوسری قوم بھی حسد سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا میں کروں اسوقت سعد بن عبادہ قوم خزیمہ کے سردار نے اپنی قوم کی بیچ سے کہا کہ اے ابن معاذ تو زیادہ گوئی کرتا ہے ہماری قوم والوں پر تیرا کچھ مقدور نہیں۔ اور اپنی قوم کی بھی تو حمایت کر لیا۔ پھر امیر بن حنیف سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے گھر سے بھاگے کہا اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گوئی کرتا ہے قسم خدا کی ہم ہمت کرنے والے کو قتل کر دیں گے۔ کیا تو منافق ہے جو ہمت کرنے والوں کی حمایت کرتا ہے۔ غرض قریب تھا کہ گشت و خون ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو چپ کیا۔

اسکے بعد قرآن شریف میں سورہ نور کا نزول ہوا جس میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ کی ہریت کا ذکر ہے اور افک لگانے والوں کو نذر شرعی دی گئی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی پائی کا علم پہلے ہی سے تھا۔ آخر میں وہابیہ غلط اور جھوٹے ہے۔

اور سنئے اگر دل میں وسوسہ ہو کہ اس بارہ میں صحابہ کرام سے مشورہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تو اس سے علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمایاں ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہر جب حکم خداوندی صادر ہوا فی الامور مشورہ صحابہ کرام سے ضرور فرمایا۔ جس سے علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بھی تائید ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مشورہ فرمایا اور صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کو اس امر سے آگاہ کیا کہ منافقین کی طرف سے جھگڑا اور میرے اہلبیت کو ایذا پہنچانی گئی ہے۔ اس شخص سے جس نے یہ افک بریا کہا ہے بدلائنا چاہتے ہیں صحابہ میں کثرت شور مچا رہا ہوگی۔ اور پھر مشورہ بھی کیا گیا کہ افک لگانے والے کو کیا سزا ملنی چاہئے اور یہ مشورہ بھی اس قسم کا نہیں تھا کہ خاص طور پر صحابہ کرام کو بلایا گیا ہو۔ بلکہ جسے جسے حضور کی خدمت میں حاضر ہونے رہے ان سے بات چیت ہوئی ہوئی اور اس بات میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اولوالعزمی اور طہارت ثابت ہوتی رہی اور علم غیب کی تقویت۔ اگر مشورہ نہ ہوتا تو صحابہ کرام کے خیالات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت اور عصمت پر معلوم نہ ہوتے۔ سُنئے وہ مشورہ جس کا ذکر ہے وہ یوں ہے

(۱) تفسیر مدارک التنزیل روى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان في اماكن كثيرة اوقات في البيت فدخل عليه عمر فاستشاره في تلك الواقعة الحديث را ساقی اور عام فہم ہونے کے لئے صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے) یعنی مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دنوں میں اکثر اوقات مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ پس آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر آئے۔ پس عالمِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یقین کرتا ہوں منافقوں کے جھوٹ پر اس لئے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسد مبارک پر لکھیوں کے بیٹھنے کو روک رکھا ہے کیونکہ یہ لکھیاں ناپاکیوں پر بیٹھتی ہیں۔ اور ہمیں نظر آجاتی ہیں۔ پس جبکہ اللہ پاک نے اس قدر معمولی نجاست سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو کیونکر آپ کو محفوظ نہ رکھیں گے ایسے کی صحبت سے جو کہ اس قسم کے فحش کے ساتھ ملوث ہو۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپ کا سایہ مبارک زمین پر گرنے نہیں دیا اس لحاظ سے کہ شاید کوئی شخص اس پر اپنا قدم رکھے یا کہیں زمین ناپاک ہو۔ پس اللہ پاک نے اتنی بھی قدرت کسی کو نہیں دی کہ جو آپ کے سایہ مبارک پر اپنا قدم رکھے تو کیونکر وہ قدرت دے سکتا ہے کسی کو جو آپ کے زوجہ مطہرہ سے سوئے فتن کرے۔ اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ پس اچانک آپ نے نماز کے درمیان اپنا جوتا مبارک اتار دیا۔ پس جب کہ جناب نے نماز تمام کی تو ہم سے جوتا اتار دینے کا سبب دریافت فرمایا۔ ہم نے جواب میں عرض کیا کہ اتباع جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا گیا۔ یعنی جب آپ نے

نعلین مبارک اتار تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کے لئے اتار دیا یہ سنا کر
 اجنباب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے اس کے لئے کہا
 کہ ان میں کمال نطاقت نہیں۔ قدرے رینٹ لگی ہوئی ہے پس جب اللہ پاک نے اس امر
 پر آپ کو خبردار کیا کہ آپ کے نعلین مبارک پر کچھ رینٹ ہے ان کے اتار دینے کا حکم دیا ان
 دونوں کی آلودگی کی وجہ سے۔ تو پھر وہ کس طرح حکم نہ دیکھا جبکہ وہ بُرائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔
 (منیر الدین صفحہ ۱۷۵) ❦

(۲) مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد دوم صفحہ ۲۲۱

آجہ مذکور است و صحیح بخاری میں است کہ از علی و اسامہ و بریرہ رضی اللہ عنہم پرسید و ایشان این
 جواب گفتند: اما بعض علماء سیر قصہ عمر بن خطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما و مشاورت آن
 حضرت علیہ السلام بالایشان و جواب دادن ایشان ذکر کرده اند و در آنجا علی رضی اللہ عنہ نیز موافق
 ایشان گفته اما عمر رضی اللہ عنہ گفت یا رسول اللہ مگر بر اندام تو نمی نشیند بخت آنکہ مگر
 بر نجاست و مستقذات می افتد و یا مائے او آلودہ بآن میگرد و و خدائی تعالیٰ ازاں نگاہ عیب
 پس چگونه ترا از کسی کہ بہ بدترین چیز یا آلودہ باشد نگاہ ندارد و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
 گفت کہ سایہ شریف تو بر زمین نمی افتد کہ مبارز زمین نجس افتد و حق تعالیٰ چوں صیانت
 سایہ تو بدین مشابہ می کند چگونه صیانت حرم محترم تو از ناخالصی نکند و علی مرتضیٰ
 رضی اللہ عنہ گفت حق تعالیٰ روانداشت کہ نعلین ملوث در نماز دریائے مبارک تو باشد
 و خبر کرد ترا تا بکشی آن را از ریائے مبارک خود۔ اگر این امر واقع بودے خبر کردے ترا بدین
 خاطر جمع دار کہ بحقیقت حال ترا خبر خواہند کرد۔ چوں آنحضرت این سخنان را شنید بسجده
 و خطبہ خواند و گفت کیست کہ نصرت دہم را دانتقام کشد از بلفظ۔ منیر الدین صفحہ ۱۷۶ ❦
 یہ مشورہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گفتگو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سبب حال معلوم تھا۔ لیکن چاہتے تھے کہ خداوند کریم خود اسکا
 احسن وجوہ پر فرماتے گا۔ اور اس پر ان کو یقین کامل تھا۔ اسی واسطے آپ نے خود حکم
 نہیں دیا۔ اور حکم نہرا بھی ایسے افک لگانیوالوں کے لئے نازل ہوئیوالا تھا۔
 جس کے مطابق منافقوں اور باہا میں ملائیوالوں کے لئے نزدیکائی لیکن مسلمانوں میں اسوقت منافق لوگ موجود
 ہیں اگر وہ اپنے تئیں مسلمان سمجھتے ہیں تو ان کو لازم تھا اس
 بات کو زبان پر نہ لانے اور اعتراض اور توہین کرینیوالوں کو جو نصرائی خاصیت رکھتے ہیں

اس طرح جواب دیتے جیسے ایک مسلمان خالص نے ایک نصرانی معترض کو دیا تھا جس کا ذکر اس طرح پر ہے۔ سنئے

(۱۳) ایشوا ساری جلد چہارم صفحہ ۳۸۲ میں امام قسطلانی تحریر فرماتے ہیں ترجمہ مصدق علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابن خلکان کی تحریر میں دیکھا ایک مسلمان نے ایک نصرانی سے مناظرہ شروع کیا پس نصرانی نے اشنا و گفتگو میں بوجہ کلام دل ہونیکے اور بغض و کینہ کی آگ بھڑکی ہوئی ہونیکے طنزاً اور طعناً یہ کہا کہ اے مسلم کیا صورت تھی تمھارے بنی کی زوجہ عائشہ (علیہ السلام) کی آنکی سواری کے پیچھے رہ جانے میں تمھارے بنی کے نزدیک جس حال میں کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہم اپنے بار کے گم کر نیکا عذر پیش کرتی تھیں۔ پس کہا اس نصرانی سے مسلم نے اے نصرانی اسکی صورت مریم بنت عمران (سلام اللہ علیہا) کے صورت کے مانند تھی۔ جبکہ وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کو اٹھاتے ہوئے لائیں بغیر خاوند کے۔ پس جبکہ اعتقاد رکھتا ہے تو اپنے دین میں برائت مریم کا تو ہم بھی مثل اسکے اعتقاد رکھتے ہیں اپنے دین میں برائت عائشہ سلام اللہ علیہا کا زوجہ بنی اپنے سے۔ پس خاموش ہو گیا نصرانی اور کچھ جواب اس سے نہ بن پڑا ختم ہوا

ترجمہ منیر الدین صفحہ ۱۶۶
جیسے اب ایک عام فہم اردو زبان کی ایک تحریر پکھلا تا ہوں جس سے آپ کی سمجھ میں بخوبی آجائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت خربتہا کا حال پہلے ہی معلوم تھا۔ وہو ہذا۔

(۱۴) وسیلہ جلیلہ مصنفہ حضرت مولانا وکیل احمد صاحب صفحہ ۱۶۶
جو عقاشیہ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بالعرض ماکان وما یكون کا تسلیم کیا گیا تو پھر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معطلے میں آپ کو کیوں تردد رہا۔ جب وحی نازل ہوئی آپ کو اطمینان ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس بحث میں یہ بڑا شبہ خیال کیا جاتا ہے شاہد مشرکین مکہ بھی اس سے بڑھکر حجت پیش نہ کر سکے۔ مولوی خرم علی (روہابی) نے یہ شبہ پیش کیا ہے نصیحت المسلمین میں ہے۔ اور کافروں نے حضرت عائشہ پر بہت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر چھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی۔ اگر آگے سے معلوم ہوا ہوتا تو کم کیوں ہوتا بقسط ہم کہتے ہیں کہ شبہ اصل واقعہ کی جہالت یا چشم پوشی سے ناستی ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصل واقعہ میں سر مو تردد نہیں تھا منافقین کی

شہرت سے البتہ آپ کو بچ تھا۔ اس امر میں وحی کے قبل جو کچھ آپ نے تفتیش فرمائی اس میں محض تشریح منظور تھی۔ وحی سے آپ برائے جہت تھے تاکہ منافقین کی زبان بند ہو۔ ایسی صورت میں کہ کفار طرح طرح سے اپنے دل کے پھپھو لے توڑتے ہوں۔ اور ہرزہ سرائی میں مشغول ہوں بدوں تمسک وحی کے مقتضائے مصلحت نہ تھا کہ آپ بطور خود اپنے علم کی بنا پر برائے تفرما دیں کہ وحی میں توقف ہوا اور منافقین کی زبان ٹھہتی چلی۔ آپ کو زیادہ تردد ہوا۔ اگر آپ کو نفس معاملہ میں اطمینان نہ ہوتا اور صرف منافقین کی یادہ گوئی سے ملال نہ ہوتا تو منبر پر رونق افروز ہو کر یہ نہ فرماتے۔ یا معشر المسلمین من بعدی دینی من رجل قد بلغنی اذا کفی اھلی و اللہ ما علمت علی اھل الذخیر یعنی اے گروہ مسلمانان کے کون شخص بھست معذرت کر لیا ایسے شخص جسے ہمارے اہل کو اذیت پہنچائی۔ خدا کی قسم ہم کو اپنے اہل پر بجز خیر کے کسی قسم کی بدگمانی نہیں۔ یہاں علم بمعنی اذعان ہے۔ تو اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں اطمینان کلی تھا صرف منافقین کے بہتان سے تردد تھا انتہی۔ بلفظ۔

ای طرح اہلسنت و جماعت کے مسلمانوں کا عقیدہ اور کتب میں بھی جج ہے۔ زیادہ لکھا طوالت ہے۔ اور خلاصہ یہ ہے :-

سب زیادہ قول قاطع یہ ہے کہ محال ہے کہ کسی بنی کے جسم یا ثوب یا اہل یا عیال کسی متعلق میں ایسی بات ہو جو اس بنی سے موجب نفرت ہو اور عوام کے نزدیک معاذ اللہ عیال ذلت ہو تو تمام انبیاء علیہم السلام کا ایسی باتوں سے منزہ ہوتا واجب ہے۔ اور ہر بنی قبل از طہار نبوت بھی بالیقین ان تمام باتوں کو جاننا ہے جو اللہ عز و جل یا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے واجب یا جائز یا ممتنع ہو۔ بنی کا ان باتوں میں سے کسی بات کا جہل محال ہے۔ سو یقیناً قطعاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المومنین صدیقہ و تمام ازواج مطہرات و بہات مکرمات کی برائے و طہارت یقیناً جانتے تھے۔ اور اس میں شک و شبہ سے مبرا اور منزہ تھے۔

قولہ حنفیوں کے نزدیک وہ کافر ہے جو بنی علیہ السلام کو غیب داں اعتقاد کرے۔ فتاویٰ بزاز یہ ہے کہ ترویج بلا شہود و قال خدا و رسول و فرشتگان را گواہ کردم بیکفرتان اعتقاد ان الرسول و الملك یعلمان الغیب خدا و رسول اور فرشتوں کی شہادت پر نکاح

کرنے والا کافر ہے۔ کیونکہ اس نے نبی علیہ السلام اور فرشتوں کو غیب داں جانا۔ اور بحر الرائق میں ہے۔ الخ صفحہ ۲۰

قول مفتی سجدی! آپ نے فتاویٰ بزازیہ اور بحر الرائق کی عبارت کسی و یا یہ رسالہ سے نقل کی ہے مگر اصل کتابوں کا ملاحظہ نہیں کیا۔ دراصل یہ عبارت فتاویٰ قاضیخان علیہ الرحمۃ کی ہے جو قطع و برید کر کے لکھی گئی ہے۔ کیونکہ حضرت قاضیخان علیہ الرحمۃ چھٹی صدی میں ہوئے اور فتویٰ بزازیہ ولے صاحب محمد بن محمد بن شہاب علیہ الرحمۃ نوی صدی میں تین سو سال کے بعد گزرے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں فتاویٰ قاضیخان سے لکھا گیا جسکی اصل عبارت درجہ گہ پر اس طرح ہے:-

اول۔ فتاویٰ قاضیخان جلد اول صفحہ ۱۵ (فصل فی شرائط النکاح) وجہ تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ و رسولہ کان باطلا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکح الا بشہود کل نکاح یکن بشہادۃ و بعضہم جعلوا ذالک کفرا لانه یعتقد ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب و هو کفر۔ انتہی بلفظ۔ یعنی ایک آدمی نے ایک عورت کی نکاح کیا اللہ اور اس کے رسول کی گواہی پر یہ باطل ہے بموجب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح بغیر شہادت گواہان کے نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک نکاح میں گواہان ہونے چاہئیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ کفر ہے (لیکن اکثر اسکو کفر نہیں جانتے) اس لئے کہ اس بات کا اعتقاد کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بخود علم غیب جانتے تھے۔

دیکھئے اس عبارت میں بعض علماء کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ اعتقاد کفر ہے۔ لیکن اکثر علماء اس کے خلاف ہیں کہ یہ اعتقاد کفر نہیں گو نکاح باطل ہو اور آپ نے سب حنفیوں کا عقیدہ لکھ دیا :-

دوم۔ فتاویٰ قاضیخان جلد چہارم صفحہ ۲۶۸ کتاب السیر باب ما یكون کفرا (الا یكون) رجل تزوج امرأة بغیر شہود فقال الرجل والمرأة خدائے را و پیغمبر را گواہ کریم قالوا یكون کفرا لانه اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب و هو ما کان یعلم الغیب۔ الخ بلفظ۔

یعنی ایک شخص نے ایک عورت کیسے نکاح کیا گواہوں کے نکاح کیا اور عورت اور مرد دونوں نے کہا کہ ہم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ کرتے ہیں کہا بعض فقہانے کہ ایسا

کہنا کفر ہے کیونکہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا اعتقاد کیا۔
 دیکھئے۔ اپنی دیانت کو کہ آپ نے فوہول عبارات کو پورا پورا نقل نہیں کیا۔ بلکہ لفظ بعضہم
 کو پہلی عبارت سے اور لفظ قالو کو اُس دوسری عبارت سے نکال دیا جو آپ کے خلاف تھا۔ اور یہ
 لفظ فرشتگان اپنی طرف سے زیادہ کر دیا۔ ایمان داری اور فتوے نگاری ہو تو ایسی ہی ہو جو
 اب میں لفظ قالو کہ جسکو آپ نے کسی استاد کے مشورہ سے عبارت میں سے نکال
 ڈالا ہے بتلاتا ہوں اسکا سبب معلوم کیجئے۔ اور یہ بھی کہ خدا و رسول کے گواہ کریں آدمی
 کافر نہیں ہوتا۔ اہلسنت و جماعت کا یہ مذہب نہیں ہے۔ اس کا ثبوت بھی ملاحظہ کیجئے۔
 (۱) رد المختار حاشیہ در مختار جلد پنجم صفحہ ۴۴۵ مقبولہ و مسلمہ عرب و عجم
 (معروف بہ شامی) الف لفظہ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف مکاتیب جوابہ ام یعنی لفظ
 قالو کا ذکر اس میں کیا جاتا ہے جس میں علماء کا باہمی خلاف ہوتا ہے جسکی تصریح کی گئی ہے۔
 (۲) عقود الدرسہ بہ تنقیح الحامد یہ جلد دوم صفحہ ۳۶۶ (مصنفہ حضرت محمد امین
 شہور بابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ) (ب)

فائدہ۔ لفظ قالو ایستعمل فیما فیہ اختلاف المشایخ کذا فی النہایہ فی کتاب
 الغضب ان فی لفظ قالو اشارۃ الی ضعف ما قالوا۔ اہ یعنی فائدہ کو کہ لکھا ہے کہ لفظ
 قالو کا استعمال اُس وقت کیا جاتا ہے جبکہ مشایخ میں کسی مسئلہ کا اختلاف ہوتا ہے اسی طرح
 نہایت ہی کتاب الغضب میں ہے تحقیق لفظ قالو میں اشارہ اس بات کا ہے کہ جو کچھ بیان
 کیا گیا ہے اس میں ضعف ہے۔ یعنی روایت ضعیف ہے۔

(۳) فوائد الہدیہ فی تراجم حنفیہ صفحہ ۱۰۱۔ فائدہ۔ لفظ قالو ایستعمل فیما
 فیہ اختلاف المشایخ کذا فی النہایہ کتاب الغضب فی العناویہ والبنایہ فی باب
 ما یفسد الصلوۃ و ذکر ابن الہمام فی فتح القدر فی باب ما یوجب القضاء و الکفارة
 من کتاب الصوم۔۔۔۔۔ و کذا ذکر سعد الدین تفتازانی فی حاشی الکشاف ان فی لفظ
 قالو اشارۃ الی ضعف ما قالوا۔ اہ یعنی لفظ قالو کا استعمال کیا جاتا ہے اس مضمون
 میں جس میں کہ مشایخ کا اختلاف ہوتا ہے اسی طرح نہایت ہی کتاب الغضب میں ہے۔ اور عناویہ
 والبنایہ کے باب ما یفسد الصلوۃ میں ہے۔ اگر ذکر کیا ہے ابن الہمام نے فتح القدر کے باب ما یوجب القضاء
 و الکفارة کتاب الصوم میں۔ اور اسی طرح ذکر کیا ہے سعد الدین تفتازانی نے حاشی الکشاف میں
 ۔۔۔۔۔ کہ تحقیق لفظ قالو میں اشارہ ضعف کا ہے

یعنی یہ قول ضعیف ہے ۔

(۴) غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صفحہ ۴۰۲ (آخر بحث قنوت) حضرت قاضی خاں علیہ الرحمۃ کی عبارت اس طرح درج ہے ۔ وکلام قاضی خاں یشیر الی عدم اختیارہ لحدیث قال واذا صلی علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علی القعدۃ الا خیرۃ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ والی اندہ غیر مروی من الامۃ الخ بلفظہ ۔ یعنی کلام قاضی خاں میں اشارہ ہے ۔ اس کے عدم اختیار کرنے کی طرح جیسا کہ ہے اور جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود و سلام پڑھا جائے ۔ قنوت میں کہا اہل بیت (یعنی فقہائے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قعدہ اخیر میں درود و سلام نہ پڑھا جائے پس اس کے قول میں لفظ قالوا عدم استحسان کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ یہ بات آئمہ سے مروی نہیں ہے ۔

پس ان تمام روایات کتب معتبرات سے ثابت ہو گیا کہ قاضی خاں علیہ الرحمۃ کی تحریر میں لفظ قالوا درج ہے جو ضعف پر دلالت کرتا ہے ۔ اور اس پر کوئی فتویٰ نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ یہ قول ضعیف اور مرجوح ہے جسکی بابۃ در مختار میں لکھا ہے ان المحکم والفتا بالقول المرجوح جمل و خرق للاجماع ۔ یعنی حکم اور فتویٰ قول مرجوح پر دنیا جمل اور اجماع کا توڑنا ہے یعنی خلاف اجماع ہے ۔ رد ہو گیا یہ آپ کا کہنا کہ تمام حنفیہ کے نزدیک وہ شخص کافر ہے جس نے خدا اور رسول کی شہادت پر نکاح کیا ۔

اچھا کہیے اور ذرہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ویکون الرسول علیکم شہیدا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تم پر اسے لوگو گواہ ہیں ۔ تفسیر عزیزی کی مفصل عبارت یہ ہے درج کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبوت سے سب حالات نیک و بد اور تمھارے سارے اعمال روزمرہ دیکھ رہے ہیں ۔ ہمیں پرہیز گوارہ ہیں اور گواہی دیں گے ۔ اور وہ گواہی مقبول ہے تو کیا اس مرد عورت کے نکاح کی شہادت یا گواہی نہیں دیں گے جبکہ ان کے نکاح کی خبر رکھتے ہیں اور ان کے سامنے یہ نکاح ہوا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ضرور اور بالضرور شہادت دیں گے ۔ اور انہیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بلا دیکھے وہ گواہی نہیں دیں گے ۔ نتیجہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ دیکھ رہے ہیں ۔ اس لئے ضرور ہے کہ گواہی دیں گے ۔ البتہ اس سے انکار کرینو الا ضرور کافر ہے اس لئے کہ وہ نص کا منکر ہے ۔

اب اور لکھے۔ اسی نکاح کی بابت کتب فقہ معتبرات کو دیکھئے

(۵) درمختار کتاب النکاح تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم یجز قیل یکفر۔ یعنی اگر نکاح کیا کسی نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی شہادت پر تو جائز نہیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اب اس کا حاشیہ
شامی دیکھئے۔

(۶) درالمختار شامی حاشیہ ۱۱ درمختار جلد دوم صفحہ ۲۷۶ سطر ۲۱

مطبوعہ مجتہدانی دہلی بقولہ قیل یکفر لانه اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عالم الغیب۔ قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط لانه لا یکفر لان الہ
یعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال
تعالیٰ علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من ارضی من رسول۔ قلت بل ذکر فی
کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المعنیات وروای
المعتزلة المستدلین الخ بلفظ ترجمہ۔ یعنی یہ قول ضعیف (قیل یکفر) اس واسطے کہ اس
نے اعتقاد کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب خود بخود جانتے ہیں۔ کہا فتاویٰ
تاتارخانیۃ اور حجتہ میں اور ذکر کیا کتاب ملتقط میں کہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوگا
کیونکہ تمام اشیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔ اور تحقیق پیغمبران
علیہم السلام بعض غیب جانتے ہیں جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ عالم الغیب ہے وہ اللہ تعالیٰ
نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب کو کسی شخص پر لیکن جس کسی بنی یا رسول کو پسند فرماتا ہے۔ اس کو
علم غیب عطا فرماتا ہے (حضرت شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں۔ بلکہ کتب
عقائد میں لکھا ہے کہ اولیاء کرام کی کرامات میں سے ہے بعض غیب پر اطلاع پانا۔ اور یہ
امر معتزلہ فرقہ کا رسم ہے۔

(۷) معدن الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب النکاح، والصیغۃ الخ لا یکفر

لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب ویرضون علیہم الاشیاء
یعنی صحیح یہی ہے کہ خدا اور رسول کی شہادت پر گواہ نکاح میں کرنا والا وہ کافر نہیں ہوتا
کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ اور تمام اشیاء ان کے روبرو
پیش کی جاتی ہیں۔

(۸) خزائنہ الروایات (باب النکاح) ، وفي المضمومات والصحيح ما لا يكفر لان الروايات
عليهم الصلوة والسلام يعلمون الغيب ويعرض عليهم الاشياء فلا يكون كفرًا .
یعنی مضمورات میں ہے کہ صحیح یہی ہے کہ وہ نکاح کر نیوالا کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام
والسلام عالم غیب جانتے ہیں۔ اور تمام چیزیں ان کے روبرو پیش کی جاتی ہیں ۔
(۹) مجموعہ خانی جلد ثانی صفحہ ۶۔ در فتاویٰ حجتی گوید صحیح آئست کہ آل مرد کافر
نہی شود زیرا کہ اعمال بندگان بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض می کنند۔ پس غیب نباشد بلطف
لحقے۔ مفتی جی ! ان تمام عبارات کتب معتبرات سے آفتاب کی طرح روشن اور صاف
ہو گیا کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی پر نکاح کرے وہ ہرگز ہرگز
کافر نہیں ہوتا اور یہی صحیح ہے۔ اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اور یہی عقیدہ
مذہب اہلسنت و جماعت احضاف کا ہے۔ اور جن علماء یعنی قاضی خاں و بزازی علیہ الرحمۃ نے
کفر کا لفظ تحریر کیا ہے۔ وہ خود اس کو ضعیف اور مرجوح فرما رہے ہیں۔ اور وجہ اس کی ظاہر
اور صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تاکید یا یہ ہے کہ نکاح کی وقت
دو آدمی گواہ ہونے چاہئیں۔ جو شخص اس کے خلاف کریگا یا اس سے انکار کریگا وہ واقعی کافر ہو جائیگا
لیکن یہ وجہ نہیں کہ کسی شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب سمجھا دیکھے
اسکی تصدیق کی ہے۔

(۱۰) طحاوی حاشیہ در مختار میں اسی مسئلہ کو اس طرح پر لکھا ہے :-

قوله يكفر لعل وجهه انه حلال ما حرم الله تعالى لان الله تعالى لم يحل النكاح الا
بشهود من الجنس فاذا اعتقد الحلال بخير ذاك فقد خالف . اھ یعنی یہ قول کہ نکاح
کر نیوالا کافر ہو جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسنے حلال اعتقاد کیا اس چیز کو کہ جس کو اللہ تعالیٰ
نے حرام فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نکاح جائز نہیں ہوتا جب تک دو گواہ
آدمی اس کی جنس کے موجود اور حاضر نہ ہوں۔ پس جبکہ اسنے اعتقاد کیا۔ اس بات کا کہ نکاح
بغیر شہادت دو گواہان جنس خود کے حلال ہے پس اسنے مخالفت کی حکم خداوندی کی اسکی
وہ کافر ہو گیا ۔

ایک بات اور بھی آپ نے تحریر فرمائی ہے کہ جو فرشتوں علیہم السلام کو عالم الغیب
کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے

حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کر نیکا ارادہ ظاہر فرمایا کہ میں دنیا میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔
 تو فوراً فرشتوں نے یوں کہا۔ **قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَرَسُولُهُ**
 بقرہ، یعنی فرشتوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جو
 زمین میں فساد اور خونریزی کریگا۔ فرمائیے یہ غیب کی بات فرشتوں نے کیسے کہی۔ اور
 کہاں سے کہی۔ یہ خبر ان کو کسے بتلائی۔ اور خداوند تعالیٰ نے بھی ان سے پوچھا نہیں کہ تم یہ
 غیب کی بات کیسے کہتے ہو۔ میرے سوا تو کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ تم تو کافر ہو گئے
 تم نے غیب کی بات کہی۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے ان کے غیب کی بات کا انکار فرمایا۔ صرف
 اتنا فرمایا۔ کہ جو جو اسرار آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے اور خلیفہ بنانے کے میں جانتا ہوں۔ وہ
 تم نہیں جانتے۔ یعنی جو بات تم کہتے ہو۔ وہ بھی صحیح ہے۔ لیکن آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا اور
 آخر دنیا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ اللعالمین کا ظہور کرنا میری مشیت میں ہے۔
 کیا کہتے۔ مولوی جی! یہ فرشتے بھی سب آپ کے فتویٰ کفر کے نیچے ہیں۔ العیاذ باللہ
 اگر آپ یہ کہیں کہ کسی مرد و عورت کے نکاح کی خبر فرشتوں کو کس طرح ہوئی۔ اور وہ حاضر
 کیسے ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ ہر انسان کے ساتھ کم سے کم دو فرشتے
 تو ضرور ہر وقت ہر لمحہ ہر لمحہ حاضر رہتے ہیں۔ یا یہ کہ آپ کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ اور قرآن شریف
 کی آیات **وَإِنْ عَلَيْكُمْ تُحَفَظُونَ لَكُمُ الْمَلَائِكَةُ تَبَيَّنَ مَا تَفْعَلُونَ ۝** سورہ انفطار
 (یعنی تمہارے پر محافظ مقرر ہیں مردار لکھنے والے وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ جو تم کرتے ہو) پر
 بھی ایمان و ایقان نہیں ہے۔

یہاں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں کے غیب کو فرما رہا ہے۔ کہ وہ فرشتے جو کچھ
 تم کرتے ہو وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ پس اس صورت میں نکاح کرنا تو اے مرد اور عورت کیسا فحش و فحش
 ہر وقت حاضر و ناظر رہتے ہیں اور حاضر تھے بجائے دو گواہوں کے جا رہا وہ موجود ہوئے۔ تو پھر کیونکر انکا نکاح
 نہ ہوا۔ آپ کا اعتقاد ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ
 وہ نکاح کے وقت حاضر نہ تھے۔ یا یہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب نہیں جانتے جو نکاح
 کے وقت حاضر ہوں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا خداوند تعالیٰ بھی آپ کے اعتقاد میں نکاح
 کے وقت حاضر نہیں ہوتا یا وہ علم غیب نہیں جانتا کہ نکاح کے وقت حاضر ہو سکے۔ لیکن ہمارے
 اہل سنت و جماعت کا اعتقاد ہے کہ نکاح کے وقت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی حاضری میں یا فرشتوں کی حاضری میں نکاح نہ ہونے

یا ناجائز ہونے کی وجہ انکی حضری یا غیر حضری یا علم غیب کا ہونا یا نہ ہونا انہیں ہے۔ بلکہ اسکی وجہ ہوتی ہے جو میں صفحہ ۴۸ کے نمبر پر عبارت خطاوی حاشیہ درختار کی نقل کر چکا ہوں۔ یعنی دو گواہان کا جنس انسان سے وقت نکاح بموجب حکم خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اگر کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ مرد و عورت میں ناجائز یا شکر زنجی کی صورت پیدا ہو اور ان میں سے کوئی ایک نکاح سے انکار کرے یا مہر مقررہ سے کمتر ہو یا خدا خواستہ کچری حکام میں مقدمہ دائر ہو جائے تو اس جگہ یہ دونوں گواہ حاضر ہو سکیں اور شہادت ادا کریں کیونکہ خداوند تعالیٰ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فرشتگان کو کچری یا غیر کچری میں کسی فرد بشر یا حاکم کو طلب کرنے کی مجال اور طاقت اور قدرت نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ دو گواہان کا نکاح کے وقت موجود اور حاضر ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نکاح ہی نہ ہوگا۔ یہ شریعت کا حکم ہے۔ مگر افسوس آپ نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا۔ اور نہ تمام کتب دینیہ کو مطالعہ کیا۔ ایک دو عبارتیں بے سمجھی سے لکھ دیں۔ خیر اب بھی امید نہیں کہ اپنے عقیدہ کو صاف کریں۔ غالباً ویسے کے ویسے ہی رہیں۔ بقول شخصے ۵

باز گردیدن ندارد سود جاہل راز چل قلب تاواں گر کی صد بار ناداں میشود

اب ایک اور امر کا اظہار ضروری ہے جس کا تعلق علم غیب کے ساتھ ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب ادہام غلام قادیانی مرزا قادیانی کی کتاب انجام آتھم کے رد میں لکھی تو میں نے اسکی کتاب ازالہ ادہام کے صفحات ۶۸۹-۶۹۱ کے حوالہ سے لکھا کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی غلط نکلی بلکہ غلط تب آپ کے بھائیوں دیوبندیوں نے ایک حدیث شریف کچری میں نکال کر مرزا بیوں کو دی۔ اور انہوں نے کچری میں پیش کی۔ وہ حدیث یہ ہے۔ وعن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی المنام انی اہاجر من مکة الی اکر من بھا منخل قد وھلی انھا الیمامة او محرقا ذھی المدینة یثرب الحدیث بات یہ تھی کہ مسلمان نے جب قادیانی پر اعتراضات کئے کہ تمام الہام تمھارے غلط اور جھوٹ ہیں۔ تب مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔ اور اسکی تائید میں ازالہ ادہام کے صفحہ ۶۲۹ میں لکھا کہ چار سو بیوں نے بھی جھوٹ بولا تھا۔ کہ ایک بادشاہ کی فتح کی انہوں نے پیشگوئی کی تھی۔ جو جھوٹی نکلی تھی۔ اور بادشاہ مذکور اسی میدان میں مارا

گیا۔ اور قصہ حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلطی کھائی۔ ایسی ایسی عبارتیں دھوکا دینے کی غرض سے اسنے لکھی تھیں۔ مرزا قادیانی کی تائید اور تصدیق میں آپ کے بھائیوں نے بڑے زور سے اس حدیث شریف کو کچہری میں پیش کروایا۔

ترجمہ حدیث شریف کیا جاتا ہے۔ جو کچہری میں نہیں کیا گیا۔ صرف یہ کہا گیا کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا مقام وہ جانا کہ جہاں کھجوروں کے درخت ہیں۔ یہ جانا کچہری ہے۔ مگر دراصل وہ مدینہ تھا۔ یہ اسکی اجتہادی غلطی تھی۔

اس پر میں نے کہا کہ اس حدیث کا یہ مطلب اور معنی نہیں ہیں۔ میں اسکے معنی اور مطلب بتاتا ہوں۔ لیکن مجوز نے فرمایا کہ جس قدر ملزمان چاہتے ہیں اسنا ہی لکھا جائیگا۔ جس وقت تمہاری باری آئیگی۔ اس وقت تم اس کا مطلب بیان کرنا۔ آخر یہ ہوا کہ مہربان منصف نے جب میری باری جواب دینے اور سوالات کے صاف کر دینا وقت آیا تو لکھنے سے انکار کر دیا۔ جسے مثل کچہری مقدمہ اور فیصلہ مجوز سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی بدلہ لیگا۔ انشا اللہ تعالیٰ۔

چونکہ اس کا جواب بھی اسی باب علم غیب کے متعلق ہے جو ہو جانا ضروری ہے۔ تاکہ آپ کے وہابی بھائی اور مرزائی دونوں بھائی آپس میں سمجھ لیں۔ جن کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔

ترجمہ حدیث شریف بالا کا یہ ہے یعنی ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کر رہا ہوں مکہ شریف سے ایک ایسی جگہ کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال ہوا کہ وہ یامہ ہے یا ہجر۔ پس ناگہاں وہ مدینہ شریف ہے۔ ترجمہ ختم ہوا۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سارا واقعہ خواب ہی کا ہے۔ اس حدیث

شریف میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک دھلی۔ دوسرا فاذا۔ لفظ دھلی کے معنی دل کا کسی جگہ جانا۔ جو مراد اسکی نہ ہو۔ یا تل میں کسی چیز کا بے قصد آنا دیکھو منتخب اللغات صفحہ ۶ و ۷ اور لفظ فاذا یا اذا کے معنی ناگہاں، فوراً اور اسی وقت کے ہیں جیسے قرآن شریف میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جادو گروں کے جادو چلانے کے وقت اپنے عصا شریف کو حکم خدا تعالیٰ پھینکا۔ تب فاذا ہی شعبان مبین پس فوراً ناگہاں اسی وقت وہ عصا شریف

سانب یا اثر دیا بنگنیا۔ یا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو معجزہ کے طور پر باہر نکالا
 فاذا ہی بیضا والنظرین پس فوراً اسی وقت وہ ہاتھ نورانی سفید ہو گیا۔ اور سی الفاظ حدیث
 کے فاذا ہی یعنی اسی وقت خواب ہی میں مدینہ شریف معلوم ہو گیا یہ دھوکا نہیں جو مرزا قادیانی
 نے دیا۔ اور مطلب نکالا ہے کہ پیامہ اور ہجر مقامات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا
 اور پھر کئی روز بعد آپ کو پتہ لگا کہ وہ مدینہ شریف ہے۔ قرآن شریف میں فاذا۔ اذا اکثر
 سے آیات میں موجود ہے جسکے معنی فوراً۔ ناگہاں، اسی وقت کے ہیں۔ اور لفظ دھل کے
 معنی صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ پیامہ اور ہجر کا خیال جو دل میں آیا۔ وہ اصل مقصد نہیں تھا
 بلکہ مدینہ شریف جو عین خواب ہی میں معلوم ہو گیا تھا۔ وہی تھا۔
 غرضیکہ یہ حدیث شریف کلمہ خواب ہی کے حالات فرما رہی ہے اس میں بیداری کا مطلب
 ذکر نہیں بد مذہبوں کا دھوکا ہے۔

اب باقی یہ بات ہے کہ مرزائیوں اور وہابیوں کا اعتقاد ہے۔ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہاد غلطی ہوتی رہی ہے۔ سو۔
 جواب اس کا یہ ہے کہ یہ ان کا کہنا سر اسر بہتان اور دھوکا اور کسر شان
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جس کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں۔ بوجواب ذیل
 اول۔ اگر پیغمبران علیہم السلام کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان سے اجتہاد غلطی
 ہوتی رہی ہے۔ تو تمام سلسلہ نبوت اور شریعت ہدایت و اخبار کا درہم برہم ہو جائیگا۔ جب کوئی
 بات ہوئی یہ کہہ دیا کہ یہ اتنی اجتہاد غلطی ہوگی۔ اور کئے صدق کلام میں محنت رخنہ ہوگا۔
 دیکھو میکے بیان کی تصدیق ذیل میں ہے۔

حکم۔ انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی میں داخل ہے اور اولیاء کرام کی خواب الہام
 میں داخل ہے۔

سوم۔ انبیاء علیہم السلام کا اجتہاد وحی کے ساتھ مثل یقینی ہے اور اولیائے کرام کا اجتہاد
 ظنی ہے۔

چہارم۔ مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ احمد مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد
 ثانی نمبر ۳۴ صفحہ ۹۰۔ سطر ۶۔ حصہ ششم۔ مطبوعہ امرتسر۔
 احکام اجتہاد یہ در ثانی الحال احکام منزلہ سماوی گشتہ است زیرا کہ بر خطا مقرر

انبیاء ارجا نثر نیست۔ علی نبینا وعلیم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ پس از احکام اجتہاد یہ بعد از ثبوت اجتہاد
مستنبطان و اختلاف رائے ایشان حکمے از نزد حق جل و علا نازل می گردد کہ صواب را از خطا جدا آورد
و امتیاز حق از مبطل نماید۔ پس احکام اجتہاد یہ نیز در زمان آنسر علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بعد از
نزول وحی تمیز صواب از خطا نمود قطعی الثبوت بودند و احتمال خطا نداشتند۔ الخ بلفظ ۴
پنجم۔ حجۃ اللہ البالغہ ترجمہ اردو حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی
صفحہ ۱۹۹۔ سطر ۱۳۔

ان علوم میں سے بعض وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض آنحضرت صلی
علیہ وسلم کے اجتہاد سے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی کے درجہ میں ہی
خدا تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا ہے۔ کہ آپ کی رائے خطا پر زحم سکے۔ الخ بلفظ۔
ششم۔ تفسیر عزیزی سورۃ بقرہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۱۲
سطر ۱۲ تا شیر نوکر القدس در قوت نظریہ او بوجہ واقع میشود کہ غلط و اشتباہ در معلومات اور راہ
نئی یابد۔ بلفظ ۴

ہفتم۔ مناجات النبوة ترجمہ مباح النبوة شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی
جلد دوم صفحہ ۶۹۔ سطر ۸

وصل۔ جان اس بات کہ عالموں نے وحی کے مراتب عدیدہ ذکر کئے ہیں۔
یعنی کئی وجہ سے اقول رو یا صالحہ ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں
آیہ ہے۔ اَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الرُّوْيَا الصَّالِحَةَ۔ یعنی اول
جس چیز سے کہ ابتدا (وحی) کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ رو یا صالحہ ہے
وفی رواية الصادقة فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق الصبح۔ فلق یعنی شگات ہونا۔
اور فلق یعنی پو پھٹنا صبح کا اور مراد اس سے نور صبح ہے یعنی وحی کے مراتب سے ایک رو یا
ہے۔ لفظ صالحہ کی واسطے کہ خواب میں اکثر چیزیں نظر پڑتی ہیں کہ محمول ہوتی ہیں و سہ او پر اہمال
کے اور فساد کے۔ لیکن انبیا کو یہ نہیں بلکہ وہی رو یا صالحہ ہے انبیا کا بمنزلہ وحی ہو۔ اسید اسطی کا
رو یا صالحہ اور بعض روایت میں آیا ہے رو یا صادقہ پس نہیں دیکھتا رو یا کے تئیں مگر آہی
رو یا مثل فلق صبح یعنی نور صبح۔ بعضی کتابوں میں واقع ہوا ہے رو یا چھ مہینے تک تھا۔ اور ثبوت
میں اس مدت کے کلام ہے۔ واللہ اعلم۔ بلفظ ۴

ہشتم۔ مناجات النبوت اور ترجمہ مدارج النبوت ایضاً صفحہ ۸۶۔ سطر ۶۔ جلد دوم دعا
 ينطق عن الهوى ان هوالاوحى پوکھا ہے
 صاحب ما ينطق عن الهوى
 سے مراد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے یعنی جو کلام کرتا ہے پیغمبر نہیں ہے وہ کلام مگر وحی
 اپنی طرف سے نہیں۔ الخ بنقلہ ۶

پس ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی الہی ہے اسکی
 کسی قسم کی غلطی کو راہ نہیں اور مردود ہے کلام قادیانی کا اور ساتھ ہی وہابیہ دیوبندیہ
 اب میں قصہ حدیبیہ کا بھی مختصر حال لکھ دیتا ہوں جس پر قادیان اور وہابیوں کو غلطی
 کا گمان ہے ۶

مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ روایت
 کرتے ہیں۔ کہ حدیبیہ کی صلح کے روز اصحاب رضی اللہ عنہم نہایت اندوہناک اور محزون ہوئے۔
 ایک تو اس جہت سے کہ انہوں کے تصور میں یہ بات آئی تھی۔ کہ اسی سال میں اس جناب کی خواب
 نتیجہ ظاہر ہوگا۔ اور مکے کی فتح میسر ہوگی۔ اور اہل اسلام مسجد الحرام میں داخل ہوں گے ۶
 نقل ہے عمر ابن الخطاب سے کہ ایک روز میرے دل میں ایک امر عظیم آیا۔ اور مراجعت کی
 میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ ہرگز اس کے مانند نہیں کی تھی۔ اور کہا میں نے
 کیا پیغمبر برحق نہیں ہیں۔ فرمایا۔ ہوں پھر کہا میں نے۔ کہ ہم برحق نہیں ہیں۔ اور مخالفت باہل پر
 فرمایا۔ ہاں۔ کہا میں نے پس کس واسطے یہ بذلت اور حقارت کھینچیں ہم۔ اور اس طور سے صلح کرنے
 پھر میں ہم۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بیٹے خطاب کے تحقیق کہ میں فرستادہ خدا
 ہوں۔ اور بے فرمائی اسکی نہیں کرتا ہوں۔ اور وہ میرا ناصر اور معین ہے۔ وہ مجھے ضائع نہ چھوڑے گا
 یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ صلح وحی سے واقع ہوئی۔ نہ رائے اور اجتہاد سے ۶

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے وعدہ نہیں کیا۔
 کہ جلد ہو کہ مکے میں جاویں ہم۔ اور بیت اللہ کا طواف بجالائیں ہم۔ فرمایا۔ ہاں۔ وعدہ کیا میں
 لیکن یہ نہیں کہا کہ اسی برس اسے عمر غم نہ کھا کہ تو کعبہ کی زیارت کو پہنچے گا۔ پس ویسا ہی
 اندوہ گین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سے اٹھائیں۔ اور ابو بکر صدیق کے نزدیک
 گیا میں۔ اور وہی حکایت جو حضرت سے بلکہ نے عرض کی تھی۔ اُن سے بھی کہی میں نے اور وہی
 جو میں نے حضرت سے سنا تھا صدیق سے بھی سنا میں نے ایک روایت میں ہے کہ صدیق

رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے مرد جا اور ہاتھ اُسکی رکاب میں مار۔ اور کچھ عمر من
مت کر۔ کہ وہ فرستادہ خدا ہے جو کرتا ہے وحی سے یعنی پیغام خدا سے کرتا ہے۔ اور
صلحت اس میں ہے اور خدا ناصر ہے اُس کا۔

اور یہ قول عمر خطاب رضی اللہ عنہ بر سبیل اشکشاف اور استفسار تھا نہ بر سبیل شک
و انکار۔ اور ساقی اُسکے عمر خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک عمر گزری ہے کہ شیطان کے
دوسواں اور کبد نفس سے جو اُس روز میری خاطر میں گذرا تھا استغفار کرتا ہوں۔ اور اعمال
صالحہ سے صوم و صلوٰۃ اور اور اعتاق و تصدقات سے تو سل ڈھونڈتا ہوں تاکہ میری اس
جرات کی کفالت ہو۔

نقل ہے کہ حدیبیہ کی صلح کی مدت میں مشرکین اتنے مسلمان ہوئے کہ برابری
کرتے تھے ابتداء بعثت سے حین مصالحت تک۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی
فتح اہل اسلام میں حدیبیہ کی کے برابر نہ تھی۔ لیکن ادراک عقل اس معنی پر نہیں پہنچتا۔
وہ ایک ستر تھا درمیان اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اُس کے پروردگار
کے۔ لیکن بندے تعجیل کرتے تھے۔ اور خداوند عز و علا عجلت یعنی جلدی کرنے سے متبر اور منزع ہے
یعنی پاک ہے۔

اور جب واقع ہوئی حدیبیہ کی صلح تب مختلف ہوئے کفار مسلمانوں سے اور اُسے مدینہ میں
اور مطلع ہوئے احوال شریف پر اُس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور اصحاب رضی اللہ عنہم
کے کہ پڑھتے تھے قرآن کو کفار کے سامنے بے تحاشے۔ اور مباحث اور مناظرہ کرتے تھے بلا حیل
اور گئے اہل اسلام مکہ میں۔ اور خلوت و خلوت کی آہنوں نے اپنے اہل و عیال سے، اور اپنے
یاروں سے، اور دوستوں سے، اور نصیحت کی آہنوں کے تکیں۔ اور سنا اہل مکہ نے احوال
شریف اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور معجزات ظاہرہ، اور آثارِ ربانیہ۔ یعنی روشن۔
اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اعلام نبوت۔ اور حسن سیرت یعنی ظاہر کرنا نبوت کا۔
اور نیکی خصلت کی۔ اور جمال طریقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس پیدا ہوئی اُن کے
دلوں میں محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور مائل ہوئے بواطن جمع باطن
کی طرف ایمان کے اور اُسکے احکام کے۔ اور یہ وہی لوگ تھے کہ اس کے آگے نہیں سنتے تھے
سوا اہل کفر کے افتراؤں کے افتراء بکھنے بہتان اور طغیان اور مخترعات نفس کے۔ اور شیطان کے

مخترعات اختراع سے آئی ہے۔ یعنی نو پیدا کرنا کسی بات کا خیر ہو یا شر۔ پس ایمان لائے حدیبیہ کی صلح کے بعد میں اور مکے کی فتح میں بہت لوگ۔ اور حائل کی میل یعنی رغبت طرف اسلام کے اور اہل اسلام کے۔ یہاں تک کہ طلوع ہوا اور مکے کی فتح کا۔ یعنی مکے کی فتح ہوئی۔ اور ساحل ہوا اور بان دین یعنی روشن ہوئی تحت دین کی۔ میں کہتا ہوں کہ تاریخ النبوت میں بہت مفصل حالات قصہ حدیبیہ کے دیے ہیں۔ یہ ہے کہ یہ سفر حدیبیہ بموجب وحی الہی تھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان و مایں نطق عن الہدیٰ ان ہوا لا فحی یوحی سے نافرمان ہونا پڑیگا ان لوگوں کو جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غلطی کر نیک الزام لگاتے ہیں اور کسر شان اور توہین کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اب میں پھر اصل مطلب پر آتا ہوں۔ اور یہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا علم کتنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب کس قدر ہے اور اوہیاء کلام کو علم غیب کہاں تک ہے۔ تاکہ ان لوگوں کے شک اور وہم کا ازالہ ہو جائے جو کہتے ہیں کہ سنیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کے برابر کر دیا ہے۔

اول علم اللہ تبارک و تعالیٰ

(۱) شرح عقائد علامہ افتخار زانی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۷۔ معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدار دراتہ مع کاتناہیہما۔ ۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات مقدرات سے بہت زیادہ ہیں۔ باوجود اس کے کہ دونوں کی کوئی انتہا نہیں (یعنی معلومات اور مقدرات کی) (۲) شرح مواقف ثانی علامہ جرجانی علیہ الرحمۃ۔ واعلم ان معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدار دراتہ مع ان کل واحد منہما غیر متناہیہ۔ ۱۔ یعنی جان تو تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات بہت زیادہ ہیں۔ اسکی تقدیر کئے ہوئے سے باوجود اس کے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے غیر منتہی ہیں۔

(۳) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۷۶۔ سطر ۴۔ مصری رقصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام، فلما ركباني السفينة جاء عصفور فوق علي حرف السفينة فنقر في البحر نقرة او نقرتين قال له الخضر مني ما نقص علمي وعلمك من علم الله او مثل ما نقص هذا العصفور بنقار من البحر الحديث بلفظ یعنی ایک چڑیا کشتی کے کنارہ

پر اگر بیٹھی۔ اور اس نے اپنی چوہنج کو سمندر میں ڈبو دیا۔ پس خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علی نبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ تمہارا علم اور میرا علم اور سارے جہانوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا چڑی نے اپنی چوہنج میں لیا ۔

(۴) علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ حاشیہ بیضاوی میں ہے۔ ان معلومات اللہ تعالیٰ لانہایہ لہا وغیب السموات والارض وما یبدونہ وما یمکنونہ قطرة منہا یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات کی انتہا نہیں ہے اور غیب آسمانوں اور زمینوں، اور جو کہ ظاہر کرتے ہیں اسکو اور جو کہ چھپاتے ہیں اسکو ایک قطرہ ہے اس سے ۔

(۵) کیمیائے سعادت امام غزالی علیہ الرحمۃ۔ وہیچ سلیم دل بنود کہ اس قدر نادر کہ علم فرشتگان و آدمیان در جنب علم حق نا چیز است وہمہ را گفتہ کہ وما اوتیتکم من العلم الا قلیلا۔ اھ ۔

دوم علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کرام علیہم الرحمۃ

(۱) روح البیان تفسیر۔ (نبیۃ الاسری) اذ قد قال اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی خلقی قطرة علمت ما کان وما سیکون۔ اھ یعنی تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ معراج کی رات کو میرے خلق میں قطرہ ٹپکا یا گیا۔ تب جانا میں نے جو کچھ ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ آئندہ ہوگا ۔

(۲) تفسیر حسینی باب معراج۔ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرة خلق من رختند فعلمت ما کان۔۔۔۔۔ وما سیکون۔ اھ بلفظ ۔

(۳) تفسیر روح البیان صفحہ ۳۷۵ قال شیخنا العلامة ابقاہ اللہ بالسلامۃ فی الرسالۃ الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علم الاولیاء من علم الانبیاء کئے بمنزلۃ قطرة من سبعة البحار وعلما لا نبیاء من نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہذا المنزلة وعلم نبینا من علم الحق سبحانه بهذا المنزلة۔ اھ فی قصیدۃ البرجۃ ۵

وکلہم من رسول اللہ ملتقن غر فام البحر ادر شفا من الدایم

واقفون لہ ید عندہم من نقطۃ العلم ومن شکلة الحكم
 حاصلہ ان علوم کائنات وان کثر بالنسبۃ الی علم اللہ تعالیٰ بمنزلۃ نقطۃ شکلة
 ومشوہا بحر و حانیۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکل نبی و رسول و ولی اخذون
 بقدر القابلیۃ والاستعداد ممالا یدہ و لیس لاحد ان یحذو کذا و یتقدام علیہ
 انتھى ۛ یعنی کہا ہمارے شیخ علامہ نے باقی رکھے اللہ تعالیٰ اس کو ساتھ سلامتی کے اپنے رسالہ
 رحمانیہ فی بیان کلمۃ العرفانیہ میں۔ علم اولیا کا انبیاء علیہم السلام کے علم کے مقابلہ میں سات سمندر
 میں سے ایک قطرہ ہے۔ اور علم تمام انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ میں علم حضرت محمد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسا ہی ہے اور علم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم الہی سبحانہ تعالیٰ کے
 مقابلہ میں ایسا ہی ہے ۛ

اور قصیدہ بروہ میں ہے اور تمام انبیاء کرام سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے
 امید رکھنے والے ہیں۔ کہ چلو دریائے فضل سے یا ایک قطرہ بارش جود سے ملے۔ اور کھڑے ہو
 ہیں دربار مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے مرتبہ کے موافق تاکہ بلجا و جی ایک
 نقطہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام سے۔ یا ایک شکل شکلوں سے حکمت کے ۛ

حاصل ان تمام کا یہ ہے کہ تحقیق علوم کل کائنات اگرچہ بہت ہیں۔ مگر علم الہی کی طرف نسبت
 کرتے ہوئے قائم مقام ایک نقطہ یا ایک شکل کے ہے۔ اور اس علم حاصل کرنے کی جگہ سمندر ہے۔ روح
 محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس ہر رسول و نبی و ولی اس دریا سے اپنی اپنی قابلیت اور
 استعداد کے موافق پاتے ہیں۔ کسی کی طاقت نہیں کہ اسکی برابری کرے۔ یا اس سے بڑھ جائے ۛ

کمانی الا بریز صفحہ ۲۶۲۔ او عاش جبرئیل مائۃ الف عام الی مائۃ الف
 عام الی ما لا نہایۃ لہ ما احدرک ربنا من معرفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا من
 علمہ بریہ تعالیٰ و کیف یمکن ان یکون سیدنا جبرئیل اعلم و هو انما خلق من نورہ
 صلی اللہ علیہ وسلم الخ وقد کان الحبيب صلی اللہ علیہ وسلم مع حبیبہ عزوجل
 حیث لا جبرئیل ولا غیرہ واستمد صلی اللہ علیہ وسلم من ربہ تعالیٰ الخ
 ما یلیق بعطیۃ الکریم وجلالہ وعظمتہ مع حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اخر ما
 افادوا جاح فلینظر مشہ من ارجاء۔ یعنی پس کہا تحقیق اگر زندہ رہیں جبرائیل علیہ السلام ایک
 لاکھ برس۔ دوسرے لاکھ برس تک۔ یا اسقدر زندہ رہیں کہ جسکی حدود نہیں۔ تو بھی معرفت

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اور نہ ان کے علم سے جو ان کو ان کے رب جل مجدہ نے عطا فرمایا ہے چوتھا حصہ بھی نہیں پائیں گے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام زیادہ علم والے ہوں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ حالانکہ جبرائیل علیہ السلام انہیں کے نور مبارک سے بنائے گئے ہیں (منیر الدین)۔

(۴) در الغواص عن فتاویٰ علی النخا ص حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ صفحہ ۸۰۔ قال ولما لقن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ وخلق علیہ خالک صار یقول عندی من العلم الذی اسوہ الی رسول اللہ علیہ ما لیس عند جبرائیل ولا میکائیل فقال لہ ابن عباس کیف ذالک یا امیر المؤمنین فقال ان جبرائیل علیہ السلام تخلف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء وقال ما منا الا لہ مقام معلوم فلا یدری ما وقع بعد ذالک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اھ یعنی کہا اور جب تعلیم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت علی پر اس تلقین کو پیش کیا۔ تو حضرت علی کہنے لگے۔ کہ میکائیل علم میں سے جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا وہ علم بھی ہے جو جبرائیل و میکائیل جیسے فرشتوں کے پاس بھی نہیں ہے۔ اس بات پر ابن عباس نے آپ سے سوال کیا۔ کس طرح ہے یہ یعنی اسکا کیا مطلب یا امیر المؤمنین۔ پس جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔ تحقیق جبرائیل علیہ السلام بھیجے رہ گئے جدا ہو گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب معراج میں۔ اور کہا جبرائیل نے کہ ہم میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے جسکے لئے ایک خاص عدد نہ ہو۔ بلکہ ہر ایک کے لئے ایک مقرر مقام ہے۔ کہ وہ اُس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ پس یہی جانتے جبرائیل علیہ السلام جو کچھ واقعہ ہوا بعد اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔

(۵) تفسیر نیشاپوری زیر آیت فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی، وَاظْهَرَ اِنْهَا سَوَادُّ حَقَائِقٍ وَمَعَارِفٌ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ۔ بلفظ۔ یعنی آیت شریف پس وحی کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کچھ وحی کی اُس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ تمام چھپے بھید اور حقائق اور معارف میں۔ کوئی چیز بھی چھپی نہیں رہی (سب کچھ بتلا دیا)

(۶) اللّٰهُ تَعَالٰی فرماتا ہے۔ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْکِتٰبَ تَنْبِیًْا فَاتَّخِذْ مِنْهُ حَدٰی وِدَحْمَةً وَّلَیْسَ لِلْیَاسْرِیْنَ اِلَّا السُّلٰمُ (سورہ نحل) اتاری ہم نے تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا روشن طور بیان ہے۔

اور مسلمانوں کے لئے رحمت اور ہدایت کی خوشخبری ہے ۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ (سورہ یوسف) یعنی قرآن شریف ایسی بات نہیں جو افترا بنا یا جائے ۔ بلکہ یہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے ۔ اور اس میں ہر شے کا مفصل بیان ہے ۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ مَا فَطَنَانِي الْكُتُبُ مِنْ شَيْءٍ (سورہ انفام) ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز لکھنے سے نہیں چھوڑی ۔ یعنی سب کچھ لکھ دیا ہے ۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَلَا حَبَّةَ فِي ظِلْمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (سورہ انفام) کوئی دانہ نہیں ہے زمین کی اندھیروں میں ۔ اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک ، مگر یہ کہ وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا موجود ہے ۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (سورہ یسین) یعنی ہر چیز کو ہم نے روشن پیشوا میں جمع کر دیا ہے ۔ یعنی قرآن شریف میں ہر شے کا ذکر فرما دیا ہے ۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَقَرٌّ (سورہ قمر) یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز کو (لوح محفوظ میں) لکھ دیا ہے ۔ یعنی لوح محفوظ میں سب کچھ جو ہونی والا ہے ۔ درج کر دیا ہے ۔ دیکھئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف کل کے لفظ سے فرما رہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید میں ہر شے کا علم دیا گیا ۔ کوئی چیز باقی نہیں رہی ۔ اور لوح محفوظ جو کچھ درج ہے ۔ ان سب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے ۔ اور لوح محفوظ کا علم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں میں سے ایک شے ہے ۔ جیسے کہ اس بحث میں ثابت کر چکا ہوں ۔ بلکہ لوح محفوظ تو اوتیٰ خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اولیاء کرام کے بھی ہر وقت پیش نظر ہے جیسے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ۵

لوح محفوظ است پیش اولیاء از حیہ محفوظ است محفوظ از خطا منکرین علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر قرآن شریف اور آحاد وراثت شریف کے ہیں ۔ اور اور مسلمانوں کو کافر کہنے والے خود کافر بلکہ الکفر ہیں ۔ نتیجہ کامل خیر بحث پر درج ہوگا ۔

اب میں چند عقائد آپ کے امام الطائفہ کے اسکی صراطِ مستقیم سے دکھاتا ہوں ۔

تاکہ اُن کی نسبت بھی فتویٰ کفر عائد ہو۔

(دیکھو صراطِ مستقیم مولوی اسماعیل دہلوی)

(الف) وہ یحییٰ صاحبِ اہل مراتب عالیہ دارِ بابِ اہل مناصب رفیعہ مافوقِ مطلق در تصرفِ عالمِ مثال و شہادتِ می باشد۔ ابنِ کبارِ اولیٰ الایدی والا بصائرِ رامیرسد کہ تمامی کلیاتِ ربوبیہ خود نسبت نمایند۔ مثلاً ایشان را می رسد کہ بگویند کہ از عرشِ تا فرشِ سلطنتِ ما است۔ الخ۔ بلفظِ صفحہ ۱۰۱۔ سطر ۲۔

(ب) افادہ۔ ۱۔ برائے انکشافِ حالاتِ سموات و ملاقاتِ ارواح و ملائکہ و جنت و نار و اطلاع بر حقائقِ آن مقام و دریافتِ امکانِ آنجا و انکشافِ امرِ لوح محفوظ ذکرِ حاجی یا قیوم است۔ الخ بلفظِ صفحہ ۱۱۳۔ سطر ۷۔

(ج) افادہ برائے کشفِ ارواح و ملائکہ و مقاماتِ آہنا و سیرِ امکانِ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغلِ دورہ کند۔ و طریقش در فصلِ اول مفصلاً مذکور شد۔ الخ۔ بلفظِ صفحہ ۱۱۷۔ سطر ۶۔

لیجئے اپنے امامِ الطائفہ کی تحریری دستاویز کو ملاحظہ کیجئے کہ اولیاءِ کرام علیہ الرحمۃ کے کیسے مراتب لکھ رہے ہیں۔ اور تمام آسمانوں زمینوں کے حالات اور دوزخ و بہشت کے سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع پانا اُن کا ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی استحقاقِ لکھتے ہیں۔ کہ اُن کو جائز ہے۔ کہ وہ یہ بات بھی صاف کہہ دیں کہ عرش سے لے کر فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے۔ اور وظیفہ بھی یا حاجی یا قیوم کا بتلا رہے ہیں۔

دیکھو واجبِ اولیاءِ کرام کا تمام جہانوں پر تصرف اور علمِ غیب لوح محفوظ پر اطلاع ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے مقابلہ میں ایک قطرہ کا بھی مقدار نہیں ہے۔ تو پھر ان کے تصرف اور علم کا اندازہ سوائے خدا کے کون کر سکتا ہے اللہ غنی!!

اب میں ایک فتوے علمائے کرام ہندوستان کا علمِ غیب پر لکھتا ہوں اسکو بغور پڑھیے (از کتاب انوار المصطفیٰ بحال ستر و خفایا فاضل بریلوی)

مسئلہ استفتاء

از دہلی چاندنی چوک موتی بازار مرسلہ بعض علماء اہلسنت ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرات علماء کرام اہلسنت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید دعویٰ کرتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہوگا۔ حتیٰ کہ بدر الحلق سے لے کر دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر و شر یا تفصیل جانتے ہیں۔ اور جمع اولین و آخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح انبی کفایت مبارک کو اور اس دعویٰ کے ثبوت میں آیات و احادیث و اقوال علماء پیش کرتا ہے۔ مگر اس عقیدے کو شرک اور کفر کہتا ہے اور نکال درستی دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نہیں جانتے۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہ تھا۔ اور اپنے اس دعوے کے اثبات میں تقویت الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا۔ خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمایا تھا۔ دونوں طرح شرک ہے۔

اب علماء ربانی کی جناب میں التماس ہے۔ کہ ان دونوں میں کون برسر حق موافق عقیدہ سلف صالحین، اور کون بد مذہب جہتی ہے۔ عمر و کا دعویٰ ہے کہ شیطان کا علم رمعاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس گنگوہی مرشد اپنی کتاب برآین تاطعہ کے صفحہ ۷۴ پر اس کا بیان یوں لکھا ہے: "مکہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ تو خیر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے" اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مَنْ عَلِمَتْهُ الْغَيْبُ وَفَزَحَتْهُ

من کل عیب و علی الہ وصحبہ ابداً ادب الی اعوذ بک من مہزات الشیطن و اعوذ بک
 رب ان یحضور نہ زید کا قول حق و صحیح اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بیشک حضرت
 عزت عظمت نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا
 علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب۔ عرش تا فرش سب اکھنیں دکھایا ملکوت السموات و الارض
 کا شاہد بنایا۔ روز اول سے آخر تک کا سب کا فادما یکنون! ہیں بتلایا شیاء مذکورہ سے
 کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو
 خلیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر ہر رطب و یابس، جو پتا کر تلسے زمین کی اندھیریوں میں،
 جو دانہ کہیں پڑا ہے، سب کو جدا جدا تفصلاً جان لیا۔ الحمد للہ حمد اکثر۔ بلکہ جو کچھ بیان ہوا۔ ہرگز ہرگز
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا پورا علم نہیں صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔ بلکہ علم
 حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے۔ ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار کچھ دے کے کنار سمندر ہزار ہا ہوں
 جنگی حقیقت وہ جا میں۔ یا ان کا عطا کرنے والا۔ ان کا مالک و مولیٰ اجل و علا و الحمد للہ العلی الاعلیٰ کتب
 حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اسکے دلائل کا بسط شافی مجہان وافی ہے۔ اور اگر کچھ نہ ہو۔
 الحمد للہ قرآن عظیم خود شاہ عدل و حکم فصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ و نزلنا علیک الکتاب تنبیانا
 لکل شیء و ہدی و بشیرۃ للمسلمین۔ اتاری ہم نے کتاب تم پر ہر چیز کا روشن بیان ہے۔
 اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و رحمت و بشارت و قال اللہ تعالیٰ ما کان حدیثاً یفتویٰ
 و لکن تصدیق الذی بین یدایہ و تفصیل کل شیء۔ قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے۔ بلکہ کلی
 کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان۔ و قال اللہ تعالیٰ ما غرطنا فی الکتاب من
 شیء۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھانہ رکھی۔ الخ بلفظ کتاب منیر الدین مصنف مولانا بشیر الدین۔

صفحہ ۲۶۱

اس کے آگے اس فتوے میں قرآن شریف و احادیث شریف و تفاسیر و کتب سیر و اقوال علماء
 دیج کر کے زید کے دعوے کو کامل و اکمل طور سے ثابت کیا ہے۔ اور دعوے بکر و عمر و مردود و ظاہر
 کیا ہے۔

تعداد علماء جن کی اس فتوے پر تقاریر و موافقیہیں دستخط ہیں

۳	(۱)	علمائے کرام بریلی شریف	۵	(۲)	علمائے کرام بدایوں شریف
۱۶	(۳)	" سورت	۴	(۴)	" حیدرآباد دکن
۴	(۵)	" مدراس	۳	(۶)	" احمدآباد و جبرات
۶	(۷)	" بمبئی	۹	(۸)	" بنگلور
۱	(۹)	" دہلی	۱	(۱۰)	" علیگڑھ
	(۱۱)	" کاپنور	۱	(میزان کل)	۵۵ - علماء

دوسرے علماء حریں شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً

- جن کے دستخط کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخیل - مصنفہ حضرت مولانا مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ پر ہیں جو ۱۳۳۳ھ میں مولانا نے خود کروائے۔
- (۱) محمد صالح کمال صاحب مفتی الحنفیہ (۲) محمد سعید با بصیل صاحب مفتی شافعیہ
 - (۳) محمد عبد بن حسین صاحب مفتی مالکیہ (۴) خلف ابن ابراہیم صاحب مفتی حنبلیہ
 - (۵) شیخ الدلائل محمد عبد الحق صاحب مذاہب آبادی مہاجر کی (۶) عبد اللہ سندھی صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ
 - (۷) امام الدین صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ (۸) محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ
 - (۹) سید اعظم حسین صاحب (۱۰) عظمت علی صاحب
 - (۱۱) محمد رحمت اللہ صاحب پایہ حریں شریفین مہاجر کی
 - (۱۲) حضرت نور صاحب (۱۳) عبد سبحان صاحب

نام علمائے مدینہ منورہ

- (۱) عثمان بن عبد السلام داغستانی مفتی حنفیہ
- (۲) سید محمد علی بن طاہر - مدرس اعلیٰ

لیجئے مولوی! علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو آیات و احادیث و تفاسیر و کتب سیر و احوال و اقوال علمائے متقدمین و متاخرین سے کامل طور پر ثابت کر دیا گیا اور آپ کے اعتراضات کا جو غلط فہمی یا دھوکہ دہی سے کئے گئے تھے ان کا بھی دندان شکن جواب ہو چکا۔ اب ماننا نہ ماننا آپ لوگوں کے اختیار میں۔ جب تک خداوند تعالیٰ کی مہربانی نہ ہو تب تک کچھ نہیں بتا سکتے۔ دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم صراطِ مستقیم عطا کرے۔ اب علم غیب کو مختصر آخری نتیجہ پر ختم کرتا ہوں۔ وہ نتیجہ قرآن شریف سے اس طرح ہے:-

نتیجہ اخیر علم غیب کا

یہ ہے کہ جو کوئی شخص علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا مطلقاً انکار کرے وہ بموجب حکم خداوندی منافق، کافر، مرتد ہے۔ اس طرح ہے:-
اگرچہ اصولاً بالعموم کوئی شخص قرآن شریف اور احادیث شریف کا استہزاء کرے، یا انکار کرے۔ وہ شخص بالاتفاق کافر ہے۔ لیکن یہاں پر بالخصوص جو شخص علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا مطلقاً استہزاء انکار کرے وہ بموجب حکم خداوند تعالیٰ منافق، کافر، مرتد ہے۔ اس طرح ہے:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبَا اللَّهِ وَآيَتُهُ وَرَسُولُهُ كُنْتُمْ تَسْتَكْهِنُونَ ۚ لَا تَعْتَدُوا وَقَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (سورہ توبہ) ترجمہ۔ اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو۔ تو وہ (منافقین) ضرور کہیں گے۔ ہم تو بے نیازی کھیل میں تھے (مے میسر جدید) آپ فرمادیکھئے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ اور اسکی آیتوں اور اسکی رسول (صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) سے کھٹھا کرتے تھے۔ پس پہلے مت بناؤ۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے (یعنی مرتد) ❖

(۱) تفسیر امام ابن جریر علیہ الرحمۃ مطبوعہ مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵۔

(۲) تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ جلد سوم صفحہ ۲۵۴۔

حضرت ابن شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد ظہیر غاص حضرت سیدنا

۱۵ تفسیر بیضاوی جلد اول سورہ توبہ صفحہ ۳۳۹۔ سطر ۲۸۔ اور تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۹۹

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے اور شان نزول اس آیت شریفہ کا یوں فرماتے ہیں
 انه قال فی قوله لا یؤتیہم من اللہ شیئاً ولکن سئلہم لیقولن انما کنا نحوض و نلعب الایہ قال جل
 من المنافقین یحذرنہ ان ناقة فلان بوادی کذا و کذا ما یدادیہ بالغیب۔ کہا امام
 مجاہد رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں :- اور اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو تو وہ (منافقین
 کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہی اور کھیل کرتے جاتے تھے (آخر آیت تک) (وہ منافقین استہزاء کرتے جاتے
 تھے) جبکہ ایک شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں شخص
 کی اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے۔ اس پر ایک منافق بولا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
 بتاتے ہیں۔ کہ اونٹنی فلاں فلاں جگہ میں ہے وہ غیب کی بات کیا جانتی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے
 یہ آیت شریفہ اتاری کہ تم اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کھٹکتے ہو، بہانہ دے کر
 بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی بات کو کیا جانتی ہو کہ
 کہنے سے کافر ہو گئے۔

دیکھئے۔ اس وقت کے منافقین کی مطابقت اس وقت کے منافقین کے ساتھ کیسی ہے
 وہ کہتے تھے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی بات کیا جانتی ہیں اور اس وقت بھی
 منافقین کا یہی قول ہے کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر بلکہ تقویت الایمان
 صفحہ ۵۸ سطر ۳ فرق اس قدر ہے کہ اس وقت کے منافقین اس عقیدہ علم غیب کو کفر نہیں
 کہتے تھے۔ یا اس عقیدہ والے مسلمان کو کافر نہیں کہتے تھے۔ لیکن اس وقت اور اس زمانہ
 کے ان کے سگے بھائی مسلمانوں کو جو قرآن شریف کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ بڑے زور سے
 علی الاعلان کافر کہتے اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں کافر لکھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گویا
 یہ ان سے بھی اعلیٰ درجہ کے عالی مرتبت کافر ہیں۔ جزاک اللہ تعالیٰ۔

نکتہ منکرین علم غیب رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دو دلائل سے منافی اور
 کافر ہیں۔ ایک تو یہی آیت شریفہ ظاہرہ قد کفرت بما یمانکم ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے
 قد کفرت بما یمانکم یعنی رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علم غیب کے منکروں کو فرمایا
 کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ صریح طور پر یوں ہے کہ اس آیت شریفہ کے اعداد و محل
 ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ اور دھڑلہ یا فقرہ۔ برآءہ یعنی فرقہ زنادقہ نجدیہ اسماعیلیہ
 وہابیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد و محل ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ گویا خداوند کریم نے پہلے

ہی سے اس آیت میں اس فرقہ زنا و فحشاء کو داخل کر دیا۔ علاوہ اسکے اگرچہ اعداد و جل الفاظ بلغنی اور اغلائی کے بھی وہی اعداد (۱۰۸۲) ہیں۔ لیکن مجھے ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔
 لیجئے مولوی جی با علم غیب کی بحث مختصر لیکن مسکتا ختم ہوئی۔ زیادہ لکھنا طوالت میں ہے۔

باب ہفتم

عقیدہ نمبر ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصاً تقویتۃ الایمان صفحہ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔

عقیدہ نمبر ۱۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً تقویتۃ الایمان صفحہ نمبر ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۳۔

قولہ توضیح۔ مطالبہ نمبر ۱۰۔ ۱۱۔ آپ نے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۰ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے اور عقیدہ نمبر ۱۱ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کیلئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ساری تقویت کے تلاش کرنے کے بعد یہی واضح ہوا۔ کہ ان ہر دو عقیدوں کی عبارات بھی سوائے بہتان اور افراہونے کے کوئی صلیت نہیں رکھتی بلقطہ صفحہ ۲۔

اقول۔ مفتی جی! معلوم ہو گیا ہے۔ کہ آپ کو اردو عبارات کے پڑھنے کی بھی قیادت نہیں۔ میری عبارت میں کہیں بھی یہ بات درج نہیں۔ کہ یہ عبارات بلقطہ ہی ہیں۔ بلکہ لفظ ملخصاً

لکھ کر تقویت کے صفحات ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ کا حوالہ دیا ہوا ہے۔ آپ ان صفحات کو پڑھتے نہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ ساری تقویت میں یہ مضمون ہی نہیں۔ اور بہتان و افراہ کا الزام لگاتے ہیں۔

اور اسی طرح کہتے چلے آتے ہیں۔ اور اسپر ہنسی اور حیرانی کی بات یہ ہے۔ کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں اسکا جواب بھی لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندہ خدا اگر وہ عبارت یا مضمون تقویت میں نہیں ہے۔ تو پھر

اسکی حمایت میں جواب کس بات کا لکھتے ہیں اور کیوں؟ صرف یہ لکھنا کافی تھا۔ کہ یہ مضمون ہی تقویت میں نہیں ہے۔ اس لئے اس کا جواب ہی نہیں ہے۔ وادعجب۔ لیجئے میں ان عبارات

کو پورے طور پر لکھتا ہوں۔ جو آپ کو نظر نہیں آتیں۔ جن کا خلاصہ میں نے لکھا ہے۔ وہ یہ ہوا۔

(الف) تیسری بات یہ ہے کہ بعضے کام اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ اور رکوع اور باقیہ باندھ کر کھڑے ہونا۔ اور اس کے گھر کی طرف مڑنا۔

قصد کر کے سفر کرنا الخ۔ بلفظ صفحہ ۱۰۔ تقویتہ الایمان۔

(ج) پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے چہلہ کو یا کسی کے مکان کو یا کسی تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے، یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے، یا جانور چھڑا دے، یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے لئے پاؤں چلے، یا ان کی قبر کو بوسہ دے، مور چھل جھلے، اور اس پر شامیا نہ کھڑا کرے یا ہاتھ باندھ کر التجا کرے، دعا مانگے، مجاور بن کر بیٹھ رہے، وہاں کے گرویش جنگل کا ادب کرے ایسی قسم کی باتیں کرے۔ سوا سیر شرک ثابت ہوتا ہے بلفظ تقویتہ الایمان ص ۱۱

(ج ۱) اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا اور اس کو بیکارنا، اور اس کا نام جینا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لئے کھڑائے ہیں۔ اور کسی یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔ بلفظ تقویتہ الایمان صفحہ ۴۰۔

(د) اور کسی کی قبر پر یا چہلہ پر یا کسی کے مکان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کے رنج اور تکلیف اٹھا کر، وہاں پہنچنا، یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ بلفظ صفحہ ۴۱۔

(ه) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑا رہنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے کھڑائے ہیں۔ سوا اور کسی کے لئے نہ کیا جاوے بلفظ۔ تقویتہ الایمان صفحہ ۴۳۔

دیکھیے مفتی جی! یہ عبارات مندرجہ بالا تقویتہ الایمان میں موجود ہیں۔ جن کا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے جو آپ کو نظر نہیں آئیں۔ کیا مسلمان لوگ دور دور سے قصد کر کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لئے نہیں جاتے۔ اور حاضر ہو کر ہاتھ باندھ کر حضور میں کھڑے نہیں ہوتے۔ اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نہیں پکارتے۔ اور اپنے گناہوں کی مغفرت بوجہ کم خداوند تعالیٰ دلو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤں الا یہ نہیں مانگتے ضرور ضرور مسلمان لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور کریں گے، اور تاقیامت کرتے رہیں گے۔ اس لئے کہ ایسا کرنا خدا کریم، اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ لیکن وہابیوں کے گھر میں یہ سب شرک ہے۔ ابعیاد باللہ۔

قولہ۔ البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے، بعضے کام اللہ نے تعظیم کے اپنے لئے

خاص کئے ہیں۔ اُن کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ کرنا۔ رکوع اور یا تھہ باندھ کر کھڑا ہونا۔ وغیرہ
وغیرہ الخ۔ بلفظ صفحہ ۲۱۔ سطر ۲۱۔

اقول۔ مفتی جی اشیا بش اور آفریں یا تو ایسی سختی سے انکار تھا۔ کہ ساری تقویت میں
دیکھا۔ یہ عبارات ہی نہیں۔ نہ افترا اور بہتان ہے۔ یا یہ کہ اسی وقت اعلیٰ حیا سے فوراً قرار بھی
کر لیا۔ اور البتہ کر کے یوں لکھ دیا۔ البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے۔ سبحان اللہ سجدہ۔
جادو وہ جو سر پر چڑھ کر لے۔

اچھا فرمائیے! یہ کام جو آپ کے امام الطائفہ نے خاص خدا کے لئے مقرر کئے ہیں صحیح ہیں۔
اور انکی صحت پر کیا دلائل ہیں۔ وہ کام یہ ہیں :-

وہ کام جو یو یو اسعیل دہلوی
نے خاص خدا کیلئے مقرر کئے ہیں

اُن کا جواب میری طرف سے بموجب مذہب اہلسنت :-

(۱) ہاتھ باندھ کر کسی سامنے
ہونا۔

(۱) یہ خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے روضہ مطہرہ کے سامنے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے
ہیں ایسے ہی وہاں تعظیم کیلئے کھڑا ہونا کتب دینیہ اور تعامل صحابہ و اہل
سنت سے ثابت ہے۔

(۲) کسی کی قبر کی طرف
دور دور سے قصد کر کے
سفر کرنا۔

(۲) یہ کام بھی خاص خدا کے لئے نہیں۔ کیا نعوذ باللہ خدا کی بھی کوئی قبر ہے۔
جس کے لئے دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا چاہیے۔ ہاں حضرت رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روزہ منور ہے۔ جسکی زیارت کے لئے دور
دور سے قصد لوگ بموجب ارشاد لازم الانقیاد حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے جاتے ہیں۔ اور احادیث شریف میں بھی ہے کہ جس نے حج
بیت الشکاک کیا۔ اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے میرے پر ظلم کیا۔ جس نے
زیارت کی میری قبر کی اسکی شفاعت میرے پر واجب ہو گئی۔ کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم شرک کی فرمائی۔ العباد باللہ۔

(۳) اس پر غلاف ڈالنا۔

(۳) کیا کوئی غلاف خدا پر ڈالا جاتا ہے۔ یا کوئی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ
کی قبر ہے جس پر غلاف ڈالا جاتا ہے یہ کام کیونکر اللہ تعالیٰ کے لئے

خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت قیمتی ازہر
غلاف موجود ہے جو جائز ہے ۔

(۴) کیا خدا کی بھی کوئی چوکھٹ ہے جہاں کھڑے ہو کر پکارنا چاہیے
یہ کام خدا کے لئے کیونکر ہوا ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
روضہ مبارکہ کی چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہو کر الصلوٰۃ والسلام
علیک یا رسول اللہ ضرور پکارا جاتا ہے۔ اور دعائے مغفرت بھی مانگی
جاتی ہے۔ جو حضور کے لئے خاص ہے۔

(۵) کیا خداوند تعالیٰ کے گرد بھی کہیں روشنی کی جاتی ہے۔ یہ کام خدا
کے لئے کیسے خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے گرد نہایت عمدہ خوشبودار روشنی و بابیہ سوز کی جاتی ہے
جس سے و بابیہ کی آنکھیں چند صیا جاتی ہیں۔ اس لئے وہاں جہاں
ہی نہیں۔ خدا نصیب نہ کرے ۔

(۶) کیا کوئی فرش بھی نعوذ باللہ منہا خدا کے بیٹھنے کے لئے بچھایا جاتا ہے
یہ کام خاص خدا کے لئے کیسا ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر نہایت عمدہ عمدہ قیمتی قالینیں بچھی ہوئی ہیں۔ کافی
زینت بغیر صل تعظیم حضور انور کے ہے قل من حرم زینۃ اللہ
الابیہ حکم خداوندی کے مطابق ہے۔ و بابیہ! جلو، بھنو۔ مگر کسی کی
مت سنو! ۔

(۷) یہ بھی خوب کہی۔ پانی پلانا بھی خدا کو ہی چاہئے۔ ورنہ شرک ہے
اگر اور کسی کو پلا دیا۔ یہ بھی خاصہ خدا ہے۔ العیاذ باللہ ۔

(۸) کیا یہ کام بھی خاص خدا کے لئے ہے۔ خدا کو بھی غسل اور وضو کی
ضرورت ہے۔ شاباش۔ یا آپ امام الطائفہ یہ چاہتے ہیں۔ سب
بگ بے غسل اور بے وضو نماز پڑھیں۔ یا یہ کہ جس شخص نے نمازیوں
کے لئے یہ سامان کیا وہ مشرک ہے۔ العیاذ باللہ ۔

(۹) یہ کام بھی خاص خدا کو کیونکر ہے۔ کیا کوئی گنواں بھی خداوند تعالیٰ کا

(۱۲) اسکی چوکھٹ کے آگے
کھڑے ہو کر پکارنا یا دعا مانگنا

(۵) اسکے گرد روشنی کرنی۔

(۶) فرش بچھانا

(۷) پانی پلانا

(۸) وضو اور غسل کا لوگوں
کے لئے سامان کرنا۔

(۹) اور اسکے کنوئیں کا پانی

تبرک مجھکر مینا اور بانٹنا ہے۔ آب زمزم مکہ شریف میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا۔ اور آب
کوثر مدینہ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہ مبارک
کا پینا اور بانٹنا اور غائبوں کے لئے یجانا شرک ہوا اور اس پانی کے
یجانا یا لا مشرک ہوا۔ العیاذ باللہ۔

(۱۰) رخصت ہوتے وقت یہ کام بھی خاکس خدا کے لئے کیونکر ہوا۔ خدا سے بھی کوئی رخصت کئے پاؤں چلنا اور اسکے ہو کر سیدھے پاؤں چلنا یا خدا کے جنگل کا بھی ادب کیا جاتا ہے کیا گریز و پیش جنگل کا ادب کیا۔ وہابیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حیات النبی کی طرف پشت کر کے چلنا چاہئے۔ حالانکہ روزہ منظرہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونیکا حکم ہے اور کعبہ کی طرف پشت کر نیکا حکم ہے اور مدینہ طیبہ بھی کعبہ کی طرح ہے۔ ان سب کات ثبات آگے ہوگا۔

(۱۱) اُن کی قبر کو بوسہ دے (۱۱) یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کیونکر ہوا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی بھی کوئی نعوز باللہ قبر ہے۔ جس کے بوسہ دینے کا حکم ہے۔ عام لوگوں کی قبر کو بوسہ دینا جائز ہے۔ تو اگر کسی نے نہایت محبت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کو بوسہ دیا۔ تو وہ مشرک کیسے ہو گیا۔ وہابیوں کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے والدین کی قبر کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ تو کیا وہ مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ منہا۔

(۱۲) مور چیل جھلے

(۱۲) یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کو کیونکر خاص ہے۔ کیا کوئی مور چیل اللہ تعالیٰ کو بھی جھلا جاتا ہے گویا خدا کو مور چیل جھلنا چاہیے۔

(۱۳) اسپر شامیا کھڑا کر کے (۱۳) یہ شامیانہ بھی نعوذ باللہ خدا کی قبر پر کھڑا کرنا چاہئے ورنہ شرک ہے
(۱۴) بخاور بنکر بیٹھ رہے۔ (۱۴) چونکہ یہ کام بھی خاص خدا کے لئے ہے۔ تو خدا کی قبر (نعوذ باللہ)
پر بخاور بنکر بیٹھے۔ اور باقیہ ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے روضہ مطہرہ کے سب مجاور مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ

لیجئے مفتی جی! یہ چودہ کام جو اپنے اپنے امام الطائفہ کی کتاب تقویت الایمان سے اپنے رسالہ کے

صفحہ ۲۱-۲۲ میں سے نقل کئے ہیں۔ پیش کر کے ساتھ ہی مختصر سا جواب بھی دیدیا ہے۔ اب آپ فرمائیے اور اپنے اماموں سے پوچھ کر جواب دیجئے۔ کہ یہ کن کن آیات و احادیث کا ترجمہ ہیں۔ اُن کو پیش کیجئے ورنہ سخت متعصب و ہابی ہونا قبول کیجئے۔ جسکی آپ کو بظاہر بڑی چڑ ہے۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ و ہابیوں کی تعریف جداگانہ باب میں لکھونگا۔ انتظار کریں۔

فصل اول

اب میں چنت آیات و احادیث و دیگر کتب معتبرات کی عبارات مختصر آپ کے اطمینان کے لئے نقل کرتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوگا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لئے دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا قریب واجب ہے۔ نیز مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے۔ اسی واسطے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ دونوں کو حریم شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً بولا اور لکھا جاتا ہے۔ اور قبر کو بوسہ دینا، غلاف چڑھانا شامیہ کھڑا کرنا وغیرہ وغیرہ سب درست ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **دَلُوا أَنَّهُمْ أَظَلَمُوا** انفسہم جاؤں کہ فاستغفروا اللہ و استغفر اللہ رسول لوجہ اللہ تو ابا رحیم (سورہ النصار) یعنی جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کریں تو یہ کہہ کر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) پاس آویں۔ اور اللہ سے معافی مانگیں۔ اور معافی مانگے اُن کے واسطے۔ رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم، تو البتہ وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کر نیوالا اور رحیم پاویں گے یعنی گناہ بخشے جاویں گے۔

(۲) مواہب اللدنیہ جلد ثانی مصری صفحہ ۳۸۳۔ سطر ۲۸۔

(الفصل فی زیارة قبرہ الشریف و مسجد لمینف) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زارنی محتسباً الی المدینۃ کان فی جواردی یوم القیمۃ رواہ البرہقی۔ ایضاً قال علامہ زین الدین بن الحسین المراغی وینبغی لکل مسلم اعتقاداً کون زیارتہ صلی علیہ وسلم قویۃ للاحادیث الواردة فی خلافہ و یقول لمتعالوا انہم اظلموا انفسہم جاؤں غلطیاً و استغفروا اللہ و استغفر اللہ رسول لوجہ اللہ تو ابی رحیم (یعنی فرمایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص مسلمان) دلی قصد سے مدینہ شریف میں میری زیارت کے لئے آیا۔ وہ قیامت کے دن میری پناہ اور پڑوس میں ہوگا۔ اور علامہ زین الدین بن حسین مراغی نے فرمایا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو لازم ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو باعث قربت الہیہ کا اعتقاد رکھے۔ کیونکہ اس میں بہت احادیث وارد ہیں۔ اور بموجب قول اللہ تعالیٰ کے کہ اور اگر وہ لوگ جو گناہ کریں۔ اور تیکر پاس آئیں اور استغفار کریں اللہ سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے بخشش مانگیں (تو اللہ ان کو بخش دے گا) لان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم (میتنقطع) موتہ یہ اسلئے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ وہ ان کے وصال سے قطع نہیں ہوتی۔ الخ۔ حیات و ممات برابر ہیں :

(۳۷) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۲۱۳

سطر ۱۸۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے جس پر سب کا اجماع ہے۔ اور وہ فضیلت ہے۔ جہیں سبکی رغبت ہے۔ اور بعض علماء اسکو واجب کہتے ہیں۔ اور دوسرے اس قول کی تاویل سنن و احادیث کی کرتے ہیں۔ اور گویا کہ مراد سنن واجب سے سنت موقوفہ نہایت تاکید کر۔ بلفظ۔ (۳۸) ایضاً حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہے۔ اور سارے مستحبات سے موقوفہ قریب بدرجہ واجبات ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۱۴ :

(۵) ایضاً بعض کہتے ہیں۔ اگر مدینہ منورہ حج کی راہ میں پڑے تو اولیٰ یہ ہے کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرے۔ اور بعض سلف باوجود اس بات کے کہ راہ حج مدینہ منورہ کی طرف نہ ہو تو بھی اس پر زیارت مدینہ منورہ کو مقدم رکھتے۔ بلفظ صفحہ ۲۱۴۔ فضیلت (۶) ایضاً۔ اور تاج الدین سبکی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی کو باصول اربعہ بیان کیا ہے چنانچہ کتاب التائبین حق تعالیٰ کے قول سے ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءك الاية اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے۔ درگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اس بات کی ترغیب کہ اس آستانہ شریف پر حاضر ہو کر سوال مغفرت کریں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ استغفار مانگیں اور یہ رتبہ عظیم ہے۔ کہ منقطع ہو نیوالا نہیں۔ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات برابر ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۱۴ :

(۷) ایضاً سارے علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات کا

برابر ہونا اس آیت مجیدہ سے سمجھ کر آداب زیارت میں حکم دیا۔ بلفظ صفحہ ۲۱۴

(۸) ایضاً المکہ اعلام نے باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حاضر ہو کر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجد شریفہ میں حاضر تھا کہ اعرابی نے آکر زیارت قبر مطہرہ کی کی۔ اور عرض کیا کہ یا خیر المرسل حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک سچی کتاب آپ پر اتاری ہے اور اس میں فرمایا ہے ولوانہم اظلموا انفسہم جاؤ فاستغفروا اللہ اکلیہ اور میں آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔ اپنے گناہوں۔ استغفار مانگتا ہوں۔ اور آپ کی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہوں۔ پھر اعرابی نے رو کر بیت پٹھے، پھر وہ اعرابی چلا گیا۔ بعد اس کے جانے کے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ تو اس اعرابی کے پاس جا۔ اور اسکو بشارت دے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اسکی مغفرت کی۔ اور اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ بلفظ صفحہ ۲۱۵۔

(۹) ایضاً حافظ ابو عبد اللہ مصباح النظار میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بعد تین دن کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئیں قبر شریف پر گرا دیا۔ اور خاک میں لوٹنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے خدا سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ اور از جملہ اس کے کہ آپ پر اترا ہے۔ یہ آیت ہے ولوانہم اظلموا انفسہم جاؤ فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول وجماعہ واللہ تواب رحیم میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اور آپ کی جناب میں آیا ہوں۔ کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجے۔ قبر میں سے آواز آئی قل غفر لک تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے بلفظ صفحہ ۲۱۵

فصل دوم احادیث در زیارت روضہ مطہرہ

۱۱ احادیث شریفہ من زاد قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی۔ اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ ترجمہ جذبات القلوب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۹۶ سطر ۳

(۲) حدیث شریف من زاد قبری حلت له شفاعتی - یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی مسلمان نے زیارت کی میری قبر کی - اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی - ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث صفحہ ۱۹۶ - سطر ۱۷

(۳) حدیث شریف من حج فزاد قبری بعد وفاتی کان من زادنی فی حیاتی - بلفظ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی نے حج کیا - اور پھر میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی - تو گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی - ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۶ سطر ۱۹

(۴) حدیث شریف - من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی - بلفظ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی نے حج بیت اللہ شریف کا کیا - اور اس نے میری زیارت نہ کی - پس تحقیق اس نے میرے پر ظلم کیا جذب القلوب کا ترجمہ اردو صفحہ ۱۹۷ سطر ۶

(۵) حدیث شریف من زاد قبری کنت له شفیعاً وشہیداً - بلفظ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے زیارت کی میری قبر کی - تو میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا - ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۷ - سطر ۱۰

(۶) حدیث - حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں من زاد قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزرنی فقد جفانی - یعنی فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے میرے انتقال دنیا کے بعد میری قبر کی زیارت کی - پس گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ کی - پس تحقیق اس نے مجھ پر ظلم کیا - ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۸ - سطر ۳

دیکھئے کہ یہ چھ احادیث ایسی ہیں جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر کی زیارت کے لئے فرمایا ہے - اگرچہ اور بھی احادیث موجود ہیں - لیکن قبول کرنے والے کیلئے یہی کافی سے زیادہ ہیں - اور نہ ماننے والے کے لئے قرآن شریف بھی نا کافی ہے - ان میں یہ بھی وعید موجود ہے - کہ اگر کوئی مسلمان میری قبر کی زیارت نہ کرے گا تو اس نے فی الواقعہ مجھ پر ظلم کیا - پس یہ شخص جو منکر ہے یا مانع ہے ظالم ہے - ظالم بھی ایسا ظالم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کر رہا ہے - اس ظالم کے برابر دنیا و آخرت میں بڑھاکو کون ہو سکتا ہے - العیاذ باللہ جسکی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ - یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی لعنت ظالموں پر ہے اور وہی جگہ فرماتا ہے وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظّٰلِمُونَ

رسورہ بقرہ یعنی جو لوگ کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔ پس کیا حال ہے ان اشد ظالموں کا۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کر نیکیوں علی الاعلان شرک کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ اور زیارت کر نیوالے مسلمانوں پر شرک کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ جو تمام دنیا پر ہیں۔ (راحول ولا فقاۃ الا باللہ العلی العظیم)

فصل سوم آداب زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں (کتاب سیر وفقہ)

(۱) غایتہ الاوطار ترجمہ در مختار جلد اول صفحہ ۶۲۳ سطر ۴ (کتاب الحج)۔

(الف) فصل ثانی قبر شریف کے آداب زیارت میں، سنن ابو داؤد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کوئی ایسا نہیں جو سلام کرے مجھ کو۔ مگر حق تعالیٰ میری روح کو پھر دیتا ہے۔ تا ائیکہ میں اسکو سلام کا جواب دیتا ہوں۔ روح پھیرنے سے مراد یہ ہے کہ بحرح سلام کرنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں سلام کے جواب دینے کی واسطے۔ اور ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو زور و ڈیرہ بیگا میری قبر کے پاس میں اسکو سنتا ہوں۔ اور جو درویش پڑھتا ہے زور تو مجھ کو پہنچتا ہے۔ یعنی فرشتے پہنچاتے ہیں۔ دارقطنی اور ابو بکر بن عزم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا۔ میری شفاعت اس کے واسطے واجب ہوگی۔ یعنی بالضرورت ثابت ہوگی۔ مجتہد صادق کے وعدہ صادق سے۔ اور دارقطنی نے امالی میں، اور ابو بکر مفری نے اپنے مجمع میں اور طبرانی نے معجم کبیر اور واسط میں بسند معتد عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو میری زیارت کرنے کو آویگا اس طرح کہ اس کا کچھ مطلب اور حاجت نہ ہو سوا میری زیارت کے۔ تو مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کا شفیع ہوں گا قیامت کے دن۔ م حضرت کی زیارت عام ہے حیات میں یا بعد ممات کے۔ چنانچہ اگلی حدیث میں مقرر ہے۔ دارقطنی اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی یوں فادہ بخود گویا
 میری زیارت کی میری حیات میں۔ اور وار قطنی اور ابن عدی نے روایت کی عبد اللہ بن
 عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور
 میری زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ستم کیا۔ اور حافظ ابن عساکر نے یہ مضمون انس بن
 مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
 اس کا کچھ عذر نہیں جسکو وسعت اور مقدور ہو میری آمرت سے اور میری زیارت
 نہ کی۔ کئی النعم و دیگر المذنبین اللہ یغفرہم۔ اور حافظ منذری نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علم میرا بعد
 وفات کے ایسا ہے جیسا علم میرا حیات میں تھا اور ابن عدی اور ابویعلی نے روایت کیا کہ انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء زندہ ہیں اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔ بلفظ صفحہ ۶۲۳۔ (ج) جب قبہ شریف نظر آئے
 تو اس کی عظمت اور فضیلت کو دیکھ کر کہ یہ مکان ہے جسکو حق تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
 پسند فرمایا سو کمال شوق اور تعظم سے درود پڑھنے لگے۔ پھر جب مدینہ شریف داخل ہو تو توپوں کے بسم اللہ و الحمد للہ کے ساتھ
 صدق و اخراجی خروج صدق اکمل بلفظ صفحہ ۶۲۴۔ سطر ۱۸ (ج) اور لازم ہے کہ کمال شریف اور عجمی سے اس شہر معظم کا
 دیکھا کہ یہ شہر درود پڑھتا داخل ہوا اور یہ تصور کرے کہ اس شہر کو کس فائز پاک کے رخسار سے صرف حالت حال اس
 اکمل بلفظ صفحہ ۶۲۴۔ سطر ۱۸۔

(۵) پھر قبر شریف کی طرف کمال عجز و انکساری سے آنکھیں جھکائے
 متوجہ ہو۔ بلفظ صفحہ ۶۲۴۔ سطر ۱۸۔

(۸) بالجملة قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دیکر زیارت کے واسطے کھڑا ہو۔۔۔۔۔
 امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف قبلہ کی سمت سے آئے اور پشت اپنی قبلہ کی طرف
 کرے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف منہ کرے۔ پھر کہ السلام
 ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انتہی کلام۔ اور یہی مذہب سب کا امہ ثلاثہ رحمۃ اللہ
 علیہم کا۔ اچھا صل زیارت کے وقت مویوب بطور نماز کھڑے ہو کر صورت مقدسہ
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے۔ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبارک
 مبارک میں آرام فرماتے ہیں۔ اور میرے حاضر ہونے کو جانتے ہیں۔ اور میرا کلام سنتے
 ہیں۔ اسی واسطے کہ حضرت کی حیات اور سماعت حدیث میں متصور ہے۔
 پھر کمال حیا اور ادب سے یوں عرض کرے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 ین یا رسول رب العالمین السلام علیک یا خیر الخلق اجمعین السلام
 علیک یا سید المرسلین وخاتم النبیین۔ الخ۔ بلفظ صفحہ ۶۲۴۔ سطر ۲۱۔

(۲) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب الی دیار المحبوب شیخ عبدالحق
 علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۴۱-۲۴۲۔ اور جقدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن میں
 خضوع و خشوع عجز و انکسار سے ایک ذرہ فرو گذاشت نہ کرے۔۔۔۔۔ اور سلام کے
 وقت دامنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں کھڑا ہوا کرے
 ہیں۔ چنانچہ کرامانی نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے۔ بلفظ۔
 بہر حال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو یا دور، ادب کو ہاتھ سے نہ کرے۔ اور یقیناً اس
 اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع
 ہیں۔ اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو اور نہ بہت پست، یہ صفت حیا و وقار سلام
 عرض کرے: السلام علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر تین بار کہے السلام علیک
 یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا نبی اللہ۔ السلام علیک یا سید المرسلین۔ السلام
 علیک یا خاتم النبیین۔ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے۔ بلفظ
 صفحہ ۲۴۱۔ سے ۲۴۲ تک۔

(۳) کتاب حاشیہ مناسک خطیب شریعی باب زیارت روضہ مطہرہ
 فالاولیٰ لہ وضع یمینہ علی السیارة کالصلاة الخ بلفظ یعنی زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بہتر یہ ہے کہ اپنا دامن ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے۔
 جیسے نماز میں رکھے جاتے ہیں۔

(۴) فتاویٰ عالمگیری باب زیارت قبر شریف ووقف کما یقف فی الصلاة۔
 یعنی زیارت کرنے والا ایسا کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

(۵) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۸۳۔ سطر۔ المطبوعہ مصر۔ اعلام
 زیارت قبرہ الشریف من اعظم الایات وارجی الطاعات والسبیل الی الاعمال
 الدرجات۔ من اعتقد غیر هذا فقد انحلع من رتبة الاسلام وخالف اللہ
 وراسولہ وجماعة العلماء الاعلام بلفظ یعنی جان لے کہ زیارت قبر مطہرہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عظیم آیات سے ہے۔ اور تمام طاعتوں سے ثواب زیادہ والا ہے
 اور اعلیٰ درجات کی طرف راستہ ہے۔ اور جو کوئی اسکے خلاف عقیدہ رکھے یعنی زیارت
 کر نہ کرے۔ یا نہ کرے اپنی گردن پر سے اسلام کا قلاب اتار ڈالا۔ یعنی اسلام سے نکل گیا اور

اس نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور ایک جماعت علماء
سلام کی راہبیا فرما رہی تھی

(۶) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۸۷ سطر ۶ مصری و مینغی ان یقت عند
محافظات اربع اذرع و ملازم الادب و الخشوع و التواضع غا من البصر فی مقام الحیبة
ما کان یفعل بین یدایم فی حیاتہ و لیست تحضر علمہ بوقوفہ بین یدایم و سماعہ لسلام
کما ہونے حال حیاتہ۔ اختلاف بین موتہ و حیاتہ فی مشاہدۃ الامۃ و معرفتہ
بالحال و دنیا تہم و عنائتہم و خواطرہم و ذلک عندنا جلی لا یمقاہ۔ بلقط
یعنی زیارت کر نیوالے کو لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے
چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔ اور لازم کر کے ادب اور عاجزی کو آنکھیں نیچے کئے ہوئے ہیبت زد
جیسے کہ ان کی حیات میں کرتا۔ اور یقین جانے اپنے و ہمیں یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میں کھڑے ہونے کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اور میرے سلام کو سنتے ہیں جیسے کہ زندگی
کی حالتیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اور حیات میں بالکل فرق
نہیں۔ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور سب کو پہچانتے ہیں۔ ان کے حالات اور ان کے
دلوں کی نیتیں اور ان کے مقاصد و مرادات اور ان کے دلوں کے بھید سب کچھ ان کے سامنے
روشن ہیں۔ ان سے کچھ بھی چھپا نہیں۔

(۷) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۸۷ سطر ۱۸۔ مصری لشد یقول اللہ
بحضور قلب و غرض طرقت و صوت و سکون جوارح و اطواق۔ السلام علیک یا
رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ۔ الخ بلقطہ یعنی زیارت کر نیوالا روضہ مطہرہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے دل کو حاضر کرے۔ اور اپنی آنکھوں کو نیچے کرے۔
اور آواز کو نرم کرے۔ اور تمام اعضا کو ساکن کرے۔ اور سر کو جھکا کر
یوں کہے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر سلام سے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ پر سلام۔
اسی طرح آخر تک

یہ سب مفتی جی اسی قدر کافی ہے۔ اور تمام السنن و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ اس سے
مناہر و باہر ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف اور روضہ مطہرہ کی زیارت
کے لئے دور دور سے سفر کر کے جانا و اجبات سے ہے مسلمانوں کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہاتھ باندھ کر جیسے نماز میں خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں نہایت عجز و انکساری خشوع اور خضوع سے کھڑا ہونا چاہئے اور ان کو اپنے سامنے حاضر و ناظر سمجھنا چاہئے۔ اور ایٹھا النبی اور یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا کائنات علیہم ایسا کہ نبیوالاعین مسلمان اور بیکار و بیدار دوست خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر مس کو مشرک کہنے والا خود بڑا بڑا مشرک ہے۔ مبارک ہو ۛ

فصل چہارم مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے

پہلے صحیح بخاری سے دو ایک احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ جس کو وہابیہ بعض مسائل میں قرآن شریف سے بھی مزعج سمجھتے ہیں۔ یا کم سے کم قرآن شریف کے بعد ہی کتاب لکھنے نزدیک صحیح اور قابل عمل اور دوسری صحیح مسلم ۛ

(۱) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۳۵ سطر ۱۸ مصری (باب حرم المدینہ) عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المداینۃ حرم من کذا الى کذا لا یقطع شجرھا ولا یحداث فیھا حدثا من احدث فیھا حاد فاعلیہ لعنة الله والملائکة والناس اجمعین۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مدینہ منورہ حرم ہے اس جگہ سے لیکر اس جگہ تک اسمیں سے کوئی درخت نہ کاٹا جائے اور نہ اس میں کسی قسم کی نئی بات خلاف شرع پیدا کی جاوے۔ اور جو کوئی شخص ایسا کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے ۛ

(۲) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۳۵ سطر ۲۸ مصری۔ عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المداینۃ حرم ما بین عاترالی کذا من احدث فیھا حاد فاعلیہ لعنة الله والملائکة والناس اجمعین الحديث۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) کہ مدینہ منورہ حرم ہے۔ اور میان عاتر (پیار جگہ ہے) کے اس جگہ تک جو کوئی شخص اسمیں نئی بات خلاف شرع کرے یا اس میں ایسے پلید شخص کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں و تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ ۛ

۴۴ صحیح بخاری جلد اول مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۱۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب الہی میں دعا کی اللھم انی احرم ما بین جلیہا مثل ما حرم بہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ۔ یعنی الہی میں دو نوپاڑوں کے درمیان مدینہ منورہ کو حرم کرتا ہوں مانند حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسے انہوں نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔

(۴) صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۴۱۔ سطر ۶۔ مطابق حدیث بالا صحیح بخاری ہے۔
(۵) صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۴۰۔ سطر ۱۲۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابراہیم حرم مکہ وکنی حرمت المدینۃ ما بین لابیتھما یقطع اعضاھما ولا یصاں صیداھا۔ باقظہ۔ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا۔ اور میں نے بھی اسی طرح مدینہ کو حرم بنایا ہے اس کے درخت نہ کاٹے جائیں۔ اور نہ اس میں شکار کیا جائے۔

دیکھئے مفتی جی! مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے۔ کیسی سخت تاکید احادیث میں۔ آپ کے امام الطائفہ کا یہ قول کہ اسکے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا بھی شرک ہے آپ کے عقیدہ نمبر ۱۔ ۱۱ کا رد پورے طور سے کافی ہو چکا ہے۔ یعنی دور دورے قصد کر کے روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے جانا۔ اور روضہ منورہ کے آگے کھڑے ہونا۔ اور نہایت تعظیم اور خشوع اور انکساری اور عجز سے دست بستہ دونوں ہاتھ باندھ کر جیسے نماز پڑھنے کے وقت باندھے جاتے ہیں کھڑے ہونا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا۔ ان سے نجات مانگنا، استغفار کرنا، دعا مانگنا۔ اور مدینہ منورہ کو حرم جان کر اسکے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا، درختوں کو نہ کاٹنا۔ شکار نہ کرنا۔ آیات و احادیث سے ثابت کر دیا گیا۔ اب آپ کو سوا قبول کرنے کے چارہ نہیں اور باقی آپ کے امام الطائفہ کے اقوال جن پر آپ کا بھی ایمان ہے۔ مثلاً غلاف و النما۔ اسکے گرد و پیش کرنا۔ فرش بچھانا۔ پانی پلانا۔ وضو و غسل کا لوگوں کے لئے سامان کرنا۔ کوئیں کے پانی کو تبرک جان کر پینا، یا غائبوں کے لئے لیجانا۔ قبر کو بوسہ دینا۔ شامیانہ کھڑا کرنا۔ مجاور بنکر بیٹھنا وغیرہ یہ سب افعال اہل سنت و جماعت کے نزدیک حلال و جائز ہیں۔ وہابیہ کے پاس کوئی دلیل

آیت اور حدیث سے ان کے خلاف نہیں ہے۔ یہ باتیں میری بحث سے خارج ہیں۔ اس لئے ان کا جواب دینا ترک کیا گیا۔ یہ سب عقاید و بابیہ کے ہیں۔ جو اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں۔ اور بس

لیجئے آپ کے سب کے مطالبہ جو اس بحث کے نیچے قے کا و خور و ہو گئے۔ اب ایک مطالبہ باقی ہے۔ جو میری بحث سے خارج ہے۔ اور آپ کا نیا سوال ہے جس کا جواب دینا میرے لئے ضروری نہیں۔ مگر چونکہ آپ سائل ہیں۔ اس لئے جواب دیا جاتا ہے۔ اس مسئلے سے بھی کہ شرک مسئلہ آپ کے گھروں میں بہت اٹھ رہا ہے جس کو دیکھنے سے بھائی بھائی میں کیا چیزیں پھیل رہی ہیں۔ اور آپ کا سوال لکھ لکھ وہ یہ ہے قول۔ مطالبہ۔ من مطالبہ میرے۔ شرک کسے کہتے ہیں۔ بلفظ صفحہ ۲۳۔ سطر ۳۔

اقول۔ شرک کے لغوی معنی شریک کرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں خدا کے ساتھ کسی کو مخلوق میں سے شریک کرنا۔ سا بھی، برابر بنانا ہے۔ عبارت ایک کتاب معتبر لغت درج کی جاتی ہے۔ منتخب اللغات صفحہ ۲۴۹۔ شرک بالکسر انباز شدن و اعتقاد انباز بخدا کے بے نیاز لغو و باللہ۔ و شریک با کسے۔ بلفظ۔ یعنی لفظ شرک شریکین کی زیر سے شرک کرنا۔ ہمتا۔ برابر کا ساتھی۔ اور اعتقاد خدا کے ساتھ شریک کرنا خدا پناہ دے اور کسی کے ساتھ شریک یا سا بھی علم عقاید کی کتاب شرح عقائد لسنفی میں اس طرح لکھا ہے جس کا ترجمہ یوں ہے (شرک کے معنی) شرک اس کو کہتے ہیں کہ کسی کو خدائی میں شریک کرنا۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھنا۔ یا جس طرح خدا تعالیٰ کو مستحق عبادت جانتے ہیں۔ کسی دوسرے کو بھی مستحق عبادت جاننا۔ انتہی ترجمہ غم ہو۔ یہ شرک ہے یا درکھئے۔ لیکن آپ اور آپ کے امام الطائفہ یا جماعت و بابیہ نے شرک کو یوں سمجھ کر ستا کر دیا ہے۔

(۱) اگر کسی نے مولود شریف کیا۔ وہ مشرک ہو گیا۔
(۲) اگر کسی نے مولود شریف میں تعظیم کی، ذکر و تلاوت پر اسے قیام کر دیا تو مشرک ہو گیا۔
(۳) اگر کسی نے فاتحہ خوانی کسی بزرگ یا فوت شدگان اقرام کی کی تو وہ مشرک ہو گیا۔
(۴) اگر کسی نے طعام و آب و شیرینیاں سامنے رکھ کر قرآن شریف میں سے کوئی سورۃ پڑھ لی تو مشرک ہو گیا۔

(۵) اگر کسی نے بعد دفن میت قبر پر آذان بہ نیت تلقین مسنونہ کہی۔ تو وہ بھی مشرک ہو گیا۔

(۷) اگر کسی بزرگ سلسلہ قادریہ نے وظیفہ مقررہ یا شیخ عبد القادر جیلانی
 شیعہ اللہ پر ہمارے مشرک ہو گیا ۔

(۸) اگر کسی نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا وہ مشرک ہو گیا ۔

(۹) اگر کسی نے درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وہ بھی مشرک ہو گیا ۔

(۱۰) اگر کسی نے کہا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم غیب تھا ۔

مشرک ہو گیا ۔

(۱۱) اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شفیع جانا تو وہ بھی مشرک ہو گیا ۔

(۱۲) اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیات النبی کہا تو مشرک ہو گیا ۔

(۱۳) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا درود شریف پڑھنا سنتے ہیں ۔

مشرک ہو گیا ۔

(۱۴) اگر کسی امتی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اعمال دیکھتے ہیں تو مشرک

ہو گیا ۔

(۱۵) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر یا مثل پیدا نہیں ہو سکتا تو

مشرک ہو گیا ۔

(۱۶) اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو مکان و صحبت سے منزہ سمجھا تو وہ بدعتی ہو گیا بلکہ حقیقی بدعتی

(۱۷) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا تو ہین ہے تو وہ خلاف نص کہا

کے مشرک ہو گیا ۔

(۱۸) اگر کسی نے کہا کہ مولود شریف کی تشبیہ کنھیا کے جنم کے ساتھ دینا تو ہین ہے تو

وہ مشرک ہو گیا ۔

(۱۹) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شیطان سے کم علم کہنا تو ہین ہے

تو خلاف نص کہا کہ مشرک ہو گیا ۔

(۲۰) اگر کسی نے کہا کہ اللہ اپنے وعدہ میں سچا ہے کذب کا بہتان لگانا کفر ہے تو وہ مشرک

ہو گیا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

یہ آپ کے شرک کی تعریف پوری ہو گئی مسلمانوں کے نزدیک کا شرک اور ہائیکہ
 شرک جہاں خدا معلوم ہوا ۔

باب ہشتم

عقیدہ نمبر ۱۲۔ وہابیہ داؤبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے بلخصوصاً تقویت الایمان صفحہ ۲۳

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۸۔ بر عقیدہ نمبر ۱۲۔ آپ تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۲ یہ لکھا ہے کہ کتاب مذکور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول کہنا شرک ہے۔ یہ عبارت بعینہ تقویت میں کہیں نہیں۔ لیکن یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ اہلسنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں فتاویٰ بزاز یہ ہیں ہے۔ من قال ارواح المشائخ حاضرہ فی علمون یکفر۔ جو کہے بزرگوں کی رو میں حاضر و ناظر ہیں۔ اور ہر حالات جانتے ہیں ہر وقت کافر ہو جاتا ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۳۔ سطر ۸۔

اقول مفتی جی کی عادت میں داخل ہے کہ میری عبارت بلخصوصاً لکھی ہوئی کا ضرور انکار کرینگے صفحہ محولہ پر نظر نہیں کرتے۔ یا کرتے ہیں تب اسکی فوراً تاویل کر کے جواب لکھنے لگ جاتے ہیں کیا میں نے یہ بات کہیں لکھی ہے کہ یہ عبارت آپ کی تقویت میں بعینہ لکھی ہوئی ہے۔ جب یہ بات نہیں ہے۔ تو پھر آپ عبارت بعینہ کیوں تلاش کرتے ہیں۔ اور جب صرفاً بلفظ بلخصوصاً لکھا ہوا موجود ہے۔ تو پھر یہ اغماض کیوں ہے۔ لیکن ساتھ ہی میرے اعتراض کا جواب بھی عبارت کے قبول کر کے لکھنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ عجب حالت ہے۔ انکار بھی ہے اور ساتھ ہی اقرار بھی آپ کہتے ہیں کہ اہل سنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر و ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں یہ عبارت آپ کی کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے۔ کیا کراما کا تبیین فرشتگان ہر وقت ہر انسان کے پاس حاضر و ناظر نہیں یا شیطان لعین سب جگہ موجود نہیں یا جانور اور سوچ بڑھتے وقت حاضر و ناظر نہیں۔ اگر آپ کا ایمان اس بات پر ہے کہ یہ ضرور حاضر و ناظر ہیں تو آپ شرک میں کیونکہ خدا کی ذات کے سوا اوروں کو حاضر و ناظر سمجھا۔ اور اگر آپ کا ایمان یہ نہیں کہ ہر وقت ہر انسان اٹھتے بیٹھتے ہر جگہ چلتے پھرتے کسی وقت بھی کراما کا تبیین ہمارے پاس حاضر و ناظر نہیں۔ تو آپ قرآن شریف کا انکار اور احادیث سے روگردانی کر کے کافر ہوتے ہیں۔ اب تو آپ کے لئے کوئی راستہ نہیں نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن۔ یہ آپ کا تفقہ فی الدین ہے۔

آپ نے یہ عبارت فتاویٰ بزاز یہ کو کسی وہابیہ کے رسالہ سے غلط نقل کر دیا۔ اور اس کے

(۲) شفاء حضرت قاضی عیاض و شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔
صفحہ ۱۱۷۔ جلد ثانی۔ ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اہل الا سلام یعنی اگر کسی
کی ملاقات کو جاؤ وہ گھر میں موجود نہ ہو تو کہو کہ میرا سلام و رحمت و برکت آنحضرت صلی علیہ
وآلہ وسلم پر ہے۔ یہ اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک ہر اہل اسلام کے
گھر میں حاضر رہتی ہے۔ اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے۔

(۳) شفاء قاضی عیاض علیہ الرحمۃ ان عبدا للہ بن عمر خدر مت رجلہ فقیل اذکر
حب الناس الیک ینزل عنک فصاح یا محمد اہ بلفظہ شرح ملا علی قاری۔ اخی فتاویٰ
یا علی صوتہ روکا نہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قصد بہ اظہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثۃ
یعنی تحقیق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا۔ اُن کو کہا گیا کہ یاد کرو آدمیوں میں سے
اُس شخص کو جو سب سے زیادہ پیارا ہے آپ کو۔ تب انہوں نے زور سے پکارا یا محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اس کے شراح حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما نے اظہار محبت کا قصد کر کے استغاثہ یاد فریاد کے ضمن سے پکارا تھا۔

(۴) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ
الرحمۃ جلد اول صفحہ ۴۴۳۔ سطر ۱۴ روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا
پاؤں سن ہو گیا تھا۔ لوگوں اُن کو کہا یاد کرو اُسے جو تیرے پاس سب سے زیادہ محبوب
تاکہ یہ آفت جاتی رہے۔ تب انہوں نے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر کے پکارا۔ پاؤں اُن کا
اچھا ہو گیا۔ بلفظہ ۵

(۵) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مطبوعہ نامی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ صفحہ ۱۰۱۔ سطر ۲۸
اور حبیب سو جائے پاؤں) خدا خدا ت رجلا فلیذا کرا حب الناس الیہ۔ اور حب
سو جائے پاؤں کسی کا پس چاہتے کہ یاد کرے بہت پیارے کو آدمیوں میں سے طرف اپنے
نقل کی یہ حدیث موقوفہ ابن سنی نے سنایا کہ یاد کرے محبوب کو تاکہ حاصل ہو خوشی و نفع
اس کے پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ بلفظہ (یہ حدیث شریف بہت

مشہور ہے۔ اور اکثر کتب معتبرات میں مسطور ہے۔

(۶) ایضاً عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت ہے۔
ان انسان اذا خلدت رجله فليناد يا محمد فان الخلد يذنب عنه بلفظه یعنی جب
کسی آدمی کا پاؤں سو جائے۔ تو اسکو چاہئے کہ وہ پکارے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
تو اس کے پاؤں کا سو جانا جائز رہیگا بلفظ صفحہ ۱۰۱۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہمیشہ عمل رہا۔ اور بالخصوص غزوات میں یا رسول اللہ
یا بنی اللہ پکارتے تھے۔ اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی سخت مشکلات میں عانت
اور امداد فرماتے تھے۔ خصوصاً حاجت روائی اور مشکلات شافی نصیبت اور آفتوں کے وقت
خاص نام نامی حضور سید ولد آدم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لیکر ندا کرتے تھے۔
اسی طرح تابعین و تبع تابعین۔ دو دیگر بزرگان دین آج تک کرتے آئے ہیں، اور کہتے ہیں
جائیں گے جو وہابیوں بخدیوں، دیوبندیوں کے نزدیک سب مشرک ہیں۔ العیا فی اللہ
من ہذا الخرافات والخرع بیلات۔

(۷) تاریخ ابن جریر طبری میں حضرت ابن اثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ان الصحابة
بعد موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شعارہم فی الحروب یا محمد
اسی طرح غزوہ یرموک میں جب دھاوا ہوا ہزار ہا صحابی رضی اللہ عنہم یا محمد اُمیت کا
آوازہ کرتے اور نصیب مارتے تھے۔

(۸) ظفر جلیل ترجمہ حصین منہزل یکث بنہ صفحہ ۷۵۔ سطر ۲۹۔ واذا انفلتت
وابنة فليناد اعينوني عباد الله وحاميه الله مويمص جب بھاگ جائے جانور کسی کا
چاہئے کہ پکائے مدد کرو میری اے بندو خدا کے نقل کی ہزار نے ابن عباس سے۔۔۔۔۔
مراؤ بندوں سے رجال الغیب ہیں۔ یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ ابن جیوس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جاوے جانور کسی کا
جنگل میں چاہئے کہ کہے یا عباد اللہ اجسوا یا عباد اللہ اجسوا۔
یعنی اے بندگان خدا اسکو روکو۔ پس اللہ کے بندے زمین میں ہیں کہ روکتے ہیں اسکو۔ پس

اس وقت کے چند وہابی دیوبندی۔ آفرین ہے مفتی جی! آپ کو شاید آپ کو وہ حدیث یاد نہیں کہ جو شخص کسی ایک مسلمان کو کافر یا مشرک کہتا ہے۔ وہ کفر اور شرک اسی کے گلے کا بار ہوتا ہے اور جو شخص تمام مسلمانان کو ابتدا سے آخر تک حتیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ جھوٹے اس کا کیا حال۔ اس کے گلے میں کتنے کفر کے بار پڑنے چاہئیں۔ اچھا اسکو خدا کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ظاہر و شریعت یا علماء کرام ابقا ہم اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نسبت جو فتویٰ صادر فرمائیں گے وہ آخر بیٹا ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہاں! ایک بات یاد آگئی۔ یہ کہ حصن حصین کے اس ترجمہ ظفر جلیل کے وقت اس حدیث سے ترجمہ بالا کے لکھتے ہوئے ایک آپ جیسے وہابی بہت سٹ پٹائے۔ اور وہابیت کے رنگ میں آئے۔ اور یہ بات جھوٹ اپنے منہ پر الحاق آلائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے (دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مولفہ اب قطب الدین صاحب دہلوی کا صفحہ ۷۷) مگر افسوس! ہنول نے اسی کتاب کا دیباچہ نہیں دیکھا۔ ورنہ اس الحاق کرنے کا موقع نہ ملتا۔ اور نہ راست اٹھائی نہ پڑتی۔ کیونکہ حضرت مؤلف حصن حصین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو احادیث اس کتاب میں جمع کی گئی ہیں۔ وہ سب صحیح احادیث کا مجموعہ ہے۔ اس میں کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے۔ اور یہ الحاق وہابی کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ دیکھئے حضرت مولف علیہ الرحمۃ شروع میں اس طرح ہیں سرع۔ واخرجہ من الاحادیث الصحیحۃ ابرزتہ۔

عَدَّةٌ عِنْدَ كُلِّ شِدَاةٍ وَجُزْءٌ مِّنْ جَنَّةٍ تَقَىٰ مِنْ شَرِّ النَّاسِ وَالْجَنَّةِ۔ یعنی اور نکالائیں اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے۔ ظاہر کیا میں نے اسکو در حالیکہ سامان ہے نزدیک ہر شخص کے۔ اور خلاص کیا میں نے اسکو در حالیکہ سپر (ڈھال) ہے۔ کہ بچاتی ہے برائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ بلفظ ۛ

دیکھئے مولف علیہ الرحمۃ فرما رہے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں سب احادیث صحیح جمع کیا ہیں۔ کوئی ضعیف حدیث اس میں نہیں ہے۔ لیکن وہابی صاحب ترجمہ میں یہ الحاق کرتے ہیں۔ کہ یہ حدیث استمدادی یا عباد اللہ اعدین کی ضعیف ہے اس شخص نے نہ تو مولف کا نام اور بزرگ فہم اس کے کلام کو دیکھا۔ اور نہ مترجم کے وظیفہ کو دیکھا۔ اور نہ ان کے اساتذہ

کی اجازت پر خیال کیا۔ اور ضعیف لکھ دیا۔ الاحول والاقوة چلتے اسی کتاب سے ایک اور ضعیف
المسلول کو دیکھئے۔

(۱۰) ظفر جلیل ترجمہ حصین حصین منزل دوشنبہ صفحہ ۹۰۔ سطر ۳۔

ومن كانت له ضرورة فليتوضا ويحسن وضوءه. ت. م. ق. م. م. ويصل ركعتين
تتبعهما الدعاء اللهم اني اسئلك واتوجه اليك بنبينا محمد بن عبد الله يا حامي
الوجه بك الى ربنا في حاجتي هذه لتقضي لي، اللهم فشفعني في. م. ق. م. م.
اور جس کو ہووے کوئی ضرورت یعنی حاجت (اللہ تعالیٰ کی طرف) یا آدمی کی طرف پس وضو
کرے۔ اور اچھا کرے وضو اپنا۔ نقل کی یہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے اور بیہ
دو رکعتیں نقل کی یہ نسائی نے۔ فقط نسائی کی روایت میں ہے۔ اور باقی سب متفق
ہیں۔ پھر دعا کرے یہ اللہ تحقیق مانگتا ہوں مجھے حاجت اپنی۔ اور متوجہ ہوتا ہوں اس
طرف تیری ساتھ وسیلے نبی تیرے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت
ہیں۔ اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں ساتھ وسیلے
تیرے کے طرف پروردگار اپنے کے پیچ اس حاجت اپنی کے۔ تو کہ روای کی جاوے حاجت و
سیرے۔ یا اللہ اس شفاعت قبول کر میرے حق میں نقل کی یہ ترمذی۔ نسائی، ابن ماجہ، حاکم
نے۔ و حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک اندھے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ دعا کرو اللہ تعالیٰ سے کہ مجھ کو عافیت دے اس مرض سے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاہے تو، تو دعا کروں میں۔ اور چاہے تو صبر کر
بہتر ہے تیرے لئے۔ اسنے عرض کیا کہ دعا ہی کیجئے۔ پس اسکو وضو کے لئے حکم فرمایا۔ اور فرمایا
کہ یہ دعا پڑھے۔ پس اسنے پڑھی۔ اور ہم لکھا ہوا کہ ذاتی المشکوۃ۔ بلفظ
فرمائیے! تسلی ہوئی یا نہیں۔ یا آپ کا فتویٰ جاری ہے۔ اور کیجئے۔

(۱۱) فتوح شام صفحہ ۲۹۸۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے قنسرين سے کعب بن عمر
کو بار بارہ حرب روانہ کیا۔ ایک ہزار سوار دیکر۔ اور کعب بن عمرو کی لڑائی یوقنا سے پڑی۔
اسکے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ اور یہ لڑائی ہو رہی تھی۔ کہ پانچ ہزار سپاہ یوقنا کی اور دوسری طرف

مسلمانوں پر آپری۔ اس کے پانچزار سپاہی تھے۔ غرضیکہ دستہ از کامقابلہ ٹھہر گیا۔ مسلمان
جانبازیاں کر رہے تھے۔ اور کعب بن خمرہ ہنایت ہنسید۔ بے آرام اور بچپن گروا دیتے تھے۔
اور پکارتے تھے یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل۔ اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے
تھے یا معاشرا المسلمین اشدتو الہم فاماہی ساعة وانتم الاعلون بلفظہ یعنی اے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے اللہ تعالیٰ کی مدد انزول فرما
اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدمی دکھلاؤ۔ پس جان بوری گھڑی ہے اور تم غالب ہو نہو گے۔
(۱۲) حضرت شیخ مصلح الدین معروف سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ متوفی ۸۹۹ھ
ولی کامل۔ جنکی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ کتاب بوستان میں فرماتے ہیں ۵

چہ کم گرواے صدر فرخندہ
ز قہر رفعت بدر گاہ ہے
کہ باشندہ گدایان حیل
بہمان دار السلامت طفیل
چہ وصفت کند سعدی ناکام
ملیک الصلوۃ اے نبی والسلام

(۱۳) حضرت شمس التبریزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۵

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بہتا توئی
نازنین حضرت حق صدر بدر کارنا
نور چشم انبیاء چشم و چہرہ اغما توئی
در شب معراج بودت جبریل اندر کاف
پا بہادہ بر سر برگند خضر اتوئی
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجزند
عاجزاں راز ہما و جملہ رامادے توئی
شمس تبریزی چہ دم در نعت الایات
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید اعلیٰ توئی

(۱۴) حضرت مولانا قاضی نیری علیہ الرحمۃ جو سلطان امیر تیمور کے زمانہ میں فاضل

اور بزرگ گزشتے ہیں۔ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں ۵

یا حیویتی یاد دہی و یا جسدی
و یا فواہی و یا ظہری و یا عضدی
مالی الیک بقطع البیداء من قبل
ولیس لی باصطبار عندک من مدی

(۱۵) حضرت مولانا عبد الرحمن ابن احمد جامی علیہ الرحمۃ متوفی ۸۹۸ھ۔

۵ سمکھا ہوا۔ ہندی لفظ ہے۔ یعنی وہ ناجینا بنیا ہو گیا بہ منہ۔

صاحب شرح کلام و شرح فصوص الحکم و شرح عقاید و شرح لمعات وغیرہ کتب۔ اس طرح لکھتے ہیں
 زہجوری برآمد جان عالم،
 نہ آخر رحمتہ للعالمین،
 شب اندوہ مارا روز گرداں
 تو ابر رحمتی آل بہ کہ گاہ ہے
 ترجم یا بنی اللہ ترجم،
 زہجور اں چار فایغ نشینی،
 زروست روز ما فیروز گرداں
 کنی بر حال لب خشکان نگاہ ہے
 (۱۶) شیخ محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صوفی کامل محدث فقیہ
 حنفی۔ جن کی ایک سو بیس کتابیں عربی فارسی کی تصنیف ہیں۔ تاریخ ولادت آپ کی شیخ
 اولیاء ۹۵۸ھ اور تاریخ وفات فخر عالم ۱۰۵۲ھ ہے۔ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں یوں قصید
 لکھتے ہیں ۵

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کہم فرما
 محبت آل اصحاب تو ام کار من جیراں
 بلطف خود شرمساں جمع بے شریاکن
 بلطف خویش ہم امروز ہم در روز فرواکن
 (۱۷) حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۵
 گر بنوے یا رسول اللہ ذات پاک
 ہیچ پیغمبر نرنے دولت پیغمبری
 (۱۸) حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے قصیدہ عرفی حبیب
 النعم میں لکھتے ہیں ۵

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ
 ویا من یزحی لکشف ذریۃ
 ویا خیر مامول ویا خیر اہب
 ومن جوجہ قلا فاق جوداں سبحانہ
 ترجمہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے اے سب خلقت سے اچھے اور اچھے امیدوار
 اور اچھے بخشش کرنے والے، اور اچھے امید کئے گئے واسطے کشف مصیبت اور بخشش آپ کی
 فائق ہے بارشوں والے ابر کی بخشش سے
 (۱۹) حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ متوفی ۷۹۲ھ اس طرح خطاب
 کرتے ہیں ۵

من از کمترین امتان خاک تو، بدیں لاغری صید فتراک تو،،

کھائی کہ در گنج شد پائے بند مباد از سلام تو نا بہتر مند

(۲۰) حضرت عارف باللہ حاجی حافظ شاہ محمد امداد اللہ علیہ الرحمتہ
تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد اپنی نظم لغتہ میں کیا اچھی غزل دیا یہ سوز رقم فرماتے ہیں
ذرا چہرہ سے پردہ کو اکھاویا رسول
مچے دیدار تم اپنا دکھاویا رسول اللہ
کو روئے منور سے میری آنکھوں کو نوری
نغمے فرقت کی ظلمت بجایا رسول اللہ
اگرچہ نیک ہوں یا بدتھارا ہو چکا ہوں
بس اب جاہو مہنا ویا دلاویا رسول اللہ
پھنسا ہوں کٹھ گرد غم میں نا خدا ہو کہ
میری کشتی کنارہ پر لگا دیا رسول اللہ
اگرچہ ہوں ناقابل وہاں پر امید کہ تم سے
کہ چہر محبو مدینہ میں بلا دیا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دامن عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید و عالم سے چھڑا دیا رسول اللہ

(۲۱) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ محمد عبد الحق
محدث دہلوی صفحہ ۱۲ جلد اول۔ اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے۔
کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی قدرت اور طاقت بخشی ہے کہ
شش جہت دہنے، بائیں، آگ، پیچھے، نیچے۔ اور پانچ کے ساتھ ایک ہی جہت ہے۔
اور وہ اپنے ساتھ ہر ایک چیز کو برابر دیکھ رہے ہیں۔ اور سب پر محیط ہیں وہاں ہر
یعنی نیک اور پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرور کے دل مبارک
کو ایک احاطہ اور کشاکش دریافت میں اور جاننے میں مقولات کے ارتقا رکھا۔ اسی طرح اس جہت
کے جو اس لطیفہ کے تیس جہتوں میں ایک جہت کے گردانا واللہ اعلم یعنی چھ طرفین جس کو فوق جہت
میں شمال۔ قبل۔ بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور ایک جہت کی مانند گردانا
قطعہ۔ اسے برگزیدہ حق علی ہے تیرا یا
خالق نے شش جہت کو تیرے بنایا
تیرا مقام بالا ہے شش جہت اعلیٰ
سوکے نصیب بالا چاروں طرف کو سایا
پیش نظر ہے تجھ کو افضال انبوی سے
تو ہے محیط سب پر یا انوار البرا

(۲۲) درختار مقبولہ عربیہ درجہ کے باب اذان میں لکھا ہے۔

مسئلہ فقہی

سونے سے بہتر ہے۔ تو سامعین کو چاہئے کہ اس کا جواب اس طرح دیں صد اوقات تہجدت یعنی تہجد
کہا۔ اور اچھی بات کہی۔ اس پر علامہ شذائی علیہ الرحمہ حاشیہ در مختار میں لکھتے ہیں کہ
حدیث میں آئی ہے :

دیکھئے مؤذن مسجد میں اذان کہہ رہا ہے۔ اور اذان سننے والا اذان کا جواب اپنے گھر
میں بطور ندا حاضر کے دیتا ہے۔ اور ایسا جواب دینے کا حکم حدیث شریف میں ہے۔ جیسے
صاحب در مختار اور در المختار فرما رہے ہیں اگر آپ ان کو نہیں مانتے۔ تو لیجئے آپ کے بزرگ
اور آپ کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھ چکے ہیں
اس پر ہی ایمان لائیے۔ اب تو کچھ عذر نہیں ہونا چاہئے۔ وہ یوں لکھتے ہیں :-

سوال : رستم خواں صبح کی اذان میں الحمد للہ خیر من النجوم کے جواب میں صد اوقات
تہجدت کہنا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں ؟

الجواب : یہ کہنا چاہئے ثابت ہے۔ بالفظ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۸ سطر ۶
یہاں پر اور زیادہ ٹکٹ کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
حاضر و ناظر جلنے کی زیادہ تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ ۲۰ میں لکھی جائیگی۔ انتظار
کیجئے۔ ایک آدمی جو سکھوں کا پیشوا تھا۔ اُنکے کلام سے رسالت کا بھی اقرار ثابت ہوتا ہے
جیسے وہ کہتے ہیں کہ باجہ محمد عبثت جہائیں۔ یعنی بغیر تابعداری حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے عبادت کرنا ضائع اور بے سود ہے۔ اگرچہ بظاہر اُن کا اسلام لانا ثابت نہیں
کون ہیں وہ ؟ گورونانک صاحب ہیں۔ جو ملک پنجاب ضلع گوروا سپور میں ساڑھے
چار سو سال کے قریب عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے۔ جو راقم حروف کا وطن اور ضلع ہے۔ وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اہام سے اپنے حسن عقیدت سے ہر ایک چیز میں
موجود ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اپنے ہر ایک چہرے میں نام ”محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کا
ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اُن کا کلام ایک رباعی میں اُنکی زبان میں درج ہے وہ یوں ہے :-
رباعی گورونانک صاحب بانی مذہب سکھی :-

اس تمام تحقیق میں آپ کے لئے کوئی راہ نہیں ہے

قولہ۔ تو شیخ میں ہے الذین یدعون الانیاء واکا ولیاء عند الحوائج ذالک
شکوک قبیح و جہل صریح۔ ترجمہ وہ لوگ جو پکارتے ہیں انبیاء اور اولیاء کو اپنی حاجتوں کے
وقت یہ شرک ہے برا۔ اور جہل ہے کھلم کھلا بلفظ صفحہ ۳۳ سطر ۱۲۔

اقول اپنے عبارت تو شیخ کی اور اس کا غلط ترجمہ دھوکہ دہی کے لئے لکھ دیا ہے۔
امیں اپنے لفظ یدعون کا ترجمہ پکالنے کا کیا ہے جو غلط ہے۔ یدعون کے معنی عبادت کرنے کے
ہیں۔ یعنی جو لوگ اپنی حاجتوں کے وقت انبیاء اور اولیاء کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پوچھتے
ہیں۔ وہ شرک ہے۔ اور ضرور شرک ہے۔ لیکن محض پکارنا جیسے کہ میں اوپر کافی سے زیادہ
ثبوت سے پکارتوں انہیں داخل نہیں۔ تمام مسلمانوں کا قول اور فعل یا محمد یا محمد یا
عباد اللہ اعدینونی یہ تعلیم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہے۔ اس کے اثبات میں
قرآن شریف کی اکثر آیات ہیں۔ جن میں یدعوا یا یدعون کے معنی یعبد کے آئے ہیں۔
جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تستبوا الذین یدعون من دون اللہ الا یہ یعنی اور گالیاں
مت دو ان کو جنہیں وہ پوجتے یا عبادت کرتے ہیں خدا کے سوا۔ اسی طرح اللہ فرماتا ہے وہ شیئ منہ
تم یدعوا من دون اللہ الا یہ یعنی کسی مخلوق کی عبادت کرنا بہت گمراہی ہے۔ یا ایسا کرنے
والا بہت گمراہ ہے۔ چنانچہ تفاسیر جدیدہ ہیں۔ خازن۔ معالم التنزیل۔ مدارک۔ نیشاپوری وغیرہ
میں یدعوا کے معنی یعبد کے لکھے ہیں عبادت کا لکھنا بوجہ اطمینان ترک کیا گیا۔ خود بنی مسلم اللہ
علیہ السلام صحیح حدیث میں فرماتے ہیں الداعی الی العبادۃ دعا بمعنی عبادت ہے۔ پکارنا کے
معنی کرنا سوائے اہل سنت و جماعت کے و ہابیہ کا ہونا اور کام ہے۔ جو دیوبند اور دیوبند
جن کے اندر و جہل بھی نسبتاً ایک کی کمی اور زیادتی سے دھتارے ہیں۔ یعنی دیوبند کے
دیوبند کے ہیں۔ قدرتی ارتباط و اتحاد ہے مبارک ہو۔

باب ہشتم

عقیدہ نمبر ۱۳ و ہابیہ دیوبند

عقیدہ نمبر ۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ بالخصوص تقویت الایمان صفحہ نمبر ۳۱۔

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۸۔ بر عقیدہ نمبر ۱۳۔ آپ نے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۳ یہ لکھا ہے کہ تمہیں لکھا ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ بعینہ عبارت تقویت میں نہیں۔ غالباً آپ نے عبارت ذیل کو تحریف کر کے لکھا ہے: اُس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں بنی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلعم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹا کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اسکی جگہ قائم کر دے۔ اُس کے تو محض ارادہ ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے بلفظ صفحہ ۲۴۔ سطر اول۔

اقول۔ آپ کی عادت ستمرہ یہ ہے کہ پہلے میرے اشتہار کی عبارت یا مضمون کا انکار کرنا۔ اور پھر خود ہی اقرار کر کے اُس عبارت یا مضمون کو پیش کر دینا۔ اور پھر اپنے امام طائفہ کی حمایت کر کے جواب بے جوڑ بھی لکھ دینا۔ جواب کیا دیا۔ وہ یہ کہ کیا خدا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا کرنے پر یا اُن کی نظیر پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ یا اب اسکی قدرت سلب ہو گئی ہے۔ حضرت شرف الدین عینی منیری اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہما کی عبارات بے ربط جن میں لفظ اگر خواہد کا بھی درج ہے لکھ دیں۔ جن کا جواب باب اول عقیدہ نمبر اول میں پورے طور پر ہو چکا ہے۔

اقول تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مفتی جی لکھا کرتے ہیں کہ مولانا اسماعیل دہلوی نے قرآن کی آیات کی ترجمانی کی ہے۔ فرمائیے یہ عبارت جو تقویت الایمان کے صفحہ ۳۱ پر ہے جسکی اپنے نقل کی ہے کس آیت قرآنی کی ترجمانی ہے۔ یا یہ مضمون کس حدیث شریف رسول رحمانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ ذرا اسکا پتہ تو دیجئے کہ آپ کی علمیت کا اندازہ ہو جائے بات یہ ہے کہ گستاخی بھری طبیعت ہے۔ جو چاہا وجود میں آیا، لکھ مارا۔ خوف خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل میں ہو تو ایسا کب ہو سکتا ہے۔ یوں تو علی شہید و دجوم و رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ سارے القاب مزیدوں کی طرف سے عنایت و عطا شدہ

ہیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کے فرمان انتہا بخشی اللہ من عبادہ العلمیۃ کی پوسٹک بھی نہیں۔ تو یہ درجے اور رتبے اور القاب کیسے ۛ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کتاب نفوۃ الایمان میں ایسے ہی اناپ شتاب باتیں و فتنہ اور فساد کی لکھ کر بھری پڑی ہیں۔ تو ہیں انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے یہ کتاب مملو ہے۔ اسی وجہ سے تمام عرب اور عجم کے فتاویٰ کفر کتاب اور مولف کتاب پر ہونے کے موجود ہیں۔ لیکن وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ اسکو صحیفہ آسمانی اور اپنے ایمان کی نشانی جانتے ہیں۔ اس کا حال بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا ۛ

آپ کے اور آپ کے امام الطائفہ و تمام جماعت وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد میں ہے کہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اور اپنے حکم اور وعدہ اور خبر کے برخلاف گو کیوں نہ ہو۔ اور اب اس پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔ اور ہونا چاہئے۔ جب گروہ وہابیہ نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر بھی خاتم اور نبی ہو سکتے ہیں۔ تب مرزا قادیانی نے فوراً اپنے آپ کو بنی بنا کر بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا کر اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ تب آپ کی آنکھیں کھلیں۔ کہ ہم تو ابھی تجا ویز سوچ ہی رہے تھے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بازی لے لیا۔ اس پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خواب شیطانی اور اضغاث اعلام کے ذریعہ رسالت کا دعویٰ کر کے بجائے کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اپنا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ نعوذ باللہ منہا گھڑ لیا۔ اور ساتھ ہی درود شریف بھی اپنا جڑ لیا۔ لا حول ولا قوۃ۔ جسکو رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۲۶ھ میں دیج کر کے شائع بھی کر دیا۔ وانا الیہ راجعون ۛ

فصل اول در بیان عدم نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

آیات قرآنی سے اثبات

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کان محمداً اباً احداً من رجالکم ولکن رسول اللہ

درخالتہ التبتیین الا یہ - یعنی ہمیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باب سی مروجہ کے تم میں
لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور ختم کرنے والے تمام پیغمبروں کے ہیں۔ تمام اہل
اسلام کا اجماع و اتفاق ہے اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کر دیوے ہیں تمام
انبیاء علیہم السلام کے ان کے بعد قیامت تک کوئی بنی پیدا نہیں ہوگا۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا
کامل و مکمل و اٹل حکم ہے۔ اپنے اس حکم کے خلاف ہرگز نہیں کریگا۔ پھر نظیر کیسے ہو سکتا ہے۔
ہمارا خدا و ملا بیوں کا خدا نہیں ہے۔ جو جھوٹ بولے۔ یا وعدہ خلافی کرے۔ اسکی بحث باب اول
میں کامل ہو چکی ہے۔ زیادہ ضرورت نہیں۔

(۲) آیت شریف قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً - (سورہ اعراف)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام جہاں کے لوگوں کو کہہ دیجئے کہ میں اللہ
تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور تم سبکی طرف قیامت تک کیوڑے بھیجا گیا ہوں۔
کیا خداوند کریم کسی اور کو بھی بھیجے ایسا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح پیدا
کریگا۔ ہرگز نہیں۔ اگر پیدا کرے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آدمیوں کی طرف
رسول کب ہوئے۔ اور اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بنی کی طرف بھی رسول ہوں۔
اور وہ حضور کا امتی ہو۔ تو وہ حضور کا نظیر کب ہوا۔ امتی حضور کا نظیر کب ہو سکتا ہے۔ اگر یہ کہو
کہ حضور تمام آدمیوں کی طرف رسول ہیں کہ ان میں فرض کردہ نبی بھی داخل ہے۔ اور وہ فرض
کردہ نبی بھی تمام آدمیوں کی طرف رسول ہے جن میں حضور بھی داخل ہیں۔ تو وہ حضور کا امتی
ہوا۔ اور حضور معاذ اللہ اس کے امتی ہوئے۔ اور یہ قطعاً محال ہے۔ لہذا حضور کا نظیر ہونا محال ہے

(۳) آیت شریف وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً - (سورہ
سبا) یعنی اور ہمیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے آپ کو لیکن تمام جہاں کے لوگوں کے لئے قیامت
تک بشارت دینے والا بہشت کی اور ڈرنے والا عذاب و فرخ سے

(۴) آیت شریف وادرسناک للناس رسلاً - (سورہ النساء) یعنی ہم نے آپ کو
تمام جہاں کے لوگوں کی طرف قیامت تک رسول بنا کر بھیجا ہے

(۵) آیت شریف الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الا یہ سورۃ

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج کامل کر دیا۔ ہم نے تمھارے لئے دین مختار رکھی سنو خ نہو
اور تمام کر دی ہیں نے اوپر تمھارے اپنی نعمت

کیا خداوند تعالیٰ اس اپنے حکم کے برخلاف اس دین کو ناقض کرے گا۔ اور اپنی نعمت کو پھر تکرار
کرے گا۔ ہرگز نہیں۔ اگر کہو کہ مانا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا مگر قادر تو ہے۔ اور ان اللہ علی کل
شیء قدير قرآن میں موجود ہے۔ اس کا جواب عقیدہ نمبر اول میں کافی وافی ہو چکا ہے

فصل دوم عدم نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثبات احادیث

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۹۲۔ سطر ۲۳۔ مصری
عن جابر بن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء
کرجل بنی دار فاکملہا واحسنہا الاموضع لبنۃ فجعل الناس یدخلونہا وتخرجون
ویقولون لولہ موضع اللبنة۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری
مثال اور انبیاء کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک آدمی نے ایک گھر بنایا اور اسکو اچھی طرح مکمل کیا۔ اگر
ایک امینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پھر اٹھس آدمی داخل ہوئے۔ انہوں نے تعجب کیا۔ کہ یہ ایک
امینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی۔ یعنی یہ امینٹ کی جگہ میں ہوں۔ جسے گھر کو مکمل کرنا
کیا خداوند تعالیٰ اب اس گھر میں ایک فالتو امینٹ یا کئی امینٹیں یوں ہی ڈالے گا۔ ہرگز نہیں۔

(۲) حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۹۲۔ سطر ۲۷۔

باب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبل کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ
واجملہ الاموضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ وتعجبون لہ ویقولون
ہلا وضعت ہذا اللبنة قال فانما اللبنة وانا خاتم النبیین بلفظہ۔ یعنی حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ وہی مثال
اور انبیاء کی مثال جو مجھے پہلے گذرے ہیں ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا اور

اسکو اچھی طرح خوب سجایا مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس کے گرد پھرتے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ پس وہ اینٹ میں ہول اور میں نیتوں کا شتم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(۳) حدیث شریف صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۲۹۔ سطر ۲۸۔ مصری۔

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یبع من النبوة الا المبتدئ قال او ما المبتدئ قال الرویاء الصالحة بلفظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے نبوت ختم ہو گئی ہے۔ کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر صرف بشارات، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی بشارات کیا ہیں فرمایا انکے (۴) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۲۸۔ سطر ۱۱ تا ۲۰ مطابق صحیح بخاری کے ہے۔ دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) جامع ترمذی جلد دوم ترجمہ اردو صفحہ ۲۸۱ روایت ہے ابی بن کعب سے

کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری مثال پیغمبروں میں ایسی ہے کہ جیسے کسی نے ایک محل بہت خوبصورت اور اچھا اور پورا بنایا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اور لوگ اس میں پھرتے تھے اور تعجب کرتے تھے اسکی خوبی کو دیکھ کر اور کہتے تھے کاش کہ یہ جگہ ایک اینٹ کی بھی پوری ہو جاتی۔ پس پیغمبروں میں ایسا ہوں اور اسی اسناد میں مروی ہے کہ آپ فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا میں امام ہوؤں گا پیغمبروں کا اور خطیب ہوں گا ان کا۔ اور صاحب شفاعت ہوں گا ان کا۔ الخ بلفظ۔

ان تمام احادیث صحیحین و جامع ترمذی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین اور خطیب الانبیاء اور صاحب شفاعت الانبیاء علیہم السلام بوجہ آیات قرآنی کے ثابت ہے۔ علاوہ ان کے کثرت سے احادیث صحیحہ وارد ہیں جن پر تمام اہل اسلام کا اجماع قائم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کوئی نبی انکے بعد قیامت تک پیدا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اصدق الدقیقین کا حکم اور اس پر

سید المرسلین کا ارشاد اس بات کی دلیل قوی بلکہ قویٰ ہے کہ کوئی بھی نظیر یا مانند یا مثل ان کا نہیں ہو سکتا اور نہ ہو گا۔ اور اگر بقول وہابیہ اور مزارئہ ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں لغو و بالہ کاذب ٹھہرتے ہیں۔ اور یہ بات ان کے شان کے سخت خلاف ہے۔ اور محال ہے۔ اور کہنے والا دجال ہے۔

فصل سوم اقوال علماء اعلام سے ثبوت

اور وہابیہ کی تردید

۱۔ معتد فی المعتقد حضرت علامۃ العلماء توبہ شتی علیہ الرحمۃ صفحہ ۹۷ مطبوعہ مد اس۔ یہ کتاب ساتویں صدی ہجری میں لکھی گئی تھی۔ لکھتے ہیں:۔ اگر کوئی شخص قائل ہو مثل یا نظیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ کافر ہے تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل صفحہ ۶۶۔ اور کتاب بوارق لامعہ صفحہ ۵۸۔ اصل عبارت علامہ علیہ الرحمۃ کی یہ ہے:۔ کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باز پسیم ہمہ پیغمبران است۔ در زمان و سبب تاقیامت بعد از وے ہیج بنی نہ باشد۔ و ہر کہ درین شک باشد دران نیز شک باشد و آن کہ گوید بعد ازین بنی دیگر بوطرست یا خواہد بود۔ و آنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ذریاتہ انتہی ولتعمد ما قال وصل ۵

ربنا اللہ لا عدیل لہ (بلفظ) حبہ کیف لا مثیل لہ

(۲) تفسیر روح البیان۔ بوارق لامعہ صفحہ ۵۸ مسلمہ

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو مہلت دو کہ میں علامت نبوت کی تم کو دکھلاؤں حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا۔ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کرے گا وہ اسی وقت کافر ہو جائیگا۔ اس لئے کہ جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے گا یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے بنی کا ہونا بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہو تو معجزہ سمجھتا ہے حالانکہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرما چکے ہیں کہ انتی بعدی بلفظ ۛ

(۳) تمہید یہ کتاب پرانی عقائد کی ہے جسکو حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمۃ نے بھی پڑھا ہے۔ قدما میں درسی کتاب فقہی بوارق لائے صفحہ ۵۸ من ادعی النبوة فی زماننا یصیر کافرًا ومن طلب منه المبحضة فانه یصیر کافرًا کانتہ مثلاً فی النقص یعنی جو کوئی دعوی نبوت کا کرے ہمارے زمانہ کا فر ہو جائیگا۔ اور جو کوئی اس سے بجز طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائیگا۔ کیونکہ اسنے نص (آیت و حدیث) میں شک کیا ۛ

(۴) مجمع الانہر شرح ملتقی الا بحر صفحہ ۶۳۔ مصری۔ واما الانبیاء علیہم السلام علیہ الصلوٰۃ والسلام عجیب بانہ رسولنا فی حال وخاتم الانبیاء والرسول فاذا امن بانہ رسول ولم یؤمن بانہ خاتم الانبیاء لا یكون مؤمنًا بلفظ یعنی اور ایمان لانا ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یوں واجب ہے کہ تحقیق وہ اب بھی ہمارے رسول ہیں۔ اور یہ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں جو ایمان لائے کہ وہ ہمارے رسول ہیں۔ لیکن اسبات پر ایمان نہ لایا کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ تو وہ مسلمان نہیں۔ دیکھئے۔ اگر کوئی شخص اس بات پر ایمان لاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے رسول تو ہیں مگر خاتم الانبیاء اور رسول نہیں تو وہ کافر ہے۔ یہی ایمان

وہابیہ اور مرزائیہ کا ہے ۛ
قبیلہ شدہ کہ دونوں گروہ کافر ہیں۔ کیونکہ ان دونوں کا یہی عقیدہ ہے
(۵) شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ مطبوعہ لاہور۔ صفحہ ۵۹ حاشیہ ۵
انت موج اول الامواج فی بحر القیم ۛ لیس مثلاً عکنا فی الکائنات یا رسول

یعنی اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سب سے پہلے بحر القیم کی موج ہیں۔
آپ کا مثل یا نظیر کائنات میں ہونا ممکن ہی نہیں ۛ

(۶) مظهر الحق و بہار حبت عقاید میں دونوں کتابیں جو ۱۸۶۷ء میں تیار ہوئیں ۵

بنی بعد حضرت زہد ہو گا کوئی
نہیں شرع میں مصطفیٰ کے سوا
بنی ایسا بھیجا بشیر و نذیر
سمجھ خاتم الانبیاء ہیں۔ وہی
کسی کا لقب خاتم الانبیاء
ہوا ہے نہ ہو جس کا ہرگز نظیر

(۱) وسیلۃ المعاد فی اثبات میلاد خیر العباد مولف مولانا مولوی محمد عبد اللہ
ڈھاکہ کی مطبوعہ تاجی لکھنؤ ۱۳۰۳ھ صفحہ ۲۸۔ نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظہور نور احمد سے ہوا کون و مکان پیدا
کہاں عالم پہل احمد سا ہوا عالی مکان پیدا
ہوئی ظلمت نہاں مکسر نزع نور احمد سے
بنایا عرش خالق نے انھیں کے نور انور سے
رسول پاک کے باعث شہ لولا کے باعث
ملک پیدا فلک پیدا زمین پیدا پیدائش
ہوئے ہیں جس کے باعث نہایت آسمان پیدا
ہوئے انجم عیاں سارے ہو سب آسمان پیدا
کیا لوح و قلم ظاہر ہوئے کر و عیاں پیدا
ہوئے دونوں جہاں پیدا ہو سب آسمان پیدا

نہ کوئی عرش نہ تافرش تھسا نہ ہوئیگا

نہ نوری میں ہاں پیدا نہ کی میں یہاں پیدا

پس ہمارا اہل سنت و جماعت کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نظیر یا مانند یا مثل نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی شان الہیہ
میں واحد و بے نظیر ہے۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شان نبوت
و رسالت و عبودیت میں واحد اور بے نظیر ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے خواہ وہ وہابی ہو
یا مرزائی کہ ان کی طرح ان کی نظیر یا مانند اور بھی کر ڈروں ہو سکتے ہیں وہ قرآن شریف
و احادیث و اقوال علماء اعلام کا منکر بلکہ کذاب ہے۔ اور بس :-

قولہ۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کمیاے سعادت کے صفحہ ۳۶ پر لکھتے ہیں کہ آسمان
و زمین و ہرچہ در میان آنست الخ بہ و ہفت آسمان و زمین در قبضہ قدرت و سیت الخ
و شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منبری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کے صفحہ ۵ پر ہے اگر خواہد در لحظہ
ہزار ہزار آدم و عالم بیا فرید الخ اور صفحہ ۹۶ پر ہے۔ اگر خواہد در لحظہ صد ہزار الخ بلفظ صفحہ ۱۰۲
اقول۔ مفتی جی! ان عبارات سے آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کر ڈروں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بات خدائی قدرت میں داخل ہے۔
پس یہاں پوچھتا ہوں۔ کہ ان عبارات کا ماخذ کہیں قرآن شریف و احادیث شریف
سے بھی دکھلا سکتے ہیں۔ یا کہیں انکی سند نص صریح سے بتلا سکتے ہیں کیونکہ آپ کو تو قرآن

اور حدیث سے سند لانا چاہئے جو وہابیہ کا بظاہر اصول ہے۔ یا بزرگانِ دین اور صوفیاء کرام کے مول کلام کو ہی پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ بظاہر نفس کے خلاف ہی ہوں۔ ان تحریرات عبارت کا جو مطلب آپ سمجھتے تھے میں وہ غلط اور محض غلط ہے۔ حالانکہ وہ بزرگانِ لفظ اگر خواہدہ کا ساتھ ہی فرما رہے ہیں جس کا جواب پہلے ہو چکا ہے :-
 قولہ مطالبہ نمبر ۵۔ کیا آپ کے نزدیک خداوند کریم سے وہ قدرت جو انہیں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی۔ اب سلب ہو گئی اگر نہیں ہوئی تو آپ کو مولانا کی تحریر یہ کیا اعتراض ہے۔ الخ بلفظ صفحہ ۲۷ :-

اقول۔ مفتی جی! یہ عجیب آپ کی منطق ہے۔ کہ جس کا صغرائے اور کبرائے آپ کے ذہن ماؤت میں ہے۔ یہ کہنے کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سلب ہو گئی ایسی ایسی گستاخیاں اللہ تعالیٰ کی شان میں کرنا آپ لوگوں کو ہی شایاں ہے۔ جو ہر چیخ و پریچ سے اللہ تعالیٰ پر جو کلام الزام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اللہ تبارک تعالیٰ اگر بموجب اپنے حکم اور وعدہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ پیدا نہ کرے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی یا رسول کو پیدا نہ کرے تو اس سے اسکی قدرت سلب شدہ تصور ہوگی۔ جو آپ فرماتے کہ وہ قدرت جو انہیں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی۔ اب سلب ہو گئی وہ سبحان اللہ آپ کی دلیل۔ کہنے آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کے پیدا کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اقرار کر لیا تھا۔ کہ میں نے آپ کو خاتم النبیین بنا یا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن میں اپنا حکم اور وعدہ کے خلاف کروڑوں نبی پیدا کرونگا۔ یا کم سے کم سید احمد بریلوی یا مرزا قادیانی یا مولوی اشرف علی تھانوی کو تو ضرور نبی بنا دوں گا تاکہ وہابیہ فرقہ یا مرزائیت کو یہ گمان نہ گزرے۔ کہ میری قدرت سلب ہو گئی ہے۔ اگر ایسا وعدہ یا حکم کہیں آپ کے قرآن شریف میں ہے تو دکھلائیے۔ ورنہ ایسے ایسے یہود و کفار کو علماء کے رو برو پیش کرنے کی حرارت نہ کیجئے۔ اچھا کہنے اللہ تبارک و تعالیٰ تو کبھی اپنی اولیاء کے پیدا کرنے کی بھی قدرت تھی۔ اگر تھی تو کتنے لڑکے لڑکیاں نمودار ہوئے۔ اگر نہ تھی تو کیوں؟ اور اب بھی یہ قدرت ہے یا نہیں! کہ اس قدرت کو ظاہر کیوں نہیں کرتا یا اپنے خیالی اور عقیدہ کی مطابق وہ قدرت اب سلب ہو گئی ہے۔ آپ اپنے مولانا کی روح سے دریافت کر کے اس کا جواب دیجئے۔ بشرطیکہ وہ

روح مدد دینے کے قابل ہو۔ ورنہ اپنے مولانا کی تحریر کو غنت و راجد سمجھتے۔ اور باقی مطالبہ
کو بھی اسی ذیل میں رکھیے۔

باب ہفتم

عقیدہ نمبر ۱۴۔ وہابیہ و یونیدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں،

بلفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۳۔ مولوی خلیل احمد انہیٹوی

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۔ بر عقیدہ نمبر ۱۴۔ آپ براہین قاطعہ کے حوالہ پر وہابیہ کا عقیدہ

نمبر ۱۴ یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ صاحبان آپ کو
آپ بنی علیہ السلام کو خدا کے برابر اعتقاد رکھتے ہیں بلفظہ صفحہ ۲۵۔ سطر ۱۵۔

اقول۔ مفتی جی! الحمد للہ آپ نے عبارت تحریرہ براہین قاطعہ کا حسب عادت غور

نہیں کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی علیہ السلام بار بار لکھنا آپ کی دینی معلومت

کا نمونہ ہے۔ جو قرآن شریف کی آیت شریف یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلم تسلیماً
تسلیماً کے برخلاف ہے۔ جو درود شریف کو چھوڑ کر صرف سلام ہی پر اکتفا کرتے ہیں ان

یوں مفتی ہیں۔

سمنے کہاں کہا یا لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے برابر ہیں یا حسب
عادت بہتان لگاتے ہیں۔ ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں اور کہیں گے کہ ع۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور بھی کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر
ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی ہے تو اس کا پتہ دیجئے اور نام بتلائیے۔ ہاں آپ کے اعتقاد
میں بڑے بھائی کے برابر یا جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ العباد باللہ یا تو بقول آپ کے امامان
کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یا یہ تفریطاً

بھی بڑھ گئے۔ کہ جہاں بنی آدم کے برابر کر دیا۔ اس میں مسلم۔ کافر۔ مشرک۔ منافق۔ چوڑے۔ چارہ
 کی بھی کوئی تمیز نہ رہی۔ ایسی صورت میں اگر ہم کہیں کہ مولوی اسماعیل ایک چوڑے کے برابر
 ہیں یا مولوی رشید احمد ایک چار کے برابر ہیں۔ یا یہ کہیں کہ مولوی غلیل احمد ایک کنج کے برابر ہیں
 یا مولوی اشرف علی ایک ڈوم کے برابر ہیں۔ تو کیا آپ اس پر بہت خوش ہوں گے۔ اور توہین
 انکی نہیں سمجھیں گے۔ جبکہ آپ کے اعتقاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم
 کے برابر ہیں۔ تو آپ کے بزرگوں کو ایسے مماثلت سے کیا عذر ہوگا۔ خواہ لفظ بشریت بھی
 شامل کر لیں۔

ہمارا ایمان ہے۔ کہ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل هو اللہ احد ای فی الالوہیت
 اسی طرح ہم کہتے ہیں قل هو محمد احد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ای فی العبودیت و
 محبوبیت۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں احد کیلئے اسی طرح حضرت محمد صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم عبودیت و نبوت و رسالت محبوبیت میں احد کیلئے ہیں۔ کوئی ان کا
 شریک نہیں۔ پس۔

قولہ۔ نف و ص قرآنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نفس بشریت میں بنی آدم
 کے برابر بتلاتی ہیں۔ جو کہ قل انما انابشر مثلك ترجمہ اسے پیچھے لے کر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 لوگوں سے کہہ دو۔ کہ میں بھی تو تم ہی جیسا ایک بشر ہوں۔ بلفظہ صفحہ ۲۵۔ سطر ۱۷۔

اقول مفتی جی! آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ بنی آدم کے
 برابر بناتے ہیں ایسے منہمک ہیں۔ کہ آیت قرآنی سے لفظ یوحے الی کو بھی چھوڑ گئے۔ اور تحریف
 قرآنی کا بھی خوف نہ کیا۔ مراد اس سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی طرح بھی کو
 فضیلت ظاہر نہ ہو۔ لغو ذی اللہ منہا۔ کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے یہ لفظ نہ نکلے گا۔
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرح ہماری مثل یا مانند بشر تھے۔ البتہ کفار
 ناہنجار کا قول تھا۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر پیغمبران علیہم السلام ہماری طرح
 آدمی اور بشر تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ اسکی خبر قرآن شریف میں دیتا ہے۔

۱۰ کنج۔ ایک قوم جہانم پیشہ ہے۔ جو دہلی پیار کنج میں رہتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فقال الملاءم الذين كفروا من قوم ما نزلك الا بشير
مثلنا۔ (سورہ ہود) یعنی پس کہا رہیں گوں نے جو کافر تھے۔ قوم (حضرت نوح علیہ السلام
میں سے) کہ نہیں دیکھتے ہم تجھے، مگر اپنی طرح ایک آدمی ۛ

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقال الملاءم الذين كفروا من قوم ما هذا الا
بشير مثلكم يویدا ان تفضل عليك (سورہ المؤمنون) پھر کہا ان بڑے آدمیوں نے
جو کافر ہوئے تھے اُسکی قوم (حضرت نوح) سے نہیں ہے شخص، مگر ہماری طرح ایک آدمی
چاہتا ہے تمہارے پر اپنی بڑائی ۛ

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقال الملاءم من قوم الذين كفروا واذكروا ابدا
الآخرة واتوفئهم في الحیوة الدنيا ما هذا الا بشر مثلكم یا كل مما تاكلون منه
ولیشرب مما تشربون ولئن اطعمتم بشر مثلكم اذا اخلصون (سورہ المؤمنون) یعنی
"کہا ایک گروہ رئیسوں نے اس رسول کی قوم میں سے جو ایمان نہیں لائے۔ (یعنی
کافر و لدنے) اور جھوٹ سمجھاؤ انہوں نے روز قیامت کو۔ اور نعمت دی تھی ہم نے ان کو
زندگی دنیا میں (کہنے لگے) نہیں ہے یہ رسول مگر آدمی مثل تمہارے، کھاتا ہے اُمیر
جیسے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اُمیر جیسے تم پیتے ہو۔ اور اگر تم فرماؤ داری کرو گے۔ ایک آدمی کی جو تمہاری مانند ہے
بیشک تم اُسی وقت ٹوٹا یا نقصان پانے والے ہو ۛ

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالوا ان انتما لا بشر مثلنا (سورہ ابراہیم) یعنی
کہا کافروں نے رسولوں سے کہ تم ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذ ظلموا اهل هذا الا بشر مثلكم (سورہ الانبیاء)
یعنی ظالموں کافروں نے کہا کہ یہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہے۔
(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما انت الا بشر مثلنا (سورہ الشعراء) (کہا کافروں نے)

نہیں ہے تو (حضرت صالح علیہ السلام) مگر ایک آدمی ہماری مانند ۛ
(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالوا ما انتما الا بشر مثلنا (سورہ یسین) یعنی کہا کافروں
نے (رسولوں سے) نہیں ہو تم مگر ہماری مانند آدمی ۛ

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقالوا البشر یمنون منافکم دار سورۃ تغوی کہا انہوں نے آیا آدمی ہدایت کرینگے پس وہ کافر ہوئے۔

علاوہ ان کے اور بہت آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ کافر لوگ پیغمبران علیہم السلام کو کہا کرتے تھے۔ کہ تم ہماری مانند یا مثل آدمی ہی ہو اور دلیل میں یہ بھی کہا کرتے تھے۔ کہ جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں ویسے ہی تم بھی کھاتے پیتے ہو۔

یہی حال وہابیہ کا ہے۔ ذرہ بھر بھی زبان کو نہیں روکتے اور نہ اسکو گستاخی یا بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ بلکہ بڑے زور اور تعالیٰ سے کہتے ہیں۔ کہ ہم نص کے مطابق کہتے ہیں۔ اور ہم نص قل انا انما بشر مثلکم تم قرآن شریف سے پیش کرتے ہو۔ وہ تو واضح اور کسر نفسی پر مجہول ہے۔ اور تمکو اس طرف سے ذہول ہے۔ اور ذہن انکا مجہول اور مجہول ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔ کہ آپ تو اصلاً کہہ دیجئے کہ میں بھی بشر ہوں۔ یعنی خدا نہیں خدا کی طرف سے میری عزت اور توقیر یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے جو کسی بشر کے پاس بھٹارے میں نہیں آتی۔ اس کی تصدیق میں صرف دو کتابوں معتبرہ ہی نقل کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔

(۱) تفسیر کبیر جلد خامس صفحہ ۵۱۱۔ سطر ۵۔ مصری واعلم انہ تعالیٰ لما بین کمال کلام اللہ امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بان یسئلک طریقۃ التواضع فقال قل انا انما بشر مثلکم۔ بلفظ یعنی اور جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کمال کلام الہی کا بیان کیا تو حکم دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ طریقۃ تواضع اور کسر نفسی کا اختیار کریں۔ پس فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہ اے رسول کہیں اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ میں بھی تمہاری آدمی ہوں۔

(۲) مجمع البحار الانوار جلد اول صفحہ ۲۰۔ سطر ۱۶۔ نعت و شرح احادیث شریف عبد اللہ ربکم واکرموا اکرم۔ اراد نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم حضراً النفسہ اے اکرموا من ہو بشر مثلکم لما اکرم اللہ تعالیٰ بالوحی۔ بلفظ۔ یعنی اس حدیث شریف میں ہے کہ بندگی کرو اللہ تعالیٰ اپنے رب کی۔ اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ یعنی اس کہنے میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا ارادہ اور منشا کس نفسی ہے۔ یعنی تعظیم اور عزت کروائی جو تمہاری طرح آدمی ہے۔ جبکہ اسکو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر تہذیب فرمایا ہے۔
 دیکھئے حدیث شریف کا اور آیت شریف کا مطلب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
 ایسا فرمانا محض کس نفسی اور تواضع کا منشا اور مطلب ہے نہ واقعی وہ کسی آدمی کی بھائی
 ہیں۔ جیسے وہابیہ سمجھ گئے ہیں۔

قوله لقد امن الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم۔ ترجمہ
 اللہ نے مسلمانوں پر ایسی فضل کیا۔ کہ ان میں ان ہی میں کا ایک رسول بھیجا۔ بلفظ صفحہ ۲۰۲
 اقول۔ مطلب آپ کا اس آیت شریف کے کہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سنی
 لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو خدا سمجھتے ہوئے ہیں۔ لا حول ولا قوة الا باللہ العلی
 العظیم۔ کیا اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ ہماری مانند آدمی ہیں۔
 یا آپ کو بھی یہ حق پیر یا ہو گیا ہے کہ ان کو بھائی یا جملہ بنی آدم کے برابر سمجھیں۔ باوجودیکہ اس آیت
 میں لفظ رسول موجود ہے۔ اور دو سکروگوں سے آپ کو جدا کر رہا ہے۔ تو کیا جملہ بنی آدم
 مع آپ کے بزرگوں کے سب رسول ہی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

اچھا اگر آپ کے امام اٹھائے یا کوئی بزرگ جملہ بنی آدم میں داخل ہیں۔ اور رسول خدا
 صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بھی ایسے ہی ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے لئے لفظ
 یا جملہ آیت شریف لقد امن الله على المؤمنين قرآن شریف میں آیا ہے۔ تو کسی اور کے لئے
 بھی ایسا جملہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو دکھلائیے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ
 علیہ آلہ وسلم کو بھی جملہ بنی آدم میں داخل کیجئے۔ ورنہ ایسی گستاخی سے باز کیجئے۔ کیونکہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کو
 جملہ بنی آدم کے برابر سمجھنا اور لکھنا سخت توہین اور خلاف قرآن شریف و احادیث
 و اجماع ائمہت ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۱) فمن كان مؤمنا لمن كان فاسقا لا يستوون (سورہ سجدہ) یعنی کیا مومن

اور فاسق برابر ہو سکتے ہیں۔

(۲۲) قل لا یستوی الخبیث والطیب (سورہ مائدہ) یعنی اسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں۔

(۲۳) لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنة (سورہ حشر) یعنی دوزخی اور بہشتی لوگ برابر نہیں ہیں۔

(۲۴) وما یستوی الا عمی والبصیر (سورہ مؤمن) یعنی اندھا اور سنا آغا برابر نہیں ہیں۔
(۲۵) استی اور وہابی برابر نہیں ہیں۔

(۲۵) قل هل یتوی الذی یعلمون والذین لا یعلمون (سورہ زمر) یعنی عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں آپ فرما دیجئے۔

(۲۶) افنجعل المسلمین کالجرمین (سورہ قلم) کیا ہم مسلمانوں کو کافروں کی طرح بناتے ہیں۔ (یعنی نہیں بناتے)

دیکھتے اور ہوش سے سوچتے۔ کیا جملہ بنی آدم برابر ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔ کیوں کفر کی دلدل میں پھنسے ہو؟

فصل اول میں تفاسیر قرآنی سے ثبوت کافی کہ

جملہ بنی آدم برابر نہیں اور نہیں ہیں

(۱) تفسیر کبیر جلد ثانی صفحہ ۲۴۰ سطر ۲۲۔ مصری زیر آیت ان اللہ عطفاً
ادم الایہ واعلم ان تمام الکلام۔۔۔۔۔ فی هذا الساب ان النفس القدر سبب
النبوئیۃ مخالفة بما هیئتہا سائر النفوس ان یلفظ (یعنی نفس قدر سبب نبوئی کی ماہیت
باقی تمام نفوس کی ماہیت سے مخالف ہے۔

(۲) تفسیر کبیر جلد خیم صفحہ ۲۹۶ سطر ۱۱ مصری زیر آیت سورہ کہف وعلما
من لدنا علما۔ فنقول جوامع النفس الناطقة تختلف بالماہیۃ بلفظ (یعنی جوامع نفوس
مختلفت الماہیۃ ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس مطہرہ کی ماہیت

تمام انسانوں کی ماہیت سے جداگانہ ہے۔ اس لئے نفس بشریت میں مساوات یا مماثلت کسی انسان سے نہیں۔ ❖

تصحیح الایمان میں فتاویٰ سراجیہ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے عیدِ حضور پر ہرگز نہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ بال آپ کے چھوٹے تھے یا چادر آپ کی میلی تھی یا آپ بھی ایک آدمیوں میں سے تھے یا بغیر کسی کو کیا بخشوا میں ہم اپنی عبادت میں بخشے جائیں گے یہ سب توہین میں داخل ہے خواہ عدا ہو یا سہو تو بہ اسکی قبول نہیں اور ہمیشہ دوزخ ہے اسکو اور وہ کافر ہے۔ واجب ہے قتل اسکا اور جو راضی ہو قتل پر اسکے وہ بھی اوس کفر میں داخل ہے ❖

(۳) تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۴۳۹، ۴۴۰۔ سطر ۳۵۔ مصری اعلم حیث یجعل رسالتہ و ذکر الحکامی فی کتاب المنہاج ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لا یکان یکنون الخالفین لغيرہم فی القوی الجسمانیۃ والقوی الروحانیۃ۔ و قوله صلی اللہ علیہ وسلم زویت لی الارض فارثت مشارقہا ومغاربہا۔ و قوله صلی اللہ علیہ وسلم اقموا صفوفکم وتراصوا فانی اراکم من وراعی ظہری۔ بلفظ۔ یعنی جانو کہ رکعت کہاں رکھی جاتی ہے۔ اور علیہی نے کتاب منہاج میں ذکر کیا ہے کہ تحقیق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ دو سرے لوگوں سے قوی بدنی اور قوی روحانی میں جدا ہوں اور فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے لئے زمین کو سمیٹا گیا۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم اور میں گرو نماز میں اپنی صفوں کو مل کر کھڑے ہو۔ پس تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی۔ ❖

(۴) تفسیر فتح العزیز معروف عزیزی شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پارہ عم صفحہ ۲۱۸۔ سطر ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات احکام از خصوصیات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در بدن مبارک داوہ بود۔ -

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از پس پشت می دیدند۔ چنانچہ از پیش روئے

فرومی ویدند *

(۲) و در شب و در تاریکی چنان بیدارند که برادر و روشنی *

(۳) و آب دهن ایشان آبهای شور را شیرین میکند *

(۴) و با طفل شیرخواره یک قطره از آب دهن بچشانیدند آن طفل تمام روز شکم سیر می ماند و طلب شیر نمی گرداند چنانچه در روز عا شوره با طفل اهل بیت تجربه شده -

(۵) و بغل آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم سفید رنگ براق بود و اصلا موکے نداشت

(۶) و آواز ایشان جائے میرسد که آواز دیگران بشعر عشیر آن نمیرسد و از دور شنیدند

که دیگران را مسافت نمی تواند شنید *

(۷) و در خواب چشم ایشان خواب آلود می شد و دل خبر داری ماند *

(۸) و فازه دهن هرگز ایشان در تمام عمر اتفاق نه افتاد *

(۹) و احتلام هرگز واقع نشد *

(۱۰) عرق مبارک ایشان خوشبو تر از مشک بود بحدیکه اگر در کوچی می گذشتند مردم

بسیب بوئے خوش عرق ایشان که در هوا سرائت کرده می ماند پی می بردند که ازین کوچی

آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم گذشتند *

(۱۱) هیچ کس اثر فضل ایشان بر روی زمین ندیده زمین می شکافت فرومی برد و از آن

مکان بوئے مشک می شمیدند *

(۱۲) و در وقت تولد مختون پیدا شدند *

(۱۳) و ناف بریده و پاک و صاف هرگز لوث بخاست بر بدن ایشان نبود *

(۱۴) چو بر زمین افتادند سجده کنان و انگشت خود را سوئے آسمان برداشتند -

(۱۵) و در وقت تولد ایشان نورے متشعشع شد که سبب آن شهرهای شام مادر ایشان

را نمودار شد *

(۱۶) و مهد ایشان ملائکه می جنبانیدند *

(۱۷) و ماهتاب بایشان در حالت طفولیت که در گهواره بودند حرف میزد *

(۱۸) برگاه اشارہ ہوئے می فرمودند سوئے ایشان مایل می شد *

(۱۹) و بارها در حالت گہوارہ تکلم می فرمودند *

(۲۰) ہمیشہ بروز وقت نمازت گراما ابرو ایشان سایہ میداشت *

(۲۱) اگر زیر درختی می آمدند سایہ درخت سمت ایشان متوجہ می شد *

(۲۲) و سایہ ایشان بر زمین می افتاد *

(۲۳) بر جامہ های ایشان مگس نمی نشست *

(۲۴) و سپش ایشان را ایندانی داد *

(۲۵) اگر بر جانور سے سوار میشدند آن جانور تا مدت سواری ایشان بول و برازن نمی کرد *

(۲۶) در عالم ارواح اول کسی کہ پیدا شد ایشان بودند *

(۲۷) اول کسی کہ در جواب الست بویکم - بلی گفت نیز ایشان بودند *

(۲۸) و سیر معراج مخصوص بالیشان است *

(۲۹) و سواری براق نیز مخصوص بالیشان

(۳۰) و بالائے آسمان رفتن و بحد قباب توسین رسیدن و به دیدار الهی مشرف

شدن *

(۳۱) و ملائکہ را فوج و چشم ایشان را فتن همراه ایشان مانند شکریاں جنگ و قتال کردند

نیز خاصه ایشان است *

(۳۲) و شوق القمر و دیگر معجزات عجیبہ و غریبہ نیز مخصوص بالیشان است *

(۳۳) و روز قیامت آنچه ایشان را دهند هیچ کس را ندهند *

(۳۴) اول کسیکہ از قبر سر برآرد ایشان باشند *

(۳۵) و اول کسیکہ از بیہوشی افاقہ کند ایشان باشند *

(۳۶) ایشان را بر براق حشر نمایند *

(۳۷) و مفتاد بنزار فرشته گرداگرد ایشان جلو دار باشند *

(۳۸) و بجانب راست عرش بالائے کرسی ایشان را جاد دهند *

(۱۳۹) و مقام محمود مشرف سازند *

(۱۴۰) و در دوسرے ایشاں لواع الحدا و ہ کہ حضرت آدم و تمام فریت ایشاں زید
آں نشان باشند *

(۱۴۱) و ہمہ انبیا بامتیان خود پس روئے ایشاں شوند *

(۱۴۲) و در دیدار خدا اول بایشاں شرع کنند *

(۱۴۳) و بشفاعت عظمیٰ ایشاں را مخصوص سازند *

(۱۴۴) و اول کسی کہ بر پلصراط بگذرد ایشاں باشند و تمام خلایق حشر را حکم شود کہ چشمہا
خود را فرو بندد تا دختر ایشاں فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا بر پلصراط بگذرد

(۱۴۵) و اول سے در جنت را بکشد ایشاں باشند *

(۱۴۶) و در روز قیامت ایشاں را بمرتبہ وسیلہ مشرف سازند و آں مرتبہ الیت نہایت

بلند کہ کسی را از مخلوقات میسر نشد *

(۱۴۷) و حقیقت آں آنست کہ ایشاں در آن روز از جناب خداوندی بمنزلہ وزیرانہ

بادشاہ باشند *

۱ و آنچه در شرائع ہاں مخصوص اند چیز ہائے بسیار است کہ تعداد آں موجب تطویل

است - الخ - بلفظ *

دیکھئے۔ ان خصائل و فضائل و خصائص کوئی فرد بشر حتی کہ انبیاء علیہم السلام میں

بھی کوئی نہیں ہے۔ نہ تو پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔ لعنت خدا اس شخص پر ہو۔ جس کا یہ

قول ہو، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ یا وہ جملہ بنی آدم کے

برابر ہیں۔ اور لعنت خدا اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی اس قائل پر ہو۔ جس کا

قول یہ ہو کہ وہ چو بڑے اور چار سے بھی ذلیل ہیں *

(۵) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۴۶۰ سطر ۱۰۔ سورہ ہود *

فقال الملاء پس کہا اشراف اور رئیس لوگوں نے الذین کفروا وہ لوگ کہ کافر تھے

من قومہ قوم نوح علیہ السلام میں سے کہ مانوا کہ ہمیں دیکھتے ہیں تجھے الا بشر مثلنا مگر تھے

مثل اپنے۔ یعنی تجھ میں وہ فضیلت ہم نہیں پاتے جس کے سبب نبوت کے ساتھ تیری تفسیر ہو۔ اور ہم پر تیری اطاعت واجب ہو۔ انہوں نے بشر کی صورت دیکھی۔ اور حقائق انسانی کے ادراک سے غافل رہے۔ بلفظ

(۶) مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر اول صفحہ ۱۱۔ مبلوعہ بمبئی۔

حکایت مرد بقال

کارپا کاں راقیاس از خود بیگر	گر چہ آید در نوشتن شیر شیر
شیر آں باشد کہ مردم را درو	شیر آں باشد کہ مردم می خورد
جملہ عالم زین سبب گمراہ شد	کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
کافراں را دیدہ بینا بنود	نیک و بد زویدہ شاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء رواشتند	اولیاء را، بچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر	ما و ایشاں بستہ خواہم و خور
این ندانستند ایشاں از غسے	ہست فرقے در میاں بے منتہا،
ہر دوگون ز بنور خور و از یک محل	از یکے سرگیں شد از ابا دیگر غسل
ہر دوگون آہو گیاہ خوردند آب	از یکے سرگیں شد و ز اں مشکناں
آں دونے خوردند از یک آب خود	آں یکے خالی و دیگر پر شکر
صد ہزاراں این چنین اشباہ بین	فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بین

دیکھئے مولانا روم علیہ الرحمۃ مطابق قرآن شریف و تفاسیر کے کیا حسب ذیل منکرین فرماتے ہیں۔ کہ یہ قول کفارنا بکار کا تھا کہ پیغمبر ان علیہم السلام ہماری مانند ہیں۔ اور ان ساتھ دعویٰ ہمسری کرتے تھے۔ اور اولیاء اللہ کو بھی اپنے جیسا سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم بھی آدمی یا بشر ہیں۔ ایسے ہی پیغمبر ان علیہم السلام ہیں جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی کھاتے پیتے ہیں۔ مگر یہ انکی نابینائی چشم تھی۔ ورنہ ہم میں اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پھر اس کی مثالیں لکھتے ہیں کہ دیکھو۔ دو قسم کے زبنور ہیں۔ اُن کی خوراک ایک ہی چیز ہے۔ مگر ایک میں زہر و ارنیش ہے اور دوسری سے شہد پیدا ہوتا ہے۔ جس کی

تعلیف قرآن شریف میں ہے۔ پھر دوہرن ایک ہی جنگل میں چرتے ہیں مگر ایک مینگنی کرتا ہے
اور دوسرے سے مشک نافہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح دونے (نرسل) ایک ہی پانی سے پرورش
پاتے ہیں۔ لیکن ایک ویسا ہی پھیکا ہوتا ہے۔ اور دوسرا ایسا میٹھا کہ اس سے شکر اور
مٹھری پیدا ہوتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسی لاکھوں مثالیں، نظریں، صورتیں موجود ہیں
کہ جن میں بہت فرق اور تفاوت ہے۔ جس کا اندازہ نہیں۔ اور یہاں آپ جملہ بنی آدم
کے برابر کہہ رہے ہیں۔ لاجول ولا قوۃ ۛ

(۷) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۲۹۔ سطر (سورہ قمر) عند ملیک ایسے شاہ
کے پاس مقتدا کا قادری ہے۔ سب چیزوں پر۔ صاحب بحر الرائق نے فرمایا ہے مقتدا صدق
وحدت قربت کا مقام ہے کہ عندیت کے مرتبہ میں تحقق ہوتا ہے۔ اور کشف الاسرار میں لکھا
ہے۔ کہ عندا کا کلمہ تقریب اور تخصیص کی علامت رکھتا ہے۔ یعنی اہل قرب کل اس گھر میں
اُس مرتبہ کے ساتھ اختصاص رکھیں گے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی
عالم میں اس مرتبہ کے ساتھ مخصوص تھے کہ ابیت عند ربی ویطعمنی ولسقینی اور ربیب
وہ مرتبہ جس کے سبب خاص لوگ کل کو ناز کرینگے آج آپ کا ادنیٰ مرتبہ تھا تو کل قیامت
میں جو مرتبہ اعلیٰ آپ کو حاصل ہوگا اُس کا نشان کون دیکھتا ہے۔ نظم

مرانت جمال ذوالجلال

صاحب دل لایت نام قلبی

ہستی بمشا بہ کہ خواہی

در جو صلہ خیر نہ گنجد

اے محرم ستر لا ینزال

بہمان ابیت عند ربی

از قربت حضرت الہی

قربے کہ عبارتش نہ بخند

گم گشتہ بود عبارت آبخا

بلکہ نہ رسد اشارت آبخا۔ بفظہ ۛ

(۸) تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ پارہ ۳ صفحہ ۲۳۳ سطر ۷

ورفعنا لک ذکراک یعنی بلند کردیم برائے تو ذکر ترا۔ بایں مرتبہ جامعیت کمال نہ ترا
میشرشد۔ کہ ظل مرتبہ الوہیت گشتی۔ بایں جامعیت منفرد و طاق برآمدی حالاً ترا ہرگز
یاد کنند۔ مثلاً گویند اللہ و رسول و انا ترا ست۔

و رسول جنین فرمودہ کہ واجب اطاعت است و علیٰ ہذا القیاس۔ و در حدیث شریف دانت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از جبرائیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونه فرمود
اند۔ حضرت جبرائیل گفت علیہ السلام کہ ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند و زبانک نماز و تحیات
واقامت، و خطبہ و در کلمہ طیبہ و در کلمہ شہادت و در امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ
و اطیعوا الرسول و در حرمت معصیت کہ من یعصی اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خلد فیہ
فیہا ابدان پس ہر جا کہ ذکر خدا آمدہ ذکر رسول نیز ہمراہ آنست الخ بلفظ *

فصل دوم احادیث سے ثبوت کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی مانند نہیں ہیں

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۴۶۔ سطر ۳۵۔ مصری

باب الوصال ۱ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تو اصل
قالوا انک تو اصل قال لست کا حد منکم اتی اطعم واسقی او اتی ابیت اطعم
اسقی۔ بلفظ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وصل نہ کرو۔ یعنی روزہ وصل نہ رکھو
عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ آپ جو وصل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی روزہ وصل نہیں
اُس پر فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں ہوں۔
کہ جھکو کھانا پینا دیا جاتا ہے۔ یا یہ کہ جھکورات کو کھانا دیا جاتا اور پانی دیا جاتا ہے۔

(۲) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۴۶۔ سطر ۳۵۔ مصری عن عبد اللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال قالوا
انما تو اصل قال اتی لست مثلكم اتی اطعم واسقی یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
روایت ہے کہ منع فرمایا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے (یعنی روزہ
وصال سے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ جو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق میں تمہاری مثل یا مانند نہیں ہوں۔ مجھے کھانا پینا دیا جاتا

(۳) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۷ - سطر ۲ - مصری عن ابی سعید رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا توصلوا فایکم اذا ارادوا ان یوصل فلیوصل حتی السحر قالوا فانک توصل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لست کھئتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی ومساق لیسقینی یعنی حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق میں نے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مت وصل کرو - اور اگر وصل کر نیکا ارادہ کرو - تو سحری تک وصل کرو - عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہ تحقیق آپ وصل فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمہاری صورت و شکل و ہیئت کی مانند نہیں ہوں - کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کھلانیوالا کھلاتا ہے، اور پلانیوالا پلاتا ہے۔

(۴) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۶ - سطر ۵ - مصری عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت غی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ لہم قالوا انک توصل قال انی لست کھئتکم انی یطعمنی رقی ویسقین - بلفظہ - یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے - فرمایا - منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق رحمت ان کے لئے پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ جو خود وصل فرماتے ہیں تب فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہاری شکل و صورت اور خوبصورتی کی مانند نہیں ہوں - مجھ کو تو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے ۝

(۵) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۶ - سطر ۵ - مصری ان اباہریرہ رضی اللہ عنہ قال غی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال فی الصیوم فقال لہ رجل من المسلمین انک توصل یا رسول اللہ قال دایکم مثلی انی ابیت یطعمنی رقی ویسقین، الحدیث - بلفظہ ۝ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ میں وصل کرنے سے اپنے ہر ایک صحابی نے کہ حضور وصال کرنے - تب فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کون ہے تمہارے میں میرے مانند (یعنی تمہارے میں) مانند کوئی نہیں ہے (تحقیق

مجھے میرا رب رات کو کھلاتا ہے، اور یہی ہے۔ الحدیث ۛ

اسی قسم کی دو اور احادیث اسی صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں۔ ایمان لانیوالے کے لئے پانچ احادیث کم نہیں۔ بلکہ ایک ہی حدیث کافی ہے۔ اور نہ ایمان لانیوالے کے لئے قرآن شریف بھی کافی نہیں ۛ

(۶) صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲ میں سات احادیث کسی قدر خفیف الفاظ کے فرق سے موجود ہیں۔ اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اُن کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ حسب ذیل ہیں :-

(ا) است کا حد منک، میں تمھارے میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہوں ۛ
 (ب) اِنِّی لست مثلكم تحقیق میں تمھاری مثل نہیں ہوں ۛ
 (ج) اِنِّی لست کھیتکم تحقیق میں تمھاری خود خصلت و شکل و مثل و صورت کا نہیں ہوں ۛ

(د) وایتکم مثلی اور کون ہے تمھارے میں میری مثل؟ (یعنی کوئی بھی میری مثل نہیں ہے)

دیکھئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیا ارشادات فرما رہے ہیں۔ اور تعجب اور افسوس ہے جماعت و ہابیہ پر کہ وہ علی الاعلان منہ بچھاڑ کر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مثل ہیں اس پر بھی بس نہیں بلکہ یہ کہہ رکھتا ہوں میں شائع کر رہے ہیں۔ کہ وہ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں! عیاذ باللہ ہم کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ذات الوہیت میں بے مثل ہے

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات و صفات عبودیت و نبوت و رسالت میں بے مثل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کائناتی محال ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائناتی محال ہے۔ اور جن لوگوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے ان پر خدا کی طرف سے محال دو بال ہے۔

(۷) شفا قاضی عیاض و شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما میں۔ ان احادیث بالا کی شرح یوں سے قال ای فیما رواہ الثیخانی عن ابن عمر و ابی ہریرۃ و انس و عائشۃ

ارضی اللہ عنہم جواباً لقولہما انک تو وصل فکیف تنہا نا قال انی لست کھیتکما
 علی صفتکم وما ھیتکم انی یطعمنی ربی ویسقینی۔ بلفظ : یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کا فرمانا کہ تم میں کون سے میری مثل جیسے روایت کیا حضرت شحین (ابوبکر صدیق
 و عمر فاروق رضی اللہ عنہما) نے اور ابن عمر اور ابی ہریرہ اور انس اور عائشہ رضی اللہ عنہم نے ان کے
 جواب میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو روزہ وصل رکھتے ہیں۔ پھر ہمیں کیوں منع
 فرماتے ہیں۔ اس پر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
 نے تحقیق میں تمھاری ہیئت کا نہیں ہوں۔ یعنی تمھاری صفت اور ماہیت تو خصلتِ رسول
 اور مثل کا نہیں ہوں۔ مجھ کو میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے :

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ثانی شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث
 دیہوی صفحہ ۸۶ سطر ۶ عن ابی ہریرۃ قال غی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عن الوصال فی الصوم ہی کروزہ است آنحضرت از وصال یعنی روزہ داشتن دو روز زیادہ
 بے اکل و شرب در میان آن فقال لہ رجل پس گفت مرا آنحضرت را مردی از اصحاب
 اندک تو وصل بدرست کہ تو وصال میکنی یا رسول اللہ پس مراجعہ منع کنی ازاں وصال
 حالانکہ تو میخواہی مارا واکم باتبع خود قال گفت آنحضرت وایتکم مثلی وکدام یکے از شما مانند
 من است انی ابیت لیطعمنی ربی ویسقینی بدرست کہ من شب میکنم در حالیکہ طعام میدہ
 مرا آنکہ پروردہ و تربیت کنندہ من است و آب میدہد مرا۔ متفق علیہ :

بدانکہ علماء و دریں طعام و شراب چند قول است یکے آنکہ طعام و شراب مخصوص
 بود کہ برائے آنحضرت ہر شب از نزدیکارے آید و بخورد و می نوشید۔ و این گرا
 بود از خداے تعالیٰ مخصوص ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔ و این منافی وصال و موجب بطلان صوم
 بنود۔ اگرچہ خود روزانہ نیز فرض کنند۔ چنانچہ در روایت دیگر آمدہ است اظلی عند ربی
 یطعمنی ویسقینی روز میکنم نزدیکار خود طعام و شراب میدہد مرا چہ آنچہ موجب افطاست
 شرعاً طعام و شراب معتاد است۔ اما آنچہ بطریق خرق عادت از بہشت و از پیش پروردگار
 آمدہ باشد مبطل صوم بنود۔ الخ بلفظ :

(۹) تھانج النبوت ترجمہ مباح النبوت جلد اول صفحہ ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ سطر ۶

وصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بعضی راتوں میں وصال فرماتے تھے۔ یعنی بارہ روزہ رکھتے تھے۔ نہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے تھے اور نہ افطار فرماتے تھے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بوجہ رحمت اور شفقت اور دوراندیشی کے اس سے ممانعت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس روزہ رکھنے کو منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جو روزہ وصال رکھتے ہیں ہم کو کیوں اسکی ممانعت فرماتے ہیں۔ یا وجہ اس بات کے کہ ہمیشہ اپنی متابعت کیلئے فرماتے ہیں سنت کا حد قینکہ یعنی میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں اور ایک روایت میں فرمایا اگر ایک مثلی یعنی کون تم میں سے میری مثل ہے انی ابیت عندہ رہا جی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ بیشک میں اپنے پروردگار کے پاس جو میرا پلٹنے والا ہے تربیت دینے والا ہے، رات کو رہتا ہوں بیٹھتی و لیٹتی وہ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ میرا ایک کھلا نیوالا پلا نیوالا ہے مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے :

اور عالموں کے اس کھلنے اور پینے میں بہت سے قول ہیں۔ بعضے کہتے ہیں اس سے مراد طعام و شراب محسوس ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واسطے ہر شے کو طعام و شراب بہشت سے آتے تھے۔ آپ کھاتے تھے اور پیتے تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ اجل شانہ کی ایک کرامت مخصوص تھی۔ اور خلافت وصال کے اور روزہ کے جلتے رہنے کا سبب نہ تھا۔ کیونکہ جو چیز شرعاً انتظار کا سبب ہوتی ہے وہ کھانا یا پانی دنیا کا ہے۔ لیکن جو بطریق معجزے کے پروردگار کی طرف سے بہشت سے آئے وہ روزے کے انتظار کا اور جلتے رہنے کا باعث نہ ہوگا :

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ روزہ تک سڑے کاروزہ رکھتے تھے۔ اور بارہم تھی سے جو تابعین میں سے ہیں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چالیس دن میں ایک انگور یا کئی دانے انگور کے نوش فرماتے تھے۔ اور ثقل کیا ہے بعضوں نے اپنی قوت اور توانائی سے سڑے کاروزہ چالیس دن کا رکھا ہے۔ الخ بلفظ :

(۱۰) مواہب اللدنیہ للشیخ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۲۲۸ مقصد ثالث

سطر ۲۳۔ اعلم ان من تمام الايمان به صلى الله عليه وسلم الايمان بالله تعالى
جعل خلق بدنه الشئ اقبل على وجهه لم يظفر قبله ولا بعد لا خلق ادمي مثله الخ
بلفظ۔ یعنی خوب جان لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال ایمان یہ ہے کہ ایمان
لاوے اللہ تعالیٰ پر کہ اُس نے پیدا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن شریف کو ایسی
صورت پر کہ اُن کے برابر نہ کوئی پہلے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ اُن کے بعد پیدا ہوگا۔ یعنی آنحضرت
مثل یا نظیر کوئی نہیں ہوگا۔

(۱۱) مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جلد سوم مکتوب
نہت لبر ترجمہ اردو۔ جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسان کی پیدائش کی
طرح نہیں۔ بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کیسے نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔
جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے خلقت من نور اللہ۔ میں اللہ تعالیٰ
کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔ اس دقیقہ کا بیان
یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت واجب الوجود جل شانہ کے صفات ثنائیہ حقیقیہ
اگرچہ دائرہ وجوب میں داخل ہیں۔ لیکن اس احتیاج کے باعث جو اُن کو حضرت ذات تعالیٰ
کے ساتھ ہے، ان میں امکان کی بویائی جاتی ہے۔ اور جب صفات حقیقیہ قدیمیہ میں امکان
کی بویائی جاتی ہے موجود ہے۔ تو حضرت واجب الوجود جل شانہ کے صفات اضافیہ میں بطریق
اولیٰ امکان ثابت ہوگا۔ اور اُن کا قدیم نہ ہونا اُن کے امکان پر پہلی دلیل ہوگا۔

کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اس
امکان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اُس امکان
سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا باریک نظر سے
مطالعہ کیا جائے۔ لیکن آنحضرت کا وجود مشہور نہیں ہوتا بلکہ اُن کی خلقت کو امکان کا
نشا عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اس عالم سے برتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انکا
سایہ نہ تھا۔ نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اُس کے وجود کی نسبت زیادہ

لطیف ہوتا ہے۔ جب جہاں ان سے زیادہ لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے
متصور ہو سکتا ہے۔ بلفظ ۵

(۱۲) شمول الوہابیہ فی سلك النجدیہ مطبوعہ لاہور مطبع فخر الدین صفحہ ۵۹۔
نظم وہابیہ کش ۵

السلام عليك مني والصلوة يا رسول
ما اقول كيف حالى حيث لا يخفى عليك
انت موج اول الامواج في البحر القديم
انت خير الخلق خيرا لا نبيا خيرا الرسل
انت جواد كريم نحن قوم سائلون
ان في همك عذابا في عذاب لا يطاق
كنت كنزا مخفيا في كنت كنزا مخفيا
سلم الله على روحك وصلى حاميا

لیس لے حسن العمل کیف البخات یا رسول
انت تعلم ما مضی ما سیأتی یا رسول
لیس مثلك ممکن فی الکائنات یا رسول
مصدر الخیرات محمد الصفات یا رسول
من نصاب الفضل شیء فی الذکوة یا رسول
ان فی وصالک حیاتی فی حیات یا رسول
اختفاء النخل فی عین النوة یا رسول
کل ساعات النهار والبیات یا رسول

یہ نظم قطع الیقین وہابیہ ہے۔ عربی آسان ہے۔ اس کے ترجمہ نہیں کیا گیا
آپ کسی مولوی سے پوچھ لیں ۶

باب یازدوم

عقیدہ نمبر ۱۵

عقیدہ نمبر ۱۵۔ وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
شیطان کو علم زیادہ ہے۔ ملخصاً براہین قاطعہ صفحہ ۵
قولہ۔ توضیح مطالعہ نمبر ۱۱۔ بر عقیدہ نمبر ۱۵۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۵ یہ لکھا ہے کہ
براہین کے صفحہ ۱۵ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔
مشہرہ و مصدق صاحبان! اگر آپ یہ عبارت بعینہ کتاب مذکور میں دکھلا دیں۔ تو آپ

کو پھولوں کا ہاروں۔ ورنہ گلا۔۔۔ کے لئے تیار رکھے۔ بلفظ صفحہ ۲۶۔ سطر ۱۰۔
اقول۔ مفتی جی! حسبِ عادت سترہ آپ نے عبارت براہین سے قطعی انکار کر دیا۔ کیا میں
 اشتہار میں بلفظ یا بعینہ کا لفظ لکھا ہے۔ یا ملخصاً کا لفظ اس میں موجود ہے۔ آپ نے صفحہ ۵
 کو بھی دیکھا ہے یا یونہی لکھ دیا ہے مگر افسوس کہ اپنے بزرگوں کی اُردو عبارت کا بھی مطلب
 نہیں سمجھا۔ اس پر زیادہ کیا آپ کی فہمید اور علمیت کا اندازہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ
 بلا سمجھے بوجھے جواب دیتے ہیں لیجئے میں اصل عبارت براہین قاطعہ کے صفحہ ۵ کی ذیل میں لکھتا
 ہوں۔ تاکہ آپ کو پھولوں کے ہار یا گلا تیار رکھنا یاد آجائے۔ اور اورو عبارت سمجھنے کا بھی
 ملکہ حاصل ہو۔ وہ ہوا ہذا۔

الحاصل غور کرنا چاہئے شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط نہیں کا
 فخر عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس و سوسے ثابت کرنا
 شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت
 علم نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے
 کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے بلفظ صفحہ ۵ براہین
 دیکھیے۔ یہ عبارت براہین کی ہے جس کا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے اور آپ کو صفحہ ۵
 پر نظر نہ آیا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ مولوی محمد عبد السمیع مرحوم نے اپنی کتاب انوارِ ساطعہ میں کیا
 لکھا تھا۔ وہ مضمون یہ ہے:-

جب ملک الموت ہر جگہ موجود ہے۔ تو اسکو شرک کہنا جائز ہے وہ تو مقربین ملائک میں سے شیطان
 بعین کو دیکھو۔ کہ وہ بھی ہر جگہ موجود ہے۔ پھر شرک کیسے ہوا۔ اور اگر رسول اکرم علی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کو جو تمام مخلوق ملائک وغیرہ سے افضل ہیں۔ تو ان کے ہر جگہ فیض رساں ہو نہیں
 کیونکہ شرک ہوگا۔ الخ۔

اس پر مولوی خلیل احمد آپ کے زیرِ گ یہ درفشانی فرماتے ہیں۔ کہ شیطان و ملک الموت
 کو یہ وسعت علم کی نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی
 قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

مطلب اس کا یہ ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت یا زیادتی علم پر نفس موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نفس نہیں۔ اسلئے شیطان لعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ بلکہ برابر بتائیگا۔ تو مشرک ہو گا۔ اب سمجھے یا نہیں، اگر نہیں سمجھے تو آپ کے خدا سمجھے۔

علم کی بحث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے عطا فرمایا ہے ہو چکی ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضور کے علم کی عطا یا حد نہیں۔ حتیٰ کہ نبی محمد ﷺ کا تمام علم ان کے علموں میں سے ایک شتمہ ہے۔ مخلوق الہی میں سے کوئی فرشتہ، یا جن و انس میں سے کوئی بھی حضور کے علم سے زیادہ یا برابر جاننے والا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ سخت کفر کی گت ہے۔
قولہ۔ مطالبہ نمبر ۱۱ ہم نے کتاب مذکور میں عبارت عقیدہ نمبر ۱۱ تلاش کر نیکی بعد یہ لکھا ہے۔ کہ ہمیں یہ عبارت نہیں ہے، جب یہ عبارت آئیں نہیں۔ تو کیوں یہ عقیدہ آپ کا نہ سمجھا جائے۔ بقول حضرت عمرؓ۔ کلام الفوائد بیل علی اللسان۔ اور کیوں اس کذب نویسی کے باعث آپ کو آیت علی الکاذبین کا مصداق نہ قرار دیا جائے (کسی کو خواہ مخواہ ہابی کہنے کی۔ نہ اسے) بلانہ صفحہ ۲۶۔ سطر ۱۷۔

اقول۔ مفتی جی! آپ نے عبارت کی تلاش آنکھ بند کر کے کی۔ اگر آنکھیں کھول اور دماغ کو پھول کر ڈھونڈتے۔ تو ضرور یہ عبارت جو دکھلا چکا ہوں۔ ملجاتی۔ اور ایسی ندامت آنکھانہ نہ پڑتی۔ اب بھی آنکھ آپ کی نہیں کھلی۔ اس سہ سطرہ عبارت میں تین غلطیاں کیں۔
 اول عقیدہ نمبر ۱۱ کو عقیدہ نمبر ۱۱ لکھ دیا۔ دوم آیت شریف علی الکاذبین کو رسم الخط کے خلاف لکھا۔ سوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیمی نہیں لکھا۔ اب بھی اپنی آنکھیں کھولیں۔ ورنہ بہتر ہے کہ نہ بولیں۔ اور جو آپ حملہ آیت شریف علی الکاذبین کا ہے۔ اسے راق لکھتے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ اس کے مصداق آپ ہی موزون ہیں۔ جبکہ خدا ہی ہمیں مطلع ہوا ہے۔ تصدیق اسکی یوں ہے کہ اس آیت شریف کے حملہ علی الکاذبین کے اعداد جمل سو تیس (۹۱۳) ہیں۔ اور اسی طرح (مفتی مصنوعی مع حزب) اور (مفتی نفسانی

عبداللہ اور نالائق ابدی عبد اللہ و حزب و ہابیہ کے بھی وہی اعداد و اقسام
(۱۹۲۳ء ہی میں :-)

یہ اس لئے کہ آپ خالص سنی حنفی مسلمانوں کو خواہ وہ حرمین شریفین زاد ہوا اللہ
شرفاً و تعظیماً کے ہی ہوں۔ بدعتی۔ کافر۔ مشرک کہتے ہیں۔ یہ اسکی منزات۔ مگر اسکی آپ کو کیا
پرول ہے۔ جبکہ آپ خود بدولت بڑے گھر میں تشریف فرما رہ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا
حکم کرے ❖

باب دوازدہم عقیدہ نمبر ۱۶۔

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علم غیب کی کیا
خصوصیت ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون باندہ
جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

(ملفوظ۔ حفظ الایمان، اشرف علی صوفیہ ۱)

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۲۔ بر عقیدہ نمبر ۱۶۔ آپ کے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۶ یہ نکلا ہے
کہ حفظ الایمان میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے
ایسا علم زید و بکر و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ آپ نے
اس عبارت کے نقل کر نہیں چالا کی سے کام لیا ہے۔ عبارت کا ازل و آخر پتہ لے کر وقت کو
اپنے خوب مغالطہ میں ڈالا ہے۔ یہ کام سے اسی سے ہو سکتا ہے۔ جسے ایمان کا خواہش
اور عاقبت کا خوف نہ ہو۔ پوری عبارت اتمام حجت کی غرض سے یہاں نقل کی جا رہی ہے
”آپ کی بنی علیہ السلام ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید
صحیح ہو۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ اس غیب کے مراد بعض غیب کے یا کل علم اگر بعض
علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور ہی کی تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماکان و مایکوت کا غلط فرما دیا۔ اس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب یوں دیتے ہیں :-

اور جو علم بواسطہ ہوا اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے۔ لویلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور ناجائز ہوگا۔ اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ الخ بلفظ صفحہ ۷۔
اس پر بھی زیادہ غصہ جب مولوی صاحب کو آیا۔ تو غصہ و غیظ و غضب میں اس طرح پر رسالہ حفظ الایمان برائے نام میں نکل گیا :-

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ اس غیب کے مراد بعض ہے یا نہ۔ کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ بلفظ صفحہ ۷۔ ۸۔ حفظ الایمان مولوی اشرف علی :-

دیکھئے اس تمام عبارت سے بالکل اظہر من الشمس ہو گیا۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوذا اللہ کوئی خصوصیت علم غیب کی نہیں۔ ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر لڑکے اور پاگل اور جانوروں چارپایوں اور دنگروں کو بھی حاصل ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کے نبوذا اللہ من ہذا الخرافات والخز غیلات۔ یہ ہے آپ کے امام یا بزرگ مولوی اشرف علی اور آپ کا عقیدہ۔ یہی وجہ ہے کہ عرب و عجم کے فتاویٰ کفر لگے ہوئے ہیں :-

قولہ مطالبہ نمبر ۱۲۔ آپ کے اشتہار کی عبارت عقیدہ نمبر ۱۶ سے واضح ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کو غیب دان جانتے ہیں۔ بتلایئے کل غیب کے جاننے والے جانتے ہیں۔ یا بعض کے۔ اگر کل کے جانتے ہیں۔ تو آیہ لا یعلم الغیب الا عند اللہ مفاعیل الغیب وغیرہ کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ اور اگر بعض غیب کا جانتے ہیں۔ تو کیا بہت سی باتیں پوشیدہ نہیں جو دوسروں کو معلوم ہوں۔ اور آپ کو معلوم نہ ہوں۔ یا اس کے برعکس تو اس میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خصوصیت ثابت فرمائیے۔ بلفظ صفحہ ۲۷۔ سطر ۳۔

اقول مفتی جی! ہمارا اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو اللہ تعالیٰ نے علوم ماکان و ماسکون کے عطا فرمادیئے ہیں۔ اور یہ علوم غیب کل اور بعض سب بخش دیئے ہوئے ہیں۔ جتنے کہ ایک فرقہ بھی حضور سے پوشیدہ نہیں ہے۔

مفصل بحث اور اثبات علم غیب باب ششم عقیدہ نمبر ۸۔ ۹ میں گذر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن یہ بتلایئے کہ مولوی اشرف علی آپ کے پیغمبر نے جو عبارت اور اپنا عقیدہ لکھا ہے کہ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم بھی حاصل ہے۔ کس آیت اور حدیث کا ترجمہ ہے۔ یا کسی کتاب سلف و خلف میں ایسا لکھا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ بات نہ آیت میں ہے۔ نہ حدیث میں۔ نہ کسی بزرگ دین کی کتاب میں۔ ہاں مولوی اشرف علی کے قرآن میں ہو تو اس سے نکال کر پیش کیجئے۔ یہ سب افترا اور توہین اُن کے اپنے ناپاک دل اور قلم سے نکلے ہوئے خبیث کلمات ہیں۔ جن کا تمغہ اُن کو مل چکا ہے۔

الْعِيَاذُ بِاللّٰهِ الرَّحِيْمِ الْكَرِيْمِ
الْحَوِيُّ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّحِيْمِ

باب سترم

عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸

عقیدہ نمبر ۱۷۔ خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سے
با خدا داریم کار و با خدا التو کار نیست۔ بلفظ بسطابن ان صفحہ ۲۷۔
عقیدہ نمبر ۱۸۔ حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ بکتاب دعوت و گمراہی ہے۔
مختصاً ایضاً الحق مولوی اسماعیل امام الطائفہ دہلیہ بخدیہ و دیوبندیہ صفحہ ۳۵-۳۶۔

قولہ عقیدہ نمبر ۱۷ اور ۱۸۔ آپ نے بسط البیان وایضاح الحق کے حوالہ دیکھے ہیں۔ چونکہ یہ کتابیں میسر پاس نہیں ہیں۔ ان عقاید کے متعلق جو کہ سراسر افتراء معلوم ہوتے ہیں۔ کتابوں کے لئے پر لکھا جائیگا۔ بلفظہ صفحہ ۲۷۔ سطر ۸۔

اقول مفتی جی! نہایت افسوس ہے۔ آپ کی عقل و دانش پر۔ درالحالیکہ وہ کتابیں آپ نے دیکھی بھی نہیں۔ اور نہ آپ کے پاس موجود ہیں۔ اور نہ آپ کے دیوبندی یا سہارنپوری سنگوا کر دیکھیں۔ بلا دیکھے۔ افتراء لکھ دیا۔ اور لفظ سراسر بھی قلمبند فرما دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر ہزاروں نکتہ چینیاں ہوں۔ اور برے برے لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور شرک و کفر لگایا جاتا ہے۔ مگر خود غیب کی خبریں اور باتیں کہہ رہے ہیں۔ کہ سراسر افتراء معلوم ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ نکتہ معلوم ہوا۔ کہ جو میں نے کتابوں کی عبارتیں اور ان کے صفحے لکھے ہیں۔ اور وہ آپ نے دیکھے بھی نہیں ہیں اور سراسر افتراء ہیں۔ کیا یہ غیب کی باتیں اور غیب کی خبریں نہیں۔ حالانکہ برابر عبارات لکھتا ہوا چلا آ رہا ہوں۔ مگر بے شرمی کا کیا علاج جو کسی حکیم کے پاس بھی نہیں۔

کتاب رسالہ بسط البیان کی عبارت تو بلفظہ صفحہ ۷ سے اپنے اشتہار میں درج کر چکا ہوں جس کا خلاصہ نمبر ۱۷ ہے۔ مگر اس کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ یوں ہے۔

باخدا دارکم کارد باخلاق کار نیست

یہ مصرعہ فارسی زبان کا ہے۔ شاید آپ نے سمجھنا نہ ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں :-
کہ ہم کو خدا سے کام ہے اور کسی شخص سے جو مخلوق میں ہے اس سے کام نہیں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خلاق میں سے ہیں۔ اس لئے ان سے کام نہیں۔ پس خلاصہ میرے مضمون عقیدہ وہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔

یہ مضمون یا خلاصہ یا عبارت جو بسط البیان میں ہے وہ تقویۃ الایمان سے لیا گیا ہے وہ یوں ہے :-
(صل عبارت تقویۃ الایمان)

(الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۶۔ سطر ۲۲۔

(ب) سو جان رکھو کہ بیشک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے اور کوئی مالک سوائے میرے۔ بلفظ صفحہ ۱۶۔ سطر ۶۔

(ج) خدا نے قول و قرار لیا میرے سوائے کسی کو حاکم و مالک نہ جانو۔ اور کسی کو میرے سوائے نہ جانو۔ بلفظ صفحہ ۱۷۔ سطر ۱۔

(د) اللہ کے سوائے اور کسی کو نہ مان (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ مان) بلفظ صفحہ ۱۸۔ سطر ۲۔

اب میں اس عقیدہ نمبر ۱ کی تردید قرآن شریف اور احادیث سے کرتا ہوں۔

فصل اول آیات قرآن شریف کی تردید

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتَدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ (سورہ بقرہ) یعنی مت کھاؤ آپس میں کے مال ناحق یا فریب سے۔ اور نہ لے جاؤ حاکموں کے پاس ؟ کہتے یہ خدا کے سوائے کون حاکم ہیں ؟

(۲) قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله الاية یعنی کہو (اے رسول من) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ اور میرا حکم مانو۔ تب اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

کہتے یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے ماننے کو فرماتا ہے ؟

(۳) اذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل (سورہ النساء) یعنی جب تم حکم کرو لوگوں میں۔ تو انصاف اور عدل سے حکم کرو۔

کہتے خدا کے سوا کون حاکم ہیں۔ جن کو عدل کرنیکا حکم ہو رہا ہے ؟

(۴) اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم الاية (سورہ النساء) یعنی اے لوگو حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور حکم مانو بادشاہان اسلام یا مجتہدین کا جو تم میں سے ہیں۔

کہتے خدا کے رسول اور اسکے تابعداران مجتہدین اور بادشاہان اسلام کے حکم

(۳) حدیث شریف طویل۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من اطاع محمدًا اطاع اللہ علیہ وسلم فقد اطاع اللہ ومن عصى محمدًا عصى اللہ علیہ وسلم۔ یعنی پس جس کسی نے حکم مانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پس تحقیق حکم مانا اللہ تعالیٰ کا اور جس نے نافرمانی کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی۔
 دیکھئے۔ یہ احادیث بھی مثل آیات کے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ یہ بات سب سچ ہے۔ کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو کوئی نہ مانے۔ خدا تعالیٰ کا حکم مان سکتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہی خدا نما ہیں۔ اور کثرت سے احادیث اسی قسم کی موجود ہیں۔
 بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں۔

فصل سوم عقیدہ نمبر ۱۸ کی اصل عبارت

عقیدہ نمبر ۱۸ کی عبارت الفیض الحق الصریح فی احکام المہیئت
 والصریح مترجم مطبع فاروقی دہلی
 جو آپ کو نہیں ملی اس طرح پر ہے۔

فائدہ اولیٰ در بیان آنچه در بدعت حقیقہ داخل است و آن شتمل بر چند مسائل است مسئلہ اولیٰ بایذی السنۃ کہ مسئلہ در وحدت وجود و شہود و مبحث تنزلات خمسہ و صا وراول و تجدد امثال و کمالات و بروز و امثال آن از مباحث تصوف و یحییٰ مسئلہ تجدد واجب و بیاطات او تعالیٰ بحسب فہم یعنی تنزیہ او تعالیٰ از زماں و مکان و جہت و ماہیت و ترکیب عقلی و بحث عینیت و زیادتی صفات و تاویل متشابہات و اثبات رؤیت بلا جہت و محاذات و اثبات جو نہر فرد و ابطال ہیئوت و صورت و نفوس و عقول یا بالعکس کلام در مسئلہ تقدیر و کلام و قول بصدور عالم بر سبیل ایجاب اثبات قدم عالم و امثال آن از مباحث و فن کلام و الہیات و ثلثہ مقدم در قبیل بدعات حقیقہ است۔ اگر صاحب آن اعتقادات مذکورہ را از جنس عقاید بدینیہ محی شمار دہد و دریں جزو زمان در بدعات حکمیہ البتہ مندرج است۔ چہ سعی در ادراک حقیقیہ آن و استہام بنیفس و سعت شدن صاحبان در زمرہ علماء دین و علماء ربانین و تدرج بآن در مقام

و کمالات دینیہ و عرفیہ و اہل بلکہ در کلام خواص ہم دائر و سائر است۔ بلفظہ صفحہ ۳۵-۳۶۔ مسئلہ
 خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ فائدہ اولی اس بیان میں ہے کہ باتیں بدعت حقیقتہ میں داخل ہیں، ہمیں کی تہمتیں ہیں۔ مسئلہ
 یہ کہ مسئلہ وحدت و توحید کو شریعہ و اور پروردگار کو انصاف کی باتیں خدا تعالیٰ کا بجز یا بیسوار و اہم ہونا یا اللہ تعالیٰ کے
 بجز اور بساطت و اعتقاد رکھنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو زبان اور مکان اور طرف اور ماہیت اور ترکیب عقلی و ہر پاک کہنا و غیرہ
 نسبت بذات حقیقیہ کی قسم ہے ہیں۔ اگر اعتقاد بدعتیہ کی قسم ہے جامع و نہ اس لئے کہ میں بدعتا حکمیہ کی قسم میں داخل ہیں، اگر
 اس تمام عبارت کا کہ خلاصہ مضمون صرف یہ ہے کہ بحق تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے
 اگر اب بھی آپ کو میری طرف سے افراطی نظر آئے۔ تو بس معلوم ہو گیا کہ آپ کی نظری نہیں۔ اور آپ کو رے ہیں۔
 دیکھئے آپ کے امام اطا کفہ خداوند تعالیٰ کو بجز اور بساط اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں داخل کر دیا ہے اور
 زمانہ و مکان اور جہت یا طرف ماہیت و ترکیب سے پاک و منزہ اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں شمار کیا
 ہے۔ اور گمراہی لکھا ہے۔ ان کی سنت یوں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ایک زمانہ میں ہونا۔ ایک خاص مکان
 میں رہنا۔ اور ایک طرف خاص شرق یا غرب یا شمال یا جنوب یا فوق یا تحت میں ہونا یا کسی صورت و شکل خاص کا
 ہونا اور اس کے ساتھ اسکی بیوی اور بچوں کا اعتقاد کیا جاوے۔ بعینہ انا اللہ۔ اس عقیدہ کی تردید میں ہرگز مذہب کوں

فصل چہارم تردید عقیدہ نمبر ۱ کتب معتبرہ

(۱) تحفہ اثنا عشریہ حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ
 ۲۱۹۔ سطر ۱۱۔ عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست و اورا جہت از فوق و تحت
 متصور نیست۔ وہیں است مذہب اہل سنت و جماعت۔ بلفظہ ✽
 (۲) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دفتر اول۔ حصہ چہارم صفحہ
 ۱۱۰۔ سطر ۱۵۔ امر تیسری مکتوب نمبر ۲۶۶ (اللہ تعالیٰ جسم و جسمانی نیست و مکانی و زمانی
 نہ۔ بلفظہ۔)

(۳) عقاید شمس ترجمہ عقاید نسفی صفحہ ۳۲۔ سطر ۱۰۔ وہ (خداوند تعالیٰ) ممکن
 کسی مکان میں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۲۔ سطر ۱۰۔ ✽

خداوند عالم پر زمانہ جاری نہیں ہوتا۔ یعنی وہ ذات زمانی نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۳۔ سطر ۹
 (۴) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ
 الرحمۃ صفحہ ۶۔ سطر ۱۹۔ ولا فی جہۃ ولا فی مکان ولا فی زمان پروردگار عالم نہ کسو طرف
 ہے نہ کسو مکان میں ہے نہ کسو وقت میں بلفظہ ✽

(۵) مجمع الانہر فی شرح ملقی البحر مصری صفحہ ۶۲۹۔ سطر ۱۰ و باثبات المسکان للہ
 تعالیٰ فان قال اللہ فی السماء فان قصہ و ہ حکایت و ما جاء فی ظاہر الاخبار

لا یکفروا ان الارواح بالامکان کفروا ان لم تکن له نیتہ یکفر عند اکثرہم وعلیہ
الفتویٰ کما فی البصر۔ بلفظ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا (کفر ہے) پس اگر کوئی کہے
کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔ اگر اس کا قصد بطور حکایت کے ہو۔ جیسا کہ ظاہر احادیث میں آیا
تو کافر نہیں ہوتا۔ اور جب ارادہ کرے اور قصد کہے کہ وہ کسی مکان خاص میں ہے۔ تو وہ ضرور
کافر ہو جائیگا خواہ اسکی نیت نہ ہو۔ اکثر کے نزدیک کافر ہو جاتا۔ اور اسی پر فتوے ہے۔
جیسا کہ تحریر میں ہے ❖

(۶) فتاویٰ عالمگیری ترجمہ اردو جلد دوم صفحہ ۸۳۶-۸۳۷۔ اگر کسی نے
اللہ تعالیٰ کے لئے جہت و مکان ثابت کیا وہ کافر ہے۔ بلفظ ❖
اسی طرح تمام کتب اہلسنت و جماعت میں درج ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے مکان و
زمان و جہت ثابت کرے اس پر اعتقاد رکھے وہ کافر ہے۔ مگر آپ کے امام الطائفہ اس پر بڑے
شد و براور سختی سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص مکان بھی ہے
وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ جو شخص ایسا اعتقاد نہ رکھے۔ وہ بڑا بھاری حقیقی اور حکمی بدعتی ہے۔ انا للہ وانا
الیہ راجعون ❖

اب میں اس مسئلہ پر ایک فتویٰ خود علماء دیوبند کا لکھتا ہوں ❖

(۷) دیوبندی مولویوں کا ایمان مشہرہ محمد عبدالغنی رامپوری مورخہ ۱۸
صفر منظر ۱۳۲۹ھ مطبوعہ اہل سنت و جماعت بریلی۔

علماء دیوبند کا فتویٰ کفر اپنے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر

سوال کیا ارشاد ہے علماء دین کا اس شخص کے بارہ میں۔ جو یہ کہے کہ جناب باری تعالیٰ
عزائمہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہتا۔ اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات
حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے۔ مینو اتو جردا۔ ❖

الجواب (۱)۔ یہ شخص عقاید اہلسنت و الجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔ اور یہ اعتقاد اور
ستوہ بودیہ سوال ہے کفر ہے۔ لغویاً شرمہ حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہ کہنا اور یہ عقائد

صحیح و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے۔ کہ حق تعالیٰ اجل شانہ زمان اور مکان اور جہت سے پاک ہے۔ اور ویدار اُسکا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقاید اس سے شحون ہیں۔ فقط واللہ اعلم

مہر **رشید** **۱۳۰۵** لنگوی

الجواب (۲)۔ الجواب صحیح۔ اشرف علی عفی عنہ

الجواب (۳) اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب پاک نہ مانا جائیگا۔ تو حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آویگا۔ حالانکہ حق تبارک و تعالیٰ اصحاح سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لم یزل اور لایزال اسکی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث و مخلوق ہیں کان اللہ ولم یکن معہ شیئی قال تعالیٰ کل شئ ہا لک الا وجہہ وقال تعالیٰ لیس کمثلہ شئی وهو السميع البصیر۔ الغرض حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل ایمان کا ہے اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے۔ اور دیدار حق تعالیٰ کو آخرت کو ہوگا۔ مومنین کو وہ بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بدوین اور ملحد ہے۔

کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرس دیوبند **دولہ علی الغفر الرحمن**

الجواب (۴) الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرس دیوبند

الجواب (۵) الجواب صحیح۔ محمود حسن عفی عنہ

الجواب (۶) الجواب صحیح۔ غلام رسول عفی عنہ

الجواب (۷) زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث خواص مکان ہیں۔ واجب

تعالیٰ سبحانہ ان سب سے برکے ہے۔ چنانچہ شرح عقاید نسفی میں جو ایک متداول کتاب لکھا ہے۔ الخ۔

حیرہ المسکین محمد عبد الحق عفی عنہ

الجواب (۸) الجواب صواب۔ محمود حسن مدرس دوم مدرس شاہی مراد آباد

الجواب (۹) ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔

ابوالوفا شہار اللہ۔ مہر **شہار اللہ** **۱۳۱۵** بلفظ فتویٰ ختم ہوا

اس فتوے سے ظاہر ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا جیسا کہ مولوی اسماعیل کا ہے جہاں

بے بہرہ، کافر، زندیق، ملحد، بدوین، سلف، صاحبین کا مخالف ہے۔ لیجئے۔ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی تھی گھر کے چراغ سے

عجیب ہوشیاری و زیر کی مستفتی کی

اس فتوے کے حاصل کرنے میں سائل مستفتی نے کمال عقلمندی اور ہوشیاری کی جو قابل تعریف و داد ہے۔ کہ اس استفتا میں انہوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ ظاہر کر کے پیش نہیں کیا۔ جس سے علماء دیوبند کو پتہ بھی نہیں لگا۔ کہ ہمارے امام کا ہی عقیدہ ہے۔ اگر علماء دیوبند کو پتہ لگ جاتا۔ تو ایسا فتویٰ کفر کا کبھی بھی نہ دیتے۔ بلکہ بتا دیتا کہ یہ آپس کی حمایت میں مدد کر اور مرنے مارنے پر مجبورت تھے۔ اللہ۔ اللہ۔ ایمان !!!

دیکھو! مولوی اسماعیل دہلوی کو شہید، مرحوم، رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ خطابات، دیتے دیتے۔

مخد۔ زندیق۔ بددین۔ کافر۔ جاہل بے بہرہ خود ہی ثابت کر دیا۔

باب چہارم

عقیدہ نمبر ۱۹

عقیدہ نمبر ۱۹۔ وہابیہ دیوبندیہ کہہ آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرتا۔ اور قیام العظیمی کے لئے کھڑا ہونا بد و شرک ہے۔ اور یہ مثل کھنیا کے جنم کے۔ بلخصوصاً

(فتوے رشید احمد صفحہ ۱۳۔ برائین قاطعہ صفحہ ۲۲۸)

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۳۔ بر عقیدہ نمبر ۱۹۔ آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹۔ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کے فتاویٰ کے حوالہ پر یہ لکھا ہے کہ "آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرتا، قیام العظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت اور شرک ہے۔ اور نقل کھنیا کے جنم کی صفحہ ۱۳" مولانا مرحوم کے فتاویٰ کا صفحہ ۱۳ دیکھا گیا۔ اس میں اس عبارت کا کہیں نشان نہیں۔ لیکن فتاویٰ کے دوسرے صفحات میں مولانا مرحوم نے ضرور مولود مرقبہ کی مجاہد کو بوجہ قبیحات

شرعیہ کے مملو ہونے کے بدعت مذمومہ لکھا ہے۔ اور قیام کو بھی۔ بلفظ صفحہ ۲۷ سطر ۱۔
اقول مفتی جی! اپنی عادت ضرور پوری کر لیا کرتے ہیں۔ یعنی پہلے عبارت محولہ کا انکار کرنا۔
 اور بعد میں اقرار کر لینا۔ بندہ خدا! اگر عبارت صفحہ ۱۳ میں نہ ہوئی ص ۱۴ میں ہوئی۔ تو اس میں فرق
 کیا ہوا۔ ممکن ہے۔ فتادوں کے طبع ہونے کے جداگانہ نتائج یا مطبع ہوں۔ خیر شکر ہوا۔
 کہ آپ عبارت محولہ کو قبول کر لیا۔ ایک غلطی آپ کی۔ وہ یہ ہے کہ میں نے لفظ "مثل" کھٹیا
 کے جنم کی "لکھا تھا" اور آپ نے اس کی جگہ "نقل کھٹیا کے جنم کی" لکھ دیا ہے۔ لیکن مولوی شریف
 کے لئے جو آپ نے لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اس مجلس مولود شریف کو جو فتوحات شرعیہ بدعت
 مذمومہ لکھا اور قیام کو بھی یعنی مولود شریف اور قیام دونوں کو بدعت مذمومہ لکھا ہے۔ یہ غلطی ان کے فتاویٰ میں قیام کو
 شرک لکھا ہوا ہے۔ مگر آپ اس کو ہضم کر گئے اور جو مثل کھٹیا کے جنم کی میری عبارت میں لکھا ہوا
 ہے۔ جو میں نے ان کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ اس کا ذکر تک بھی نہیں۔

اپنے مولانا کے فتویٰ میں کیا کوئی آیت شریف یا کوئی حدیث شریف پیش کی گئی
 ہے۔ جو فتوے کی سند میں ہو۔ یا جس سے یہ معلوم ہو۔ کہ فلاں آیت یا حدیث شریف
 سے مجلس مولود شریف بدعت مذمومہ ہے۔ یا فلاں آیت اور حدیث شریف کے رو سے
 قیام تعظیمی شرک ہے۔ یا فلاں آیت۔ حدیث کے مطابق یہ مولود شریف جس میں قرآن شریف
 و احادیث پڑھی جاتی ہیں۔ اور کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا۔ مثل کھٹیا کے جنم کے ہے
 یا آپ کے مولانا نے اس مجلس مولود شریف کی مخالفت میں کوئی نص ثبت فرمائی ہے ہرگز
 نہیں۔ یہ سب کچھ اپنے دل کی شقاوت و بغض و عداوت کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔
 اب میں پہلے شروع کرنے پر زید منکرین و اثبات مولود شریف کے اس بات کا
 ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ بتلاؤں کہ مولود شریف جو ابتدا سے ہوتا چلا آیا ہے۔

۱۔ مولوی امجد علی دہلوی کی گستاخانہ تشبیہ یہ ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسیٰ کے تولد کے بڑے دن کی محفل کرے۔
 تو مطعون ہو۔ اور مولود شریف کی محفلیں کرتے ہیں۔ اور برا نہیں سمجھتے۔ سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں
 اس کی رسم پڑ گئی ہے۔ اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔ بلفظ تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان۔ صفحہ
 ۱۴۹ - سطر ۱۱ مطبوعہ فاروقی دہلی و نولکشور مطبعہ نامی۔

اور اس وقت تمام دنیا میں (مولائے دہلیہ دیوبند) کی بہت کڑائیہ ہوتا ہے۔ اس میں کیا کیا امور ہیں جن پر گروہ دہلیہ ہر وقت جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور بدعت و شرک اور کفر کے گمراہی سے بچتے رہتے ہیں۔ تاکہ خاص و عام ان کے فتاووں کا اندازہ کر لیں۔

فصل اول میلاد شریف بہت کڑائیہ کی حققت - ۱

واضح ہو کہ مولود شریف یا میلاد شریف یا مولود مبارک کی عبارت سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن ہے۔ اور اس وقت تمام دنیا میں (مولائے دہلیہ دیوبند) کی بہت کڑائیہ ہوتا ہے۔ اس میں کیا کیا امور ہیں جن پر گروہ دہلیہ ہر وقت جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور بدعت و شرک اور کفر کے گمراہی سے بچتے رہتے ہیں۔ تاکہ خاص و عام ان کے فتاووں کا اندازہ کر لیں۔

سید ولد آدم، خیر الخلق و خیر الانبیاء والارسل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین والحمد للہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا حال واثبات نبوت و رسالت و فضائل و خصائل و معجزات و کرامات نہایت صحیح صحیح کیا جاسکا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں پیدائی جانے والے ہر شخص کے لیے ایک خاص مسلمان بندہ خدا مولود شریف کرنا یا کرنا چاہتا ہے۔ تو روک ٹوک نہ پائے۔ یا شب دو شنبہ یا جمعہ کو خالص شہادت کے لیے آیا اور مولود کو دل نہیں دیتے۔ اس پر حلال کمائی کا وسیع وسیع ہوتا ہے۔ و خیر کر کے اشتباہ ضروری کھانا نگرہ شیرینی خوشبو عطر۔ پھول، انار، لوبان، یا لانی سرود، برف خرید کر کے نہتا کرنا اور پھر فریق فروش چاندنی، سمب، زعفران، فانی، جھار وغیرہ حسب استعداد جمع کرنا ہے۔ اور ایک مکان نہایت مہم فاش محل پاک کے لیے تیار کرنا ہے۔ اس مکان کو حسب بمقدور خوب سجاتا ہے۔ پھر دن مقرر کر کے علماء و قراء و حفاظ و نعت خوانان کو اس مکان میں طلب کرنا ہے۔ اور قاری مولود شریف کے لیے ایک تخت یا جو کی بھاتا ہے۔ اس پر قالمین اور عمدہ سفید کپڑا بچھا دیتا ہے اور بھولوں کے خوب گلہ سہارا، تخت پر قاری مولود شریف کے سامنے رکھتا ہے۔ اور لوگ پیر و جوان و نابالغ بچے نہایت خوشی اور مسرت سے حاضر ہوتے ہیں۔ انہی محفل کی خوشی و بالاسوچائی ہے۔ تب قاری مولود اور حفاظ قرآن شریف کے چند کلمات پڑھتے ہیں۔ پھر درود شریف نشت کر پڑھا جاتا ہے۔ پھر محفل تمام حاضرین کو خوشبو کی دعوت کرتا ہے۔ اور قاری مولود شریف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر حضرت اہل بیت علیہم السلام کے نور کے پیدائش سے شروع کرتا ہے۔ جن روایات پڑھنے کے بعد وقف کرتا ہے اس وقفہ میں نعت قیامان علیہ السلام اور نور علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت جو مجتہدین اور عاشقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصنف ہیں۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ پھر ایک اکیلا بھی دو دو طرح ایک آدمی بلند آواز سے درود شریف پڑھتا ہے۔ یا سب حاضرین ایک ہی درود شریف پڑھتے ہیں۔ اسی طرح پڑھتے پڑھتے جب قاری مولود شریف ذکر ولادت پڑھتا ہے۔ تو یوں کہتا ہے کہ اٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو اور کھکا دو اپنا سر تسلیم کو، انداز حلالان عرش آمد کہ بر خیز از بے تعظیم احمد یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم محمدیہ کے لیے کہ تعظیم محمدیہ کے لیے پڑھتا ہے۔ انداز غیب سے آنی برابر پڑھتا ہے اور تعظیم کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تک تمام حاضرین بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنی دست بستہ جیسے نمازیں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کھڑے ہو کر درود و سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتے ہیں۔ اور یہ تشبیہ اور تمثیل ان فرشتوں کی ہے جو حضور سرور عالم باعث ایجاد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت کھڑے ہوئے۔ نیز شریف پڑھتے تھے۔ درود و سلام کے بعد سب مسلمان لوگ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر سجدات وقت ظہور و دیگر سجدات معراج شریف وغیرہ جہاں تک میسر پڑھتے ہیں۔ پھر پانچے محفل اور تمام حاضرین و غائبین کے دین اور دنیا کے فائدہ کے لیے اور خاتمہ ہر کی دعا مانگی جاتی ہے۔ اور پھر شیرینی پر ختم فائزہ یا کھکا کر پڑھتی جاتی ہے۔ اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ اور حسب بھی کوئی شخص ضیافت کی دعوت کرتا ہے۔ تو کھانا کھلانے کے بعد مولود شریف شروع کیا جاتا ہے۔ اور بعد تقسیم شیرینی سب لوگ ملاقات کرتا ہے، اور انشاء اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے جاتے ہیں۔

یہ سب کچھ محض بغرض حصول محبت اور خوشنودی خداوند کریم اور حضرت رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کیا جاتا ہے۔ جو عین شریعت کے مطابق ہے۔ اسی طرح تمام ممالک
اسلامیہ غیر اسلامیہ۔ مثلاً۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً، مکہ معظمہ، مدینہ
طیبہ، جدہ حدیدہ، ملک عرب، مصر، اندلس، مغرب، شام، روم، پنجاب، ہند
سندھ وغیرہ میں بڑے زور شور سے ہے۔ اور تمام علماء کا ملین اور فضلاء رصالحین عرب
وعجم کا اسی ہی بہت کذا سیہ پر اتفاق اور اجتماع ہو چکا ہے۔ کہ جب کا ماننا اور بچاؤ میں فرض ہے۔
مولود شریفین اظہار محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو عین فرض ہے۔ لیکن
وہابیہ کی طرف سے نکتہ چینیاں اور درفتا نیاں یوں ہوتی ہیں۔ کہ مولود شریفیت کرینوالے اور وہابی
حاضر ہونوالے سب کے سب حمقا۔ فاسق۔ فاجر۔ بدعتی۔ مشرک و کافر ہیں۔ گویا تمام دنیا کے مسلمان
اہلسنت و جماعت سات سو سال کے کر آج تک مشرک اور کافر ہیں۔ اور یہ چند اشخاص دیوبندی
یاد یوبندی مسلمان۔ العیاذ باللہ ۛ

اب میں مختصراً آداب مولود شریف کے بھی لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے
کہ ہم مسلمان کس طرح سے مشرک ہو جاتے ہیں ۛ

فصل دوم آداب محفل میلاد شریف

مولود شریف کرنے یا کر اینوالا خالصاً اللہ نیت کرے۔ کہ میں حضور انور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مولود شریف کرتا ہوں۔ کوئی ننو دیار یا کو اسمیں دخل نہیں۔ جو کچھ
اُس خیر ہو۔ حلال ہو۔ حلال کی کمائی ہو۔ مکان نہایت صاف ہو۔ خوشبو سے معطر ہو۔ راکھ
وقت ہو۔ تو خوب عمدہ روشنی ہو۔ علماء و حفاظ۔ نعت خوانان اچھے دیندار ہوں۔ اور مساکین
بھی شامل ہوں۔ اُنکی اچھی خدمت کی جائے۔ فرش فرش سب پاکیزہ ہو۔ کوئی بات خلاف
شرع۔ قوالی۔ مزامیر حقہ فوشی۔ گفتگو فضول نہ ہو۔ محفل میں دوزانو۔ یا چار زانو بیٹھے۔ ٹانگ لیسار
کر یا تکیہ لگا کر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قاری مولود شریف کے لئے بیٹھنے کو جگہ اونچا ہو۔ جیسے چوکی۔
تخت۔ چبوترہ۔ منبر وغیرہ ہو۔ اور قاری مولود شریف صاحب اگر غسل کرے بیٹھے تو مستحب ہے۔

اور باقی لوگ اگر ممکن ہو تو با وضو بیٹھیں۔ بلند آواز سے کوئی نہ بولے۔ بلکہ تعظیم و ادب سے خاموش بیٹھیں۔ اور سب حاضرین قدرے بلند آواز سے دس دس بار درود شریف پڑھیں۔ اور پڑھنے کے وقت کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہو۔ اور ہر ایک شخص اپنی توجہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رکھے۔ اور ان کی محبت اور عظمت اپنے دل میں جائے۔ اور تمام آداب کو ملحوظ رکھے۔ اور وقت ذکر و ولادت شریف سب لوگ دست بستہ تعظیماً کھڑے ہو جائیں۔ اور درود شریف اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیں۔ اور بعد اس کے بیٹھ جائیں۔ اور قاری مولد شریف معجزات جو وقت پیدائش ظہور میں آئے تھے۔ بیان کرے۔ اور وقت میں گنجائش ہو تو بانہی محفل یا دیگر شائقین کے شوق کے اظہار پر دیگر معجزات اور بیان معراج شریف بھی کرے۔ اور علیہ شریف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنائے۔ اور ختم کر کے شیرینی وغیرہ پر کلام الہی حسب دستور پڑھ کر ثواب اس عمل مولود شریف کا اور اشیاء خرد ونی و نوشیدنی و شمیم دینی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح پر فتوح و دیگر انبیاء علیہم السلام و صدیقین و شہداء و صالحا و صحابہ کرام و ازواج مطہرات اور اولیاء و جمیع المسلمین و المسلمات کے ارواح کو پہنچائے۔ اور تمام حاضرین اور بانہ محفل کے واسطے دعائے خیر و خاتمہ بالخیر کی مانگے۔ پھر سب کو اجازت اور رخصت ہے۔

ایک ضروری ادب مولود شریف میں یہ بھی ہے کہ حالات ارتحال و وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مجلس میں ہرگز ذکر نہ کیے جائیں۔ کیونکہ یہ مجلس مولود شریف کے لئے مخصوص ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات حسی دنیاوی مخصوص ہے۔ اس لئے نفاذ وقات بالذخال وصال بھی زبان پر نہ لایا جائے۔ کیونکہ مولود شریف میں محض اظہار سرور و فوران حضور نور علیہ السلام کا کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسی محفل میں ذکر حزن و محن کا کیا جانا نہایت غیر موزون ہے۔ اور یہی حکم برابر جاری ہے۔ جب سے عمل خیر و برکت شروع ہوا ہے۔

ان آداب کو و باہر دیکھ کر چلے بٹھنے دیکھنے کیا فتوے لگاتے ہیں اب کیا فتویٰ لگائیں گے ان کے بزرگ جو کچھ لکھ چکے ہیں۔ وہی کافی ہے شریعت سے واسطہ نہیں ان کو تو حضور سرور

عالم سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت نے مجبور کر رکھا ہے اُن کو حضور کی تعظیم سے ہی چڑ ہے۔ اور یہی اُن کی بڑ ہے۔ خدا ہدایت دے۔ آمین

قول۔ اسکے کہنے میں انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے جو کہ ایک عالم اہلسنت حنفی کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ عبارات ذیل کے دیکھنے سے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ سلف علماء نے کس خدو و مد سے مولود مروجہ و قیام کو بدعت مذمومات سے لکھا ہے۔ ابن حجر کی مدخل میں ہے۔ ترجمہ: اُن عبادتوں میں سے جو عبادت اور شعار اسلام عام نہ نکالی گئی ہیں۔ بدعت مجلس میلاد کی بھی ہے۔ جو ربیع الاول میں کی جاتی ہے جس میں بہت سی بدعات اور حرام فعل کئے جاتے ہیں۔ کتاب مذکور میں ہے۔ ترجمہ: مجلس میلاد کا یہ کھانا دین میں زیارتی پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ صحابہ و تابعین و ائمہ نے اسے نہیں کیا۔ بلفظ صفحہ ۲۷ سطر ۱۵ امام فاکہانی اپنے رسالہ رد عمل المولد میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ:۔

میلاد کا اصل قرآن و حدیث سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ اور نہ امامان دین سے سوائے اسکے نہیں کہ یہ ایک بدعت ہے۔ اور اسے گمراہوں نے نکالا ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۷ سطر ۲۵۔ اخیر: علاوہ اسکے معتد۔ مغربی کا فتوے۔ شرح وافی۔ طریقہ السنۃ۔ شرح البعث والنشور۔ خیر السالکین کا حوالہ ہے۔ جن میں اس مجلس کو بدعت یا بُری بدعت درج ہے۔ بلخصہ صفحہ ۲۸۔ **اقول۔** آپ لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب نے جو مولود شریف کو بدعت مذمومہ اور شرک لکھا ہے وہ انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے اور جن علماء کے نام آپ نے اپنی سندیں بیان کئے ہیں مولوی رشید احمد نے اُن کو سند میں پیش نہیں کیا ہے۔ گویا جائے انتہا خالی کی مثال ہے۔ مگر اُن علمائے مؤیدین نے بھی یہ بات نہیں لکھی کہ مولود شریف بمثل کھیا کی جنم کے ہے۔ اس لئے مولوی رشید احمد صاحب آپ کے مولانا اُن سے بھی بڑھ گئے۔ اور یہ بات اُن کو بھی نہ سوجھی۔ کہ یہ اکھنیں کا حصہ تھا۔ مگر اسکی سند میں کوئی نص نہ بیان کی۔

جن کتابوں کے نام آپ نے لکھے ہیں وہ بالکل غیر معروف ہیں۔ نہ اُن کے مصنفوں کا پتہ ہے کہ وہ کس مذہب کے تھے۔ یا کس زمانے میں پیدا ہو کر۔ فوت ہوئے۔ اور نہ اُن کے صفحوں کا حوالہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی و بابیہ رسالہ سے کچھ لکھتے ہیں اور کچھ پتہ نہیں

اب میں بتلاؤنگا کہ مولوی رشید احمد نے سلف صالحین کی پیروی نہیں کی۔ بلکہ گستاخ خلف صالحین کی پیروی کی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے بزرگوں اور حضرت مرشد کی بھی سخت مخالفت کی ہے۔
 آپ نے حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ کی کتاب مدخل کے حوالہ سے مولود شریف کو بدعت
 و بدعت بدعت لکھا ہے۔ اور یہ بھی کہ ہمیں حرام فعل کئے جاتے ہیں۔ اور یہ دین میں زیادتی اور
 میں کہتا ہوں۔ کہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ حضرت ابن حجر کی الہیہ کی کوئی کتاب
 مدخل نہیں ہے اور دوسرے حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ ہیں اس کی بھی کوئی کتاب مدخل نہیں
 یہ تراویح اور ہتان ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی غلط و طر سالہ و طہیہ سے نام و بیج کر دیا اور
 نہ آپ نے مدخل کو دیکھا۔ بلکہ حجر سے واسطہ یہ دونوں بزرگ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہما کے نام سے مولود
 مولود شریف کے مؤید ہیں۔ جو نویں دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت
 نور الدین جلی شافعی علیہ الرحمۃ مصنف تیسری میں تحریر فرماتے ہیں صفحہ ۱۱۷۔ وقد قال ابن حجر الہیہ الحاصل
 ان البدعة الحسنة متفق علی ندبھا و عمل للمولود واجتماع الناس لہ کذا لک اے بدعت
 حسنة۔ اہل بدعت حسنة کے مندوب پر سب کا اتفاق ہے۔ اور مولود شریف اور ہمیں لوگوں کا
 جمع ہونا اسی طرح بدعت حسنة ہے۔ اور دوسری جگہ ہے وہی (ای مولود شریف) بدعت حسنة
 یعنی محفل مولود شریف کی بدعت حسنة ہے تیک عمل ہے۔ اسی طرح حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ
 الرحمۃ بھی حدیث شریف سے مولود شریف کی تائید کرتے ہیں یعنی سیرت شافعی میں حافظ ابن
 حجر عسقلانی سے اس طرح نقل کیا ہے۔ قال قد ظہری فی تخریجہ علی اصل ثابت و هو ما ثبت فی
 الصیاحین من ان رسول اللہ علیہ وسلم قدم المداینۃ فوجد الیہود و یسویون
 یوم عاشوراء فقالوا هذا یوم اغرق اللہ فیہ فرعون و نجی موسیٰ علیہ السلام
 فتحن یسویونہ شکر افعال انا حق بموسیٰ منکم فصامہ و اہل بصیامہ فاستفاد
 فعل ذالک شکر اللہ تعالیٰ علی ما من فی یوم معین من ابداء نعمۃ اللہ اور فتحنتہ
 راء ذالک فی نظیر ذالک الیوم من کل سنۃ و الشکر للہ تعالیٰ علی ما من فی یوم معین
 انصارات و البیاد و الصیام و الصدق و التلاویح و ای نعمۃ اعظم من بروز هذا البقی
 الاکرم بنی الرحمۃ فی ذالک الیوم۔ ترجمہ حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے اصل

میں مولود شریف کا استنابا طہر ہوا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے (جو صحیحین میں موجود ہے) یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف فرما ہوئے تو یہودیوں کو روزہ رکھا ہوا پایا۔ پس پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ کیسا روزہ ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں خداوند تعالیٰ نے فرعون کو دریا میں غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اس کے شر سے۔ پس ہم روزہ رکھتے ہیں خدا کی شکر گزاری۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہم زیادہ حقدار ہیں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ اور اس دن روزہ رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حکم فرمایا روزہ رکھنے کا۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کی واسطے عمل میں آیا۔ جو اس دن معین میں شر کو دفع کیا اور نعمت کو بھیجا جب دور کر کے پھر وہی دن آجائے تو اسکو نظیر کی طور پر یاد گاری کا شکر ہر سال بجالانا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری انواع عبادات مجربہ اور روزہ اور صدقہ خیرات و تلاوت سے حاصل اور ادا کی جاتی ہے۔ اب کوئی نعمت اور رحمت زیادہ اور بڑی عظیم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے اس دنیا میں جو نبی کریم اور نبی رحمۃ للعالمین ہیں آج کے دن یعنی وہ دن جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ یعنی اس سے بڑھ کر کوئی بھی نعمت اور رحمت نہیں ہے؟ جتنی خوشی اور شکر گزاری ہو سکے کی جائے ؟

دیکھئے مولود شریف کی اصل حدیث شریف سے ثابت کر رہے ہیں۔ اور اللہ بھی متفق علیہ۔ دونوں حضرات ابن حجر مؤید بن مولود شریف میں سے ہیں۔ مدخل انکی کوئی کتاب تصنیف شدہ نہیں۔ ہاں میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ مدخل کس شخص کی ہے وہ فاکہانی کی طرح منکرین میں سے ہے یا شاید یہ دونوں استاد شاگرد ہیں۔ اس کا نام ابن حاج بیان کیا جاتا ہے۔ اسکی تصدیق اس پر ہے۔

ما ثبت بالسنۃ حضرت شیخ عبد الحق محدث دیلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۹۷ میں کہ ولقد الطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار الخ بلفظ یعنی ابن حاج نے اپنی مدخل میں مولود شریف کا بہت انکار کیا ہے ۔

اب معلوم ہو گیا کہ مدخل کسکی تصنیف ہے۔ اور حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ پر تہمت لگا دی کہ کتاب مدخل ابن حاج کی تصنیف ہے۔ نہ کہ ابن حجر کی مجموعہ فتاویٰ عبد الحی صاحب میں یہی لکھا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کتاب المدخل لابن حاج مالکی میں ہے جلد اول صفحہ ۳۳۵ سطر ۶۔

بلا سوچے سمجھے ایسے ہی آپ کے فتوے ہیں۔ وہ اپنی کتاب "خل جلد اول صفحہ ۲۱۵ سطر ۷ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں من تو سل بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او استغاث بہ او طلب حاجتہ منہ فلا یجوز ولا یجیب لما شہدت بہ المعاینۃ والا تارویجحتاج الی الا بالکلمۃ فی زیارتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقد قال علماء نازحۃ اللہ علیہم ان الزائر یشعر نفسه بانہ واقف بن یدایہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ہونی حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ و حیاتہ اغنی فی مشاہدۃ تملامتہ و معرفتہ باحوالہم و نیاتہم و عزائہم و خواطرہم و ذالک عندا جلی لا خفاء فیہ۔ بلفظ ترجمہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کرے یا حضور کی دوبائی دے یا حضور سے اپنی حاجتیں مانگے وہ نہ روکیا جائیگا اور نہ نامید رہیگا۔ اسلئے کہ مشاہدہ اور روایات اس پر گواہ ہیں اور حضور کی زیارت میں پورے ادب کی حاجت ہے۔ بیشک ہمارے علماء و رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ زیارت کے لئے حاضر ہونے والا اپنے دل کو آگاہ کرے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا جیسا حضور کی حیات ظاہری میں۔ اس لئے کہ حضور کی حیات اور وفات میں اسکا کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی تمام اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے تمام احوال کو پہچانتے ہیں اور انکی نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں کو جانتے ہیں۔ اور یہ سب ان پر ایسا روشن ہے جیسے صلی اللہ علیہ وسلم پر آشپناک نہیں۔

دیکھئے حضور کی دوبائی دینا، حضور سے اپنی حاجتیں مانگنا، حضور کا اپنی تمام اُمت پر ناظر ہونا، اور ان کے تمام احوال سے کہ دل کے خطروں پر مطلع ہونا تفویض الایمانی دھرم پچارو کتنے بھاری شرک ہیں۔ ایک ایک کو سنکر دہلوی جی کی قبر پر سو سو برس لڑنے پھر کس منہ سے ان کی سند لانے ہیں۔ شرم!!!

اور لیجئے طرفہ یہ کہ یہ ابن حاج مالکی و ماہیہ کے نزدیک مسلمان بھی نہیں ہو سکتے ان کا مستند ہونا درکنار۔

اسی طرح آپ کا امام فاکہانی منکر مولود شریف ہے اسکے رد عمل المولود کا رد حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے ایسا دندان شکن کیا جس کا جواب نہ ہو سکا اور نہ کسی بابی

ان کے حمایتی نے جواب دیا۔ اور یہ یاد رہے کہ جس وقت تمام علماء اسلام نے اس شخص فاکہانی کی مخالفت کی تو اس وقت علماء کا اتفاق اور اجماع مولود شریف کے کہنے پر ہو چکا تھا۔ جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئینگا۔

مفتی جی! آپ نے چند کتب غیر معروف کا حوالہ دیا ہے۔ جن سے مولود شریف کا بدعت ہونا ثابت کیا گیا ہے بزعم خود۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ مفتی تو دھینگا دھانگی بن گئے۔ مگر آداب معلوم۔ کبھی غیر معروف کتب شاذہ پر فتویٰ نہیں دیا جاتا ہے۔ اور نہ وہ فتویٰ قبولیت کی عزت رکھتا ہے۔ کتب فقہ درمختار اور فتوے عالمگیری بھی کسی سے سن لیتے تب بھی آپ کو پتہ لگ جاتا اس زمانہ میں کوئی شخص بھی مفتی نہیں جیسے آپ نے اپنے رسالہ پر خود بخود مفتی لکھا ہے اگر ان بڑی کتابوں کے دیکھنے کی دسترس نہ ہو تو اپنے جہد فاسد مولوی محمد صاحب کی کتاب فتاویٰ قادریہ کو ہی دیکھ لیجئے۔ دیکھی تو ہوگی مگر حافظہ سے اتر گیا۔ دیکھئے وہ لکھتے ہیں:-

اور تیسرا امر یہ ہے کہ اس زمانہ کے علماء فی الحقیقت مفتی نہیں ہیں۔ صرف مفتیان سابق کا فتویٰ نقل کر دینے کا رتبہ رکھتے ہیں۔ اور ان پر لازم ہے کہ ایسی کتاب مشہور سے نقل کریں جسکو علماء امت نے قدیم سے اپنا دستور العمل بنایا ہو۔ الخ بلفظ صفحہ ۵۰ سطر ۸۔

یہ عبارت مولوی رشید احمد آپ کے مولانا کی تردید میں ہے۔

اس حکم شرعی کے مطابق آپ کی غیر مشہور کتابیں سب ناقابل سند اور عمل ہیں اور

دیباچوں کی مصنفہ۔

قولہ۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی جلد اول کے مکتوب نمبر ۳۷ میں ہے ”مبالغہ در منع سماع متقن منع مولد کہ عبارت از قصائد نعت اشعار غیر لغت خواندان است“ اسی میں ہے ”بہ نظر انصاف بہ پند اگر حضرت ایشاں فرصاد دنیا زند می بودند این مجلس (یعنی مولد) واجتماع منعقدی باشد آیا باین راجعی شدند این اجتماع راجعی شنیدند یقین فقیر است کہ ہرگز این معنی راجح و یزنی فرمودند بلکہ انکاری نمودند۔ بلفظ صفحہ ۲۸ سطر ۲۱۔

اقول مفتی جی! آپ نے تمام مکتوبات کو نہیں پڑھا۔ اور اگر پڑھا ہے تو سمجھا نہیں۔ اور اگر سمجھا ہے تو تجاہل عارفانہ ہے۔ یا بصورت دیگر کید اور دھوکا ہے دراصل یہ مکتوب شریف

سماع کے بارہ میں ہے۔ اور اس سے مقصود انکار شرعی کا بیان نہیں۔ بلکہ اپنے طریقہ سے جو ثابت
کلتے۔

”بنا لہ فیقدر منع بواسطہ مخالفت طریقت خود است مخالف طریق خواہ بسماع ورقص بود
خواہ بمولود و شعر خوانی“ بلفظ: حضرت مجدد نہ تو اسکو بدعت فرماتے ہیں۔ اور نہ شرک اور
نہ ہی کھنیا کا جنم۔

اس مکتوب سے مولود شریف کی ممانعت اسی صورت میں نکل سکتی ہے کہ جب اُس میں مزایم
کا داخلہ ہو۔ ورنہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ایسی محفل پاک کو جس میں عین ذکر اور محبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ہو کس طرح منع فرما سکتے ہیں۔ جبکہ وہ خود اس پر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ
اللہ کا قول اسی مکتوب میں جو سماع کے متعلق ہے نقل فرماتے ہیں:-

”حضرت خواجہ نقشبند بہ قدس سرہ فرمودہ انشائے این کار میکتیم و نہ انکار میکنیم
یعنی این کار منافی طریق ما است پس نکتیم۔ وچوں مشائخ دیگر کردہ اند بران انکار ہم نہائیم بلفظ
دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیسا صاف فیصلہ فرماتے ہیں۔ جس سے عیاں ہے کہ ذکر کلیتاً
سماع کا ہے۔ کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ نہ تو ہم اس سماع سے انکار کرتے ہیں
اور نہ ہم یہ کام سماع کا مستنا کرتے ہیں۔ اسلئے کہ یہ سماع ورقص ہمارے سلسلہ اور طریقت کے
خلاف ہے یا ہمارے سلسلہ میں نہیں۔ اور نہ ہم اس انکار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دیگر مشائخ
طریقت علیہم الرحمۃ اس کو سننے آئے ہیں اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مولود شریف میں بھی
اگر یہ سامان قوالی ورقص جو سماع میں ہو تلبہ موجود ہوں تو اس کے لئے بھی انکار نہیں کر سکتے
گو خود نہ کریں۔ جب اس سے انکار نہیں ہے تو پھر اقرار ہوا جیسے کوئی مسلمان کسی حلال جانور کا
گوشت نہیں کھاتا اسکی عادت نہیں ہے۔ لیکن وہ مسلمان اس کے کھانے سے انکار نہیں کر سکتا
اور نہ اسکو حرام کہہ سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے مسلمان کو اس کے کھانے سے منع کر سکتا ہے
پس یہی صورت اس امر میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی بھی ہے اسکی تصدیق حضرت مظہر جانجانا
علیہ الرحمۃ مرید و خلیفہ خاندان خاص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تحریر سے
ہوتی ہے۔ کہ واقعی یہ مکتوب سماع کے بارہ میں ہے۔ جو سماع کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اُن کے

ملفوظات کی عبارت اختصاراً اس طرح ہے۔ وہ ہوا ہذا۔

فقر اور بابِ سماع درلیے قوی بہر سیدہ است کہ اربابِ آل خبر ندارند چنانچہ... اسماع
یوکات الرقة والرقه تجلب الرحمة والنتیجة السماع یجلب الرحمة... ہوا جید حضرات
چشتیہ خوب میدانم لہذا جرأت بر انکار احوال ایشان نمی کنم... پس طریق اسلم دریں باب آنست
کہ نہ انکارِ آل دارد نہ ارتکاب۔ و قول حضرت خواجہ بزرگ ہم محدثین معنی ست کہ نہ انکار
میکنم و نہ ایں کار۔ بلفظ کتاب کلمات طیبات صفحہ ۹۴ مطبوعہ مجتبیٰ دہلی ۱۳۰۹ھ۔

دیکھئے جو الفاظ حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ کے مکتوب^۳ میں ہیں۔
 مانہ ایں کار میکنم ونہ انکار میکنم وہی الفاظ حضرت مرزا جاجاناں اپنے ملفوظ میں فرما رہے
 ہیں۔ اور اس عبارت کو اپنی دیانت سے آپ برخلاف جا کر بالکل چھوڑ دیا۔ اور لا تقویٰ الصلوٰۃ
 کو پورے طور پر ثابت کر دیا ❖

اس تحریر سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب ۲۷۳ خاص سماع کے بارہ
میں ہے جس کو اپنے بڑے زور سے پیش کیا تھا۔ ایسا ہی آپ کے بھائی اس مکتوب کو غلط فہمی سے
پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر ناواقفوں جاہلوں کے روبرو ۔

اور سنئے۔ اسی مکتوب میں ہے (جیسے کہ میں لکھ چکا ہوں کہ اُن کے وقت مولود شریف میں
بھی سماع کا ڈھنگ ہو گیا ہوگا۔ اور اُن کے مخدوم زادگان نے کچھ زیادتی کی ہوگی۔ جسکی وجہ سے حضرت
مجدد علیہ الرحمۃ نے منع فرمایا ہوگا) وہو ہذا :-

فیروز آباد کہ بلجا و ملا خاں فقرا است و قد وہ پیران مادر وے امرے حادث شود کہ
مخالف طریق والد بزرگوار خود فرزند ان حضرت خواجہ احرار قدس سرہ بعد از تغیر طریق والد بزرگوار
ایشان طریق اصل را ایشاں محافظت نمودند و با تغیر کنندگان مجادلہ فرمودند... آری در اصل
حال در بعض امور رعایت مذہب ملامتیہ نموده مباہلہ نمی فرمودند و ملا مت را ترجیح داده تبرک
عزیمت در بعض اشیاء ارتکاب نمی نمودند اما در اواخر ان سال امور اجتناب داشتند و یاد ملا مت
و ملا متیہ نمی کردند۔ بلفظ ۶۰

لیجئے۔ اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مخدوم زادگان نے برخلاف اپنے والدین و گھار کے

ایک نیا امر پیدا کیا۔ اور ان کے عمل اور آخر کے خلاف تھا۔ جملہ امرے حادثات سے بالکل صاف
ظاہر ہے کہ مولود شریف میں انہوں نے ایک نئی بات پیدا کی جو بصورتِ قوالی یا خرامیر کے ہو
جو بحالتِ ملامت کے ان سے وقوع میں کبھی آئی ہوگی۔ اور آخر کو اس سے اجتناب کر دیا تھا۔ ورنہ
مولود شریف امرے حادثات نہیں ہو سکتا۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے چار سو سال پیشتر ہی
ہیئتِ کذابیہ سے چلا آ رہا تھا اور حضرت کے وقت میں بھی ہوتا تھا۔ یہ انکار حضرت مخدوم لوگ
امر حادث پر جو بصورتِ قوالی یا خرامیر سے تھا یعنی تھا نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے
کہ حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ والد بزرگوار مخدوم زادگان اوائل میں فرقہ ملامت کو جو فقرا میں
پسند فرمایا کرتے تھے اور اس کو ترجیح دیتے تھے۔ ممکن ہے کہ اُس وقت انہوں نے کبھی ایسا مولود
شریف بھی کیا ہو اور پھر ترک کر دیا۔ اور ملامت فرقہ کا نام بھی نہ لیا۔ اور مخدوم زادگان نے
اپنے والد بزرگوار کے پہلے عمل کے مطابق عمل درآمد کیا ہو یا کرنے لگ گئے ہوں یہی موجب انکار
ہوا صرف فیروز آباد کے لئے۔ ورنہ تمام بلاد اسلامیہ وغیر اسلامیہ و ہندوستان میں مولود شریف
ہوا کرتا تھا اس کا کوئی انکار نہیں فرمایا۔ اور اگر نفس میلان شریف پر ہی انکار فرماتے تو یوں فرما
کہ ”مخمل مولود شریف کہ در تمام بلاد عرب عجم معتقدین بخلاف طریقت ماست نباید کرد“
یا یوں فرماتے ”کہ اس مخمل مولود شریف بدعتِ سیئہ و شرک و مشابہ جہنم کھیا است۔ ہر کہ
اس مخمل معتقد کند کافر و مشرک است“ مگر افسوس ایسے الفاظ کہاں لائیں۔ الحاق کا موقع
بھی نہ ملا۔

غور کیجئے اپنی ناہمی مکتوب سے لوگوں کو دھوکا نہ دیجئے۔ اور کارِ خیر و برکت کے منع
کرنے سے متلعن لکھو نہ مہرجئے۔ اور مکتوب موصوف کی یہ عبارت ”یقین فقیر آنت کہ ہرگز
اس معنی را تجویزی فرمودند بلکہ انکاری فرمودند“ صاف ظاہر کر رہی ہے کہ ابن معنی را تجویزی
یہ بات جو مولود شریف میں اب کی گئی ہے اسکو جائز نہ فرماتے۔ وہ بھی صورتِ سلع تھی۔ اس کے
آگے اخیر پر مکتوب شریف کے یوں فرماتے ہیں۔ وہاں ہذا :-

”مقصود فقیر اعلام بود قبول کنید یا کنید هیچ مضائقہ نیست“

و گئی ایسے مشاجرہ نہ از مخدوم زادگان آجائے برہمان وضع مستقیم باشند یا فقرا را

الحجۃ ایشاں غیر از حرم چارہ نیست۔ بلفظہ ✽

دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا اس مکتوب کی تحریر سے مقصود صرف یہ ہے جو فرماتے ہیں کہ خدوم زادگان کو صرف اہلام یا معلوم کروانا مقصود ہے خواہ وہ مائیں یا نہ مائیں۔ زیادہ تکرار کی ضرورت نہیں اور اگر خدوم زادگان اور یاران فیروز آباد کے اسی طریق (سمع) پر مستقیم رہے تو ہم اسکی نسبت سے کنارہ کر لیں گے۔ سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں ✽

اس میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مولود شریف کے کرنے یا سماع کی مجلس میں بیٹھنے سے کسی قسم کا گناہ یا جرم یا بدعت یا شرک یا خلافت قرآن یا حدیث نہیں فرمایا اور نہ کوئی وعید شرعی فرمائی۔ آپ ہیں یا آپ کے بزرگ ہیں کہ مولود شریف کے کرنے والے مسلمانوں کو بدعتی اور شرک اور کافر کہہ رہے ہیں۔ خدا کا خوف دلیں ذرہ بھر بھی نہیں جو ایمان کی نشانی ہے ✽ ایک اور شہادت پیش کرتا ہوں کہ واقعی یہ مکتوب^{۲۳} اسماع کے بارہ میں ہے۔

مقامات سعیدہ تصنیف حضرت مولانا محمد منظر علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی اپنے والد قدس سرہ کے حالات میں اس طرح پر لکھتے ہیں:-

خواندن مولود شریف و قیام۔ نزدیک ذکر ولادت با سعادت مستحب است و درین باب رسالہ خاص دارند و در آن تحقیق فرمودہ اند کہ منع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ از مولود خوانی محمول بر سماع و غنا است لا غیر انتہت بحروفھا بلفظہ الدار المنظم فی حکم مولود النبی الاعظم تصنیف حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ بہاجر کی صفحہ ۱۳۱۔ سطر ۱۷ ✽

پس پورے طور پر ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ مکتوب نمبر ۳، ۲ میں مانعت فرمائی ہے اسی مولود شریف کی نسبت ہے جس میں سماع اور غنا داخل ہو۔ ورنہ اصل مولود شریف جو خوش الحانی سے پڑھا جاتا ہے وہ قرآن و حدیث و اجماع کی ثابت ہے اسکو کیونکر منع کیا کر سکتے تھے۔ اب انکی اجازت کو ملاحظہ کیجئے۔ وہ اپنے مکتوبات کی جلد سوم کے مکتوب^{۲۴} میں جو خاص مولود شریف کے بارہ میں سوال کیا گیا عطا فرماتے ہیں۔ خدا غور سے لکھیں

دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافته بود در نفس قرآن خواندن بصورت حسن و در قصائد لغت و منقبت خواندن چه مضائقه است۔ ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن است و التزام رعایت مقامات نغمہ و تدرید صوت بآل بطریق الحان بالتصنیق مناسب آن کہ در شعر نیز غیر مبالغہ است اگر بچہ خوانند کہ تحریف در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چه مانع است بلفظہ مکتوب نمیشود جلد سوم۔

دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیسی صاف اور صریح اجازت مولود شریف کی فرما رہے ہیں اور اس بات کی مخالفت فرماتے ہیں کہ مولود شریف کے پڑھنے میں حروف قرآنی کی تغیر و تبدیل واقع نہ ہو۔ اور نہ سر نکالیں اور نہ تالیاں بجائیں اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ دونوں مکتوب مرزا احسام الدین احمد کے نام ہیں۔

آپ لوگوں کا یہ بڑا زعم تھا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مولود شریف کرنے کو منع فرماتے ہیں۔ اور جہاں کو خوش کیا کرتے تھے۔ لکھا تھو کہ الصلوٰۃ کی مثال کے مطابق وہ ساری خوشی خاک میں مل گئی۔

اور ایک بات وہ بابیہ سوز سن لیجئے کہ حضرت مجدد الف ثانی سماع اور رقص صوفیا کرام و مشائخ عظام کو جائز فرما رہے ہیں۔ صرف جائز ہی نہیں بلکہ نافع و عروج منازل کے لئے ممد فرماتے ہیں۔ پھر بتلائے وہ مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو عین ایمان ہے منع فرما سکتے ہیں۔ یہ سب وہابیہ کی طرف سے اکن پر بہتان ہے۔ وہو اھذا۔

مکتوب دوست و ہشتاد و پنجہم (جلد اول) ابی رسید محبت اللہ مانپوری صدور یافتہ در بیان احکام سماع و وجد و رقص۔۔۔۔۔ بدال کہ سماع و وجد جماعہ را نافع است اورے قسمتے از منتہیاں اند کہ سماع با وجد استمرار وقت ایصال را نیز نافع است۔۔۔۔۔ دریں صورت سماع ایصال را سودمند است و حرارت بخش ہر زبان بممد سماع ایصال را عروج بمنار بل قرب میسر میشود۔ مبتدی راسماع و وجد مضرت و منافی عروج۔۔۔۔۔ بالجمہ سماع متوسطان را نافع است و قسمی منتہیاں را نیز چنانکہ بالا گذشت۔۔۔۔۔ سماع دو وجد دریں صورت اس جماعہ را ممد معاون است۔ بلفظہ منقولاً مکتوب ۲۵۵ جلد اول)

دیکھئے اس مکتوب حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں اس مکتوب شریف کو سامنے رکھ کر پیشانی پر ہاتھ جاکر بیٹھ جائیے اور اُن کے فرمانے پر غور کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سماع و وجد اور قص نہایت سودمند اور عمد و معاون عروج منازل کا ذریعہ اور تقرب الی اللہ کا حصول ہے۔ اس پر امید کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بھی آپ کے فتویٰ سے نہیں بچیں گے ایک بات حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بہت ہی سخت و ہابہ کش اسمیں لکھ دی ہے کہ وہ یہ کہ بعد و سماع ایسا عروج بمنزل قرب میر میشود دوسری یہ کہ سماع و وجد اس جماعہ را ممد و معاون است یعنی سماع آنکی مدد کرتا ہے۔ اور سماع کی مدد سے اُن کو عروج و قرب کے منازل حاصل ہوتے ہیں۔ اور سماع و وجد اُن کا معاون اور مددگار ہے۔ یعنی خدا کی مدد یا خدا معاون و مددگار نہیں فرمایا بلکہ سماع کی مدد اور سماع اور وجد کو صوفیاء کرام کی مددگار اور معاون فرمایا۔ اس صورت میں وہابیہ کی قطع الیقین ہو گئی۔ اب تو ضروری آپ کا فتویٰ جاری ہو گا۔ مگر جبکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین و تبع التبعین رضی اللہ عنہم نہیں بچے۔ کہ جن پر آپ لوگوں کا فتوے نہ چلا ہو تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کسبِ سعادت کے ہیں۔ آپ لوگوں کے فتاویٰ کیا ہیں یہ کہ مولود شریف ذکر ولادت و معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدعت و شرک و کفر ہے۔ صدقات و خیرات ایصالِ صواب۔ سویم۔ چہلم۔ برسی وغیرہ بدعت اس کا کھانا حرام۔ گیارہویں کی نیاز بارہویں کے تبرکات کا طعام حرام۔ اسقاط۔ دعا۔ بدعت مذمومہ۔ قبر پر بعد دفن میت اذان تکلفی بدعت و حرام شب برات شب قدر حجرات کی خیرات بدعت اور رکھنا حرام۔ عاشورہ کے روز کا کھانا حرام قبروں کی زیارت ناجائز دور دور سے جانا حرام اور شرک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیارت روضہ مطہرہ کے لئے جانا اور زیارت کے وقت دست بستہ کھڑا ہونا شرک۔ غرضیکہ تمام نیک کاموں پر اور خیرات و صدقات پر آپ لوگوں کی طرف سے ممانعت و حرمت کے فتاویٰ موجود ہیں۔ گویا پورے پورے منہ الخیر ہیں۔

اس کا راز تو آید و مرداں چنین کنند :-

مگر اس زمانہ کے علماء کے فتاویٰ تعریف کے قابل ہیں۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے علماء کے فتاویٰ تعریف کے قابل ہیں۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے علماء کو اس حال فرماتے تھے کہ جو کچھ میں سو سنتیں ہوں ۳۴ کا عرصہ گزر گیا اب تو اور بھی بڑا حال ہو گا یومِ ابتداء دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ یوں فرماتے

مکتوب نمبر سی و سوم در جلد اول اعزیز کے شیطان لعین را وید کہ فارغ نشدہ است از تفصیل
واغوا خاطر جمع ساخته۔ آن عزیز تر از ابر سید لعین گفت کہ علماء سویرایں وقت در این کار باہن
خود مدو عظیم کردہ اند و مرا ازین مہم فارغ ساخته اند۔ بلفظ ۴۰

۱۶ طح مکتوب نمبر ۱۳۱ جلد اول میں بھی ہے جس کا ترجمہ بار دو جلد اول کے صفحہ ۳۵۷ پر سطح پر
کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آسودہ اور فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے
باقف کوتاہ کیا ہوا ہے۔ اُس نے اس کا سبب پوچھا لعین نے کہا کہ اس وقت کے بڑے علماء میرا کام
کر رہے ہیں گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار ہوئے ہیں بلفظ مکتوب نمبر ۱۳۱ صفحہ ۳۵۷۔
قولہ واضح ہو کہ میلاد مروجہ کی مجال اس طریق سے کہ جس طریق پر آجکل ہوتی ہیں۔ قرون ثلثہ

مشہور رہا یا بخیر میں نہیں ہوئیں۔ بلکہ یہ ۶۰۴ھ میں ایجاد ہوئی۔ تاریخ ابن خلکان میں تبدیل ترجمہ
عمر بن حسن کے ہے قدم اریل فی سنۃ اربعۃ و ستمائۃ و هو متوجہ الی خراسان فری جہا
المملک المعظم مظفر الدین ابن زین الدین محبا یعل مولدا النبی علیہ السلام عظیم الاحقا
ترجمہ آیا وہ ۶۰۴ھ میں اریل میں جبکہ وہ خراسان کو جا رہا تھا۔ پس دیکھا اُس نے صاحب اُس کے بادشاہ
معظم مظفر الدین بن زین الدین محبت کو کہ کرتا تھا میلاد نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا بڑے اہتمام سے۔
اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ میلاد مروجہ کی مجلس کا موجد مظفر الدین ہے اور اُس نے
اسے ۶۰۴ھ میں ایجاد کیا۔ مظفر الدین کے فسق کو امام فاکہانی نے رد عمل الملو دین ان الفاظ
قلمبند کیا ہے۔ قد صرح اهل التایخ بانہ یصح اصحاب الملاحی والمزامیر فی هذا العمل و
یسمع الغنا واصوات الانکلات اللہ ویرقص بنفسہ ومن هو کذا الک فلا شک فی فسقہ
وضلا لہ۔ ترجمہ مؤرخین نے لکھا ہے مظفر الدین اریل کا بادشاہ بابجے گجے والوں کو میلاد کی
مجلس میں جمع کرتا تھا اور ناچتا تھا اُس مجلس میں خود پس جو اس قسم کا فعل کرتا ہوا اُس کے فسق
اور گمراہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مظفر الدین ایک فاسق شخص تھا۔ اب
اس امر کا خود فیصدہ کریں کہ فسق کی ایجاد کو کس کا طریقہ لکھنا چاہیے۔ بلفظ صفحہ ۲۹۔ سطر ۲۰ ۴

۱ قول۔ مفتی جی! آپ نے اس عبارت کے لکھنے میں چند غلطیاں صریح کی ہیں۔ اول ابن
خلکان کو ابن خلکان لکھا۔ دوم تبدیل ترجمہ عمر بن حسن کے ہے کہ جملہ کو مہمل اور بے معنی لکھا۔

جسکا کچھ مطلب ظاہر نہیں۔ سووم محبت کے ترجمہ کو خوب لکھا جس کے معنی محبت کے طور پر ہیں۔ چہارم سورجین نے لکھا ہے۔ غلط کس مورخ نے لکھا ہے۔ ابن خلکان مورخ کی عبارت صاف ہے۔ اس نے نہیں لکھا۔ پنجم یہ ترجمہ بھی بالکل غلط ہے +
آپ کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں جو آپ کے امام فاکہانی کے قول سے پیدا ہوتی ہیں :-

اول یہ کہ یہ مجلس مولود شریف کی قرونِ ثالثہ مشہور رہا میں نہیں ہوئی اس لئے بدعت ہے اس پر عمل نہیں ہونا چاہئے +
دوم یہ کہ ادبیل کے بادشاہ مظفر الدین کے زمانہ ۶۰۴ھ میں حسن نے اس مجلس کو دیکھا سووم یہ بادشاہ مظفر الدین فاسق تھا گانے بجائیے والے لوگوں کو مجلس مولود شریف میں جمع کرتا اور غوغا مچاتا تھا +

چہارم یہ کہ فاسق بادشاہ کی ایجاد پر عمل کرنا کس کا طریقہ ہے یعنی فاسقوں کا +
جوابات نمبر وار سنئے :-

اول یہ کہنا کہ مجلس مولود شریف ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر القرون قرونِ ثالثہ میں نہیں تھی بالکل غلط ہے۔ بلکہ آیات احادیث سے اس کا اصل ثابت ہے جسکو آگے بیان کیا جائیگا۔ انتظار کریں +

ہاں اس ہیئت کذا یہ موقع سے اس مجلس مولود شریف کا خیر القرون میں نہ ہونا کچھ منافی اور مضر نہیں ہے اور نہ ہر امیر خیر القرون کا قابل عمل ہے۔ اور نہ ہر عمل جو خیر القرون کے بعد ہوا قابل ترک ہے۔ پہلے آپ کو لازم تھا کہ بتلاتے کہ خیر القرون کا زمانہ کسکو کہتے ہیں۔ اور کتنے سال کا ہوتا ہے اور سب قرن کتنے ہیں اور کل قرون کے کتنے سال ہوئے۔ خیر القرون مشہور رہا لکھ دیا اور بس +

میں کہتا ہوں کہ خیر القرون کے معنوں اور معیاد میں بہت اختلاف ہے چنانچہ (الف) لغت قاموس میں قرون کے معنی سید القوم ہیں۔ (ب) دوسری کتب لغت میں سینگ کیسو۔ زمانہ ہے +

(ج) شرح مسلم میں ہے قال الحسن وغیرہ القرن عشرون سنین وقتادۃ سبعون و الفی
الربعون و زمرۃ ابن ابی اوفی مائتہ و عشرون و عبد الملک بن عمر مائتہ و قال ابن الاثرانی
ہو الوقت۔ یعنی قرن دس سال کا ہے حضرت حسن بصری کا قول ہے۔ اور قتادہ ستر سال کہتے ہیں
اور نخعی چالیس سال زمرہ ابن ابی اوفی ایک سو بیس اور عبد الملک بن عمر ایک سو سال اور ابن
اعرابی کہتے ہیں کہ اس کے معنی وقت کے ہیں ۛ

(د) بعض نے کہا ہے کہ لفظ قرن جو حدیث میں آیا ہے اس سے مراد صحابہ کرام اور انکی اولاد
و اولاد رضی اللہ عنہم ہیں ۛ

(ه) اور بعض نے کہا ہے کہ اقل قرن سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہم اور دوسرے قرن سے
تابعین اور تیسرے قرن سے تبع تابعین۔ یہ سب اقوال شرح صحیح مسلم میں ہیں ۛ
(و) مولوی عبد الجبار و مولوی امداد علی صاحبان عینی شرح صحیح بخاری کے حوالہ سے اپنے مسائل
میں لکھتے ہیں۔ قرون ثلاثہ نوے سال کے بعد ختم ہو گئے ۛ

(ز) ازالۃ الحفا حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۵۷ مطبوعہ
بریلی۔ قرن اقل از زمان ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تا زمان وفات و صلی اللہ
علیہ آلہ وسلم و قرن ثانی از ابتداء خلافت صدیق رضی اللہ عنہ تا وفات حضرت فاروق رضی
عنہما و قرن ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و ہر قرن قریب بہ دوازدہ سال بودہ است
بلفظ (اس حساب بخیر القرون کا زمانہ چھبیس سال تک ختم ہو گیا)

(ح) مجمع البحار کا اخیر تکملہ صفحہ ۱۴۷ میں خیر القرون دوسو بیس سال تک۔

ان تمام تحریرات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مجتہدین اربعہ کے فتاویٰ جو نویں
سال کے بعد ہوئے وہ سب بدعت ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ کرام
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اثار و احکام قضایا وغیرہ سب بدعت ہوئے۔ اور جو فرق اکثر
مذاہب مبتدعین مثل روافض۔ خوارج۔ قدریہ۔ مجریہ۔ معتزلہ وغیرہ دوسو بیس سال کے
اندر اندر پیدا ہوئے یہ سب اچھے خاصے سنت ہوئے۔ اور بیزاریا پلیدی کے سب افعال
واقوال بھی سنت میں داخل ہوئے ان سب کو جانے دیجئے۔ اپنے گھر کی طرف توجہ کیجئے تمام

مدارس بالخصوص مدرسہ دیوبند بدعت میں داخل ہے۔ اور وہاں کی دستار بندی بدعت
سیہ ہے۔ اور قرآن شریف اور کتب دینیہ کے پڑھانے کی اجرت جو لجاتی ہے وہ حرام ہے۔
احادیث کا جمع ہونا بدعت سیہ قرآن شریف موجودہ مطبوعہ سنہری چھوٹی چھوٹی حامل
شریف وغیرہ سب کی سب بدعت سیہ علم صرف و نحو و منطق بدعت۔ وظائف و اذان
دلائل الخیرات۔ حزب اعظم۔ حزب البحر وغیرہ سب بدعت اور تقلید شخصی بدعت سیہ اور شرک
اور تمام مساجد پختہ سنگ مرمر سنگ مسخ۔ گلکاری شدہ اور بہر جیاں اور گنبد سب بدعت
اور ان میں نماز پڑھنا بدعت سیہ۔ اور آپ کے جہاد مملوئی محمد مروجہ کی وہ منبری مسجد
واقعہ لودھیانہ سب سے زیادہ بدعت سیہ ہے۔ انہیں نماز پڑھنے والا تو ضرور کافر ہی ہونا
چاہئے۔ اور آپ کا اور تمام دیوبندیوں کا جسم کا جسم ہی بدعت سیہ آپ کا تیجے و سونے چالیسویں
برسی میں پلاؤ۔ قورمہ۔ یا شادیوں میں مٹھائی۔ فرنی۔ چارپان وغیرہ کا کھانا سب بدعت
و حرام ہوا۔ کیونکہ قرآن ثلاثہ مشہودہا میں ان سب باتوں کا وجود بھی نہیں ملتا۔ اگر آپ میں
کچھ حجت مفقوت ہے تو پہلے مدرسہ دیوبند کی دستار بندی پر فتویٰ دیجئے اور لودھیانہ والی
مسجد و منبری کے انہدام کا فتویٰ دیجئے۔ ورنہ ہم تقولون صلا تفعلون میں داخل ہو جئے اور
آئندہ خیر القرون کے لفظ کو سمجھ کر سوچکر استعمال کیجئے۔ لیکن یاد رہے کہ ہمارے اہلسنت کے
مذہب میں یہ تمام امور جائز ہیں۔

بدعت کی بحث کتب اہلسنت و جماعت میں بہت طویل طویل ہے جن کی صرف ایک
مثال یہ کتابتہ الاوطار ترجمہ درختار جلد اول صفحہ ۱۸۱ سطر ۲۱ باب الاذان۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہنا اذان کے بعد نیا پیدا ہوا۔ ربیع الاول
ہجری میں عشا کی نماز میں دو شنبہ کی رات پھر جمعہ کے دن دس برس کے بعد پیدا ہوا سب
نمازوں میں سوا مغرب کے پھر مغرب میں بھی دوبارہ سلام کہنا رائج ہو گیا۔ اور یہ امر بدعت
حسنہ ہے۔ یہ فائدہ شارح نے جلال الدین سیوطی شافعی کے حسن الحارث سے نقل کیا۔ اور
سخاوی کے قول بدیع میں ہے کہ اسکی ابتداء حضرت سلطان صلاح الدین بن مظفر بن ایوب کے
حکم سے ہوئی۔ ۷۹۱ھ میں طحاوی نے کہ مغرب کا سلام وقت میں رائج نہیں۔ الخ۔

بدعت حسنہ وہ نیک بات ہے جو قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو بلکہ خواہ
 دیکھئے آٹھویں صدی کی ایجاد اذان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھنا
 بدعت حسنہ ہے جو صلاح الدین بادشاہ کے وقت ان کے حکم سے رائج ہوا۔ اس کا عملہ رآمد مکہ
 مغلطہ و مدینہ منورہ و دیگر ممالک میں جاری ہے۔ خواہ وہابی لوگ اس کے بھی منکر ہوں۔ پس یہی
 صورت مولود شریف کی اس ہیئت کذا بیہ پر ہے جو وہ بھی بموجب حکم شاہ اربل مظفر الدین
 جاری ہوا اور حسن اتفاق سے سلام کے کہنے کے جواز میں بھی بادشاہ مظفر الدین کا نام ہے یعنی
 دونوں بادشاہ رحمۃ اللہ علیہما ہمنام ہیں ۔

پس ثابت ہے کہ امورات نیک خیر و برکت کے پیدا ہونے اور ان کے اجرا کے لئے خیر القرون
 پر حصر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لئے خاص حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں ہے من من فی
 الاسلام سنت حسنہ فلہ اجر الحدیث ہے جس میں کسی زمانہ کا حصر نہیں۔ دیکھئے آپ کے
 امام الطائفہ اپنی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں صفحہ ۸ ملاحظہ ہو۔

مصلحت وقت چنان اقتصار کرو کہ یک باب ازین کتاب برائے بیان
 اشغال جدید کہ مناسب اس وقت است تعیین کردہ شود۔ بلکہ

اس کے آپ نے ایک باب ہی جدا گانہ ۲۳۳ھ تیرھویں صدی میں تیار کیا ہے
 جس میں سلاسل اربعہ صدیہ اکرام علیہم الرحمۃ کے اشغال و اذکار تیار کر کے لکھ دیے ہیں
 ذکر یک غزنی، دو غزنی، سہ غزنی، چہار غزنی۔ مراقبہ کے اقسام۔ نفی اثبات۔ کشف قبور۔ لطائف
 ششگانہ۔ سلطان الذکر وغیرہ ہیں۔ مفتی جی اخیر القرون و قرون ثلثہ کو لایئے جس کے مطابق
 آپ امام الطائفہ نے یہ باب مہبوب کیا ہے۔ یا بڑے زور سے فتویٰ کفر و بدعت و شرک کا
 دھروا دیئے تاکہ آپ کے امام الطائفہ کی روح بھی خوش ہو جائے۔ خوش کیا جو کچھ ہے وہ ہے۔

دوم و سوم۔ آپ لکھتے ہیں کہ بادشاہ مظفر الدین نے اس مولود شریف کو ۸۰۰ھ
 میں ایجاد کیا۔ اور عمر بن حسن نے اس محفل کو دیکھا۔ یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ تذکرہ سیلاب مبارک
 تو پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا
 پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین بھی کرتے رہے۔ لیکن اس ہیئت کذا بیہ

کے ساتھ جو فی زمانہ موجود ہے اسکو سب سے پہلے حضرت شیخ و شیخ المشائخ عمر بن محمد موصلی جو
 نہایت متقی و نیکار و صلحاء و روزگار و امکہ کبار سے تھے علیہ الرحمۃ نے شہر موصول علاقہ
 عراق میں ایجاد فرمایا اور جو آپ نے عمر بن حسن لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اسکی تصدیق میں اس
 کتاب معتبرہ اور معتدہ سے دکھلاتا ہوں جس کے مصنف کا نام حضرت شیخ الاسلام شہنا الدین
 ابی محمد عبدالرحمن بن ابراہیم معروف بابو شامہ ہیں اور آپ امام نووی شراح صحیح مسلم کے
 استاد و شیخ ہیں اس کتاب کا نام مبارک الباعث علی الکمال البدیع والحوادث
 ہے۔ آمین یوں لکھا ہے۔

(۱) ومن احسن ما ابتداء فی زماننا من هذا القبيل ما كان يفعل بمدينة اربل
 جبر الله تعالى كل عام في اليوم الموافق ليوم مولد النبي صلى الله عليه وسلم من المصدقات
 والمعروف واظهار الذبينة والتكديفان ذلك مع ما نية من الاحسان الى الفقراء مشعر
 بحبة النبي صلى الله عليه وسلم وسلامه وتظيمه وجلالته في قلبه فاعلم وشكر الله تعالى
 على ما من به من ايجاد رسوله الذي ارسله رحمة للعالمين محمد صلى الله عليه وسلم وعلى
 جميع المرسلين وكان اول من فعل ذلك بالموصل الشيخ عمر محمد بن احمد احد الصالحين
 المشهورين وبه افتدى في ذلك صاحب اربل وغیره رحمہم اللہ تعالیٰ بلفظ۔
 صفحہ ۱۱۔ سطر ۳

ترجمہ۔ نہایت نیک کاموں میں سے ایک بات یہ ہے جو ہمارے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے
 جو خاص طور پر شہر اربل میں کی جاتی ہے۔ نیک کرے اللہ تعالیٰ اسکو جو ہر سال آج کے دن جو ہر
 اس دن سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے صدقات و نیکی
 اور خیر کی فرمانبرداری اور زینت اور خوشی سے اور انہیں فقرار پر تقسیم طعام وغیرہ انعام سے کیا
 جاتا ہے یعنی احسان کیا جاتا ہے بغرض حصول محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکی تعظیم
 اور عظمت و جلال کے مولود و شریف کے کرنے والے کے دل میں پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا
 شکر کیا جاتا ہے اس بات پر کہ اسنے پیدا کیا ہمارے اس رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کو جو رحمتہ للعالمین ہیں اور رحمت ہیں تمام مرسلین علیہم السلام پر اور سب سے پہلے یہ خاص مولود ہے

شہر موصل میں شیخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے کیا۔ جو ایک سرفراز تھے صاحبین اور مہند
مشہورین میں سے اور پھر ان کا اقتدار کیا بادشاہ اربل (منظف الدین) وغیرہ سلاطین
نے اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل کرے۔ ختم ہوا ترجمہ ۛ

پس اصل اور صحیح بات یہ ہے کہ اس مولد شریف کو اس ہیئت کذا بیہ ملتزمہ موقتہ کو
سب سے پہلے حضرت شیخ المشائخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے شہر موصل میں ایجاد فرمایا جن کی
پیروی کا فخر سلاطین اسلام میں سے سب سے اول سلطان مظفر الدین شاہ اربل کو حاصل ہوا
اطاب اللہ شہزادہ و جعل الجنة مثواه۔ یہ بادشاہ نہایت بزرگ متقی کریم النفس اور
مستبح شریعت تھا۔ اور اس میں شبہ کریم کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اور جن کے قلب میں
تعصب اور عداوت ہو وہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خداوند کریم کی بھی توہین
کرنے اور گالیاں دینے میں نہیں چوکتے۔ اگر کسی بادشاہ دیندار کو گالیاں دیں تو کوئی بڑی
بات ہے۔ اسی بزرگ کی کتاب کو دیکھئے کہ وہ اس بادشاہ کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں۔
گویا اس بادشاہ کو سلطنت دنیاوی کے ساتھ بادشاہت دینی اور ولایت باطنی بھی حاصل
تھی۔ جزاء اللہ خیر الجزا الی یوم القیمہ ۛ

اس بادشاہ نے اپنے شہر اربل میں ماہ ربیع الاول کے تمام مہینے میں مولد
شریف کی محفل کو شروع کر کے قائم رکھا۔ اور تین لاکھ اشرفی اس محفل مبارک میں خرچ
کرتا تھا۔ اور ہر سال ایسا کرتا۔ اس کے زمانہ میں جو نہایت خیر و برکت کا زمانہ تھا۔ اور اس وقت
ایک عالم دیندار حضرت ابو الخطاب بن دحیہ نام علیہ الرحمۃ جو حضرت دحیہ بکلی رضی اللہ عنہ
صحابی کی اولاد سے موجود تھے جنکی بابت شایع علامہ زرقانی تالیف عربی میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ علم
حدیث میں بڑا مبصر علم صرف و نحو اور لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھا۔ بہت سے ملکوں میں
سفر کر کے اسے علم حاصل کیا تھا۔ اکثر ممالک اندلس و مراکش، افریقہ۔ دیار مصر و شام و دیار
مشرقیہ و غربیہ و عراق و خراسان و ماہندران وغیرہ میں علم حاصل کرتا اور یوں کو فائدہ پہنچاتا تھا
انجام کار سن ۶۱۲ھ میں شہر اربل میں آیا۔ یہاں سلطان ابوسعید مظفر کے لئے مولد شریف
کیا۔ اس کا نام کتاب التوہیدی مولد السراج المنیر رکھا۔ اور خاص بادشاہ کے روبرو

پڑھا۔ بادشاہ علیہ الرحمۃ نہایت خوش ہوئے۔ اور ایک ہزار شرفی انعام فرمائی۔ بلفظ
(الوار الساطعہ والیوارق اللامعہ) ۛ

(۲) علامہ زرقانی شراح موابہب اللدنیہ علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے لکھتے ہیں
کان رای ابو سعید منظر شہما شجاعا بطلا عادلا محمود السیرۃ۔ یعنی یہ بادشاہ (سلطان
ابو سعید منظر بڑا بزرگ، بہادر، دلیر، عادل، تعریف کیا گیا، نیک قصد تھا۔

(۳) سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وکان بحضور عندہ فی مولد
ایمان العلماء والصوفیۃ۔ یعنی حاضر ہوتے تھے اس بادشاہ (سلطان ابو سعید منظر) کے
پاس مولود شریف میں بڑے بڑے بزرگ عالم اور صوفیا کرام ۛ

(۴) حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حسن المقصد میں فرماتے
ہیں۔ احداثہ مالک عادل وعالم وقصد بالتقرب الی اللہ عزوجل وحضر عندہ
فیہ العلماء والصالحون من غیر نکیو یعنی جاری کیا اس عمل (مولود شریف) کو ایک بادشاہ
ابو سعید منظر عادل اور عالم نے اور ادا کیا اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا اور حاضر ہو کر
اس کے پاس میں مولود شریف میں بہت علماء اور صالح لوگ بغیر کسی انکار کے ۛ

(۵) تحقیق الحق تصنیف مولانا محمد عسکری حسینی الترمذی ریس اودہ صفحہ ۵۷۔

سطر ۱۶۔ مطبوعہ کانپور۔ بحوالہ تاریخ ابن خلکان وابن کثیر۔ یہ بادشاہ ابو سعید سلطان
منظر اربل اول درجہ فاضل عادل متقی پرہیزگار تھا۔ ۶۰۴ھ میں۔ اپنے قلمرو کے تمام سربراہ اور علماء
ومشائخ وفقہاء و محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مدعو کیا اور ان کے مشورہ سے اس عمل خیر کو نہایت
تزک و احتشام سے رواج دیا۔ چنانچہ میلاد النبی کے متعلق سب پہلے جو کتاب تصنیف ہوئی۔

اس کا نام کتاب التتویر فی مولد السراج المنیر ہے۔ یہ مقدس کتاب شیخ المشائخ علامہ ابو الخطاب
بن دحیہ کی تصنیف ہے۔ سلطان نے اس کے صلہ میں شیخ کی خدمت میں ایک ہزار بطور نذر پیش کیا تھا۔
پس اس سے ثابت ہوا کہ اس بادشاہ سلطان منظر الدین کے وقت تمام علماء و صالح

زمانہ بلا انکار مولود شریف میں حاضر ہوتے تھے اور سب کا اتفاق ہو کر اجماع ہو گیا۔ اس اجماع
کے پچاس سال بعد آپکا امام فاکہانی پیدا ہوا۔ کیونکہ ولادت اسکی ۶۵۱ھ میں ہوئی۔ اور یہ محفل

۶۰۴ میں بجلی طور پر قائم ہو گئی۔ اس پر حکم بادشاہ صادر ہو کر تمام علما کا اتفاق ہو گیا۔ اور حضرت سلطان ابوسعید منظر کا انتقال ۳۶ لکھ میں ہوا۔ گویا بیست تین سال تک یہ عمل مولد شریف بلا تکرار ہوتا رہا اس کے بعد آپ کے امام فاکہانی نے خلافت جمہور علماء و حکم بادشاہ اولی الامر کے اپنی کتاب رد عمل المولد تصنیف کی۔ جس کو تمام علماء و فقہاء و محدثین نے رد کیا۔ اور بدستور یہ مولد شریف ہوتا رہا۔ اور تمام بلاد اسلامیہ شرقاً و غرباً و شمالاً و جنوباً رائج ہو گیا۔ اور بموجب حکم خداوندی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم الایہ کے اس کا کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہو گیا۔ اور بموجب حدیث ما راکہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی منظوری میں مسلمانوں پر اس کا اہتمام و احتشام واجب ہو گیا۔ جس کی تعمیل ہو رہی ہے اور ہمیشہ ہوتی رہے گی و بابیہ جلیں بھنیں انکی قسمت ۷

حضرت ملا علی قاری و علامہ جلی و قطرا فی علیہم الرحمۃ لکھتے ہیں :- ثم لا زال اهل الاسلام فی سائر اقطار و المدن الکبار یختلفون فی شھر مولدہ و یغنیون بقراءۃ مولدہ الکریم و یظہر علیہم من برکاتہم کل فضل عیم۔ یعنی پھر ہمیشہ کرتے رہے اہل اسلام تمام اقطار و اقطار میں اور بڑے بڑے شہروں میں محفلیں ماہ مولد ربیع الاول میں اور بڑا اہتمام کرتے اور دل لگا کر پڑھتے مولد شریف کو اور ظاہر ہو قیں ان لوگوں پر برکتیں مولود شریف کی جس سے ہر طرح کا فضل عیم ہے :-

(۷) حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مور و الزوی فی مولد النبی میں لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت عربی) یہ بات کہ حسین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً اور ملک مصر اور اندلس اور مالک مغربی اور ملک روم اور ملک عجم اور ملک ہندوستان وغیرہ میں کمال اہتمام و احتشام سے ہوتی ہیں۔ مولد شریف کی محفلیں۔ ومن تعظیم مشائخہم و علماءہم ہذا المولد المعظم و المجد المکرم لہ لا یاباہ احد فی حضورہ رجاء اذ الی نودۃ یعنی اس مجلس اور محفل (مولود شریف) کی تعظیم ان سب ملکوں کے مشائخ و علماء و علماء شریفیت اس قدر کرتے ہیں کہ کوئی ان میں سے حاضر ہونے سے انکار نہیں کرتا اس امید پر کہ اس کے نود سے شرف ہوں۔ بلفظہ۔ (الانوار سا طعہ)

(۸) امام سخاوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ثم لا زال اهل في سائر الاقطار والمدن
الكبار يعنون المولدا بغير محبة من كرتي آتے ہیں اہل اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے
شہروں میں مولود شریف کو دیکھنے یہ عمل آدہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے) :

(۹) بسیرت علی میں اور ابن جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ولا زال اهل الاسلام
يختلفون لشهر مولد علي الصلوٰۃ والسلام۔ یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی پیدائش کے چھینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے مولود شریف کی تحفیں کرتے رہے ہیں۔

(۱۰) مولانا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مور والروی فی مولد النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں۔ وقال صل عمل المولدا الشریف لم ينقل من احد من
السلف الصالح في القرون الثلاثة الفاضلة وانما حدث بعدها بالمقاصد الحسنة
والنية للاخلاص الشاملة ثم لا زال اهل الاسلام في سائر الاقطار يختلفون في شهر
مولد صلی اللہ علیہ وسلم وقال الامام شمس الدین الحجزری المقرئ والمجرب
من خواصہ انه امان تام في ذالك العام ولشهری تجیل بنیل ما ینبغی ویرام قال
والکثر هم بد الذک عنایة اهل مصر والشام ولسلطان مصر في تلك الليلة من العلم
من العلماء عظم مقام قال واقدا حضوت في سنة خمس وثمانین و سبع مائة
ليلة المولدا عند الملك ظاهر برقو رحمة الله بقلعة الجبل العلية فرائت ما هاتى
دستى والاساءنى وحزرت ما التفت في تلك الليلة على القراء والحاضرين من العظم
والمنشدين وغيرهم من الاتباع والعلماء والخدام المترددین بنجی عشرة الاف
مثقال من الازهار العین ما بین خلع ومطعم وممشور وبامشوم ومشموع وغيرها
ما لا یتقیم به الفضلوع۔ وقال السخاوی قلت ولم یزل ملک مصر خدام
الحرمین الشریفین من وفقهم لمقدم کثیرا من المناکر والشین والنظر والامر بالزعمیة
کالوالد لولد و شھر والنفس هم بالعدا فاسفهم یجدا و مدحہ و اما ملوک الاندلس
والغرب فلهم فيه لیلۃ تسیر بها الرکبان یجتمع فیها ائمة العلماء والعلماء

فمن يليهم من كل مكان وتعلموا ما بين اهل الكفر كلهم الايمان واظن اهل الروم لا يخرجون
من ذلك اقتفاء بغيرهم من الملوك فيما هناك وبلا والهندا تزيدي على غيرها
بكثير كما اعلمينه بعض اولى النقل والتحرير وقلت العجم من حيث دخل هذا الشهر
المعظم والزيان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام للقراء الكرام والعلماء
العظام والفقراء من الخاص والعام وقرأت الختمات والتلاوت المتواليات ولا
نشادات المتعاليات واجناس المبررات والخبرات والانواع الساترة واصناف الجود
حتى بعض العجائز من غزلهن وشبههن بجمع ما يقمن لجمعهن ^{الكل} ارا عيان وضيافتهن ما
يقدر الله علي في ذلك الزمان ومن تعظيم مشائخهم وعلماءهم هذا المولد المعظم
والمجاسس المكرم انه لا ياباه احدا في حضوره رجا اذراك لونه وسورده وقال الشيخ اوى
وما اهل مكة معدن الخير في وجهون الى المكن المتواترين الناس انه محل مولد
رجا باو غ كل منهم بذالك المقصداه ويزيد اهتمامهم به على يوم العيد حتى قل
ان يتخلف عنه احد من صالح وطالح ومقل وسعيد وسيما الشريفة صاحب
اللواء والحجاز ولا اهل اندبنة كرمهما الله احتفال وعلى فعله بلفظه من البوارق
اللامعة صفحہ ۱۱۵ - سطر اخیر :

خلاصہ ترجمہ - یعنی یہ عمل مولود شریف (اس ہئیت کذا ئیہ ملتزمہ موقتہ) قرون ثلاثہ سے
منقول نہیں۔ لیکن اسکے بعد یہ مولود شریف جاری ہوا۔ اور اس میں مقصد نیک اور نیت
خالص لہ ہے۔ پھر ہمیشہ سے یہ عمل تمام اہل اسلام کے ممالک و بلاد و اطراف اور بڑے بڑے
شہروں میں جاری ہو گیا۔ اور مولود شریف کی محفلیں ماہ ربیع الاول مولد صلی اللہ علیہ وسلم
میں ہوتی رہیں۔

امام شمس الدین جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ مولود شریف کی محفل ایسی ہے
جس میں تجربہ کیا گیا ہے کہ جس مکان میں کیجاتی ہے اس میں ایک سال تک امن و امان
اور برکت رہتی ہے۔ اسی طرح سے یہ محفل مولود شریف اس رات میں بڑے عظیم نشانات
کے ساتھ اہل مصر اور شام اور بادشاہ مصر کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں ۔

امام شمس الدین جزری فرماتے ہیں کہ میں حاضر ہوا بادشاہ ظاہر بر فوقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شب مولود شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقع ۸۵ھ کو ایک بلند قلعہ میں یعنی قلعہ کے اندر۔ میں نے وہاں وہ سامان دیکھے جن سے مجھے حیرت اور کمال خوشی ہوئی۔ میں نے اس کے خچ کا جو اندازہ کیا اس رات حاضرین وقاریوں اور واعظوں اور مذاہن لغت خوانوں وغیرہم اور ان کے پیروں اور لڑکوں اور خادموں خدمتگاروں کے لئے خلعتوں اور طعاموں شربتوں اور خوشبوؤں اور دوشی وغیرہ کے دینے میں قریب دس ہزار اشغال زر کے تقسیم کیا گیا۔

حضرت امام سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بادشاہان مصر کہ خدام حرمین شریفین میں لنگو اللہ تعالیٰ نے بہت ناجائز باتوں اور عیبوں کے زائل کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ اور انہوں نے رعیت پر وہ شفقت کی جو باپ اولاد پر کرے اور انہوں نے عدل و انصاف میں ناموری حاصل کی۔ اور اسی طرح بادشاہان اندلس اور مغرب کے لئے مولود شریف کی ایک ایسی رات ہے جس کا چرچہ دور دور مسافر اپنے شہروں میں لیجاتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں۔ اس میں بڑے امام اور علماء اعیان اطراف سے آتے ہیں۔ اور کافروں میں سلام کا بول بالا ہوتا ہے۔ اور اہل روم وغیرہ کوئی بھی اسکی مخالفت نہیں کرتا۔ اور انہیں میں سے ہیں بادشاہ ہندوستان جو اور بھی زیادہ کہتے ہیں۔ اور عجم کے بادشاہان میں جب یہ ماہ مبارک ربیع الاول چڑھتا ہے بحال مس مولود شریف کی شروع ہو جاتی ہیں اور انواع اقسام کے طعام اور کھانے قاریان کرام اور علماء عظام کو تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور قراءت اور خطاوت قرآنی پے درپے اور خوب زور سے لغت خوانی کی جاتی ہے۔ اور قسم قسم کی چیزیں پاک اور کثرت سے خیرات کی جاتی ہے۔ اور رنگارنگ کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ اور اکابر علماء و فضلا اور صوفیا کی ضیافتیں کی جاتی ہیں۔ اور مشائخ اور علماء کی نہایت خاطر اور تعظیم کی جاتی ہے۔ جو مولود شریف کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں اور اس حاضری میں کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔ اور اسکے بعد اور سرور کی امید رکھتے ہیں۔

یہ بھی حضرت سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ جو معدن خیر ہیں اس مجلس مولود شریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان مولود مبارک میں نہایت

استقام سے یوم العید کی طرح کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک فرد بشر کا بھی اس سے رہ نہیں جاتا۔ خواہ صالح نیک و نیکوار ہو خواہ طالع گنہگار ہو۔ خصوصاً شریف مکہ معظمہ صاحب نشان اور والی حجاز اور مدینہ منورہ زاد بہا اللہ شرفاً و تعظیماً ہر دو جگہ یہ مولود شریف کی محفلیں ہوتی ہیں۔ ختم ہوا خلاصہ ترجمہ :-

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سلطان ابو سعید منظر الدین شاہ اربل بہت بڑا بزرگ بہادر، دلیہ عالم، عادل، محمود السیرت اور محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ جس کے حکم سے محفل مولود شریف جاری ہوئی۔ اور تمام بادشاہان مصر، اندلس، روم، شام، عرب و عجم نے اسکی اس نیک کام میں اچھی طرح پیروی کی اور تمام بڑے بڑے علماء صالحین اور مشائخ متصوفین نے بلا انکار نہایت خوشی سے اس میں حصہ لیا۔ اور اب تک ایسا کرتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک خدا کے فضل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے کہتے جائیں گے۔ مگر افسوس دشمنان دین متین حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بادشاہ پر جھوٹے بہتان لگا کر کہتے ہیں کہ وہ فاسق و فاجر تھا لعنة اللہ علی الکاذبین! چہارم۔ مفتی جی ابو آپ نے نبیہ نکالا تھا اور نکالنے کی کوشش کی تھی اس میں اب بالکل ناکام اور نامراد ہے۔ یاد رکھو اہل لام کا حکم مسلمانوں کے لئے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے واجب الامثال ہے۔ جس کا آپ انکار کرتے ہیں۔ دیکھو! بادشاہ حجاج بن یوسف ثقفی جو سخت درجہ کا ظالم تھا اس کے حکم سے قرآن شریف میں اعراب لگائے گئے تھے یہ ایک صریح بدعت ہے۔ لیکن تمام علماء زمانہ نے اسکو بحال رکھ کر تسلیم کیا کوئی انکار نہیں ہوا۔ اور عرب و عجم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کی تلاوت میں نہایت آسانی ہوئی۔ اور صحت الفاظ قرآنی محفوظ ہوئی۔ یہ بھی اولی لام کا کام تھا جس سے انکار نہیں۔ مگر وہابیہ کو لازم ہے کہ ان قرآن شریفوں کی تلاوت نہ کریں۔ اپنے قرآن جداگانہ بلا اعراب پتوں، ہڈیوں، ٹھیکریوں پر لکھوا کر پڑھیں۔ تاکہ بدعتی اور مشرک نہ بنیں۔

قولہ۔ اب رہا قیام فی المولد سوائے بھی متقدین علماء نے بدعت و بے اصل لکھنے شرعۃ الہیہ میں ہے۔ منها القیام عند ذکر وضع خیر الا نام صلعم فائدہ بدعت کا اس

لہ فی الشیخ ودلت الاحادیث والاثر علی کون القیام تعظیماً القادماً مکروہاً فما بال
 هذا القیام الذی احدث عند حکایۃ القادوم فی هذا العمل - ترجمہ بدعت میلاد
 میں سے ایک بدعت قیام کا کرنا ہے وقت ذکر ولادت بنی علیہ السلام کے بدعت ہے۔
 نہیں ہے۔ اسکی کچھ اصل شرع میں اور کیونکر ہو سکتی ہے اسکی اصل شرع میں جبکہ احادیث و آثار
 دلالت کرتی ہیں کسی قادم کے لئے قیام تعظیمی کے مکروہ ہونے پر۔

سیرت شامی میں ہے جرت عادیۃ کثیرۃ من المحبتین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیماً لہ صلی اللہ علیہ وسلم وهذا القیام بدعت
 الاصل لہ، ترجمہ بہت سے اہل محبت کی عادت ہے کہ بنی علیہ السلام کا ذکر ولادت سنکر
 کھڑے ہوتے ہیں تعظیماً۔ پس یہ قیام بدعت ہے نہیں اسکی کچھ بھی اصل۔ بلفظ صفحہ ۲۹ سطور ۱
اقول۔ مفتوحی! آپ نے دو کتابوں کی عبارت قیام تعظیمی کے لاصل ہونے پر لکھی ہیں۔
 شریعتہ الہیہ کوئی غیر معروف کتاب بابیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے اس کے مصنف کا نام یا نہ
 یا زمانہ تصنیف نہیں لکھا۔ جس سے اصلیت معلوم ہو جاتی ہاں دوسری کتاب سیرت شامی
 البتہ مشہور کتاب ہے۔ لیکن اسکو آپ نے سیرت شامی لکھ دیا ہے۔ شاید سہو قلم ہے میں اسکو
 سیرت شامی ہی سمجھتا ہوں۔ گو آپ نے کسی غلط رسالہ سے شامی کو شامی لکھ دیا ہو۔ دوسری
 غلطی آپ نے یہ کی ہے کہ لفظ کثیر کو کثیرۃ لکھ دیا۔ تیسری غلطی یہ ہے۔ اصل لکھا کو اصل لہ
 لکھا۔ یہ باتیں نا فہمی عبارت کے بموجب ہیں۔ خیر۔

اب میں آپ کے اصل اعتراض کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ آپ نے ان عبارات کو ملکر اسبات
 کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولود شریف میں قیام کرینکی کوئی اصل نہیں اور احادیث
 و آثار ہر قسم کے قیام کو خواہ کسی قادم کے لئے ہو مکروہ کہہ رہے ہیں۔

مفتوحی! لاصل لہلہ کے لفظ سے مراد یہ ہے کہ قیام وقت ذکر ولادت کی اصل حدیث
 سے معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی ایسی کوئی حدیث اس میں نہیں پائی جاتی کہ جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مولود شریف میں وقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا کرے اور بلفظ بدعت
 سے بدعت حسنہ مراد ہے جیسے آگے معلوم ہوگا۔ مگر یاد رہے کہ آپ نے کسی حد شریف سے قیام

ذکر ولادت کی ممانعت بھی دکھلا نہیں سکتے۔ بلکہ علماء اہلسنت وجماعت نے آیات و احادیث کو تمام اقسام کے قیام تعظیمی کو اپنی اپنی تصانیف میں ثابت کیا ہے اور اجماع اُمت بھی میرے ہے۔ میں آپ کی تسکین کے لئے لفظ یا جملہ لا اصل لہا کے معنی اور مراد چند کتابوں سے دکھاتا ہوں جن کو آپ بھی معتبر سمجھتے ہیں۔ اور نہایت مشہور امام ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) مجمع البحار جلد ثالث خاتمہ صفحہ ۵۱۲۔ مطبوعہ نو لکثور۔ صاحب مجمع البحار نے اپنے شیخ سے مسئلہ پوچھا کہ بھول یا خوشبو سونگھنے کے وقت درود شریف کا پڑھنا کیسا ہے تو انہوں نے اسکا جواب اس طرح فرمایا۔ اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند خالاک ونحوہ فلا اصل لہا ومع ذالک فلا کراہۃ فی ذالک عندنا۔ الخ یعنی درود شریف پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسوقت میں یا اسکی مثل میں اسکی اصل نہیں ہے۔ باوجود ہمارے نزدیک (اہلسنت وجماعت) اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔
دیکھئے ہمیں جملہ لا اصل لہا کی بابت کیا بیان فرمایا۔ کہ باوجود لا اصل لہا ہونے کے کوئی کراہت اس میں نہیں ہے:-

(۲) مسائلربعین مصنف مولوی محمد اسحاق صاحب بزرگ دیوبند مسئلہ چہارم میں اس سوال کے جواب میں کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچھ دینا اور وہ اس کو منہ دکھائی میں کچھ دینا کیسا ہے۔ جواب۔ در شریعت محمدی اصل اس چیز یا یافتہ نمی شود مگر ظاہر حال اس چیز یہ کہ دادن سلامی دروغمانی است مباح باشد۔ بلفظ:-

دیکھو بے اصل کہ مگر بھر مباح لکھا۔ مطلب یہ کہ اس میں کوئی حدیث وارد نہیں ہے ترجمہ عبارت مذکور کتاب رفاء المسیین ترجمہ اردو وربعین جو ستائیسویں سوال کے جواب میں ہے یوں ہے۔ جواب۔ شریعت محمدی میں ان باتوں کی کچھ اصل پائی نہیں جاتی۔ لیکن بحسب ظاہر مباح معلوم ہوتا ہے:-

دیکھئے باوجود شریعت میں اصل نہ ہونے والا اصل لہا ہونیکا کوئی نہیں تاہم مباح ہے۔
(۳) الذر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم مصنف حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ مہاجر کی صفحہ ۳۸۔ مراد اس قول و هذا القیام بداعتکام

بدعت حسنہ است چنانچہ صاحب سیرۃ حلبی بتصریح آں پرداخت و معنی لا اصل لہا۔ لا
 نظیر لہا ای فی القرون الثلاثہ با خدا الخ بلفظہ۔ یعنی اس قول و هذا القیام بدعتہ لا اصل
 لہا سے مراد بدعت حسنہ ہے جیسے کہ صاحب سیرۃ حلبی علیہ الرحمۃ نے اسکی تصریح فرمائی ہے۔
 اور معنی اس لا اصل لہا کے یہ ہیں کہ اسکی کوئی نظیر نہیں یعنی قرون ثلاثہ میں
 لیجئے یہ اصل حقیقت ہے آپ کے لا اصل لہا کی۔ سارا کارخانہ آپ کے اصل ثابت ہو گیا
 سارا کھیت آجڑا گیا ۛ

اب میں وہ دلائل پیش کرتا ہوں کہ جو عبارت آپ نے سیرت شامی کی جوت عادیۃ
 کثیرۃ الخ لکھی ہے۔ اور اس عبارت میں بھی آپ نے لا تقربوا الصلوۃ کی مثل کو ظاہر کیا ہے۔ یعنی
 پہلی دلیل۔ جملہ جوت عادیۃ سے ایک قسم کا مستند ہونا اس عمل کی دلیل ہے جس پر
 یہ کلمہ وارد ہوا ہے۔ جیسے صاحب ہدایہ باب الاحرام میں فرماتے ہیں و بذالك جوت العادیۃ
 الفاشیۃ وہی من احادی الجعیم یعنی اس کے ساتھ عادات جاری ہوئی ظاہرہ و غیبہ ایک
 دلیل ہے شرعیہ دلیلوں سے۔ یعنی اگر بیعادات فاشیہ یعنی ظاہرہ و غیبہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے
 ہو تو کمال درجہ کی قوی محبت ہے۔ اور اگر مابعد کی عادت ہو تو بھی سند ہے۔ جیسے حضرت عبد
 بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ما راہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن یعنی
 جس بات یا چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ پس تمام مسلمانان
 و علماء کرام و صوفیائے عظام مالک اسلامیہ و حریم شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً اس قیام
 تعظیمی کو اچھا جانتے ہیں اور نیک و اچھا جان کر عمل کرتے ہیں۔ اگرچہ شخص دیوبندیہ یا دیوبندیۃ
 انکار کریں تو کریں ۛ

دوسری دلیل۔ شامی علیہ الرحمۃ نے جو عادت کثیر اہل اسلام کی اس عمل پر فرمائی ہے وہ بھی
 ایک دلیل ہے اس عمل قیام کے سند ہونے پر جیسے شامی علیہ الرحمۃ خشعی و شایخ درختار فرماتے
 ہیں والاعتماد علی ما علیہ الجہم الکثیر یعنی یقین یا بھروسہ اس پر ہوتا ہے جس پر جماعت
 کثیر ہوتی ہے اسی کے مطابق یہ حدیث شریفہ ہے اتبعوا السواد الاکثر اعظم الحدیث
 یعنی بڑی جماعت مسلمانوں کی پیروی کرو۔ پس سواد اعظم اور جماعت کثیر اس قیام تعظیمی

مولود شریف پر متفقاً عامل ہے *

تیسری دلیل۔ وہ کثیر جماعت (جبکہ عمل قیام تعظیم وقت ذکر و ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے) محبت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جن کی یہ عادت جاری ہو گئی ہے کہ جب مولود شریف میں ذکر و ملاقات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے ہیں فوراً نہایت ذوق و شوق و محبت مافوق سے تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ اور احادیث شریف صحیحہ قطعیہ سے ظاہر ہے کہ اہل ایمان اور کامل ایمان وہ مجتہدین لوگ ہیں جن کو حضرت رسول کریم حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب زیادہ محبت ہے۔ جیسے فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لایؤ من احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولادہ والناس اجمعین متفق علیہ۔ یعنی کوئی بھی شخص مومن نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ اور بیٹے اور تمام جہاں کے لوگوں سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ کرے گا۔ ایک دوسری حدیث میں من نفسه ومالہ کاللفظ بھی آیا۔ جب تک اپنی جان سے بھی زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب نہ بنا لے گا تب تک مومن اور مسلمان ہی نہیں۔ پس یہ عمل قیام مولود شریف مجتہدین کثیر جماعت کی کامل دلیل اور محبت ہے *

چوتھی دلیل یہ ہے کہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس قیام کی وجہ صرف خاص تعظیم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ وآلہ وسلم کی لکھی ہے۔ جو سب مسلمانوں کو شرع میں مطلوب اور محبوب اور ضروری ہے۔ جسکی بابت خود اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ناطق ہے و تعزروہ و تقروہ اس سے قیام تعظیم کی اصل بھی ثابت ہو گئی۔ نیز یہ ثابت ہو گیا کہ شامی علیہ الرحمۃ کے لاصل لہا کہنے سے یہ مراد نہیں کہ اس قیام کے مستحق ہونے پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اس پر جمہور علماء اور صلحا ائمہ کا اجماع ہے جو خاص محبت اور دلیل شرعی ہی پانچویں دلیل یہ ہے کہ دراصل جو عبارت سیرت شامی کی نقل کی جاتی ہے وہ امام علی بن مسکان الدین حلبی کی کتاب النہایں فی سیرۃ الامین المامون کے صفحہ ۹۰ میں درج ہے۔ اس میں لفظ اصل لہا کی شرح اس طرح ہے کہ یہ جوت عادت کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیماً لہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہذا القیام بدعت لا اصل لها ای لکن ہی بدعت حسنة لا نہ لیس کل بدعت مذمومة
 وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فی اجتماع الناس لصلوة التراويح فعمت البدعة
 هذا الخ بلفظ. الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم صفحہ ۱۳۶۔ اکثر لوگوں کی یہ عادت ہے
 کہ جب وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونیکا ذکر (مولد شریف میں) سنتے ہیں تو
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ اور یہ قیام بدعت ہے اسکے واسطے
 اصل نہیں۔ یعنی لیکن یہ بدعت حسنة ہے کیونکہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی۔ کیونکہ فرمایا
 ہمارے سردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کے لئے لوگوں کے جمع ہونے کو کہ یہ کیا
 اچھی بدعت ہے ۛ

لیجئے آپ کے اعتراضات کلمہ لا اصل لہا کے جوابات کافی سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ باقی
 اثبات مولود شریف اور قیام تعظیمی کا قرآن شریف واحادیث سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
 وتابعین و تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے لیکر اس وقت تک (۳۳۴ھ) لکھا جائیگا جبکہ
 آپ کے باقی اعتراضات کا جواب ختم ہوگا، انتظار کریں ۛ

قولہ۔ فتاویٰ تحفۃ القضاة میں ہے یقولون عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ینزعون ان روحہ صلعم یجئ وحاضو فزعہم باطل بل هذا الا اعتقاد شریک
 وقد منع الامم عن مثل هذا ترجمہ بنی علیہ السلام کی ولادت کے تذکرہ کے وقت کھڑے
 ہوتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ روح آپ کی آتی ہے اور حاضر ہے یہ زعم ان کا باطل ہے بلکہ یہ اعتقاد
 شرک ہے اور منع کیا ہے ماموں نے ایسا فعل کرنے اور اعتقاد رکھنے سے بلفظ صفحہ ۳۳۔ سطر ۳۔

اقل۔ مفتی جی! آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے بعد لفظ صلعم
 اختصار و درود شریف کیا جو سخت خلاف شریعت اور بد بختی کی علامت ہے دوسرا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے بنی علیہ السلام کہتے ہیں۔ افسوس! آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی کچھ بھی قدر اور وقعت نہیں۔ پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ آپ قرآن شریف اور حدیث شریف کو پڑھ
 نہیں کرتے۔ خیر! ولا تزولوا زلۃ ذراعیہ۔

پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحفۃ القضاة کس بزرگ عالم کی تصنیف ہے۔

اور وہ کس زمانہ میں ہوئے کس مذہب کے تھے۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ایسی غیر معروف کتابوں کو پیش کرنا قابلِ سند نہیں۔ جیسے کہ آپ کے جدِ فاسد کی تحریر سے ایسی کتابوں کا ناجائز ہونا دکھلا چکا ہوں۔ ممکن ہے کہ کسی نے فرضی عبارت لکھ کر اپنے رسالہ میں اس کتاب کا حالہ دیا جو نہ وہ کتاب ہو اور نہ ملے۔ اچھا اتنا فرمائیے کہ کس مطبع میں طبع ہوئی ہے یا قلمی نسخہ آپ کے پاس ہے۔ اگر قلمی ہے تو اسکے مصنف کا نام بھی ہو گا۔ کیوں آپ نے اسکو نہیں لکھا۔ یہ کہتے کہ روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی محفل میں تشریف فرما ہو تو ہر کس طرح ہو جائیگا۔ اور تشریف آوری کے لئے کوئی امور موانع ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کتاب بابی المذہب ہے اسی سبب اسکا نام نہیں لکھا اور جو ہمیں یہ لکھا ہے کہ اماموں نے منع کیا ہے وہ کوئی امام ہیں؟ یا وہابیون کی مسجدوں کے امام ہیں۔ اہل سنت سے کہہ دینا یا رسالہ میں لکھ دینا اور بات سے اور ثابت کرنا اور بات ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیا البنی سمجھتے ہیں اور جہاں وہ چاہتے ہیں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ بلکہ جہاں جہاں ذکرِ مبارک ہوتا ہے چاہیں تو تشریف فرمایا کرتے ہیں۔ بالخصوص مولود تشریف میں تشریف فرما ہوتے ہیں سلمان اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے البتہ آپ لوگ اس عقیدہ کو شرک جانتے ہیں۔ زبے نصیب ان لوگوں کے جو محافل مولید قائم کرتے ہیں۔ اب مسئلے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود تشریف میں تشریف فرما ہونا اس طرح پر ہے:-

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وسیری اللہ علیکم ورسولہ (توبہ) یعنی خطاب ہے کہ تمہارے اعمال کو دیکھے گا اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول۔ یعنی تمام لوگوں کے اعمال جیسے اللہ تعالیٰ دیکھے گا ایسے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیکھیں گے *

(۲) انتباه الاذکیا فی حیات الانبیاء شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صوفی۔
النظر فی اعمال امتہ والاستغفار لہم من التذات والذات بکشف البلاد عنہم
والتوحد فی اقطار الارض بحلول البرکۃ فیہا وحضور جنازۃ من مات من صالحی امتہ
فان خلقت الامور من اشغاله کما وردت بذالک الاحادیث والاخبار بلفظہ یعنی یہ بات
احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ آپ نظر فرماتے ہیں اعمال امت میں ان کے گناہوں کی بخشش

مانگتے ہیں اور دفعِ بلا کے لئے دعا فرماتے ہیں اور حدودِ زمین میں پھرتے ہیں برکت دیتے ہیں اور حبیبِ امت کا کوئی نیک آدمی مر جائے تو اس کے جنازہ پر تشریف لاتے ہیں اور آپ کے اشغال میں عالمِ برزخ میں۔ اسی طرح احادیث و آثار میں وارد ہے :

(۳) تفسیر روح البیان میں سورہ تبارک الذی کے آخر میں ہے :-

قال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام لدا لخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابۃ رضی اللہ عنہم بقدر ما اذکثیر من الاولیاء یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالمِ زمین و آسمان میں مع ارواح صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء علیہم الرحمۃ سیر کرتے پھرتے ہیں بہت سے اولیاء کرام نے حضور کو بیداری میں دیکھا ہے :

(۴) درمکین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی حدیث ترمذی میں

ترجمہ یعنی خبر دی مجھ کو میرے والد سردار نے اور کہا انہوں نے ترمذی کہ خبر دی مجھ کو میرے پیر سید عبد اللہ قاری نے کہ کہا سید عبد اللہ نے کہ میں نے قرآن حفظ کیا ایک قاری زادہ سے جو جنگل میں رہتے تھے ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے اسنے میں عربی آدمی آئے ان کا سردار آگے تھا اسنے قاری کا پڑھنا سن کر کہا اللہ تعالیٰ برکت کرے تو نے قرآن کا حق ادا کیا پھر چلے گئے اور ایک آدمی دوسرا انہیں عربی لوگوں کی وضع کا آیا اور کہنے لگا کہ کل رات کو حضرت بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم فلاں جنگل میں و ہاں کے قاری کا قرآن سننے جائیں گے جب اس آدمی نے یہ بات سنائی ہم نے جان لیا کہ وہ سردار جو آئے تھے وہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا :

(۵) فیوض الحریین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کا ترجمہ

فرماتے ہیں دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر کاموں میں سامنے اپنے یعنی آپ کی اصلی صورت میرے سامنے ہوئی بار بار تو جان لیا میں نے کہ آپ کی روح لوحاً ہے بشکل بدن مبارک کے بن جاتی ہے اور یہ وہی بات ہے کہ جسکی طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہے یعنی حدیث میں کہ پیغمبر نہیں مرتے ہیں بیشک وہ نماز پڑھتے ہیں قبروں میں اور

ج کہتے ہیں اور وہ بیشک زندہ ہیں فقط ۔

(۶) مکتوبات امام ربانی حضرت مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب
ہشتاد و دوم و دولیت جلد اول - امروز در حلقہ یاد دہی میم کہ حضرت البیاس و حضرت
نعمانی : یا علیہم الصلوٰۃ والسلام - بصورت روحانیاں حاضر شدند و بہ تلقی روحانی حضرت
خضر فرمودند کہ ما از عالم ارواحیم - حضرت سبحانہ تعالیٰ ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است
کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کاربکے کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح ماصدوری یا بد بلفظ
(۷) البیضا مکتوب نمبر د و صد و بہت جلد اول - درین اثنا عنایت خداوندی
در سید و حقیقت معاملہ را کما یبغی و انمود - روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ و
علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ رحمت عالمیان است درین وقت حضور ارزانی فرمود و تسلی خاطر
حزین نمود - بلفظ ۔

(۸) مواہب اللدنیہ صفحہ ۳۵۵ - مقصد عاشق کا ترجمہ عبارت عزلی کا اور کچھ
شک نہیں ہے ہمیں کہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم برزخ میں فرشتوں کی
بڑھکر ہے - یہ حضرت ملک الموت علیہ السلام قبض کرتے ہیں - لاکھ روہیں یا زیادہ ایک ہی
وقت میں اور ہمیں روکتا آنکو ایک روح کا قبض کرنا دوسری روح کے قبض کرنے سے - اور
وہ باوجود اس مشغولی کے متوجہ ہیں عبادت الہی میں تسبیح اور تقدیس کر رہے ہیں - پس ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اپنے پروردگار
کی اور سامنے ہیں اسکے ہمیشہ رہتے ہیں قربت میں - مزعلیٰ ہیں سننے خطاب الہی کا اور یہی حال
تھا آپ کا دنیا میں - ڈالتے تھے امت پر روشنیاں وحی الہی کی جو کچھ ڈالتا تھا اللہ تعالیٰ انہیں
اور ہمیں روکتی تھی آنکو امت کی فیض بخشی اور خبر گیری اللہ تعالیٰ کی مشغولی سے ۔

(۹) انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
صفحہ ۳۰ - ترجمہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور خوش ہوتے ہیں امت کی عبادت
اور غمگین ہوتے ہیں نافرمانیوں سے - انبیاء کا مرجع استنباط ہے کہ ہماری نظر سے چھپ
گئے اور واقع میں زندہ ہیں اور موجود ہیں مثل فرشتوں کے کہ وہ موجود ہیں اور انظر

کے مگر جس فی اللہ کو بطور کرامت خداوند کریم دھلا دے وہ دیکھ لیتے ہیں۔ اے ۵

(۱۰) دلائل الخیرات فضائل درود شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ جو لوگ حضور سے دور اور نظر سے غائب ہیں یا آپ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوں گے ان کے درود شریف کا کیا حال ہے وہ کس طرح آپ کو معلوم ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اجمع صلوٰۃ اہل محبتی واعرفہم وتعرف علی صلوٰۃ غیرہم عرضا یعنی میں سنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا اور نہ سنا ہوں ان کو۔ اور پیش کے جاتے ہیں درود دوسرے لوگوں کے فرشتوں کے ذریعے سے ۶

یہ ظاہر اور صاف ہے کہ مولود شریف اور قیام کی حالت میں کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ مولود شریف میں حاضر ہوئیوالے اکثر اہل محبت ہی ہوتے ہیں۔ ان کے درود شریف کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ اور نام بنام انکو پچانتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ فلاں موقع یا موضع یا قصبہ یا شہر یا مسجد یا گھر میں مولود شریف ہو رہا ہے۔ اب یہاں تشریف فرما ہونا ان کا آپ کی نظر میں شکل معلوم ہو رہا ہے اور ضرور ہے کہ منکبین کو فی روح مبارک یا جسم اطہر پہنچاتا اور انا بھی نہیں جاتا لیکن جو لوگ اہل محبت اور اہل کشف ہیں وہ برابر زیارت کرتے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ ہر انسان کی نظر بھی یکساں نہیں ہوتی۔ اور غاصکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان انگوٹوں سے دیکھنا جو فرشتوں کے جسم سے بھی الطف ہے محال اور واقعی محال ہے۔ لیکن جن بزرگوں آنکھیں دیکھنے کے قابل ہیں وہ بخوبی زیارت کرتے ہیں۔ وہ خوش نصیب ہیں۔ جب دیکھتے ان میں تاب ہی نہیں رہتی کہ وہ دیکھ کر بیٹھے رہیں فوراً تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ایسے بزرگ دنیا میں موجود ہیں جن کو یہ رتبہ جاہل ہے۔ لیکن اس جگہ ایک تذکرہ حضرت پیران پیر دستگیر شیخ شہید محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا درج کرتا ہوں۔ تاکہ انکو معلوم ہو کہ دیکھنے اس پاک ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح دیکھتے ہیں بہت کتابوں میں اس تذکرہ کو لکھا ہے۔ لیکن صرف دو کتب معتبرات سے یہاں درج کرتا ہوں

(۱۱) مناجات النبوت ترجمہ اردو مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۵۰۔ سطر ۱۱ بحجت الاسرار میں جو تصنیف ابوالحسن علی بن یوسف شافعی کی ہے کہ درمیان اسکے اور حضرت غوث الاعظم کے دو واسطے ہیں۔ شیخ ابوالعباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی سے لاتے ہیں کہ کہانی شیخ ابوالعباس نے کہ حاضر ہوا میں مجلس میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی۔ اور تھے مجلس میں مانند دس ہزار مرد کے اور بیٹھا ہوا تھا علی بن ہیتی۔ پس پکڑا اُسے نیند کی پینک نے۔ پس کہا لوگوں کو خاموش ہو۔ پس چپ ہو یہاں تک کہ سنی نہیں جاتی تھی اُن سے مگر سانس اُنکی۔ پس نیچے اترے حضرت شیخ کرمی سے اور کھڑے ہوئے شیخ علی ہیتی کے دونوں ہاتھوں کے سامنے۔ اور گھور کر نظر کرنے لگے اُنہیں۔ بعد اُسکے جاگا شیخ علی۔ اور کہا حضرت شیخ نے کیا تو نے رسول خدا کو دیکھا خواب میں۔ کہا ہاں دیکھا۔ کہا اسی واسطے ادب کیا میں نے اور فرمایا کس چیز پر وصیت کی تھے حضرت رسول نے کہا وصیت کی اوپر تمھاری ملازمت کے۔ کہا شیخ علی نے لوگوں سے کہ جو کچھ دیکھا میں نے جواب میں اُسے شیخ نے بیداری میں دیکھا اور روایت کی گئی ہے کہ اُس روز سات کس اہل مجلس فوت ہوئے۔ بلفظ :

(۱۲) تحفہ قادریہ حضرت شیخ شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۲۷ھ صفحہ

۸۴، ۸۵۔ سطر ۱۱۔ ایضاً نقل است از شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ گفت در

مجلس حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر رضی اللہ عنہ بارہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

آلہ و اصحابہ وسلم و پیغمبران دیگر را بمشاہدہ مہمیدیدم الخ بلفظ صفحہ ۸۴ سطر ۵ :

دیکھے۔ حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیداری

دیکھا ظاہری آنکھوں سے مجلس میں تشریف فرما مدینہ منورہ سے بغداد شریف میں زیارت

کی۔ اور دیکھتے ہی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے :

اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور تعظیم کے لئے کھڑا

ہو جانا بھی ثابت ہو گیا۔ ہم لوگ ان اہل کشف کی پیروی کرتے ہیں۔ گو ہمیں حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آویں :

(۱۳) الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم شیخ محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ
بہاجر مکی صفحہ ۱۷۰ سطر ۱۸۔ وکتب مولینا محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ فی مکۃ
الشریفیۃ نعم یجب اقیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لما استحسنتہ
العلماء الاعلام وقدوة الدین والاسلام فذکر واعد ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ
وسلم بحضور روحانیہ صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذالک یستحب التعظیم والقیام
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ بلفظہ یعنی البتہ ہاں قیام کرنا وقت ذکر ولادت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب ہے۔ کیونکہ علماء اعلام وقدوة الدین والاسلام نے اسکو
ستحسن کہا ہے اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت (مولود شریف
میں) آپ کی مقدس روح حاضر ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم کے لئے قیام کرنا
واجب ہے۔

دیکھئے۔ یہاں قیام تعظیمی واجب ہے۔ اور مولود شریف میں حاضر ہونا آخرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاف صاف ثابت ثابت ہے۔ یہی عمل اہلسنت وجماعت کا ہے۔
(۱۴) شرح شفا جلد ثانی حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری۔
(فصل فی المواطن یستحب فیہا الصلوۃ والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) قال
ابن دینار وهو من کبار التابعین المکیین وفقہائہما ان لم یکن فی البیت احد
فقل السلام علی النبی رحمۃ اللہ وبرکاتہ ای لان روحہ علیہ السلام حاضر
فی بیوت اہل الاسلام الخ الدر المنظم صفحہ ۱۷۱۔ سطر ۱۔ یعنی کتاب شرح شفا
میں جو علامہ ملا علی قاری کی شرح ہے۔ کہا ابن دینار نے جو کبار تابعین مکہ کے اور فقہاء میں
سے تھے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کو ملنے کے واسطے جائے اور اس گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو پوچھ
کہنا چاہیے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی روح پاک ہر اہل اسلام کے گھر میں حاضر اور موجود ہوتی ہے۔
لیجئے یہ دلائل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور قیام تعظیمی
کے لئے کافی ہیں۔ لیکن ایک دو اور بھی لکھ دیتا ہوں۔

(۱۵) تفسیر النبوت جلد دوم حیات الانبیاء بعد از ثبات حیات حقیقی جسمانی دنیاوی اگر بعد از ان گویند کہ حق تعالیٰ جسد شریف را حالتی و قدری بخشیدہ است کہ در ہر مکانیکہ خواہد تشریف بخشد۔ خواہ بعینہ یا بمثال خواہ بر آسمان یا بر زمین خواہ در قبر یا در صورتی دار و پا وجود ثبوت نسبت خاص بقبر و رحمہ حال۔ ام۔ بلفظ۔

(۱۶) شرح الصدور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ولما مشاہد حضور صلی اللہ علیہ وسلم فقہ اخبار فی الثقات من اهل الصلاح انہم شاہد و صلی اللہ علیہ وسلم مراراً قراۃ المولود الشریف و عند ختم القرآن۔ بلفظ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری یا حضری کا مشاہدہ پس بیشک خبر وی مجھے ثقہ صالح لوگوں نے کہ مولود شریف کے پڑھنے اور ختم قرآن شریف کے وقت بار بار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور زیارت کی ہے۔ و منکرین کو خدا ہدایت کرے۔

اب ایک خلیجان باقی رہی ہے جو منکرین کو پیدا ہوا کرتا ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے مواقعات کی خبر کس طرح ہوتی ہوگی۔ جبکہ وہ ایک ہیں اور ایک روح انکی ہزاروں لاکھوں جگہ دنیا میں جہاں جہاں محافل مولید ہوتی ہیں سب جگہ کس طرح حاضر ہوتی ہے۔ اسکے پہلے اگرچہ آچکا ہے کہ آسمان و زمین میں جہاں چاہیں تشریف لیجائیں اور حضرت ملک الموت کی قدرت و طاقت سے بھی انکی طاقت و قدرت زیادہ ہے۔ تمام مخلوق انکے سامنے ہے۔ یہ بات تو ادنیٰ ادنیٰ خادمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حاصل ہے کہ وہ ایک آن میں ہزاروں لاکھوں جگہ پر حاضر ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں۔ کیونکہ کیونکہ نفس ناطقہ کا ابدان مثالیہ میں چند مکانات میں ظاہر ہونا اور لطائف کا تجر ہو کر ظاہر ہونا مسلم الثبوت ہے۔ دیکھیے حضرت عارف ربانی امام مجدد الف ثانی آپ کے امام الطائفہ کے پیران پیر اپنے مکتوبات میں اس طرح فرماتے ہیں:- رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۷) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۱۶۔ ہر گاہ جنیان رابقتہ ریالہ سبحانہ این قدرت جو کہ تشکّل اشکال گشتہ

حال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر این قدرت فرماید چه محل تعجب است و چه احتیاج
 بہن دیگر ازین قبیل است۔ آنچه بعضی اولیاء اللہ نقل می کنند کہ در یک آن در امکان
 متعددہ حاضر میگردد و افعال متباینہ بوقوع می آرند۔ اینجانب بطائف
 ایشان تجدد باجساد مختلفہ و متشکل شکل متباینہ میشوند و این شکل گاہ در عالم شہادت بود
 گاہ در عالم مثال چنانچہ در یکشب ہزار کس آن سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام
 بصور مختلفہ در خواب می بیند و استفادہای نمایند این ہمہ شکل صفات و لطائف
 دوست علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورت ہائے مثالی و یحییٰ مریدان از صورتی
 پیران استفادہای نمایند و حل مشکلات می فرمایند۔ بلفظ۔

(۱۸) مکتوبات ایضاً۔ مکتوب نمبر پنجاہ و ہشتم (۵۸) جلد ثانی اولیائیکہ
 صاحب علم کشف اند جانزہست کہ بر بعضی غمخواران خود اطلاع پیدا نہ کنند بلکہ صور مثالیہ
 ایشان را در امکان متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کار ہائے عجیبہ و غریبہ ازاں صور
 بظہور آرند کہ صاحب آن صور را از امتیاز اصلائے نیست۔ الخ۔ بلفظ۔

دیکھیے ان مکتوبات میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کیا فرما رہے ہیں۔ پیر صاحبان
 کی رو میں اپنے مریدوں کے پاس تشریف لاتی ہیں اور اپنے مریدوں کی حل مشکلات
 فرماتی ہیں۔ اور آپ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا
 اور حل مشکلات اپنی امت کا کرنا محال ہے۔ افسوس ایسی سمجھ اور وہابیت پر۔

اب میں زیادہ طوالت نہیں چاہتا۔ اگر تمام بزرگ اولیائے کرام علیہم الرحمۃ
 کے اقوال و افعال درج کروں ایک دوسری کتاب بھی کفایت نہ کرے۔ لیکن صرف
 ایک بات کی دستاویز آپ کے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم
 سے دکھلاتا ہوں۔ تاکہ آپ کو کیفیت پوری چہری بزرگان کی معلوم ہو جائے وہ لکھتے
 ہیں کہ ہمارے مرشد ارشد سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو مرید بنانے اور اپنے حلقہ طریقت
 میں داخل کر دینے کی آرزو میں حضرت پیران پیر شیخ محمد الدین جیلانی رضی اللہ عنہ بغیر
 شریف سے اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ بخارا شریف سے دہلی

میں ان کے پاس تشریف لائے۔ دونوں صاحبوں کا آپس میں تنازعہ ہوا۔ ہر ایک بزرگ فرما
تھا کہ میں اپنا مرید کرونگا ایک ماہ تک برابر آپس میں تنازعہ ہوتا رہا آخر کو اس بات پر مصالحت
ہوئی کہ ہم دونوں انکو ایک ساتھ توجہ دیکر مرید بنالیں۔ ایک ہر برابر دونوں صاحبوں علی
الرحمۃ نے توجہ دیکر نسبت ہر دو طریقہ قادریہ و نقشبندیہ کی عطا فرمائی۔ اصل عبارت صراط
مستقیم کے صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مجتہبی دہلی ۱۳۰۸ھ کی یہ ہے :

القصة حضرت ایشا ز طریق ثلثہ یعنی قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ قبل از مبادی حاصل شد
اما نسبت قادریہ و نقشبندیہ۔ پس بیان شد آنکہ بسبب برکت بیعت و یمن تو جہات آنجاں
ہدایت مآب روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین
نقشبندیہ متوجہ حال ایشاں گردیدہ و تا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعے در میان روئے
مقدسین و حق حضرت ایشاں ماندہ زیرا کہ ہر واحد ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشاں ہمارہ
سوئے خود میفرمود تا کہ بعد انقراض زمانہ تنازعہ
و وقوع مصالحت بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرة ایشاں جلوہ گر شدند و
تا قریب یک پاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیب حضرت ایشاں گردید۔ الخ۔ بالقرنہ
دیکھئے! حضرت غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کو بغاوت شریف
میں اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو بخارا شریف میں کسطح خبر ہو گئی
کیا چھٹی بھی گئی ڈاک میں یا کوئی تازہ بھی گئی۔ مگر یہ دونوں چیزیں اس وقت نہ تھیں۔ یا مولوی
اسماعیل دونوں جگہ کوئی خط لیکر گئے تھے۔ یہ بھی نہیں۔ پھر کیونکر انکو معلوم ہوا کہ سید احمد
صاحب دہلی میں کوئی بزرگ رہتے ہیں چلو انکو مرید بناؤ۔ اور پھر وہ بات کیا تھی کہ دونوں
بزرگ ان کے مرید بنائیں ایک ماہ تک دہلی میں ہی بیٹھے رہے اور تنازعہ ہی رہا۔
اتنی کیا سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ دو بزرگ کامل و اکمل غوث الثقلین آپس میں مجبور
تنازعہ کریں اور پھر آخر مصالحت ہونے پر ایک ہر تک نسبت عطا فرماتے رہے ۔
خیر اگر آپ اپنے امام الطائفہ پر ایمان رکھتے ہیں تو اس بات پر بھی ایمان لائے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجد و سجد و درجہ طاقت اور قدرت ہے کہ وہ سب حالات
جانتے ہیں اور تمام دنیا کے موالید کی محافل ان کے سامنے آتی ہیں۔ اس میں شک

لایا والے اپنے ایمان سے خارج ہیں۔ دوسری بات آپ کے امام مولوی اسماعیل نے ایسے یہی کہ
حضرت پیران پیر غوث الثقلین لکھ دیا۔ جو غوث کے معنی فریادرس کے ہیں اور
ثقلین کے معنی دونوں گروہ جنوں اور انسانوں کے ہیں تو حضرت پیران پیر
دونوں گروہوں جنوں انسان کے فریادرس ہیں پس انہوں نے غضب
کر دیا خدا کو چھوڑ کر انکو فریادرس قرار دیا۔ اب تو آپ کے فتوے کے مطابق کافر ہو
لکھتے فتوے۔

قولہ۔ بحجۃ العشاق میں ہے ما یفعل العوام من القیام عند ذکر وضع خیر الانام
علیہ السلام لیس لشیء بل ہو مکروہ۔ ترجمہ۔ بنی علیہ السلام کے تذکرہ ولادت کے وقت
جو عوام قیام کرتے ہیں ایک یہود وہ فعل ہے جو کہ مکروہ ہے۔ طریقۃ السلف میں ہے وقت
احداث بعض الجہال المشایخ امور اکثریۃ لا یجد لها اثر ولا اسماء فی کتب ولا
فی سنة منها القیام عند ذکر ولادۃ سید الانام علیہ السلام۔ ترجمہ جاہل صوفیوں
نے بہت سے ایسے نئے امر میں ایجاد کئے ہیں جنکا کچھ بھی نام و نشان قرآن و حدیث
میں نہیں۔ ایک ان میں کا قیام ہے بنی علیہ السلام کی ولادت کے وقت۔ بلفظ صوفیہ ۳۰ سطر ۹

اقول مفتی جی! ان دو عبارتوں کی بعض غلطیوں پر توجہ نہ کر کے میں کہتا ہوں کہ
یہ دونوں عبارتیں کسی جو بیوری اور گجراتی و بابویوں کی کتابوں سے آپ نے نقل کی ہیں۔
معلوم ہوتا ہے کہ ان مصنفوں اور آپ کے نزدیک مولود شریف میں قیام کرنا جاہل
صوفیوں نے ایجاد کی ہے۔ کیا حضرت امام تاج الدین سبکی حضرت پیران پیر قدس سرہ
حضرت امام جلال الدین سیوطی حضرت ملا علی قاری حضرت شاہ ولی اللہ
دہلوی۔ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی و دیگر علماء
کرام و مفتیان حریں شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً اربعہ مذاہب و سلاسل
اربعہ طریقت مشرب بادشاہان امصار مصر۔ روم۔ شام۔ عرب۔ اندلس۔ جدہ۔ مدینہ
بغداد۔ بصرہ۔ ہندوستان۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جاہل صوفی تھے یا اب
ہیں۔ ایسی شوخ چشتی اور دریدہ دہنی آفتاب نیم نہ زیر خاک ڈالنا آپ لوگوں کا ہی کام

ہے۔ اچھا یہ بتا دیے کہ تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ
سہاجر کی بھی جاہل صوفی تھے۔ جن کی نسبت آپ کے علماء دیوبند نے ان مندرجہ
خطبات سے مخاطب کیا ہے۔

(الف) کتاب ارشاد مرشد مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کے ٹائٹل بیچ
لکھا ہے :- از تصانیف قطب زمان غوث دوران سالک مسالک شریعت واقف
معارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ
تھانوی چشتی قادری نقشبندی سہروردی دامت فیوضہم۔ بلفظ :-

(ب) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی کی پیشانی پر اس طرح
لکھا ہے :- از افادات منبع الفيوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدم المحققین فی ادیان
سیدنا و مولانا الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب مدظلہ العالی علینا۔ بلفظ :-

رج مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی کتاب برہین قاطعہ کے صفحہ ۲۷ سطر ۵ پر اس طرح لکھا
حضرت حجۃ الاصفیاء تاج الاولیاء حجۃ الاصفیاء تاج الاولیاء حجۃ الاصفیاء تاج الاولیاء
الطریقۃ والاحسان حجۃ اللہ تعالیٰ الباقی برہان الملئۃ المستقیمۃ مرجع العالم بمنع الفيوض والبرکات
بحر الحقائق والاثر مندر العلوم والانوار صاحب المقامات العلیہ والافضال والدرجۃ الرفیعۃ
الاربابۃ انظم و انقلب بالانجم مولانا و سیدنا الحاج شاہ امداد اللہ الفاروقی الحشتی الہند
فی المسکۃ المعظمۃ لائت کموس فیضہ و بدور مکارمہ طالعتہ۔ بلفظ :-

کہیے! آپ ایسے اوصاف و خصائص و فضائل تاج الاولیاء حجۃ الاصفیاء و حجۃ اللہ الباقی
مکارم و مراتب کو آپ کے علماء خطابات لکھ رہے ہیں۔ یہ بزرگ بھی جاہل صوفیوں میں شمار
ہیں۔ جو پرے درجہ کے شائق اور محب مولود شریف اور قیام تنظیمی کے ولادت ہیں اور
باقی مولوی دیوبندی جو بنوری اور گجراتی بھی انکو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یا بالخصوص مولوی غلام
صاحب دکنی مولوی صاحبان جو اپنے پیر و مرشد کی ایسی تعریف کر رہے ہیں اور قطب
اور غوث دوران الفاظ کلمات شریک و با بیلہ لکھ رہے ہیں اور اندھرائی قلمیں ٹوٹ
جائیں یا تہ جھڑ جائیں اور انکیں پھوٹ جائیں جگر کھوٹ جائیں جو کبھی بھی ایسی تعریف

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھ سکیں۔ بالکہ نقل کفر کفر بنا شد یہ بر ملا کہیں کہ وہ
ہمارے بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ مولود شریف میں انکا قیام تعظیمی کرنا کھیا کے جنم کے
برابر انکا علم غیب جیوانوں چار یا پوں لڑکوں پاگلوں کے برابر ہے ان کا نماز پڑھتے ہوئے
خیال آجائے ایل اور گدھے۔ بدستہ انکو علم اردو علماء دیوبند کے منہ جلنے آن سے بات
چیت کرنے سے آگیا رشاگردوں کے برابر وہ جملہ بنی آدم کے برابر وغیرہ وغیرہ لیا دیا
میں کہتا ہوں کہ اگر آپ بقول جو بنوری یا گجراتی کے جنکی کتابوں کی عبارتیں آپ نے
لکھی ہیں حضرت شاہ ادا اللہ علیہ الرحمۃ کو بھی عوام جہال صونیوں میں شمار کرتے ہیں۔
کو یہ مندرجہ بالا تعریفیں لکھنے والے کاذب اور بطل ہیں اور اگر یہ سچے ہیں تو آپ احد
ایکے بچے العشاق اور طریقہ السلف کے مصنف رشربیکہ کوئی کتابیں ہوں جو بنوری
اور گجراتی کاذب اور بطل ہیں کہتے آپ کس طرف ہوتے ہیں۔ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن
جان عذاب میں ہے ۵

دو گونہ رنج و عذاب است عاجزوں بلائے صحبت لبائے و فرقت لبائے
مگر میرا یقین اس پر ہے کہ حضرت حاجی حافظ شاہ ادا اللہ علیہ الرحمۃ واقعی وہ
ہی تھے جسے کہ ان کی تعریفیں لکھی گئی ہیں۔ اب باقی فیصلہ آپ کر لیں ان میں
کون کاذب اور بطل ہے ؟
اب میں اس جگہ صرف ایک تحریر نہایت مختصر شاہ ادا اللہ علیہ الرحمۃ کی مولود شریف
اور قیام تعظیمی کی بابت لکھتا ہوں۔ اور باقی دوسرے مرقعوں پر ہونگی۔ دیکھئے وہ کیا
فرماتے ہیں۔ وہوا ہذا۔

میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں اور قیام کرتا ہوں۔ ایک روز
سیرایہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد دیر
کے مجھے ہوش آیا تب بیٹھا۔ مرقومہ۔ ۱۳ ربيع الآخر ۱۲۳۰ھ انوار سلطانہ
صفحہ ۳۲۷۔ سطر ۱۷ :
دیکھئے۔ اور انکھ کھ لکھ بلا حظ کیجئے۔ حضرت حجتہ الاصفیہ تاج الاولیاء علیہ الرحمۃ کی عبادت

کی حیاء اور زبدۃ المقرین و عیۃ الواصلین کا ارشاد لازم الانقیاد اور حجۃ اللہ البالغہ کا فرمانا
حضرت بحر الحقائق والا سرکار کا سمجھانا اور مصدر العلوم والا نوار کی تحریر پہ نظر اور الصدیق الاعظم
والقلب الاحمق کی تقریر صحیح و پر تاثیر اور قطب زماں اور غوث دوران کے فرمان واجب الاذعان
کو اور شرم کیجئے۔ وہ شرم نہیں جو آپ کے بازار میں شرک کے نرخ پر ٹکے سیر کیجی ہے بلکہ وہ
شرم جو الحیاء من الایمان کی دوکان پر ملتی ہے اور اپنے دونوں مصنفوں کو بھی سمجھائیے
جو مولود شریف کریموالوں اور قیام تعظمی کے آداب بجالانیوالوں کو جو اعلیٰ درجہ کے عالم و فاضل
اور صوفی کامل تھے اور میں سبکو صوفی جاہل بنا دیا اور بڑے بڑے بادشاہوں اولی الامر و
اماموں، عالموں، بزرگوں، متقیوں، مفتیان عرب و عجم اور اپنے پیر و مرشدوں کلہم کو یہود
فعل کریموالے عوام اور جاہل صوفی لکھ دیا۔ تاثر و اثر الیہ راجعون۔ خدا ہدایت کرے۔
اب رہا آپ کا مطالبہ نمبر ۱۳ صفحہ ۳۰۔ سو اسکا جواب اس میں پورے طور پر آچکا ہے
ابن حجر کی مدخل بھی غلط ثابت ہوئی۔ اور آپ کے امام فالہانی جو اول المنکرین میں سے ہیں۔
یا امام المنکرین ہیں۔ انکا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہو گیا جو اسے حضرت مظفر الدین سلطان
ارسل علیہ الرحمۃ پر الزام قاسق و خارج ہونے کے دگائے تھے۔ پورا پورا حال ظاہر ہو گیا۔ اور
اور حضرت امام نجد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے جو عبارت نامی سے برج کی نقیب
انکا بھی پورا جواب ہو کر اہلین کے مکتوبات سے مولود شریف جائز ہونا ثابت ہو گیا۔
بلکہ سماع بھی۔ اور سیرت شامی کی عبارت کا خلاصہ مطلب بھی پورے طور پر آگیا۔ اور
تحفۃ القضاۃ اور ہجۃ احشاق و طریقت اسلف کا خاکہ بھی خوب کھنچ گیا۔
آئیں ایک بہت ضروری بات جو آپ نے دائرۃ عمدۃ عنماض کے
چھوڑ دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مولوی رشید احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
مولود شریف اور قیام تعظمی کو گھصیا کا جنم لکھا ہے۔ اسکی دلیل ادلہ اربعہ قرآن و حدیث
اجماع امت۔ قیاس مجتہدین سے کوئی دلیل ہے۔ یہ تشبیہ کس دلیل سے ثابت ہے
اور پہلے بھی کسی شخص نے ایسی تشبیہ قبیح دی ہے۔ اس تشبیہ سفیہ سے تمام مسلمانانِ عالم
سو سال سے لیکر اس وقت تک کو کافر اور مشرک بنا دیا۔ مولوی رشید احمد کی اصل

مبارت یہ ہے :-

پس یہ ہر روز کا اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے ہے کہ سانگ کھنیا کی ولادت ہر سال کہتے ہیں یا مثل روافض کے ہے کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بنتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھیکہ یہ خود حرکت قبیحہ قابل بوم و حرام و فسق و بکد یہ گمراہ قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تاریخ معینہ پر کرتے ہیں۔ انکے یہاں کوئی قید نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔ بالفاظ فتوے رشید احمد مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۲ھ

اس کا کوئی جواب آپ نے نہیں دیا کہ کس آیت یا حدیث سے یہ تشبیہ ناپاک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف کے ساتھ دی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد سے یہ کمی رنگی بھی تو آپ نے پوری کی ہوتی۔ جیسے آپ ترجمانی کرتے آئے ہیں۔ مگر افسوس آپ کے بزرگ ایسے ہی ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب و شتم کریں انکی توہین اور اہانت میں اپنا نامہ سیاہ کرید پھر بھی انکی بزرگی میں کوئی کمی واقع نہ ہو بلکہ زیادت ہو۔ اور علامہ زمان بکٹا ہے دوران شیخ اجل کے بڑے بڑے القابوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جائیں۔ ان الفاظ ناپاک یہ ولادت مثل ہنود کے ہے۔ سانگ کھنیا کے جنم کا۔ یا مثل روافض حرکت قبیحہ۔ قابل بوم و حرام و فسق خرافات۔ ہندوؤں سے بڑھ کر۔ پر غور کیجئے۔

اچھا کہئے۔ یہ مولود شریف مثل ہنود کے کسطح ہوئی۔ اور پھر سانگ کھنیا کے جنم کا کسطح ہوا۔ ذرا تشریح کیجئے اور مثل کو بیان کیجئے کسی ہندو پنڈت یا سمجھدار کو پوچھا ہوتا کہ کھنیا جی کا جنم کسطح کیا کرتے ہیں۔ یا کہ گھر میں ہی بیٹھ کر ایسی ایسی مثلیں اور تشبیہیں بنائیں دیکھو میں بتا ہوں کہ کھنیا کا جنم ہندو لوگ کسطح کرتے ہیں کہ جنم اسٹی کے روز رات کو ایک پھل خیار (کھیرا) لیکر اس کو درمیان میں سے چیر کر کرشن یا کھنیا کے بت کو آسمیں رکھ دیتے ہیں۔ اور صبح کو اس خیار کے پیٹ میں سے نکال لیتے ہیں اور کہتے کہ کھنیا نے جنم لیا یا کھنیا کا جنم ہو گیا یعنی کھنیا پیدا ہو گیا۔ یہ ہے کھنیا کا جنم جسکے ساتھ

تشبیہ دیکھی ہے۔ اب بتلاؤ کونسا مسلمان آپ کے گنگوہ یا دیوبند اور انبیہ یا عتقانہ بھون میں
ایسا کرتا ہے جسکی تشبیہ دیکھی ہے کہ مولود شریف میں ایسا کیا جاتا ہے ؟
ہذا بھتان عظیم لاجول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؟
ایسے ہی مثل روافض کے تشبیہ میں بھی یہودہ اور لغو ہے۔ بتلاؤ مولود شریف
میں کونسا تعزیر بنایا جاتا ہے۔ اور کون سے کھول اور تاشے بجائے جاتے ہیں۔ تشبیہات کے
دینے میں بھی مولوی رشید احمد کمان رکھتے تھے۔ اور ان کے چیلے ایسی تشبیہات غیر منطقہ
پر قربان ہوتے رہتے ہیں ؟

دوسرے بتلاؤ کہ مولود ویش شریف سب سے پہلے اس ہیئت کذابیہ
سے حکم بادشاہ ویندارا ولی لامر کے ذریعہ ہوا۔ بڑے بڑے مشاہیر مشائخ و علماء
فضلا و صلحا و سلاطین نے اسکو عمل خیر و برکت جان کر اس پر مدد و مست کی
جہاں کھیل کے حال کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور تعزیر روافض کا ذکر وہاں کوئی
جانتا بھی نہیں۔ پھر کھنڈیا کا جنم کس طرح تشبیہ قبیحہ میں ہوا۔ اور کیا سمجھ کر یہ تشبیہ
ناپاک دیکھی۔ یہ محض کمال و وبال اسکا خانہ زاد ہے۔ اور یہ بھی فرما دیا کہ یہ حرکت
قبیحہ قابل اوم۔ حرام۔ فسق۔ خرافات ہے۔ آفرین ہے مولوی صاحب کی درفشانی پر۔
خدا ایسی خیریں ناپاک کا ثواب اتنی رنج پر جہاں کہیں ہو وارد کرتا رہے۔ اور مریدوں اور معتقدوں
کے اعمال ناموں میں درج ہوتا رہے۔ اور پھر مولوی صاحب نے یہ بھی حسن کلامی فرمائی کہ
یہ لوگ اس قوم (یہود) سے بھی بڑھ کر ہوئے یعنی صرف کافر اور مشرک کہنے سے بھی میری
نہ ہوئی۔ تو فرما دیا کہ یہ لوگ کافروں سے بڑھ کر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو
لوگ مولود شریف کرتے ہیں۔ اور اس میں حاضر ہوتے ہیں اور قیام عظیمی کرتے ہیں خواہ وہ
عرب کے ہوں یا عجم کے خواہ حرمین شریفین و شہر بصرہ کے ہوں یا بغداد کے یا شام و روم
کے ہوں یا بیت المقدس کے خواہ ان کے پیروں شد ہی کیوں نہ ہوں۔ سب کا شر
سے بھی بڑھ کر ہوئے۔ العیا فی اللہ۔ کیا خوب باتام و نیل کے مسلمان کافروں سے بھی بڑھ کر
اور یہ مولوی صاحب کیلے اور یہ شرف زمرہ قلیلہ مٹھی بھر والی مسلمان !! اللہ اللہ !!

اب میں اس تشبیہ ناپاک کے متعلق کچھ علماء کے اقوال دکھلاتا ہوں کہ ایسے تشبیہ دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے۔

(۱) اشباع الکلام مصنفہ حضرت مولانا شاہ سالار مست رحمہ اللہ بحوالہ مولوی ابو حامد حسن نقوی پانی کے اس تشبیہ کی رائے لکھا گیا وہ ہونذا پس بعض ارباب اہل تشیع کے علاوہ مولوی ابو حامد حسن نقوی پانی کے اس تشبیہ بحکم کتبیا زادہ روت بیاض کا پورا نامہ اعمال خود شان سیاہ ساختہ اندیکمال اسات ادب پرداختہ اند۔ ازیں بیجا کان و ریدہ و تہن دور نیست کہ تقبیل حجر سود و طواف کعبہ را پو جا ہنومان دہنا ورمہا دیو گویند نعوذ باللہ من تلافی العفو و الکفریات و تشبیہ بحکم کتبیا وادن بے تکلف باب جہنم بر روئے خود کشادہ است بلقطہ از کتاب تحقیق الحق مطبوعہ کاپنور صفحہ ۲۶۔ سطر ۲۷۔

(۲) زبدۃ ائمہ فی اثبات اولاد و القیام الملقب تحفۃ الاحمدیہ فی میلاد الحمدیہ مولفہ مولانا مولوی اختر حسین شاہ آبادی مطبوعہ ۱۲۹۵ھ صفحہ ۳۲۔ ۳۳۔

(الف) جو شخص بوجہ تعصب و عناد کے مشابہ کرتا ہے اس مجلس خیر بنیاد کو ساتھ جہنم کتبیا کے سر اسر اسکی عداوت بشان صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ کہاں یہ مولود پاک وہ تنہم ناپاک۔ بیت۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کجا مہدی کجا و جال ناپاک۔ کیفیت ان بے ادلوں کی مفہوم عبارات ان فتاوے سے خوب ظاہر ہوگی۔ اذا عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی شئی کان کافرا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم شئی فقد کفر و عن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشعر من شعراتہ فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر قاضی بخان، جب عیب کرے کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی شے میں تحقیق کافر ہوا۔ کہا بعض علماء نے اگر یال مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تصغیر صغیر ہو کہا تحقیق کافر ہوا۔ اور روایت ہے ابی حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جس نے عیب لگا یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بال

بالوں سے آپ کے پس تحقیق کافر ہوا۔ اور ذکر کیا گیا اہل میں کہ تحقیق دشنام بنی صلی اللہ
والہ وسلم کی کفر ہے۔ (یہ عبارت قاضی خاں کی ہے) بلفظ ۳۵

(ب) والکافولسب النبتی من الاشیاء لانہ یقتل حد او لا یقبل توبتہ مطلقاً
ولوسب اللہ تعالیٰ قبلت لانہ حق اللہ تعالیٰ والا قول العبد لا یزول بالتوبۃ
ردہ مختار اور جو شخص کافر ہوا اور گالی دینے کسی نبی کے انبیاء میں سے تحقیق قتل کیا جائیگا۔
بنا بر حد کے۔ اور نہیں قبول کی جائیگی توبہ اسکی کسی طرح بھی۔ اور اگر گالی دی اللہ تعالیٰ کو قبول
کی جائیگی توبہ اس کی۔ مسئلے کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینا حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور یہاں یعنی گالی دینا
انبیاء کو حق العباد ہے نہیں ہوگا زائل بوجہ توبہ کرنے کے۔ بلفظ ص ۳۴ و ۳۵

(ج) ہر آئینہ عبارات فتاویٰ قاضی خاں اور اشیاء النظائر اور جھوی اور درختار کی یہ
کیفیت منکرین تشبیہ و منہرگان مولود پاک آنصاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ساتھ جہنم کنھیا کے معلوم ہوا۔ کہ گھٹا یا مرتبہ صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو بایں طور کہ گالی دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صریحاً کیونکہ نسبت مولود پاک ساتھ
جہنم کنھیا کے عین دشنام ہے اور بدیں عنوان بغض رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے اسلئے کہ اگر مجتہدین سے ہوتا ہرگز مرتکب ایسی مشابہت کا نہ ہوتا۔ پس بموجب مفہوم عبارت
مندرجہ صمد واجب القتل ہوا۔ سلطنت اسلام اسے قتل کرتا۔ بصورت نہ تائب ہوئی
بلفظ صفحہ ۳۵ ۳۶

(۳) سیف النبی علی سائب النبی مطبوعہ حمیدہ پریس لاہور صفحہ ۳۷۔

قال فی الخلاصۃ فی المحيط من شتم النبتی صلی اللہ علیہ وسلم اداہانہ
او عابہ فی امور دنیہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سوا کان الشا
من امتہ او غیرہا وسوا کان من اهل الکتاب او غیرہا فمیا کان او حوسیا
سوا کان الشتم اداہانہ او العیب صاحبہ عندہ محمداً او سرہوا او غفلت او جلا
او ہز لا فقد کفر خلوکا مجیث ان تاب لہ یقبل توبتہ ابداً الا عند اللہ ولا عند
الناس وحکمہ فی الشریعۃ المطہرۃ عند المتأخرین المجتہدین اجماعاً وعند اکثر

المتقدمین القتل قطعاً الخ بلفظ صفحہ ۳ :

یعنی خلاصہ اور محیط (معتبرات) میں ہے کہ جو کوئی گالی دے حضرت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ابا انت کرے یا کوئی عیب لگائے دینی امور میں یا آنکے جسم مبارک پر یا انکی کسی صفت پر جو انکی ذاتی صفات ہیں برابر ہے کہ گالی دینے والا اُمتی ہو یا کوئی اور برابر ہے کہ وہ اہل کتب ہو یا ذمی یا حربی اور برابر ہے یا یکساں ہے گالی دینا یا ابا انت کرنا یا عیب لگانا خواہ عدا ہو یا یہو یا بغفلت سے یا کوشش سے یا تسخیر سے پس ایسا شخص ہمیشہ کے لئے کافر ہو گیا یا شک کہ اسکی تو یہ بھی قبول نہ کیا جاسکی نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک اور حکم اسکے لئے شریعت میں اکثر متقدمین و متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً مطلقاً قتل کا ہے :

(۴) ایضاً صفحہ ۴ سطر ۶۔ قال فی ذخیرۃ العقبۃ فی المبیوط عن عثمان بن کنانۃ من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل ولم یستتب انتہی وحکمہ ان یقتل ولا یقبل توبتہ وهذا اکلہ اجماع من العلماء وائمة الفتوی من بلاد الصحابة الى حکم جراً۔ ا۔ بلفظہ :

یعنی ذخیرہ میں ہے اور بیوط میں عثمان بن کنانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی حضرت بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے قتل کیا جائے اور اسکی توبہ قبول نہ کی جائے اور حکم اسکے لئے یہ ہے کہ وہ قتل کیا جائے اور اسکی توبہ قبول نہ کیا جائے اور اس پر تمام علماء کا اور ائمہ فتویٰ کا اجماع ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اب تک :

(۵) ایضاً صفحہ ۴ سطر ۹۔ قال فی درر الحکام اذا سبه او احدا من الانبیاء صلوٰۃ اللہ وسلم علیہم اجمعین مسلم فانه یقتل حد او لا توبۃ لہ اصلاً سواء بعد القدرة علیہ الشہادۃ او جاع تائباً من قبل نفسه كالزنا یق لا نہ حد وجب فلا یسقط بالتوبۃ ولا یصور فیہ خلاف لا حد لا نہ حد تعلق بہ حق العبد فلا یسقط بالتوبۃ کسائر حقوق الادریہین وکذا القذف لا یزول بالتوبۃ بخلاف الازواج فانه معنی ینفوریہ المرتد وھذا امذا جب ابی بکر اصدا یق و

الامام الاعظم والثوری و اهل الکوفۃ . بلفظہ :

یعنی در الحکام میں ہے کہ جب کوئی گالی دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کسی ایک نبی کو انبیاء علیہم السلام میں سے مسلمان شخص تو وہ حد قتل کیا جائے۔ اسکی توبہ ہرگز قبول نہیں۔ برابر ہے کہ اس پر شہادت گذر جائے یا وہ خود توبہ کر کے آئے مثل زندیق المجرم کے اسلئے اس پر عفو واجب ہے وہ توبہ کرنے سے دور نہیں ہوتی اور اس میں کسی کا بھی خلاف نہیں۔ کیونکہ حد تعلق رکھتی ہے بندہ کے ساتھ توبہ کرنے سے نہیں ٹوٹتی جیسے کہ آدمیوں کے اور حق حد قذف کہ توبہ کرنے سے زائل نہیں ہوتی بخلاف ارتداد کہ وہ ایسی بات ہے جسے مرتد کی ذات سے تعلق ہے۔ یہی مذہب کا حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہما کا اور ثور اور اہل کوفہ کا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے۔

نقل فتوے اس شخص کی نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولود کو کھنیا کے جنم کے ساتھ تشبیہ و تمثیل دے جس میں سب سے اول مفتی دیوبندی مولوی اب میں ایک فتویٰ علماء کرام کا نقل کرتا ہوں جو کھنیا کے جنم کی تشبیہ دینے والے کے حق میں ہے جو مولود شریف کیساتھ تشبیہ دیتا ہے جس میں سب سے اول مجیب دیوبندیوں حکیم ابوبکر اور ولایت اور رسالت میں معزز اور مفتخر ہیں۔ ولایت تو انکی مہر سے واضح ہے یعنی زکریا و اولیاء اشرف علی ہے اور نبوت و رسالت میں انکی تصدیق نعوذ باللہ کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ سے ہوتی ہے۔ جو انکے مرید پڑھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ طیبہ انکی زبان پر ہی نہیں چڑھتا جب مولوی اشرف علی صاحب حقانوی ۱۳۰۹ھ میں مدرسہ جامع العلوم کانپور میں اول مدرس تھے یہ فتویٰ وہاں مرتب ہوا تھا۔ وہ یوں کہ

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص منکر میلاد شریف ہو اور اس محفل مبارک کی تشبیہ و تمثیل کھنیا سے دیتا ہو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا اس سے بیعت

شرعاً درست ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔ ۴

الجواب

(۱) چونکہ اس قسم کی باتیں موجب تحقیر شان والا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اسلئے ایسا شخص قابل امامت و بیعت نہیں واللہ اعلم۔

کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ

اشرف علی
از گروہ اولیاء مہر

(۲) ہواعلیہم۔ ذکر ولادت با سعادت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم کنصیا کے ساتھ تشبیہ دینا موجب تحقیف و تحقیر شان نبوی ہے مرتکب و قائل اس قول کو توبہ کرنا و استغفار کرنا واجب ہے اور اگر وہ صراحت کرے تو خوف کفر ہے۔ نزک محبت و بیعت اس سے چاہئے ۴

حزیرہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار لکھنوی عفی عنہ۔

(۳) جو کلمات کہ موجب بلکہ موجب توہین و تحقیر شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ان سے خوف کفر بلکہ صورت اولی میں صریح کفر ہیں ایسے شخص سے احتراز لازم اور واجب ہے چنانیکہ بیعت واللہ اعلم ۴

کتبہ احمد حسن عفی عنہ مدرس اعلیٰ مدرسہ فیض عام کانپور۔

(۴) الحق استحقاق و توہین شان جناب رسالت ناب علی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نہ دفعاً و اعتقاداً مستلزم کفر ہے۔ عیاداً باللہ سبحانہ۔ اور منعقد کرنا مجلس میلاد و شریعت کا بلاشبہ موجب حصول برکات و سعادت دارین کا ہے ۴

حریرہ العبد الخامل محمد عادل عامد اللہ تعالیٰ بفضلہ الشامل صلح

محمد عادل شریع
عامد بخارہ شریع مہر

حالیہ بلطفہ الکامل فی العاجل والآجل۔

(۵) جناب رسالت میں کلمات موجب توہین سے بالضرور خوف کفر ہے۔ لہذا شخص مذکورہ کو توبہ و استغفار لازم ہے والا اسکی امامت و بیعت سے مسلمانوں کو اجتناب از بیعتیہ واللہ اعلم ۴

کتبہ محمد عبد الغنی عفی عنہ ۴

(۶) اصحاب من اجاب محمد لطف اللہ عفی عنہ (مفتی سلطنت آسفیہ دکن) ۴

(۷) الجواب صحیح - محمد علی عفی عنہ -

(۸) اللہ دہا من اجاب - محمد صدیق عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض عام کاپنور +

(۹) اللہ دہا المجیب فانہ فی کل ما قال مصیب +

کتبہ العبد الضعیف محمد فضل حق عفرہ المطلق +

(۱۰) جواب صحیح + ابوخیر محمد عبد الوہاب البہاری عفی عنہ الباری مدرس اعلیٰ

مدرسہ دارالعلوم کاپنور + بلفظ از کتاب تحقیق الحق صفحہ ۲۶ تا ۲۸ -

لیجئے۔ اپنے بزرگ اجل رنولوی رشید احمد صاحب (مسلمان بنائے مگر
اب کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں +

آپ کے اعتراضات جو مولود شریف اور قیام تعظیم پر تھے وہ ختم ہوئے اور کافی
سے زیادہ جوابات مسکت ہو چکے۔ اب میں مولود شریف کے اثبات قرآن شریف و تورات
وزبور و انجیل و تفاسیر قرآنی و احادیث و اقوال بزرگان و علماء اعیان و صوفیاء کرام سے
دکھلاتا ہوں۔ تاکہ پوری آپ کی تسلی ہو جائے +

فصل اول مولود شریف کا ثبوت آیات قرآن شریف کے

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ذکرہ وانعمت اللہ علیکم ذرہ**۔ آل عمران مائدہ یعنی یاد کرو اللہ تعالیٰ
کی نعمت کو جو تمہیں عطا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں جو منہم حقیقی
ہے انہی نعمتوں کے یاد کرنے یا ذکر کرنے یا یاد گاری کا حکم دیا ہے۔ سو اس میں شک نہیں
نہیں کہ یہ اسوئہ اور متبعوث ہونا یا شریف فرما دینا میں ہو انا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خداوند تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک اعلیٰ نعمت ہے جس کے برابر اور کوئی نعمت نہیں پس اس
جہت کا ذکر پورے طور پر سیدنا شریف میں ادا ہوتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ان تعذروا نعمت اللہ لا تحصوها** (سورہ ابراہیم)

یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت یا نعمتوں کو اگر شمار نہیں کر سکو گے۔

حضرت سہیل ابن عبد اللہ شری علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ
نعمت جسکا شمار نہیں ہو سکتا وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہیں۔ جسکا ذکر خاص طور سے مولود شریف میں ادا کیا جاتا ہے۔
دلائل الخیرات وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص نام ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحرفون نعمت اللہ شکرینکونہا۔ (سورہ نمل) یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جانتے اور پہچانتے ہیں اسکے بعد اسکا انکار کرتے ہیں ۔
 زہبی اور سدی علیہما الرحمۃ اس آیت شریف کی تفسیر فرماتے ہیں : کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یعنی کفار حضور کو نبی جانتے ہیں اور معجزات ظاہرہ کو دیکھ کر انکار کرتے ہیں۔ سو یہی حال مکرور شرکین ہیں کہ مسلمان لوگ اس نعمت کا ذکر کرتے ہیں اور منکرین انکار کرتے ہیں ۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم تر لی الذین بذلوا نعمت اللہ کفرا الا یمد سورۃ البقرہ کیا نہیں دیکھا آپ (یعنی دیکھتے ہیں) ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدل دیا کفر یا ناشکری سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو جانتے تھے اور جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں) ۔

اس آیت شریف کی تفسیر میں حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے قال حمد اللہ کفار قریش و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعمت اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم کہ وہ لوگ (نعمت اللہ کو بدلنے والے کفار اور ناشکری کرنے والے کفار قریش ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں) زرقانی شرح

مواہب اللدنیہ ص ۲۲۱

اس میں مسلمان لوگ نعمت اللہ کی یاد اور تعریف مولود شریف میں کرتے ہیں۔ اور منکرین اس نعمت کو توہین کے ساتھ بدلنے والے ہیں ۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واشکروا نعمت اللہ ان کنتم ایاء تعبدون (سورہ نمل) یعنی شکر کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر تم اسکی عبادت کرتے ہو۔ یا اسکو معبود جانکر اسکی عبادت کرتے ہو۔ شکر گزاری نعمت اللہ کی واجب ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ التقدسات بنعمت اللہ شکر وتکرک کفر الحدیث یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر بیان کرنا شکر ہے اور نہ کرنا کفر ہے۔ یہ ظاہر و باہر ہے کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔

تفسیر معالم الترتیل اس حدیث شریف مندرجہ صدد کو زیر آیت شریفہ واقعاً بنعتیہ
فحادثہ کے برج کیا ہے۔ پس اس نعمت و جود باوجود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان و ذکر
کرنا شکر گزاری انعام خداوندی ہے۔ اور اسکا ترک کرنا یا چھوڑ دینا یا اسکا مانع ہونا کفر یا کفران
نعمت ہے طریقہ شکر گزاری سب سے بہتر اور افضل عمل مولود شریف ہے۔ منکرین
خاسرین ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَذَكَرْهُمْ بآيَاتِ اللَّهِ (سورۃ ابراہیم) یعنی**
رسول خدا صلی وآلہ وسلم ان کو یاد دلاؤن اللہ تعالیٰ کے۔
امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دونوں سے
مراد واقعات عظیمہ ہیں جو ان دنوں میں واقع ہوئے۔ اب اہل ایمان کو دیکھنا چاہئے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے بڑھکر کونسا واقعہ عظیمہ ہے۔ ایوان کسری کا شق ہونا
بتوں کا سر کے بل گر جانا۔ انشخانہ فارس کا بجھ جانا۔ رود سجادہ کا جاری ہونا۔ آسمانوں سے
مارو نکا جھک آنا۔ کعبۃ اللہ شریف کا جھک کر شکر الہی بجالانا ایسے ایسے واقعات عظیمہ
ہیں۔ پس یاد دلانا ایام میلاد شریف کا سب ایام۔۔۔۔۔ کے
یاد دہانے سے اہل ایمان کے نزدیک بڑھکر ہے۔

تفسیر روح البیان میں بعض مفسرین کی طرف سے یہ بھی منقول ہے۔ **وَذَكَرْهُمْ**
بآیۃ اللہ اے ذکر ہم نعمائی لیومنواہی۔ یعنی یاد دلانا ان کو میری نعمت تاکہ وہ مجھ پر ایمان
لاویں۔ اھ۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔۔۔۔۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہی نعمت اللہ تبارک و تعالیٰ کا اور تذکرہ مولود شریف ہی مولود
ہے۔ جو موجب از یاد و رونق ایمان ہے۔ اور منکرین اس نعمت سے
محروم ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (یعنی اللہ تعالیٰ حضرت سید المرسلین**
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے۔ کہ ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔ یعنی نبی اور رسول بنایا
زمین و آسمان میں مشہور کیا اور پھیلا دیا تمہارا ذکر زمین اور آسمان میں دنیا کے انتہا

کناروں تک اور تمھارا ذکر دلوں میں مطلوب و محبوب کر دیا ۛ

امام رازی علیہ الرحمۃ نے یہ باتیں مذکورہ بالا لکھ کر اسکے بعد یوں لکھا ہے۔ کان اللہ
تعالیٰ یقول املاء العالم من اتباعك کلہم یشنون علیک ویصلون علیک
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم بھر دیں گے عالم کو تمھارے فرمانبرداروں سے اور وہ سب
تمھاری تعریف کیا کریں گے اور درود پڑھا کریں گے (تفسیر کبیر) یہ آیت شریف اور
اسکی تفسیر محفل میلاد شریف پر پورے طور پر صادق آتی ہے کیونکہ مولود شریف کی محفل
میں کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف
غیر بد کجائی ہے۔ اور کسی جگہ ایسا نہیں ہوتا۔ حضرت کے نور کا بیان اور پھر ظہور نور علی نور کا
مذکرہ اور معجزات و خرق عادات جو وقت ظہور ظہور میں آئے اور علیہ شریف کا بیان یہ
تمام حضور کی تعریف و ثناء میں بیان کیا جاتا ہے مگر یصلون علیک پر دو پر خوب صادق
آتا ہے اور آواز بلند سے بیان کیا جاتا ہے۔ اور مقام بلند مثل منبر۔ چوکی۔ تخت پر بیان
ہوتا ہے اور آپ کی رفعت اور شان بموجب حکم خداوندی و عنالک ذکر کی ظاہر
ہوتی ہے۔ لیکن منکرین کو سوائے جلنے بھٹنے اور کونکے ہونے کے اور کچھ نہیں تفسیر فتح
العزیز شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی میں ہے۔ زیر آیت بالا
یعنی بلند کر دیکم برکے تو ذکر ترا بایں مرتبہ جامعیت کمالات ترا میسر شد کہ ظل
مرتبہ الوہیب گشتی و بایں جامعیت منفرد و طاق برآمدی حالا ترا ہمراہ خدا یاد کنند مثلاً
گویند اللہ و رسول دانا تر است واللہ و رسول چنین فرمود کہ واجب الاطاعت است
و علیٰ ہذا القیاس در حدیث شریف وارد است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
از جبریل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر بمن چگونہ فرمودہ اند۔ حضرت جبریل علیہ السلام
گفت کہ ذکر توقیرین ذکر عظم و انیدہ اند۔ در بانگ نماز و اقامت و التحیات و خطبہ
در کلمہ طیبہ و در کلمہ شہادت و در امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و
در حرمت معصیت کہ من یعص اللہ و رسوله فان لہ نار جہنم خلدین فیہا ابداناً
پس ہر جا کہ ذکر خدا آید ذکر رسول نیز ہمراہ آست۔ الخ بلفظہ پارہ عم صفحہ ۲۳ ۛ

کتاب الشفایں ہے آیت و دفعنا لك ذكرك کے تحت میں ابن عطالے
روایت ہے جعلت ذكرا من ذكري فمن ذكر ذكرك ذكرك یعنی کیا میں نے تجھ کو
اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ذکر اپنا پس جسے کیا ذکر آپکا اسنے میرا ذکر کیا۔ یعنی
دونوں ذکر واحد ہیں ۔

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر واحد ہے
جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور یہ مولود شریف جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے فرد فرض ہے۔ منکرین فرض کے منکر ہیں ۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه
ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤوف رحيم ۛ (سورہ توبہ) یعنی بیشک آیا
تمھارے پاس رسول تمھیں میں سے بھاری ہے اسی پر تم تکلیف اٹھاؤ حرص رکھنا ہے
رکھنا ہی ہدایت پر مسلمانوں پر شفقت رکھنے والا مہربان (رؤف اور رحیم) اس آیت
شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دنیا میں تشریف
لانا فرماتا ہے اور پھر انکی صفات فرما رہا ہے مولود شریف میں بعینہ یہی بیان ہوتا ہے کہ
آپ پیدا ہوئے یعنی عالم غیب و بطون سے عالم شہادت و ظہور میں رونق افروز ہوئے
نظراً و نشر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صفات و معجزات کا تذکرہ خوش الحالی اور
ذوق و شوق سے کیا جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے اور نعمت
اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاص امکان نام ہے ۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد مَنَّ اللَّهُ على المؤمنين اذ بعت فيهم رسولا
الاية رآل عمران یعنی بیشک احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو بھجودیا
اُن میں رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک روز رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حلقہ صحابہ میں تشریف
لائے۔ پوچھا تم کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں اور اسکا
شکر بجالاتے ہیں ما هذا انا لله للاسلام و من به علينا یعنی اس بات کا شکر کرتے

ہیں کہ خدا نے ہم کو ہدایت دی اسلام پر اور احسان کیا ہم پر کہ راہ راست پر لگا دیا۔ تب فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تم محض شکر یہ کے لئے بیٹھے ہو۔
انہوں نے عرض کی۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو
اسلئے قسم نہیں دی کہ تم پر یہ گمان ہو کہ تم جھوٹے بولتے ہو۔ بلکہ میرے پاس جبرائیل آیا اور
اسنے یہ خبر دی کہ ان اللہ عزوجل یہاں بھی بلکہ الملائکۃ یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تمہارا
فخر ظاہر کرتا ہے کہ میری نعمت کا شکر کرتے ہیں۔

دیکھئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعمت و ہدایت اسلام جو محض حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے عطا ہوئی شکر یہ ادا کر کے کتنا بڑا درجہ پایا جو اللہ تعالیٰ
ان کا فخر فرشتوں میں ظاہر فرماتا ہے۔ اس مولود شریف میں بھی بعینہ وہی شکر اللہ
کی نعمت کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ دین اسلام کے صل میں ادا کیا جاتا
ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یثنون ویصلون کیساتھ۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے،
حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بانیان محفل اور حاضرین مجلس میلاد شریف کا فخر
بھی ملائکہ میں ظاہر فرماتا ہوگا۔ یا فرماتا ہے۔ جیسے کہ صحابہ کرام کے لئے عطا فرمایا۔ اس میں بھی
وہی شکر نعمت اللہ کا ہے۔ آیات نمبر ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵ میں اسکا ذکر کیا جا چکا ہے منکرین
کے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین میں ان کا فخر ہوتا ہوگا۔ مبارک ہو ان کو۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد جاءکم من اللہ فیما (سورہ مائدہ) تحقیق آیا تمہارے
پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نور بھی حضرت محمد مصطفیٰ
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے۔ جن کے نور کا ذکر مولود شریف میں
کیا جاتا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (سورہ انبیاء)
یعنی اور ہمیں بھیجا ہم نے تجھ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مگر رحمت تمام عالموں کیلئے
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا رحمت ہی رحمت ہے۔
پس اس رحمت کی تشریف آوری پر جو نہایت عظمت و جلالت سے ظہور میں آئی۔ اس ظہور

کہ کر کے وقت مولود شریف میں تعظیم کے لئے نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے ہو کر درود
سلام پڑھنا ثابت الاصل ہے اور فرحت اور سرور کا ہر ایک طرح کا سامان خوری اس محفل مبارک
میں کرنا ثابت ہے۔ جیسے دیگر آیات شریفہ میں ابھی آتا ہے لیکن منکرین و مانعین اس
رحمت سے محروم اور زحمت مذموم میں مغموم ہیں ۛ

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا اوه
يونس) یعنی راعے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہو مسلمان لوگ خدا کے فضل اور اس کی رحمت
کے ساتھ خوشی کیا کریں۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے برابر کوئی خوشی مسلمان
کے لئے دنیا میں نہیں ہے۔ اس لئے مولود شریف میں تمام احباب کو جمع کرنا اور عمدہ عمدہ
کھانے کھلانا خوشبو لگانا مکان محفل کو خوب فرش و فرش اور روشنی سے سجانا شرعی تقسیم
کرنا وغیرہ وغیرہ تمام سامان سرور و جوار خوشی و خوری کے بجالانا زیر آیت کریمہ داخل ہے ۛ

(۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذيرا و انذروا
بالله ورسوله و تعزروه و توقروه و تسبحوه بكرة و اصيلا (سورہ فتح) یعنی راعے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہم نے تجھ کو بھیجا رسول بنا کر احوال دیکھنے اور بتلانیوالا اور گواہ اور خوشی اور در
سنانے والا۔ تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اس کی
برکد اور اس کی تعظیم کرو اور توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی اور تسبیح کرو ۛ

اس آیت شریف کی تفسیر میں سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
قال ابن عباس في تفسير تعزروه اي تجلوه وقال المبرد فيه اي تبالعواني تعظيمه و
قري تعزروه من العز كذا في الشفاء وقال الله تعالى من يعظم شعائر الله فانها من
تقوى القلوب یعنی فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تعزروه کی تفسیر میں یعنی اجلال
یا بزرگی کروانکی اور کہا میرے کہ مبا لغہ کرو اس کی تعظیم میں۔ اور بعض قاریوں نے تعزروه
کی راہ ہماہ کو زامعہ سے پڑھا ہے۔ یعنی تعزروه جو عزت کے لفظ سے ہے یعنی عزت کرو اس کی۔
یہ سب کتاب الشفاء میں ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تعظیم کرے نشانیوں اللہ تعالیٰ
کی۔ پس یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے ۛ

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ڈرھکر کوئی شاعر اللہ یا نشانہوں اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے اور انکی تعظیم دلوں کی پرہیزگاری ہے جو محفل مولود شریف میں اس حکم کی تعمیل کی جاتی ہے اور یہ تعمیل انہیں کے نصیب میں ہے جنکے دلوں میں محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پرہیزگاری ہے منکرین اس سے محروم ہیں ۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَظْهَرُونَ عَلٰی النَّبِيِّ يٰ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلٰیہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا سيرة احوال نبی تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو مسلمانوں تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو ۔

تمام عبادتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ میری بندگی کیا کرو۔ لیکن یہاں خود کو اولاً شامل فرمایا ۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری وفات کے بعد تم میں سے جو کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا تو جبرائیل علیہ السلام آکر کہیں گے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فلاں بن فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ میں کہوں تھا علیہ وعلیٰک السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ ۔

دیکھو۔ یہ کتاب بڑا عالی درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان پر درود و رحمت بھیجتا رہتا ہے اور ساتھ ہی تمام فرشتے بھی۔ اور پھر تمام مسلمانوں کو بھی تاکید حکم درود و سلام کے بھیجے گا دیا۔ اب غور کرو کہ مولود شریف میں کثرت سے درود و سلام ہوتا ہے۔ زہے نصیب ان مجتہدین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ ان کا درود و سلام نام بنام معہ ولادت حضور کے پیش ہوتا ہے۔ اور ان پر نام بنام حضور کی فرست سے رحمت و سلام بھیجی جاتی ہے منکرین کے لئے خسار دنیا و الاخرہ ۔

حکایت۔ ایک عالم نے ایک دویش بزرگ سے پوچھا کہ سفر پر جتاؤ اور فتنے اللہ تبارک و تعالیٰ کیا کام کر رہا ہے۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیج رہا ہے۔ وہ عالم سائیں صاحب کا جواب سنکر خاموش ہو گیا۔

اس حکایت سے نتیجہ یہ نکلا کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس آیت شریف کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت درود شریف پڑھتے یا بھیجتے رہتے ہیں۔ گویا ہر وقت حضور کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ یہاں اگر مسلمان لوگ محفل میلاد شریف منعقد کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام پڑھتے یا ان کا ذکر خیر و برکت کا کرتے ہیں تو وہ بابہ کے نزدیک بدعتی مشرک۔ کافر۔ فاجر۔ فاسق بنکے جاتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو ہدایت دے اگر ان کی مشیت میں ہے۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هو الذی بعث فی الاممیین رسولاً منهم بیلوا علیہم الیتیم ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل فی ضلال مبین واخرین منهم لما یلحقوا بہم وهو العزیز الحکیم (سورہ جمعہ) یعنی وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے پیدا کیا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں کا پڑھتا ہے انکی پاس کی آیتیں اور انکو سنوارتا ہے۔ اور سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی اس سے پہلے مرتکب بھلاؤں میں تھے یا جو پہلے تھے۔ اور لوگ بھی ان میں سے ہیں جو ابھی نہیں ملے ان سے۔ اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہماری بجات کے موجب اور شفیع اور خدائے بجا باعث ہیں۔ خداوند کریم خدائے پیدا اور مبعوث ہونیکا ذکر فرماتا ہے۔ جو ہماری ہدایت اور اور رہبری کے لئے ہے۔ اسلئے ہم کو ضروری ہے کہ ہم ان کا تذکرہ نہایت شوق اور ذوق سے کریں اور انکی تعظیم و توقیر و عزت کریں تاکہ ہم میں محبت کا نشان پیدا ہو۔ سو یہ مولود شریف کی مجلس میں حاصل ہوتا ہے اس پر کسی منکر کے کہنے کی پروا نہیں چاہئے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الایۃ (سورہ النساء) یعنی تا بعداری کر فاللہ تعالیٰ کی اور تا بعداری کر و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور جو تم میں صاحب امر یا حکم ہیں انکی بھی تا بعداری کرو۔ یعنی دین میں خاصکر سلاطین و ائمہ مجتہدین اولیا کرام و علماء عظام جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بتلاتے ہیں اور ثواب و عذاب و حلال و حرام کے احکام سمجھاتے ہیں انکی تا بعداری فرض واجب

ہے۔ اسی طرح ما باپ۔ استاد مرشد کی تابعداری بھی واجب ہے۔

اس آیت شریفہ سے ثابت ہے کہ بادشاہان اسلام نے اس مولود شریف کو اس شخصیت کذائیہ سے جاری فرمایا اور خود عمل کیا۔ اور اس کا تمام ملکوں میں رواج دیا۔ اور تمام علماء کرام و مشائخ عظام نے اس عمل کے کرنیکا بالاتفاق فتویٰ دیا۔ اور صوفیائے کرام نے اسے کرنیں فوق و شوق کا اظہار فرمایا۔ اور تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت کا ازدیاد اور مزہ عظیم پایا۔ اور پھر ہمارے والدین نے بھی اسے کرنیکا حکم فرمایا۔ اور استادوں اور مرشدوں علیہم الرحمۃ نے اس کا خیر عظیم البرکت کا ارشاد فرمایا۔ پس اب بھی کوئی شخص اس عمل کا منکر ہو تو قرآن شریف کے حکم کا منکر، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا منکر، اولی الامر کے حکم کا منکر، علماء کرام و صوفیائے عظام کے حکم کا منکر، استادوں و مرشدوں کے حکم کا منکر، ماں باپ کے فرمانیکا منکر، بتلایے ایسے بڑے منکر کا کیا حال۔ خدا ہدایت دے۔

(۱۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم (سورہ آل عمران) یعنی کہ دورے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تب خدا تعالیٰ تم کو دوست بنا لے گا اور تمہارے گناہ بخشتے گا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ دیکھو مولود شریف کے کرنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور انکی عزت اور تعظیم کرنیکا شوق پیدا ہوتا ہے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہ ہوگی ایمان ہی نڈر ہے اور یہ بات صحیح ہے کہ جس سے محبت ہوگی۔ اسکا ذکر بھی محبوب اور مرغوب ہوگا اور اس کا ذکر زیادہ کر لگا جیسے حدیث شریف میں ہے کہ من احب فیما اکثر من ذکرہ اور یہ بھی کہ جبکہ ساتھ محبت ہوگی وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ جیسے دوسری حدیث شریف میں ہے المؤمن مع من احب اس آیت شریفہ اور احادیث سے ظاہر ہے کہ منکرین کو حضور سرور عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلق محبت نہیں۔ اسی لئے ان کا ذکر کرنا چاہتے ہی نہیں۔ بلکہ سخت تر مہیب کے وعظ کر کے قتالے شرک اور کفر کے جاری کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی بھی مسلمان دنیا میں اس ذکر پاک کا نام تک نہ لے۔ دیکھئے کسی کسی عداوت اور بغض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ جو یہ

جہنم کا راستہ ہے العیاذ باللہ :

(۱۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا اخذ الله ميثاق النبيين لما امنتكم من كتب
حكمة فجاءكم رسول مصداق لما علمتم لتؤمنن به ولتنصروه قال اقررتهم واخذت
علي ذالك ما هوى قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معكم من الشاهدين فمن تولي بعد
ذالك فاولئك هم الفاسقون (سورہ آل عمران)

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اقرار لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور حکمت
سے پھر جب آف تمہارے پاس رسول تصدیق کرتا جو تمہارے پاس ہے تو اس پر ایمان لاؤ گے
اور اسکی مدد کرو گے۔ فرمایا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا۔ پس نے اقرار کیا۔ فرمایا اب
شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں۔ اور جو کوئی پھر جاے اس کے بعد تو وہی لوگ
فاسق ہیں :

یہ آیت شریف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرہ مولود شریف کیلئے
ضروری ہے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالی شان معلوم ہو۔ تمام قرآن شریف
ہی گویا میلاد شریف ہے جیسے کہ :-

(۱۹) تمام اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے۔
اور اسکا ذکر (اعراف)

(۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی اور رسول اُچی ہونے کا ذکر (اعراف۔ جمعہ
شورے۔ عنکبوت) :

(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام دنیا کے لئے قیامت تک نبی اور رسول ہونیکا
ذکر (اعراف۔ سبأ) :

(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر (سورہ احزاب)
(۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام عالمیوں کے لئے رحمت ہونیکا ذکر
(سورہ انبیاء)

(۲۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم پر مخلوق ہونیکا ذکر (سورہ قلم)
(۲۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام جن و انس کے لئے رسول مبعوث ہونیکا

ذکر اخفان جن

(۲۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام دنیا کے لئے بشیر و نذیر ہونیکا ذکر (بقرہ ۱۲۹)

نقان وغیرہ

(۲۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت و رسالت ہونے کا ذکر (علق مدثر)

(۲۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبلیغ زمانیکا ذکر (بقرہ آل عمران ۱۵۷) مانہ اعرا

(غیرہ) (۲۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجہ صدر ہونیکا ذکر (سورہ الشرح)

(۳۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکروں کافروں سے علیحدہ ہوجانیکا ذکر

(سورہ کافرون)

(۳۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمانیکا ذکر

(سورہ بنی اسرائیل)

(۳۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانیکا سبب اور اسکا ذکر (سورہ انفال)

(۳۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غار ثور میں تشریف لیجانیکا ذکر (سورہ توبہ)

(۳۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ بدر اور نزول فرشتوں کا ذکر (سورہ انفال)

(۳۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کا ذکر (سورہ فتح)

(۳۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتح مکہ و خیبر وغیرہ کی بشارت کا ذکر (فتح)

(۳۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ فصاحت قرآن شریف کے قیامت تک

رہنے کا ذکر (بقرہ بنی اسرائیل یونس وغیرہ)

(۳۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ شق القمر کا ذکر (سورہ قمر)

(۳۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ معراج شریف میں اسی جسم عنصری کیساتھ

مکہ معظمہ سے فوق السموات تک تشریف لیجانیکا ذکر (بنی اسرائیل نجم)

(۴۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام معجزات و کھلا نیکا ذکر (عمران قمر)

(۴۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قوم نصاریٰ بخران کے ساتھ مباہلہ کر نیکا ذکر

(آل عمران)

(۴۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود کے ساتھ مباہلہ اور معجزہ کا ذکر۔ (بقرہ۔ جمع)
 (۴۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قتل سے بچنے کی پیشگوئی کا ذکر (سورہ مائدہ)
 (۴۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کہ قرآن شریف کی مثل قیامت تک کوئی نہ لاسکے گا کا ذکر (سورہ بقرہ)

(۴۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح روم کی پیشگوئی کا ذکر (سورہ روم)
 (۴۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دین اسلام کی تمام ادیان پر غالب آئینی پیشگوئی کا ذکر (فتح۔ توبہ)

(۴۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لانا کا ذکر (فتح)
 (۴۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خلافت ملنے کا ذکر (توبہ)

(۴۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک کنعان کی پیشگوئی کا ذکر (انبیاء)
 (۵۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام جہاں پر غالب آئینی پیشگوئی کا ذکر (سورہ مائدہ اور تمام قرآن شریف)

فصل دوم وہ آیات جن میں دیگر انبیاء علیہم السلام کے ذکر یا یاد کرنے کا حکم ہے

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف میں جو حالات بیان کرینیکی تصدیق قرآن شریف میں فرمائی ہے بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کے ذکر یا یاد کرنے کے واسطے بھی حکم فرمایا ہے۔ ہوتی ہے۔ اس طرح پر :-

- (۱) واذا کو فی الکتب موسیٰ (۲) واذا کو فی الکتب ادریس
- (۳) واذا کو فی الکتب موسیٰ (۴) واذا کو فی الکتب اسمعیل (۵)
- واذا کو عبدنا ادریس (۶) واذا کو عبدنا ابراہیم واسحق و یعقوب
- (۷) واذا کو اسمعیل والیسع وذاکفل (۸) واذا کو عبدنا ابراہیم

والایہ (۱۰) یا ذکریا اننا نبشروک بغلام ذی ائمنہ یحیی۔ و سلام علیہ یوم ولدہ و یوم موتہ
 و یوم یبعث حیا۔ (۱۱) قال انما انار رسول ربک لا حب لک غلا ذکریا الایہ۔ قال انی
 عبد اللہ اتانی الکتب و جعلنی نبیا۔ (۱۲) و اوحینا الی اقم موسیٰ ان ارضیعہ فلما اخفت
 علیہ فالقیہ فی الیم۔ و جاعلوا من المرسلین الایہ ۛ

یہ سب آیات مولود شریف انبیاء علیہم السلام میں ہیں اور خاص کر آیات نمبر
 ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ میں تو حضرت یحییٰ عیسیٰ موسیٰ علیہم السلام کی پیدائش کا ذکر ہے۔ گویا اللہ تبارک
 و تعالیٰ کا یہ حکم مولود شریف کرنے کے لئے دلیل ہے۔

فصل سوم تورات زبور انجیل سے مولود شریف کا ثبوت مختصراً

قرآن شریف کی آیات کے بعد کتب آسمانی یہود و نصاریٰ سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کا ذکر بغرض تصدیق مختصر ادرج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ کوئی کتاب آسمانی ایسی
 نہیں کہ جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور ان کے معجزات کا تذکرہ انہیں نہ ہو یہ دو کتب
 بات ہے کہ تحریفی کارروائی میں بہت سا تغیر واقع ہو گیا۔ تاہم خدا کی قدرت سے بہت جگہ ان کا
 ذکر پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اہل ہنود کے وید میں بھی مولود شریف موجود ہے۔ جیسے کہ ذیل کی
 چند عبارات سے پایا جاتا ہے۔

توریت مروجہ موجودہ سے جو چوپائے عہد نامہ صوم سوم

(۱) کتاب پیدائش۔ باب ۲۔ درس ۲۔ اور اسمعیل کے حق میں میں نے تیری سنی
 دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بڑھاؤں گا،
 (۲) ایضاً۔ باب ۳۔ درس ۱۔ تب خدا نے اس لڑکے (حضرت اسمعیل علیہ السلام) کی آواز
 سنی۔ خدا کے فرشتے نے آسمان سے باجرہ کو پکارا اور اس سے کہا کہ اے باجرہ تجھ کو کیا ہوا۔ مت
 ڈر اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سنی (۱۸) اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے
 سمہال کہ میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔

(۳) کتاب اسٹیمار باٹ۔ درس ۱۵۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے

(۱۵) خداوند خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے

تیرے ہی بھائیوں میں

تیری مانند ایک بنی برپا کرے گا۔ تم اسکی طرف کان دھو (۱۶) اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں

نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا (۱۷) اور میں انکے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھسا ایک بنی برپا کرونگا

اور اپنا کلام اسکے مسخ میں ڈالوں گا اور جو کچھ اُسے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہیگا (۱۸) اور ایسا

ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جھٹلیں وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا میں اسکا حساب سے لوں گا (۱۹) لیکن

وہ بنی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا

اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ بنی قتل کیا جائے :-

توضیح: اس بشارت کو نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کرتے ہیں اور یہود

حضرت یوشع علیہ السلام پر ثبت کرتے ہیں۔ مگر دراصل یہ پیشگوئی خاص حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہے جو بات ذیل :-

وجہ اول تمام اہل کتاب کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا یقیناً اور

بلاشبہ انتظار تھا۔ جیسے کہ یوحنا کی انجیل باب اول میں درس ۱۹ سے ۲۵ تک اسطرح پر لکھا ہے۔

(۱۹) اور یوحنا کی گواہی یہ تھی جبکہ یہود نے یروشلم سے کاہنوں اور لادویوں کو بھیجا کہ اس سے

پوچھو تو کون ہے؟ (۲۰) اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں (۲۱)

تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے کیا تو الیا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں

پس آیا تو وہ بنی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں (۲۲) تب انہوں نے اس سے کہا کہ تو کون ہے؟

تاکہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا کوئی جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے (۲۳) اس نے کہا

کہ میں جیسا کہ لعیاض بنی نے کہا ہے بیان میں ایک پکار نیوالے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کے راہ

کو درست کرو (۲۴) مگر یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے۔ (۲۵) اور انہوں نے اس سے سوال کیا

اور کہا کہ اگر تو نہ تو مسیح ہے نہ الیا ہے اور نہ وہ بنی ہے پس کیوں پتہ دیتا ہے۔

اسی انجیل میں درس ۲۱ میں جہاں لفظ وہ بنی لکھا ہے حاشیہ پر کتاب اسٹیمار کے باب

۱۸ کا حوالہ دیا ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کو خدا فرماتا ہے کہ تیری ہی درمیان سے تیری ہی مانند ایک

۱۸/۱۵

بنی برپا کر کر دگا الخ۔ پس اس سے ثابت ہے کہ جس بنی کا انتظار تھا وہ بنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

وجہ دوم۔ اس بشارت میں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو فرماتا ہے تیری مانند بنی برپا کر دگا یہ ظاہر و باہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مانند تو یوشع علیہ السلام ہیں اور نہ عیسیٰ علیہ السلام۔ کیونکہ یہ دونوں بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ اور کتاب تورات کی کتاب اثنی عشر کے باب دوم۔ ۱۱ میں لکھا کہ اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی بنی نہیں اٹھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حسب فیل مطابقت نہیں۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ تثلیث کے قائل تھے اور موسیٰ علیہ السلام تثلیث کے قائل نہ تھے۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ خدا کے بیٹے تھے اور خدا بھی تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے نہ تھے۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باپ عمران تھے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی جدید شریعت نہیں ملی تھی۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام احکام شریعت جاری کرنے پر قادر تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ قدرت نہ تھی۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی و نکاح کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر حکم خدا اٹھائے گئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انتقال فرما گئے۔

(۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کو آسمان پر سے نزول فرما کر دجال کو قتل کریں گے۔

اور نکاح کرینگے اور آخر کو وصال فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریوں کے راہی تھے اور بکریاں آپ کے چرائی ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں۔

(۱۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مخالفین کفار پر جہاد کیا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا نہیں کر سکے۔

پس یہ تمام مہاتمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے من کل الامور ثابت ہیں۔ یعنی حبیط حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حلال و حرام کے احکام ہیں۔ ویسے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں حبیط حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ذلت سے نکال کر عزت دی اور راہ راست دکھلائی۔ حبیط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے لوگوں کو فارس اور روم کی قید سے نکال کر موحّد بنا دیا۔ اور مہذب اور شاہ کر دیا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی کی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کی۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماں باپ تھے۔ ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے بھی تھے۔ حبیط حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبل از نبوت بکریاں چرائی تھیں۔ حبیط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی تھیں۔ حبیط حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کفار کیساتھ جہاد کئے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کئے۔ علیٰ مہ القیاس ہر امر میں پوری پوری ثلاث دونوں اولو العزم پیغمبران علیہما السلام میں پائی جاتی ہے۔ اور کسی نبی علیہ السلام میں پائی نہیں جاتی۔ اس لئے اسکی تصدیق اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یوں فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون و سوطاً۔ یعنی ہمنے تمہاری طرف ایسا رسول جو شاہد ہے تم پر بھیجا ہے۔ جیسے کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ یعنی تمہاری طرف اے مسلمانو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے۔ اور ایسا ہی فرعون کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا۔

نکتہ۔ ایک سر اس میں مطابقت کا یہ بھی ہے۔ کہ حبیط حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام کا حرف اول میم ہے۔ حبیط حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا اول حرف بھی میم ہی ہے۔ جس کے اعداد حمل چالیس ہیں۔ یہی چالیس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر رہے تھے۔ حبیط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوہ حرا میں تشریف فرما رہے۔ اور مولود شریف کا حرف اول بھی میم ہی ہے۔

وجہ سوم۔ اس بشارت میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے بھائی یربا کر و نکالے اور یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں اور انکے بھائی حضرت اسماعیل ہیں۔ جنکی اولاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور حضرت

اسمعیل علیہ السلام کے لئے برکت کا دیا جانا تو رات کی کتاب پیدائش سے نقل ہو چکا ہے +
 وجہ چہارم: اس بشارت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا یعنی
 تورات و انجیل و زبور کتب کی طرح لکھی ہوئی کتاب نازل نہ ہوگی۔ بلکہ فرشتہ اُن کے روبرو
 کلام پڑھ کر اُن کے منہ میں ڈالیگا اور وہ بنی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کلام الہی سنکر یاد کر لیگا
 اور لوگوں کو اپنے منہ سے پڑھ کر سنا لیگا۔ پس یہ بات بھی اور کسی بنی میں پائی نہیں گئی +
 وجہ پنجم: اس بنی کے لئے اعزاز و اکرام کی بھی سختی سے بشارت دی گئی ہے کہ جو شخص اس
 بنی کی بات کو نہ مان لیگا میں اُسے نرادر و ننگا اور یہ ظاہر ہے کہ نرادر خاص عذاب آخرت ہی سے مراد نہیں
 بلکہ اس میں کسی بنی کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ ہر بنی کے نافرمان کو عذاب اخروی ہوگا۔ بلکہ اس
 نزل سے نرادر مراد ہے کہ اس بنی کے منکروں اور نافرمان کو جہاد اور قتال سے زیر کرونگا۔
 اور ذلیل بنا دوں گا۔ سو یہ بات نہ تو یوشع علیہ السلام میں تھی اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں
 پس یہ بشارت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھی جو پوری ہوئی +
 وجہ ششم: اس بشارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ بنی اگر کوئی بات اپنی طرف سے کہیگا
 تو قتل کیا جائیگا اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا حادثہ حضور کی ذات پاک پر واقع نہیں ہوا۔ بلکہ روز
 افزوں شان و شوکت زیادہ ہوتی گئی۔ مگر ہاں ہمارا اعتقاد نہیں۔ لیکن نصاریٰ کا اعتقاد ہے
 کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے۔ یہ بات اُن کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔
 پس یہ بشارت پورے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے واضح طور پر
 ثابت ہے۔ الحمد للہ علی ذالک +

(۴) تورات کتاب امتثنا۔ باب ۳۳۔ درس (۲) اور اس نے کہا کہ خداوند سینا
 سے آیا اور ساعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس
 ہزار قد و سیوں کے ساتھ اور اس کے دلہنے ہاتھ ایک آلتشی شریعت اُن کے لئے تھی۔ بلفظ
 تو صحیح۔ پہاڑ سینا وہ پہاڑ ہے جسکو وہ طور کہتے ہیں۔ خدا کا آنا اس پہاڑ پر یہ ہے کہ حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ پر کتاب تورات عطا ہوئی۔ اور کوہ ساعیر وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا ہوئی۔ اور فاران پہاڑ مکہ مغلہ کا پہاڑ ہے۔ یا کوہ حرا جہاں حضور

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی میں عبادت کیا کرتے تھے اور اسی جگہ قرآن شریف کا نزول شروع ہوا۔ پس کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے سے مراد قرآنی نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ ہزاروں قدوسیوں یعنی صحابہ کرام ان کے ساتھ تھے اور آتش شریعت احکام نجات مشرکوں، منافقوں، رہزنوں، حرام کاروں شراب خوروں وغیرہم کے لئے اور تلوار مبارک پاس تھی۔

اگر کوئی شخص شبہ کرے کہ فاران مکہ معظمہ میں بیمار نہیں ہے۔ تو ازالہ شبہ کے لئے نورات کی عبارت لکھ دی جاتی ہے:-

نورات کتاب پیدائش - باب - حدس - ۲۰ - ۲۱ -

(۲۰) خدا اس لڑکے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا۔ اور بیابان میں رہا کیا۔ اور تیر انداز ہو گیا۔

(۲۱) اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ بلفظ
اس سے ثابت ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام مکہ معظمہ کے بیمار میں ظاہر ہوئے اور اسی جگہ رہتے تھے۔ اور یہی فاران بیمار ہے۔ جہاں وہ تیر اندازی کرتے تھے۔ وہی تیر اندازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔

کتاب زبور سے مولود شریف کا ثبوت۔

زبور ۴۵ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان مبارک کے اسطرح پر ہے۔
میرے دل میں اچھا کھنکھون جوش مانتا ہے۔ میں اُن چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے
حق میں بتائی ہیں بیان کرتا ہوں۔ میری زبان ماہر لکھنے والے کا قلم ہے۔ (۲) جو سن میں بنی آدم
سے کہیں زیادہ ہے۔ تیسرے ہونہوں میں لطف بٹھایا گیا ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک
مبارک کیا (۳) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حائل کر کے
اپنی ران پر لٹکا (۴) اور اپنی بزرگواری سے سوار ہوا اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے
اقبال مندی سے آگے بڑھا اور تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھایا (۵) تیسرے تیر تیر ہیں

(۱) حسین ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چہرہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز خوبصورت نہیں دیکھی گویا آفتاب آپ کے چہرہ مبارک میں پھرتا ہے اور جب کہنتے تھے تو دیوار تک آپ کے دانتوں سے روشن ہو جاتی تھی۔ اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس طرح منقول ہے ۔

(۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قوی ہونے اور قوت کا یہ حال تھا کہ رکاز نام پہلوان طاقت میں اپنی نظر نہیں رکھتا تھا۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل میں ملا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم جھکوشی میں مغلوب کر دو تو میں جان لوں گا کہ تم بنی ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو دو دفعہ بچھا دیا ۔

(۳) افضل البشر ہونے پر آپ کی نبوت عامہ کا قیامت تک ہونا دلیل ہے ۔

(۴) فصاحت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اظہر من الشمس و ابین من اللامس ہے ۔

(۵) تلوار باندھنا اور جہاد کرنا مسلم الثبوت ہے ۔

(۶) مبارک ہوتا بھی حضور کا ظاہر ہے کہ مشرق و مغرب میں کروڑوں مسلمان نماز پنج وقتہ و تہجد وغیرہ نوافل میں درود شریف اللہم باریک علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے پڑھتے ہیں ۔

(۷) تیراندازی توکل بنی اسماعیل کا شیوہ ہے بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر جنگ میں تیر و کمان موجود رہتے تھے اور استعمال کرتے تھے ۔

(۸) خلق بھی کثرت سے حضور کے تابع ہو گئی تھی۔ چنانچہ گوہر گوہر اگر اسلام قبول کرتے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ لوگ کثرت سے فوج فوج اسلام میں داخل ہوئے ۔

(۹) حضور کے کپڑوں اور بدن سے خوشبو کا آنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھی حضور کو سہرا یا گھرنہ پاتے تو آپ کے کپڑوں کی خوشبو سے تپہ لگا کر حضور کی خدمت میں پہنچ جاتے۔ اور ایک عورت نے حضور کا پسینہ مبارک جمع کر کے ایک دلہن کے بدن پر ملا تھا۔ کئی پشت تک اسکی اولاد کے بدن سے خوشبو آتی رہی ۔

کتاب اسلامیہ میں درج ہے (۱۰) قرن اول میں بادشاہوں کی بیٹیوں نے بھی آپ کی ذریعہ خدمت کی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھر میں یزد و جہد کسرے فارس کی بیٹی حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا تھی (۱۱) اور حضور کے بعد اولاد میں سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہوئے۔ اور بعد ان کے ایران و یمن و ہندوستان وغیرہ میں اب تک حضرت کی ذریت میں سے حاکم اور فرمانروا رہے ہیں۔ اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جو ان کی اولاد سے ہوں گے تمام روئے زمین کے قرب قیامت کو بادشاہ ہوں گے۔ (۱۲) ہر جگہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر تمام ہوتا ہے۔ پنجوقتہ نمازوں کی اذانوں میں کلمہ طیبہ میں کلمہ شہادت میں درود شریف میں اقامت میں التحیات میں خطبہ میں غرض کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر بھی برابر ہے (۱۳) ابد الابد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جاری ہے اور جاری رہے گا۔ اور محافل موالید شریف تمام دنیا میں قائم ہیں اور قیامت تک قائم رہیں گی۔ اور یہ ذکر خیر و برکت بڑے اہتمام و احتیام سے ہوتا رہے گا۔ اور واؤ علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوتی رہے گی۔ اور منکرین جلتے سلکتے کھنتے رہیں گے۔ پس یہ پیشگوئی کتاب نہ بور میں من کل الوجوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں پوری ہوئی۔ الحمد للہ

انجیل مرقسہ موجودہ سے مولود شریف کا ثبوت

انجیل متی باب ۱۱۔ درس (۱) ان میں یوحنا بتیمہ دینے والا دیہوت کے بیابان میں ظاہر ہو کر مناد کر رہے لگا۔ (۱۲) اور یہ کہنے لگا کہ تو بہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے، ایضاً باب ۱۲۔ درس (۱۳) جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا تب حلیل کو چلا گیا (۱۴) اسی وقت یسوع نے منادی کرنی اور کہنا شروع کیا کہ تو بہ کرو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔ (۱۵) اور یسوع تمام حلیل میں پھرتا ہوا ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا رہا (۱۶) ایضاً باب ۱۷۔ درس (۱۸) بلکہ پہلے ہی اس کے گھر کی ٹھوٹی ہوئی بھڑوں کے پاس جادریا اور چلتے ہوئے منادی کرو۔ اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی (۱۹) ایضاً باب ۲۱۔ درس (۲۲) یسوع نے انہیں کہا تم نے نوشتوں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو جگر دلوں نے ناپسند کیا وہی کوٹے کا پتھر ہو

یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب (۴۳) اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی۔ اور ایک قوم کو جو اس کے میوے لائے دیجائیں (۴۴) جو اس پتھر پر گرے گا۔ چور ہو جائے گی۔ پر جس پر وہ گرے گا۔ اسے پس ڈالے گا۔ انجیل مرقس باب اول۔ درس (۱۴) پھر اوتھائی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل میں آکر خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی (۱۵) اور کہا کہ وقت پورا ہوا۔ خدا کی بادشاہت نزدیک آئی ہے۔ تو صیح۔ ان تمام حوالہ جات انا جیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بادشاہت کی بشارت ہے۔ کیونکہ جب ایک بادشاہ کی بادشاہت ختم ہو جاتی ہے تو دوسرا بادشاہ کی بادشاہت آتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی بادشاہت نبوت کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی بادشاہت نبوت و رسالت ہے جس کی منادی یوحنا پیغمبر اور مسیح علیہ السلام نے فرمائی۔ اور یہ آسمانی بادشاہت سلطنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق رکھتی ہے جو ان کے عہد سے شروع ہو کر خلفائے راشدین مہدین و صحابہ تابعین و تبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے زنا حال تک خوب آسمانی احکام جاری ہیں۔ خدا کے دشمنوں کو خوب سزائیں دی گئیں ان کو غلام بنایا گیا۔ ان کے مال و اسباب کو ضبط کیا گیا۔ خزانہ کو بیت المال میں جمع کیا گیا۔ خدائی فوجیں دشمنوں کے مقابل ہوئیں پھر ان کے توبہ کرنے سے حسب قانون آسمانی معافی دی گئی۔ قزاقوں کو سزائیں ملیں۔ ہاتھ کاٹے گئے گردنیں ماری گئیں۔ زنا کاروں کو برجم کیا گیا۔ اور خزانہ الٰہی بیت المال سے خدا کے مسکینوں بے کسوں یتیموں اور عاجزوں کی دستگیری کی گئی۔ یہ ہے آسمانی بادشاہت جو میوہ اللہ والی قوم کو دی گئی جو قوم عرب ہے اور ناپسندیدہ پتھر کی مثال دنیا اور باخسر کو کھانے کا سر ہوتا اور لوگوں کی نظروں میں عجیب ہوتا اور پتھر پر جس پر گرے اسے چور چور کر ڈالے یہ خاص اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے کیونکہ قوم عرب تمام قوموں کے نزدیک ذلیل اور خواہ مخواہ تھی۔ علوم و فنون کا ان میں نام و نشان نہ تھا۔ یہود و نصاریٰ بے سبب اپنے علم و ہنر اور بھی اہل عرب کو ذلیل و حقیر جانتے تھے اور عرب میں کتابت ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے نزدیک ناپسند نہ تھی۔ کیونکہ ان کے پاس مال اسباب دنیوی موجود تھا۔ اور نہ کبھی ان کا باپ دادا بادشاہ ہوا تھا۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین حیات تھے گویا وہ ناپسند پتھر کی مانند تھے۔ اور لوگوں کے نزدیک آپ کا تمام جہاں کیلئے رسول ہونا

عجیب تھا۔ دیکھ لفظ توریت کی کتاب یسعیاہ نبی کے باب ۹۔ درس ۶ میں اس طرح آتا ہے :-
 یسعیاہ نبی باب ۹۔ درس ۶ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور
 سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی۔ وہ اس نام سے کہلائے گا عجیب شیر خدا اسے قادر۔ بلفظہ :-
 اب پھر آپ کو کونے کا سرا بنایا گیا۔ یعنی خاتم النبیین۔ یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ میری ایک محل کی
 مثال ہے کہ تمام محل خوب بنایا گیا۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ وہ اینٹ میں ہوں
 یہ نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر جو کوئی آپ پر گروہ چور ہو گیا بدرجہ جنگ کے دن قریش مکہ آپ پر
 سکوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چور چور کر دیا۔ علیہذا القیاس جس پر آپ گرے اگو بھی
 دیر اگر ڈالالفتح مکہ میں ہل مکہ کو اور اس سے پہلے اہل خیبر وغیرہ کو اور آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم
 نے ایران و روم وغیرہ بڑے بڑے ملکوں پر گرے سب کو انھوں نے چور کر دیا :-
 پس یہ بشارت تھی حاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں صحیح ہوئی اور کسی کے لئے نہیں
 انجیل پوچنا۔ باب اول۔ درس (۶) ایک شخص خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا جس کا نام یوحنا تھا۔
 یہ گواہی کے لئے آیا۔ کہ نور پر گواہی دے۔ تاکہ سب اس کے باعث سے ایمان لائیں :- (۸)
 وہ نور نہ تھا۔ پر گواہی دینے آیا تھا۔ حقیقی نور وہ جو دنیا میں آئے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے
 (۱۰) یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہود نے یروشلیم کا ہنوں اور لادیوں کو بھیجا۔ کہ اس سے پوچھیں
 کہ تو کون ہے۔ (۲۰) اور اس نے اقرار کیا۔ اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں (۲۱)
 تب انھوں نے اس سے پوچھا۔ تو اور کون کیا تو الیاس ہے۔ اس نے۔۔۔ کہا میں نہیں ہوں
 پس آیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں (۲۲) تب انھوں نے اس سے کہا کہ تو کون
 ہے۔ تاکہ ہم انھیں جنہوں نے ہم کو بھیجا ہے کوئی جوابے یں (۲۵) اور انھوں نے اس سے
 سوال کیا۔ اور کہا اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس۔ اور نہ وہ نبی۔ پس کیوں بتیمہ دیتا ہے :-
 ایضاً باب ۲ درس (۲۸) تم خود میرے گواہ ہو۔ کہ میں نے کہا کہ میں مسیح نہیں :-
 ایضاً باب ۳ (۳۳) اس وقت یسوع نے انھیں کہا۔ ابھی تھوڑی دیر تک میں تمھارے
 ساتھ ہوں۔ اور اس پاس جس نے مجھے بھیجا جاتا ہوں۔ (۳۴) تم مجھے ڈھونڈو گے۔ اور
 نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں تم نہ اسکو گے :- ایضاً باب ۱۴۔ درس (۱۵) اگر تم مجھے پیار

کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ (۱۶) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا۔ اور وہ
 تمہیں تسلی دینے والا بخشنے گا۔ کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ اور
 سب باتیں جو کچھ کہ میں تم سے کہی ہیں۔ تمہیں یاد دلاؤ گا۔ (۲۹) اور اب میں تمہیں اس کے
 واقع ہونے سے پیشتر کہتا ہوں تاکہ جب وہ وقوع میں آئے تو تم ایمان لاؤ۔ (۳۰) بعد اسکے
 میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا۔ اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ
 میں اس کی کوئی چیز نہیں۔ (۱۵) اب (۲۶) پر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارا
 لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آئے تو وہ میرے
 لئے گواہی دے گا۔ (۲۷) اور تم بھی گواہی دو گے۔ کیونکہ تم میرے ساتھ ہو۔ (۱۵) اب
 (۱۶) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے
 کیونکہ اگر میں نہ جاؤں۔ تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئے گا۔ اگر میں جاؤں تو میں اسے
 تم پاس بھیج دوں گا۔ (۸) اور وہ آن کر دینا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت
 تقصیر دار ٹھیکے گا۔ (۹) گناہ سے اس لئے کہ مجھ پر ایمان نہیں لائے (۱۱) عدالت
 سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا (۱۲) میری اور بہت سی باتیں ہیں۔
 کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب تم برداشت نہیں کر سکتے۔ (۱۳) لیکن جب یہ یعنی روح حق آئے
 تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نیکی کی۔ لیکن جو کچھ سننے کی
 سوسکتے گی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی (۱۴) وہ میری خبر دے گی کہے گی۔ اس لئے
 کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی۔ اور تمہیں دکھائیگی۔ (۱۵) سب چیزیں جو باپ کی
 ہیں۔ میری ہیں۔ اس لئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لے گی اور تمہیں دکھائیگی
 بلفظ: تو سمجھ اس انجیل جو حلسے صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاص
 طور پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت فرمائی ہے
 اگرچہ بہت سی تحریف بھی ہوئی۔ مگر تاہم یہ عبارت انجیل یونانی واضح طور پر شہادت
 دے رہی ہیں۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ اور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی دے رہے ہیں۔ جو
 اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں لفظ جاءکم من اللہ نور فرمایا ہے۔ اس کی تصدیق کر رہے
 ہیں۔ یہ بھی طور ہے کہ ابتداً انجیل میں جو اصل انجیل تھی (حواریوں کی مرتبہ نہیں) اس میں

پورے طور پر نام مبارک اور حلیہ شریف سے آگاہی دی گئی تھی۔ مگر روز بروز کی تشریف کی یہاں
تک نوبت پہنچی کہ اس نے اپنا اثر ایسا دکھایا کہ وہ سب کچھ نکال دیا گیا۔ تاہم جو کچھ باقی رہا
وہ بھی صاف ہے۔ کیونکہ پہلے ۸۲ء و ۸۳ء و ۸۴ء و ۸۵ء میں جو ترجمہ عربی میں تھا۔ پہلے یونانی کا
باب ۱۲-۱۵ بمقام لنڈن کیا گیا تھا۔ اس میں اس طرح لکھا تھا مگر تم مجھے دوست رکھتے ہو تو
میری وصیتوں کو یاد رکھو۔ اور میں باپ سے مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں فارقلیط دیگا جو اب تک
تمہارے ساتھ رہے گا۔ اب لفظ فارقلیط کا ترجمہ جو ۸۵ء میں بالپنت مشن میں چھپا ہے اس
میں دوسری تسلی دینے والی روح لکھا ہے۔ بصیغہ مونث۔ اور اس کے بعد حو بائبل کا ترجمہ
۸۹ء میں چھپا ہے جو میرے پاس موجود ہے اس میں دوسری تسلی دینے والا لکھا ہے بصیغہ
مذکر۔ اسی طرح تحریفات کا نام کر رہے ہیں لنڈن میں جو عربی ترجمہ پہلے چھپا تھا۔ اس میں
لفظ لنڈن فارقلیط صاف درج ہے۔ مثلاً الف میری وصیتیں سنو (یہ) میں باپ سے
مانگتا ہوں وہ تمہیں فارقلیط دیگا جو اب تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ (رج) فارقلیط جسے
باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہ تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ اور تم کو یاد دلائے گا۔ (د) اور
اب میں نے تم کو اس کے آئنے سے پہلے خبر کر دی تاکہ جب آئے تب تم اس پر ایمان لاؤ (د) اسکے
بعد میں تم سے بہت کلام نہ کرے گا۔ اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتے ہے۔ اور مجھ میں اسکی
کوئی چیز نہیں (د) پھر جب کہ وہ فارقلیط جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ وہ
میرے لئے گواہی دیگا۔ (د) میرا جانا ہی قایم ہے۔ کیونکہ اگر نہ جاؤں گا تو فارقلیط
تمہارے پاس نہ آئے گا۔ وہ آن کر دنیا کو گناہ پر اور نیکی پر اور حکم پر سزا دیگا۔ گناہ پر اس لئے
کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے (رج) لیکن جب وہ فارقلیط آئے گا تو تمہیں راہ حق بتا دے گا
اور تم کو آئندہ کی خبریں بتا دے گا۔ علم غیب (ط) وہ میری بزرگی بیان کرے گا۔ اس لئے کہ وہ
میری چیزیں پا کر تمہیں خبر کرے گا وغیرہ وغیرہ) میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اس کتاب ہلکتے
حلف شریف کتب آسمانی کی گوتے چلے آئے ہیں جیسے قرآن شریف سے ثابت ہے پس سب
پہلے حو بائیل عبری زبان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ اس میں خاص اور صاف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ج تھا۔ اور اسکا
ترجمہ جب یونانی زبان میں ہوا تو پیرکلوٹوس کیا جس کے معنی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں
اور پھر یونانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا تو اسکا مغرب فارقلیط بنایا گیا چنانچہ ایک پادری صاحب نے

لفظ فارقلیط کی تحقیق میں ایک سال لکھ کر کلکتہ میں ۱۲۶۸ ہجری میں شائع کیا اسمیں ۵۱۵ اسطر
 پر لکھتے ہیں :- یہ لفظ فارقلیط یونانی زبان سے معرب کیا گیا ہے۔ پس اگر اس کی اصل پارا کلی
 طوس قرار دی جائے تو اس کے معنی معین اور وکیل کے ہیں اور اگر کہیں اصل پیرکلو طوس کے تو اسکے
 معنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہیں پس جس علم اہل اسلام
 نے اس بشارت سے استدلال کیا ہے۔ تو وہ اصل پیرکلو طوس سمجھا کیونکہ اسکے معنی محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم یا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہیں۔ پس اس نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی لیکن اصل پارا کلی طوس ہے
 باقسط کتاب عقائد اسلام مولوی عبدالحق مرحوم مفسر حقانی دہلوی :- اسکے بعد مولانا مرحوم لکھتے
 ہیں :- ہم کہتے ہیں کہ اصل لفظ پیرکلو طوس ہی ہے۔ اور یونانی میں بہت تشابہ ہے۔ اس کو پارا کلی
 طوس غلطی سے پڑھ لیا۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے تو ہم پہلے ان کے اکابرین کی تحریف و تبدیل
 ثابت کر چکے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ پیرکلو طوس کا پارا کلی طوس بنا لیا اس میں کچھ زیادہ فرق نہیں کہ
 پارا کلی طوس کو بھی رہنے دیا جائے تب بھی ہمارا مدعا حاصل ہے۔ کیونکہ معین اور وکیل بھی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک ہیں۔ فقط دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے حضور
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک اہل کتاب اور دیگر لوگ فارقلیط کے تشریف لانے کے
 منتظر تھے اسی واسطے بعض لوگوں کے فارقلیط ہونیکا دعویٰ کیا تھا اور بعض نے ان کو
 مان بھی لیا تھا۔ چنانچہ منتس مسیحی نے قرن ثانی میں دعویٰ کیا تھا کہ میں فارقلیط نبی ہوں جس کی
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ بہت سے عیسائی لوگ اس پر ایمان لائے اس کے تابع
 ہو گئے۔ جیسے کہ ولیم میور صاحب نے اپنی تاریخ کی کتاب کے تیسرے باب میں اس کا اور اس کے
 متبعین کا حال لکھا ہے اور یہ کتاب ۱۸۴۹ء میں چھپی۔ اور اب التواریخ کا مصنف بھی جو عیسائی
 لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے یہود و نصاریٰ اسے ایک نبی کے آنے کے منتظر تھے
 اسی وجہ سے ملک حبشہ کا بادشاہ نجاشی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال
 سن کر ایمان لایا۔ اور کہا کہ بلا شک یہ وہی نبی ہے جس کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں
 دی تھی۔ کیونکہ بادشاہ نجاشی تو رات و انجیل کا پورا واقف تھا اسی طرح مقوقس بادشاہ قبط نے
 بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبوت کا اقرار کیا۔ اور بہت سے پرایا آپ کے حضور میں روانہ
 اور بادشاہ تو رایت و انجیل کا بڑا عالم تھا اسی طرح جازد بن العلاء جو اپنی قوم نصاریٰ میں بڑا عالم

نہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔ اور اسی طرح ہر قریب شادوم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کیا علیٰ ہذا القیاس بہت سے ذی شوکت نصاریٰ کے عالموں نے اسلام قبول کیا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت کوئی شوکت ظاہری قائم نہیں ہوئی تھی۔ پس اندرین حالات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کی بشارت دی ہے۔ تورات و انجیل و زبور سے ثابت ہے کہ پہلے ہی نور کے آنے کی خبر دی۔ جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں۔ لقد جاءکم من اللہ نورا سے دی ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ جسکی بابت انجیل یوحنا سے درج ہو چکا ہے۔ کہ نور پر سب ایمان لادیں۔ اور دوسری بشارت فارقلیط احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے دی گئی تھی۔ اس کی تصدیق قرآن شریف سے یوں ہوتی ہے۔ واذ قال عیسیٰ ابن مریم یٰ بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم وصدق ما بین یدی من التورۃ۔ وبعثنا برسول یاتی من بعد اسمہ احد فلما جاءهم بالبیت قالوا ہذا سحر مبین ہ سورہ صاف یعنی جب کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نے کہ اے بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ تعالیٰ کا رسول تمہاری طرف آیا ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے تورات میرے پاس ہے۔ اور خوشخبری سناتا ہوں۔ تم کو ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں۔ ان کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ آگیا۔ معجزات کے ساتھ تو بولے یہ جادو گر ہے۔ یہ دیکھتے یہ بشارت کیسی صاف اور صریح مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ثابت ہے۔ کہ لفظ و نام فارقلیط بمعنی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انجیل یوحنا میں ظاہر ہے۔ جس کی اصل یونانی زبان میں پیرکلوطس ہے اور عرب فارقلیط ہے۔ اور اب کثرتاً اس کا ترجمہ تسلی دینے والا کیا گیا خیر مصافحہ نہیں تسلی دینے والے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ غرض کہ ان تمام تحریرات و تصاویرات تورات انجیل۔ زبور و محرفہ موجودہ میں واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف درج ہے۔ اب میں اصلی انجیل غیر محزن سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف لکھتا ہوں۔

محمد بن عبد اللہ

اصلی اور صحیح غیر حرف انجیل بر بناس حواری

کی کتاب سے مولود شریف کا ثبوت

یہ انجیل بر بناس اصلی و صحیح تحریر ہوا ہے کتاب سے محفوظ ہے جس کا ذکر تذکرہ تورات و انجیل موجودہ میں ہے۔ جو تاریخ بابا جلا سوس کے حکم سے ۹۲ عیسوی میں جاری ہوا تھا۔ اس میں اس انجیل کا تذکرہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے۔ اسی سال پشتر کا زمانہ ایتالی و یونانی زبان سے اس کا ترجمہ عربی میں ہوا اور اب ۹۰۹ء میں عربی سے اردو میں ترجمہ ہوا۔ جو مولوی انشاء اللہ خاں صاحب کے مطبع و طبع لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ مختصراً اقتباس اس طرح پر ہے: (۱) بارہویں فصل۔ آیت ۷۔ پاک ہے نام قدوس اللہ کا جس نے تمام رسولوں اور نبیوں کا نور پیدا کیا۔ بلفظ صفحہ ۱۲۔ اس کے حاشیہ میں ہے عربی۔ خلق اللہ کل المخلوق بحمته و خیرہ ذکر فی الزبور اول خلق اللہ نور محمد کل الانبیاء و الاولیاء نور منہ نور الانبیاء رسول اللہ۔ بلفظ (۲) پینتیسویں فصل، آیت ۸۔ اور رسول اللہ کو بھی جس کی روح اللہ نے ہر ایک دیگر چیز سے ساٹھ ہزار سال قبل پیدا کی۔ (۳) پچھتیسویں فصل۔ آیت ۶۔ لیکن انسان بجا لیکہ تحقیق تمام انبیاء و بجز اس رسول اللہ کے آچکے ہیں۔ جو کہ جلد تر میرے بعد آئیں گے۔ کیونکہ اللہ اسی امر کا ارادہ رکھتا ہے۔ کہ میں اس کے راستہ کو صاف کروں۔ بلفظ صفحہ ۵۵ (۴) انا لیسویں فصل۔ آیات (۱۴) پس جبکہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا۔ اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کی طرح چمکتی دیکھی جسکی عبارت تھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (۱۵) تب آدم نے اپنا منہ گھولا۔ اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں۔ اے میرے پروردگار اللہ۔ کیونکہ تو نے مہربانی کی پس مجھ کو پیدا کیا۔ (۱۶) لیکن میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ تو مجھے خبر دے کہ ان ظلمات کے کیا معنی ہیں۔ محمد رسول اللہ۔ (۱۷) تب اللہ نے جواب دیا مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم (۱۸) اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا (۱۹) اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو کہ اس وقت کے بہت سے سال بعد دنیا میں آئے گا۔ (۲۰) دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ (۲۱) یہ وہ شخص ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی۔ کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں (۲۲) پس آدم نے منت یہ کہا۔ کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھ میرے ہاتھ کی انگلیوں

کے ناخنوں پر عطا فرما۔ (۲۴) تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر
 عطا کی داجنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر لا الہ الا اللہ (۲۶) اور باتیں ہاتھ کے انگوٹھے
 کے ناخن پر یہ عبارت محمد رسول اللہ (۲۷) تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پوری
 محنت کے ساتھ بوسہ دیا۔ (۲۸) اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔ اور کہا مبارک ہے وہ
 دن جس میں کہ تو دنیا کی طرف آئے گا۔ بلفظ صفحہ ۶۰-۶۱ (۵) اکتالیسویں فصل۔ آیت ۳۰
 پس جبکہ آدم نے مڑ کر نگاہ کی تو اس نے فردوس کے دروازہ کی پیشانی پر لکھا دیکھا۔
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تب وہ اس وقت رویا۔ اور کہا اے بیٹے کاش اللہ تعالیٰ یہ
 ارادہ کرے کہ تو جلد آے۔ اور ہم کو اس کم بختی و مصیبت سے چھڑائے بلفظ صفحہ ۶۳-۶۵
 (۶) بیالیسویں فصل۔ آیات (حضرت مسیح علیہ السلام کا کلام) (۱۵) کیونکہ میں اس کے لائق
 بھی نہیں ہوں کہ اس رسول اللہ کے جوتے بنایا نعلین کے تسمے کھولوں جسکو تم پٹا کہتے ہو۔
 (۱۶) وہ جو کہ میرے پہلے پیدا کیا گیا۔ اور اب میرے بعد آئے گا۔ اور وہ بہت جلد کلام حق کے
 ساتھ آئے گا۔ اور اس کے دین کو کوئی انتہا نہ ہوگی۔ بلفظ صفحہ ۶۶ (۷) تینتالیسویں فصل
 آیات (۹) اور یوں جب اس نے عمل کا ارادہ کیا سب چیز سے پہلے اپنے رسول کی روح پیدا کی
 وہ رسول جس کے سب سے تمام چہروں کے پیدا کرنے کا قصد کیا۔ (۱۳) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر
 ایک نبی جب وہ آتا ہے تو وہ فقط ایک ہی قوم کے لئے اللہ کی رحمت کی نشانی اٹھا کرتا ہے۔ (۱۴) اور
 اسی وجہ سے ان انبیاء کا کلام اس قوم سے آگے نہیں بڑھا جس کی جانب وہ بھیجے گئے تھے۔ (۱۵) لیکن
 رسول اللہ جب آئے گا اللہ اسکو وہ چیز عطا کرے گا جو کہ اس کے ہاتھ کی انگشتی مانند ہے۔
 (۱۶) پس وہ زمین کی ان تمام قوموں کے لئے خلاص اور رحمت لائے گا۔ جو اس کی تعلیم کو قبول کریں گے
 (۱۷) اور عنقریب وہ ظالموں پر ایک زبرد کیا تھائے گا۔ اور بتوں کی عبادت کو مٹائے گا۔
 کہ شیطان ذلیل و خوار ہوگا۔ نسخ بلفظ صفحہ ۶۸ (۸) پچیسویں فصل۔ اس فصل میں آنحضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم کا تمام مخلوق کی شفاعت کرنے کا ذکر ہے۔ بوجہ خوف اظنا ب ترک کیا گیا۔ دیکھو صفحہ
 ۸۵ تا ۸۸ (۹) بہترین فصل آیات (۱۲) تب اس وقت اندر اس نے کہا اے معلم ہمارے لئے کوئی نشان
 بتا۔ تاکہ ہم اس رسول کو پہنچائیں (۱۳) تب یسوع نے جواب دیا بے شک وہ تمہارے زمانہ میں آئیگا
 بلکہ تمہارے بعد کئی برسوں کے جس وقت کہ میری انجیل باطل کر دی جائیگی۔ اور قریب قریب تیس مومن بھی
 لے بوسہ دیا یہ تفصیل ابہامین سنت آدم علیہ السلام کی ہے۔ جو سلمان لوگ ادا کرتے ہیں۔

نہ پلے جائیں گے (۱۴) اس وقت میں اللہ دنیا پر رحم کرے گا۔ پس وہ اپنے رسول کو بھیجے گا۔ جس کے سر پر ایک سفید ابر کا ٹکڑا قرار پذیر ہوگا۔ اس وقت ایک اللہ کا برگزیدہ پہچانے گا اور وہی اسے دنیا پر ظاہر کرے گا (۱۵) اور وہ بدکاروں پر بڑی قوت کے ساتھ آئے گا۔ اور بتوں کی پوجا کو دنیا سے نابود کرنے کا (۱۶) اور میں اس بات کو راز کی طرح کہتا ہوں۔ کیونکہ اسکے ذریعہ سے اس کا اعلان ہوگا اور اللہ کی بڑائی کیجائے گی۔ اور میری سچائی ظاہر ہوگی۔ (۱۷) اور غمگین وہ ان لوگوں سے انتقام لے گا۔ جو کہتے ہیں کہ میں انسان سے بڑھ کر ہوں۔ (۱۸) میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تحقیق چاند اس کو اس کے بچپن میں سلانے کیلئے لوریاں دیگا۔ اور جب بڑا ہوگا تو وہ اس چاند کو دونوں ہتھیلیوں سے پکڑے گا (۱۹) پس چاہئے کہ دنیا اس کے انکار کرنے سے ڈرے۔ الخ۔ صفحہ ۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱) یا سولیا

فصل آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو ایک ایماندار ساری عورت سے (۹) عورت نے جواب دیا تحقیق ہم مریٹے منتظر ہیں۔ پس جب وہ ایسا ہمیں تعلیم دیگا (۱۰) یسوع نے جواب میں کہا۔ اے عورت کیا تو جانتی ہے کہ میا ضرور آئے گا۔ (۱۱) اس عورت نے جواب دیا ہاں اے یسوع (۱۲) اس وقت یسوع کا چہرہ چمک اٹھا اور اس نے کہا اے عورت مجھ دکھائی دیتا ہے کہ تو ایمان والی ہے (۱۳) پس تو اب معلوم رکھ کہ تحقیق مسیحا پر ہی ایمان لانے سے اللہ کا ہر ایک برگزیدہ خلاصی پائے گا۔ (۱۴) اس حالت میں یہ واجب ہے کہ تیرا مسیحا کی آمد کو جانے (۱۵) عورت نے کہا شاید تو ہی مسیحا ہے اے یسوع (۱۶) یسوع نے جواب دیا حق یہ ہے۔ کہ میں ہی نبی اسرائیل کے گھرانے کی طرف خلاص کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں (۱۷) لیکن میرے بعد جلد ہی مسیحا اللہ کی طرف بھیجا ہوا تمام دنیا کیلئے آئے گا وہ مسیحا اللہ نے اسی کی وجہ سے دنیا کو پیدا کیا ہے (۱۸) اور اس وقت تمام دنیا میں اللہ کو سجدہ کیا جائیگا۔ اور رحمت حاصل کی جائیگی۔ کہ جو جلی کا سال جو اس وقت ہر سو برس پر آتا ہے مسیحا اس کو ہر سال ہر ایک جگہ میں بناوے گا۔ بلقط۔ صفحہ ۱۲۳۔

دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو جلی یعنی مولود شریف ہر سال ہوا کرے گا۔ ان کی پیش گوئی کیسی پوری ہو رہی ہے۔ منکر بن خسران میں ہیں: (۱۱) تراسی فصل آیات (۱۲) اور آدھی رات کی نماز کے بعد شاگرد یسوع کے قریب گئے (۲۵) تب یسوع نے ان سے کہا یہی رات مسیحا رسول اللہ کے زمانہ میں وہ سالانہ جو جلی ہوگی۔ جو اس وقت ہر سو برس پر آتا ہے۔ اذان میں۔ اے یغنی عیانی۔ اے معجزہ شوق القمر۔ اے رحمت الخ۔ و ما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین۔ قرآنی آیت ہے ۱۲:

آتی ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۲۵: یہ دویارہ پیش گوئی جو بلی د مولود شریف کی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمائی۔ جو بلی انگریزی لفظ ہے۔ اس کے معنی خوشی کا جلسہ ہے۔ جو بادشاہوں کے لئے سویا یا اس سال بعد کیا جاتا تھا۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بادشاہوں کے بادشاہ اور شہنشاہ ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی ہے کہ ان کی جو بلی جشن یعنی مولود شریف ہر سال نہایت احتشام و اہتمام کرام سے ہوا کرے گا۔ اس کے سب سے اول بھی ایک بادشاہ سلطان مظفر الدین شاہ اربل نے ہی اس کو شروع کیا پھر اس کے بعد دیگر سلاطین نے بھی اس عمل خیر و برکت و اہتمام و مسرت کو شریعت کے مطابق جاری رکھا اور قیامت تک جاری رہے گا اور خاص کر مقام مولود شریف مکہ معظمہ ہر سال یہ مولود شریف ہوتا ہے۔ جہاں شریف مکہ معہ علماء حرم حاضر ہوتے ہیں اور نہایت خوشی و خرمی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ وہاں بڑے جلاکریں۔ دشمن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو ہوئے:

ان تمام تحریرات تورات زبور و ایل کی تصدیق قرآن شریف و احادیث سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین يتبعون الرسول النبي الامي الذي يجتاز من مکتوباً عند
هم فی التوراة والا انجیل۔ (الآیہ سورہ اعراف) یعنی: وہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ
لوگ جو تابع رہتے ہیں۔ اس رسول کی جو نبی امی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس کا ذکر
وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنی تورات اور انجیل میں یعنی اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا نام وحیہ وغیرہ حالات لکھا ہوا اپنی کتابوں تورات و انجیل میں پاتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ
اور شک نہیں ہے ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے اور اہل کتاب ہمیشہ ان کے حالات پڑھتے ہیں۔
جس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس طرح فرماتے ہیں:

حدیث شریف:۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني عند الله مکتوب خاتم النبیین
وان آدم لمجدل فی طينته سا خبرکم باول امری دعوة ابراهيم و لشارة عيسى و
امی التي سات حین وضعتنی وقد خرج لهما نور اضلاع لهما منه قصور السام
رواه احمد والبرزخ والطبرانی والحاكم والبيهقي وابن حبان ذكره القسطلانی فی موا
للذنیة۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے پاس

دلیح محفوظ و تورات و انجیل میں) خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی (دگارہ) میں تھے۔ سو میں تمہیں خبر کرتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہو
 سورہ بقرہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں (سورہ صفا) اور میں اپنی ماں کا مشاہدہ
 ہوں جو انھوں نے میرے ظہور کے وقت دیکھا کہ ان میں ایک نور روشن ہوا جس سے محلاتِ ثناء
 کے نظر آئے تھے دروایت کیا اس کو احمد اور بنیاد اور طرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان
 رضی اللہ عنہم نے اور ذکر کیا امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مواہب (اللہ نیہ میں) اس کے
 علاوہ احادیث اور بھی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ لکھی جائیں گی۔

فصل چہارم اتحاد شریف مولود شریف کا ثبوت

احادیث شریف مولود شریف کے اثبات میں اس قدر ہیں کہ ایک دوسری کتاب بسو طیار
 بخوف الطناب مختصراً لکھی جاویں گی۔ بعض وہابی لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ مسلمان بدعت مذمومہ کو
 اپنا ایمان سمجھ کر کرتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنا مولود شریف کیا یا کر نیکا
 حکم دیا یا خلفاء راشدین و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس عمل کو کیا جو یہ مسلمان کرتے ہیں گویا بالکل
 بدعت سیدہ کا کام کرتے ہیں اور قیامِ تعظیمی کر کے مشرک بنتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیہ کی
 دلیل بدعت سیدہ ہونے کی یہی ہے تو وہابیہ سب سے پہلے بدعتی ہیں پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بدعت
 کیا ہے۔ اور باتیں تو جلنے دو اس وقت صرف قرآن شریف ہی اپنے ہاتھ میں لوجہ کو تمام دینا اور مابی
 لوگ پڑھ رہے ہیں۔ اس ہیئت کذابیہ سے دفتین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھا
 اب کوئی لاہور کا چھپا ہوا ہے کوئی دہلی۔ کوئی لکھنؤ۔ کوئی بمبئی وغیرہ کا طبع شدہ ہے یہ قرآن
 شریف نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت نہ صحابہ کرام اور تابعین اور تبع الثابین
 خیر القرون میں تھا تو اب اس قرآن شریف کا پڑھنا بدعت سیدہ ہو گیا۔ ذرا ہوش کرو۔
 اس بات میں زیادہ تر احادیث کتاب الدلائل المنتظمہ فی بیان حکم مولد النبی
 الاعظم۔ مولفہ حضرت شیخ المشائخ مولانا الملکرم شیخ الدلائل مولوی محمد عبدالحق صاحب
 الہ آبادی مہاجر کی ہیں سے لکھی جائیں گی (جو حسب الارشاد حضرت عارف باللہ مولانا حاجی شاہ امداد اللہ
 رحمۃ اللہ علیہ پر مرشد جماعت دیوبند یہ کے شاگرد کو دہلی میں طبع ہوئی) میں نے حضرت شیخ
 الدلائل کی زیارت کی ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے عالم فقیہ و محدث اور تقویٰ پر مہر کا رسلسلہ نقشبندیہ

کے صاحب ارشاد کامل بزرگ مکہ معظمہ میں مدت سے بحالت ہجرت تشریف رکھتے ہیں عمر قریباً
 ستر سال سفید ریش خوش شکل چہرہ پر نور جن کی خدمت میں تمام اطراف کے حجاج جو مکہ معظمہ
 میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان سے اسناد و اجازت و ظایف دلائل الخیرات۔ حزب البحر۔ حزب الاعظم وغیرہ
 کی حاصل کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار راقم الحروف بھی ۱۳۳۲ھ ہجری کو جب مکہ معظمہ میں
 حاضر ہوا اور ۲۴ رذیقہ ۱۳۳۲ھ بروز یکشنبہ اجازت و سند تحریری و ظایف دلائل الخیرات
 حزب البحر۔ حزب الاعظم پڑھنے کی ان سے حاصل کی۔ اس کا اظہار بصورتِ ریا نہیں بلکہ عطا نعمت
 کا اظہار بموجب حکم خداوندی۔ و اما بنعمۃ ربی فحدثہ دیم یہ کہ وہابیہ و ظایف دلائل الخیرات
 کو شرک سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ اجازت نامہ جات و سندات کو بوجہ طوالت دسج نہیں کیا جاتا۔
 احادیث کے شروع کرنے سے پہلے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ بعض ہابی لوگ یہ کہہ دیا
 کرتے ہیں کہ لفظ میلاد یا مولد کسی حدیث کی کتاب میں نہیں آیا۔ تو یہ بدعتی لوگ میلاد یکارتے
 کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیوں کی زبان پر بدعت۔ شرک کفر کا ایسا وظیفہ ہے۔ کہ ہر دم
 اس نفاس کی طرح دور ہی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ نمازوں میں بھی اس وظیفہ کا ذکر رہتا ہے
 لیجئے میں حدیث کی ہی کتاب سے لفظ میلاد اور مولد کا دکھلاتا ہوں۔ تاکہ آپ کی حدیث دافی
 بھی معلوم ہو جائے۔ (۱) جامع ترمذی جو صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس میں خاص باب اس طرح
 ہے۔ باب ما جاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی باب کے نیچے حضرت سول اکرم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کا ذکر کیا ہے کہ قیس بن خزیمہ صحابی رضی اللہ عنہ نے میلاد
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ اس طرح پر کہ ولادت افاضی سول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم عام الفیل یعنی میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ فیل کا واقعہ
 ہوا ہے اس سال پیدا ہوئے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم صحابی رضی اللہ عنہ
 سے پوچھا کہ انت اکبر ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم بڑے ہو یا رسول اللہ صلی
 علیہ وآلہ وسلم بڑے ہیں انھوں نے جوابے یا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکبر منی
 وانا اقدم منه فی المیلاد:- کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں۔ لیکن پیدائش
 میں میں مقدم ہوں۔ (۲) ابن سعد اور ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے
 حضرت امام جعفر صادق محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا۔ کان انا
 قدما صاحب الفیل النصف من المحرم فی الفیل وین المولد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خمس خسون لیلۃ۔ یعنی اصحاب انبیاء کا آنا نصف محرم کو ہوا
پس فاصلہ درمیان اس واقعہ کے اور پیدا ہونے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچپن
رات کا تھا۔ دیکھئے! کتب احادیث میں لفظ مولد اور میلاد موجود ہے پھر اس کا انکار بے سود
قرآن شریف اور کتب سماوی تورات۔ زبور۔ انجیل۔ و احادیث شریفہ و اجماع سے مولود و شریف
ثابت ہے۔ قرآن شریف اور تورات و زبور و انجیل کی عبارات درج ہو چکی ہیں۔ اب احادیث
شریف پیش کی جاتی ہیں۔ اس کا انکار آپ کے امام المنکرین مولوی رشید احمد صاحب بھی نہیں
کر سکے ان کی تحریر یہ ہے۔ جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیر اور حالات
اون قرون میں بطریق وعظ و تدریس و مذاکرہ و تحدیث ہزار بار ہوتا تھا۔ بلفظ فتوای رشید احمد
صفحہ ۱۸ سطرہ ۱۰ چلئے مفتی جی اب میں احادیث پیش کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کے شکوک رفع ہوں
بحرف اطناب عبارات عزلی احادیث کا ترجمہ اردو لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کی سمجھ میں پورے طور
پر آئے۔ یہ سب کچھ کتاب ال را المنظم سے لکھوں گا:

فصل پنجم

وہ احادیث شریف جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خود اپنی ولادت مبارک کا ذکر فرمایا ہے

(۱) حدیث شریف :- امام بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے۔ کہا ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری پیدائش نبی آدم کے
بہترین زمانوں میں ہوئی۔ اور یہ زمانہ کی فضیلت حضرت کے وجود سے نیکر و قفا فوقاً علی
الترقی چلی آئی۔ یہاں تک کہ خبر زمانہ میں میری پیدائش ہوئی وہ زمانہ سب افضل تھا۔ بلفظ
حاشیہ صفحہ ۱۱۔ (۲) حدیث شریف :- تخریج کی ہے۔ امام مسلم نے در ثلم بن الاسقع سے کہا و اللہ نے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسمعیل علیہ السلام کو
برگزیدہ کیا اور اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے اولاد کنانہ کو اور اولاد کنانہ میں سے قریش کو۔ اور قریش سے اولاد ہاشم کو اور اولاد ہاشم سے محمد کو بلفظ صفحہ ۱۱۔ (۳)
حدیث شریف :- بیہقی اور طبرانی اور ابوالنعیم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تخریج کی ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کو پیدا فرمایا اس میں سے آدم

فرمایا۔ اور اولاد آدم سے عرب کو اور عرب سے قبیلہ مضر کو اور مضر سے قبیلہ قریش کو اور قریش سے اولاد ہاشم کو۔ اور اولاد ہاشم سے مجھ کو۔ سو میں نسلانہ نسل تمام خلقت سے بہتر ہوں۔
 باقہ صفحہ ۱۱۔ (۴۲) حدیث شریف:۔ تخریج کی احمد اور بنزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے عرابی بن ساریس سے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں عبد اللہ اور خاتم الانبیاء ہوں۔ اس وقت سے کہ آدم ہنوز مٹی میں ملے ہوئے تھے۔ اور دیکھو میں تمہیں خبر دیتا ہوں میں دعا ہوں ابراہیم کی اور عیسیٰ کی خوشخبری اور انبی ماں کا خواب ہوں۔ اسی طرح اور اخبار کی ماں خواب دیکھا کہیں۔ میری ماں نے وقت ولادت دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا کہ جس سے ملک شام کے محل نظر آئے۔ صفحہ ۱۵۔ (۴۵) حدیث شریف:۔ مواہب اللدنیہ میں ابو قتادہ انصاری خزرجی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دو شبہ کے روزہ رکھنے کو دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ دن اسی قابل ہے کیونکہ اسی روز میں پیدا ہوا ہوں۔ اور اسی روز اول بھر نزل وحی ہوا یہ روایت مسلم میں ہے۔ صفحہ ۱۶: اس کے علاوہ بسیرا حدیث اسی میلاد مبارک کی اور درج ہیں جن کو بوجہ طوالت نہیں لکھا گیا۔ گویا پچیس احادیث الدر المنظم میں درج ہیں یہ پانچ احادیث ان میں سے بھی گئی ہیں۔ ماننے والے کے لئے ایک حدیث شریف بھی کافی ہے اور منکر کیلئے تمام مجموعہ احادیث بھی کافی نہیں۔ بلکہ قرآن شریف بھی:۔

فصل ششم

وہ چند احادیث جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوجہ مذمت منکرین خود منبر پر شریف فرما کر میلاد مبارک کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی ترمذی نے مطلب بن ابی دواعی سے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ مومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفایت سے سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے۔ اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ آپے رسول اللہ علیک السلام ہیں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں تحقیق اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا فرمایا۔ اور بہترین خلق سے مجھ کو بنایا۔ پھر دو گروہ کئے سو مجھ کو بہترین گروہ میں رکھا۔ پھر قبائل بنائے۔ اور مجھ کو افضل قبیلہ میں پیدا فرمایا۔ پھر گھرانے گھرانے جدبے کئے۔ سو مجھ کو اللہ تعالیٰ نے باعتبار گھرانے کے افضل کیا ہے اور

ذاتی شرافت بھی عطا فرمائی ہے۔ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے۔ بلفظہ صفحہ ۷۱۰ دیکھو حدیث تیار
مولود شریف پر بھی دلیل ہے (۲) حدیث شریف: تخریج کی دلائل میں بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ
سے کہا خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب
بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر
بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزلہ بن عدنان ہوں اور جس جگہ آدمی فرقے کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ مجھ کو افضل فرقہ میں رکھا۔ سو پیدا ہوا میں ماں باپ اپنے سے اور مجھ کو جاہلیت
کی بے احتیاطی نے ذرہ بھر بھی نہیں چھوا۔ اور زمانہ آدم سے میرے ماں باپ تک میری
پیدائش نکاح سے ہوئی۔ نہ سفاح سے۔ سو میں بہتر ہوں۔ اپنی ذات سے بھی اور باعتبار
نسب کے بھی اللہ پاک بہتر زیادہ جاننے والا ہے۔ اسکا علم کامل تر ہے۔ صفحہ ۷۱۰
یہاں علم غیب بھی ظاہر فرمایا۔ کہ خطبہ میں ۱۹ پشتیں فوراً بیان کر دیں۔ اللہ غنی

فصل ہفتم

وہ چند احادیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی
دوسرے کی درخواست پر اپنی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف: روایت کیا عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبد اللہ انصاری
سے جو صحابی ہیں۔ اور صحابی کے بیٹے ہیں کہا جابر نے کہ عرض کیا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم اپنے ماں باپ کو آپ کے اوپر نشان کروں یہ تو فرمائیے کہ سب سے پہلے کیا چیز پیدا ہوئی۔
فرمایا کہ اے جابر سب سے اول اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے دیہاں مودا
الذیہ سے نور کی تشریح کی ہے، سو یہ نور قدرت الہی سے پھر تار ہا۔ مشیت امینہ دی
کے مطابق۔ اور اس وقت لوح و قلم جنت و دوزخ فرشتہ زمین و آسمان سوچ و
چاند جن و انس کچھ نہ تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو اس
نور کو چار حصہ کیا۔ ایک جزو سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے
جزو کے چار حصے کر کے ایک جزو سے حالاں عرش دوسرے سے کرسی تیسرے سے جزو سے
باقی فرشتے بنائے پھر چوتھے جزو کے چار حصے کئے۔ اول جزو سے تو آسمانوں کو اور دوسرے
سے زمینوں کو اور تیسرے جزو سے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا۔ پھر چوتھے جزو کے چار

جسے کئے اول حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کی بنیائی اور دوسرے سے انکے دلوں میں نور معرفت الہی کا بخشا۔ اور تیسرے حصے سے ان کی زبانوں کو نور عطا فرمایا کہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے الحدیث بلفظ صفحہ ۱۸۔ یہ حدیث شریف کلہم علم غیب ہے پڑھے۔
 (۲) حدیث شریف :- تخریج کی حاکم اور طبرانی نے ابن اوس سے کہ میں ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کہ آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ تو میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عرض کر رہے تھے۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کی مدح میں نظم کہوں۔ آپ نے فرمایا کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ہر آفت سے بچا دے۔ تو انھوں نے یہ قصیدہ پڑھا۔

قصیدہ نظم از حضرت عباس رضی اللہ عنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں

من قبل ما طببت في الظلال وفي
 ثم حببت البلاد لا بشد
 بل نطفة تركب السفين وقد
 منتقل من صالب الى رحم
 دانت حين ولدت اشوقت
 حتم احتوى بلباب المهيمن من
 نحن في ذلك الفناء وفي النور
 وردت نار الخليل مكتما

مستودع حيث يخفض الورق
 انت ولا مضغة ولا علق
 الجحيم نبد واهله الفرق
 اذا مضى عالم بد اطبق
 الارض وضأت نبوك الانق
 خندا ف عليا تحتها النطق
 وسبيل الرشاد فخرق
 في صلبك انت كيف يحترق

ترجمہ :- (۱) آپ کی پیدائش دنیا سے پیشتر پاک و صاف تھی۔ درختوں کے سایہ اور جنتی مکان میں جب کہ جلے بہشتی اتر جانے سے آدم و حوا اپنے ستر عورت کیلئے پتے لپیٹے تھے (۲) پھر آپ زمین پر اترے اور اس وقت نہ جامہ بشری میں تھے۔ اور نہ آپ گوشت کا ٹکڑا یا خون بستہ تھے۔ (۳) بلکہ نطفہ تھے اور اسی حالت میں نوح علیہ السلام کی کشتی پر سوار ہوئے۔ جب کہ نرسبت کے رگام دیا گیا۔ اور اس کے پوجنے والے غرق ہو گئے۔ (۴) آپ پاپوں کی پشت سے ماؤں کے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک قرآن

آپ کو ختم ہوا۔ اور دوسرا شروع ہوا: (۱۵) اور جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے نور سے زمین و آسمان منور ہو گیا: (۱۶) اور آپ کی بنیاد کی یہاں تک ہے۔ کہ آپ کا شرف حاوی ہو گیا۔ بڑے بڑے عالی نسب والوں کو: (۱۷) سو ہم آپ کی اسی روشنی اور نور میں ہیں اور اسی نور کی بدولت ہدایت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں: (۱۸) آپ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پشت میں پوشیدہ تھے۔ جب ان کو آگ میں ڈالا۔ پھر بھلا وہ کس طرح جل سکتے تھے۔

اسی طرح حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب خصائص کبرے میں لکھا ہے۔ بلفظ صفحہ ۲۰۶-۲۰۷ (۱۳۱) حدیث شریف: امام بخاری نے تخریج کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حان رضی اللہ عنہ کے واسطے مسجد میں منبر بھویا کرتے تھے۔ تاکہ حضرت کی طرف سے اس پر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو کا جواب دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ حسان کی مدد و روح القدس سے کراتا ہے۔ جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جواب تیلے۔ بلفظ صفحہ ۲۰۸ علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ تو آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر بہت سے آدمی پیشوائی گو گئے جس طرح کہ ہمیشہ سے لوگ حکام اور امرا کی پیشوائی تعظیماً و تکرماً کیا کرتے تھے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دنوں میں تشریف لاتے تھے علاوہ بریں منافقین کی ایذا رسانی کے مشورہ کی خبر یا چکے تھے۔ اور عورتیں بچے اور باندیاں اور لونڈیاں حضرت کی رونق افروزی کی خوشی میں نکل پڑتی تھیں۔ اور پردہ نشین کو ٹھکانا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کو چڑھ گئی تھیں۔ کہ وہ حضرت کی زیارت مشرف نہیں ہوئی تھیں۔ اگرچہ اسلام کا چرچا انہیں پیشتر تھا۔ اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے۔

من ثنایات الوداع

مادعا للہ داع

.....

جئت بالامراطع

طلع البدر علینا

فجب الشکر علینا

ولبعد ہما فیما یروی

ابہا المبعوث فینا

ترجمہ:۔ ہمارے اوپر پورا چاند ثنایات (گھائیاں) وداع کی طرح نکلا اور اوپر اس چاند

کے طلوع ہونے کا ہمیشہ شکر واجب ہے۔ اے وہ شخص کہ ہمارے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے
آپ فرمان واجب الطاعت لائے ہیں۔ صفحہ ۲۹ ÷

فصل ہشتم

حضرت خلفائے راشدین و عشرہ مبشرہ رضی اللہ
عنہم کی طرف سے مولود شریف کا ذکر مختصراً
(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے مولود شریف)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں عیسیٰ بن وہب سے کہا۔ عیسیٰ نے
کہ حضرت ابو بکر نے فرمایا رضی اللہ عنہ کہ میں کعبۃ اللہ کے صحن میں بیٹھا تھا۔ اور زید بن عمرو بن فضل
وہاں کھڑا تھا۔ سو امیہ بن ابی الصلت نے وہاں آکر زید سے دریافت کیا کہ جس نبی کے مبعوث
ہونے کا انتظار ہو رہا ہے۔ ہم تم میں سے ہوگا یا فلسطین والوں میں گزیدے کہا کہ مجھ کو یہ بھی
خبر نہیں۔ کہ کسی نبی کے مبعوث ہونے کا انتظار ہے۔ یہ گفتگو ان دونوں کی سن کر میں ورقہ
بن نوفل کے پاس گیا۔ اور سب قصہ ان کی گفتگو کا بیان کیا۔ اس نے کہا۔ اے میرے بھتیجے سچ
جس نبی کے مبعوث ہونے کا انتظار ہے۔ مجھ کو یہ خبر اہل کتاب اور علماء سے تحقیق ہو چکی ہے کہ
اہل عرب کے اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں پیدا ہوگا۔ میں نسب بھی خوب جانتا ہوں۔ اور ترانسپ
عرب میں بڑھ کر ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ وہ بنی کیا کہے گا کہ یہ صحابہ کرام ہیں وہ ہدایت کی باتیں کہیں گے
لیکن وہ ظلم نہ کرے گا اور نہ ظلم کیا جائے گا سو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں حضرت کی رسالت کی تصدیق کر کے فوراً ایمان لے آیا
بلفظ۔ صفحہ ۳۰۔ ۳۱ ÷ (۲) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب
سے کہ حضرت ابو بکر کا اسلام لانا وحی کے سبب سے تھا۔ اور قصہ اس کا یوں ہے کہ ملک شام
میں بحالت تاجری ابو بکر نے ایک خواب دیکھا تھا۔ تو اثناء راہ میں کبیرا ہنگام اس خواب کا ذکر
کیا۔ کبیرا نے دریافت کیا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ کہا کہ مکہ کا کہا قرشی ہے؟ کہا ہاں پھر
کہا۔ کیا پیشہ کرتا ہے۔ کہا تاجر ہوں۔ کہا کبیرا نے کہ اللہ تعالیٰ تیرا خواب سچا کرے تیری ہی
قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ تو زندگانی بھر اس کا وزیر ہوگا۔ اور بعد میں خلیفہ ہوگا سو ابو بکر نے

حضرت کے مبعوث ہونے تک اس خواب اور تعبیر کو اپنے دل میں رکھا۔ جب آپ مبعوث ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے کہا۔ کہ آپ کی نبوت میں کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو خواب نونے ملک شام میں دیکھی تھی۔ (علم الغیب) یہ سنتے ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گئے لگا لیا۔ اور پیشانی چوم لی۔ اور کہا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ بیشک تم اللہ کے رسول ہو۔ (لفظ بلفظ صفحہ ۳۱: ۱۳) حدیث شریف :- تخریج کی ابن عساکر نے محمد بن عبد الرحمن بن بیاضی سے روایت کی ہے اور باپ سے اور باپ نے اس کے دادا سے۔ کہا کہ کسی نے ابو بکر سے دریافت کیا۔ کہ تم نے اسلام لانے سے پیشتر کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی برحق ہونے کی دلیل دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا۔ کہ قریش میں وہ کونسا شخص باقی رہ گیا ہے۔ جس کے اوپر حضرت کی نبوت ثابت نہیں ہو چکی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا۔ کہ میں ایک رخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ اس قدر جھکی کہ میرے سر کو لگ گئی۔ پھر اس میں سے یہ آواز آئی۔ کہ جس نبی کا انتظار ہے۔ فلاں سن اور فلاں ماہ میں مبعوث ہوگا۔ تو اسکی تصدیق کر سب سے بڑھ کر سعادت حاصل کیجئے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۱-۳۲: (۴) حدیث شریف ابو نعیم نے تخریج کی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مثل چاند کے گرد ہوتا تھا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۲:۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف :- تخریج کی ہے۔ ابو موسیٰ مدافعی نے ذیل میں ابن کلبی سے اس نے عوانہ سے کہا۔ کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمیشینوں سے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کوئی بات یاد ہو تو کہو۔ طفیل بن زید عارثی نے کہا۔ کہ اچھا اور ان کی عمر ایک سو ساٹھ برس کی تھی۔ کہ آپ کو خبر ہے۔ کہ ماموں بن معادیہ کیا کچھ غیب کی اخبار دیا کرتا تھا۔ وہ لوگوں کو حضرت کی بعثت کی خبر دے کر وعظ میں ڈرایا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ وہی آکر تمکو ٹھیکہ کرے گا۔ اور یہ بھی کہا کرتا تھا۔ اے کاش میں ان سے ملوں۔ اور ان کی بعثت سے پہلے نہ مر جاؤں۔ طفیل نے کہا۔ کہ پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر ملی۔ اس وقت میں تمہارے ساتھ تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ یہ وہی نبی ہیں۔ کہ جن کے مبعوث ہونے کا ناموں ذکر کیا کرتا تھا پھر کچھ دل گزرے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

جانتیں کی جانتیں شرف باسلام ہونے لگیں۔ تو اس وقت میں بھی مسلمان ہو گیا۔ بلفظ صفحہ ۳۲

(۲) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابن عساکر نے حسن کے طریق کے ساتھ مسلمان سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب سے فرمایا۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل جو آپ کی پیدائش سے پیشتر کی کتب سابقہ میں ہیں۔ بیان کیجئے۔ کعب نے کہا کہ میں نے ان کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ (ابراہیم خلیل و علیہ السلام) کو ایک پھر ملا تھا جس میں چار سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ اول سطر یہ تھا کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اللہ میں ہوں۔ میری ہی عبادت کرو۔ دوسری سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد میرا رسول ہے۔ خوبی ہے اسکے لئے جو اس پر ایمان لا کر اس کی اتباع کرنے۔ تیسری سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ سوا میرے کوئی معبود نہیں۔ جو میرا حکم مانے گا۔ نجات پائے گا۔ اور چوتھی سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ اور حرام میری ملک ہے۔ اور کعبہ میرا گھر ہے۔ جو میرے گھر میں آجائے گا۔ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ بلفظ صفحہ ۳۲: (۳) حدیث شریف:۔ تخریج کی طبرانی نے اول سطر اور صغیر میں۔ اور ابن عدی اور حاکم نے معجزات میں اور بیہقی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے ابن خطاب سے رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے مجمع میں بیٹھے تھے کہ یکا یک ایک جنگلی آدمی گوہ پکڑ کر لایا۔ اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تمہارے پاس اور عزے کی میں کچھ پرہیز ایمان نہ لاؤں گا۔ جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے گی۔ آپ نے فرمایا۔ اے گوہ! اس نے نہایت فصاحت کے ساتھ عربی میں کہا لبیک وسعدیاک یا رسول اللہ کہ جس کو سب حاضرین خوب سمجھے۔ پھر حضرت نے گوہ سے فرمایا کہ تو کسی کی بندگی کرتی ہے۔ کہا جس کا عرش آسمان پر ہے۔ اور زمین پر اس کی سلطنت ہے۔ اور دریا میں اس کا رستا ہے۔ اور جنت میں اس کی رحمت اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ پھر فرمایا میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا کہ آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ جو آپ کی تصدیق کے مراد پائے اور جو آپ کو جھٹلائے۔ برباد ہوئے۔ یہ سنتے ہی جنگلی ایمان لے آیا انہو بلفظ صفحہ ۳۳۔

(۴) حدیث شریف:۔ تخریج کی ہے۔ حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں اور ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی۔ اور عتاب الہی میں ہوئے۔ تو اس نے یہ کہا کہ میں بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح جانا۔ عرض کیا کہ اے پروردگار تو نے مجھ کو اپنے انور سے پیدا کیا۔ اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا۔ تو عرش کے پایہ پر لکھا ہوا پایا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سو میں نے جان لیا۔ تو نے اپنے نام کے ساتھ دوسرا نام نہیں ملا۔ مگر اپنے خاص پیارے کا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہ آدمؑ نے سچ کہا۔ اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتا تو میں تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ بلفظہ صفحہ ۳۴:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف:۔ تخریج کی ابو نعیم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ میں ایک قافلہ میں ملک شام کی طرف گیا تھا۔ جب ہم لوگ حدود شام میں پہنچے۔ وہاں ایک عورت غیب کی خبریں دینے والی تھی۔ راستہ میں ملی۔ اور کہا کہ جو میرا بار آسمان کی خبریں لا دیا کرتا تھا۔ ان دنوں وہ میرے دروازے پر آیا۔ میں نے کہا اندر آؤ۔ اور کچھ خبریں سناؤ۔ اس نے کہا اب موقع نہ رہا۔ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہو گیا۔ اور قابو سے بات باہر ہو گئی۔ پھر میں وہاں سے مکہ کو واپس آیا۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا۔ کہ پردہ سکوت سے نکل کر خلقت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کر رہے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳۴:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ذکر مولد شریف

(۱) حدیث شریف:۔ کتاب احکام ابن القطان میں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں قبل از پیدائش آدم (علیہ السلام) چودہ ہزار برس پیشتر اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور محض تھا۔ بلفظہ صفحہ ۳۴:

(۲) حدیث شریف:۔ تخریج کی حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت علی ابن ابی طالب سے کہ ایک یہودی کے چند دینار حضرت کے ذمہ تھے۔ اس نے آپ پر تقاضا کیا۔ آپ نے فرمایا میں پاس اس وقت دینے کے لئے کچھ نہیں۔ اس نے کہا۔ میں تم سے بد و ن لئے یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں بھی تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ حضرت نے اسی جگہ تشریف رکھی۔ یہاں تک کہ پنجگانہ نماز بھی وہاں ہی پڑھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھ کر اس کو ڈرانا اور دہمکانا شروع کیا۔ اور عرض کیا کہ حضرت یہودی کا یہ جو صلہ ہے

آپ کو روک سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ کو میرے رب کے ظلم سے منع کیا ہے خواہ معاہدہ ہو یا اور کوئی جب دن نکلا تو یہودی خود بخود مسلمان ہو گیا اور آدھا مال اس وقت فی سبیل اللہ دے دیا۔ اور حضرت کی خدمت میں معذرت کی کہ جو کچھ مجھ سے درباب تقاضا ہو میں آیا ہے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ میں آپ کی اس صفت کی جانچ کرتا تھا جو لوہرات میں آتی ہے کہ محمد بن عبد اللہ کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنے کی جگہ طیبہ یعنی مدینہ ہے اور ملک کا شام اور دہ درشت خوشخت مزاج نہیں۔ اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔ اور نہ کسی خلعت میں بے حیائی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے۔ اور تم اس کے رسول ہو۔ اور جو یہ نصف بانی میرا مال ہے یہ بھی آپ کے حکم پر نثار ہے۔ اور یہودی بڑا مالدار تھا۔ بلفظہ صفحہ ۳۵

(۳) حدیث شریف:۔ مواہب لدنیہ میں حضرت علی ابن ابی طالبؓ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم سے لیکر کوئی نبی ایسا نہیں آیا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اس امر کا عہد نہ لیا ہو۔ کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور تمہارے وقت میں ہو تو تم اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی مدد کرنا۔ اور یہی وعدہ ہر ایک نبی اپنی قوم سے لیتا تھا۔ اور یہ حدیث ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما سے موقوف بھی مروی ہے۔ باعتبار لفظوں کے موقوف ہے۔ باعتبار معنوں کے مرفوع ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۵:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابو نعیم نے ساتھ طریق حریش بن ابی حریش طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب اول مرتبہ خانہ کعبہ شہید ہوا۔ تو اس میں سے ایک پتھر لکھا ہوا نکلا تھا۔ بعد ازاں ایک خواندہ آدمی کو بلایا۔ تو اس نے اس پتھر سے یہ عبارت پڑھی: میرا بندہ سب سے منتخب اور متوکل اور میری طرف رجوع ہونے والا اور برگزیدہ دہ ہے جس کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ہجرت کی جگہ طیبہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہو گا۔ جب تک ٹیڑھے راستہ کو سیدھا نہ کر دے گا۔ اور وہ گواہی دیگا۔ اس امر کی کہ سوا خدا کے اور کوئی مبعود نہیں۔ اور امتی اسکے نہایت تعریف کرتے ہیں۔ ہر ٹیلہ پیر اور تہنبد ناف پر باندھتے ہیں۔ اور ہاتھ پاؤں کو صاف رکھتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳۵

میرا بندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور امتی انھیں مولود شریف میں خوب تعریف کرتے ہیں۔ لوگ امتی میں ہر ٹیلہ پیر انھیں اذان کہیں گے ہر یاد دہی جگہ کھڑے ہو کر۔ کہ تہنبد اخوان بہشت جماعت تہنبد ناف پر باندھتے ہیں۔

(۲) حدیث شریف :- تخریج کی ابی سعد اور بیہقی نے طریق امیر ایم بن محمد بن طلحہ سے کہا۔ فرمایا طلحہ بن عبید اللہ نے کہ میں بصرہ کے بازار میں جو گیا۔ تو کیا دیکھا کہ ایک شخص غیب کی خبر دینے والا اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا معتقدوں سے یہ کہہ رہا ہے۔ کہ ان دنوں کے آنے والوں میں دریافت کرو۔ کہ ان میں کوئی حرم کا بھی آدمی ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں میں ہوں۔ اس نے پوچھا کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور تمہارے یہاں ہو چکا ہے۔ میں نے کہا۔ کون احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کہا جو عبد اللہ بن عبد المطلب کا بیٹا ہے۔ جان تو کہ اسی مہینے میں اس کا ظہور ہوگا۔ اور وہ ختم الانبیاء ہے۔ اس کے ظاہر ہونے کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنے کی جگہ اس طرف ہے۔ جہاں کھجور کے درخت اور پتھر ملی زمین اور شوریلی ہے۔ تجھ کو چاہئے کہ اس کی طرف سبقت کرے۔ طلحہ کہتے ہیں۔ کہ میرے دل میں اس کی بات گر گئی۔ اور میں مکہ کی طرف بہت جلد آیا۔ اور دریافت کیا کہ کوئی نبوت کا مدعی پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ کہ ہاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ جس کو امین کہا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ابو قحافہ کا بیٹا بھی ہو گیا ہے۔ پھر میں وہاں سے نکل کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور بصرہ کے راہب کا قصیدہ بیان کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جا کر دی۔ سو حضرت کو اس خبر کے سننے سے خوشی ہوئی پھر طلحہ بھی ایمان لے آئے۔ بلفظہ صفحہ ۳۶-۳۷ :-

(حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر مول شریف)

(۱) حدیث شریف :- تخریج کی بغوی نے اپنی کتاب معجم میں عبد اللہ بن زبیر سے کہ زبیر نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے یہ کہا۔ کہ لے میرے بیٹے تیری ماں میرے نکاح میں اور تیری خالہ (عائشہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں ہے۔ اور جو رشتہ اور قرابت میرے اور حضرت کے درمیان میں در ہے کلبے۔ وہ تو تو جانتا ہے۔ اب اوپر کی قرابت کا حال کا سن۔ کہ میرے باپ کی پھوپھی ام حبیبہ بنت اسد حضرت کی دادی ہیں۔ اور میری ماں حضرت کی پھوپھی۔ اور ان کی ماں آمنہ بنت وہب بن عبد مناف اور میری دادی ہالہ بنت وہب بن عبد مناف دونوں بہنیں ہیں۔ اور حضرت کی بیوی خدیجہ میری پھوپھی ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳۷ :-

(حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ذکر موشرف)

حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے عبدالرحمن بن عوف سے۔ وہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آمنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنا۔ اول میں نے اپنے ہاتھوں پر لیا پھر زمین پر لٹایا۔ حضرت اس وقت چبھے۔ میں نے سنا کوئی کہتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر رحمت فرمائی اور میرے سامنے مشرق سے مغرب تک روشنی ہو گئی۔ یہاں تک کہ اس روشنی میں میں نے ملک روم کے محل دیکھے پھر میں نے ان کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دیا۔ اور کچھ پونہی دیر گزری کہ مجھ کو اندھیری چھا گئی اور دل میں رعب سما گیا اور نہ دیکھ سکا۔ رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ تو دائیں طرف سے بھلکا یہ آواز آئی کسی نے کہا اس کو کہاں لے گئے تھے۔ دوسرے نے جواب دیا مغرب کی طرف پھر وہ اندھیری وغیرہ کچھ نہ رہا پھر دوبارہ میری وہی حالت ہو گئی۔ اسی حالت میں میں بائیں طرف سے کیا سنتی ہوں کہ کوئی کہتا ہے کہ اس کو کہاں لے گئے تھے کسی نے جواب دیا کہ مشرق کی طرف۔ یہ کیفیت جو گزری تھی میرے دل میں اکثر خیال آتا تھا یہ کوئی رنگ لکھا ٹیلی سوا اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی بنا کر بھیجا۔ اسی لئے میں نے اسلام میں سبقت کی کہ جماعت سنا یقین میں داخل ہوئی۔ بلفظ صفحہ ۳۸۰

(حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ذکر موشرف)

حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ بن المطلب مکان بنا رہے تھے۔ مٹی گارے میں سے ہوئے تھے۔ اتفاقاً لیلۃ عدیہ کے پاس ہو کر گزرے اس نے ان سے اپنی خواہش ظاہر کی۔ اور کہا کہ سوا ونٹ دو گی۔ انہوں نے کہا اچھا نہا کر آؤں گا۔ جب گھر میں گئے تو اپنی زوجہ آمنہ سے ملے۔ پھر لیلۃ کے پاس آئے۔ کہا اب بھی تجھ کو خواہش ہے۔ جو پیشتر تو نے اس کی تھی۔ اس نے کہا۔ اب نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کیوں؟ اس نے کہا پہلے جس وقت تو آیا تھا بڑی پیشانی ہیں ایک نور تھا۔ اور اب اس کو آمنہ نے چھین لیا۔ اور ایک وایت میں اس طرح ہے کہ جس نور کے ساتھ تو اپنے گھر گیا تھا۔ وہ نور بے کرہ نکلا۔ اگر تو آمنہ سے مل چکا ہے تو البتہ بادشاہ پیدا ہوگا۔ بلفظ صفحہ ۳۸۹

(حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ درقہ بن نوفل اور زید بن عمرو دونوں دین کی طلب میں نکلے۔ جب کہ شام میں پہنچے تو درقہ بن نوفل تو نصرانی ہو گئے۔ اور زید سے یہ بات کہی گئی کہ جس کی تم کو طلب ہے وہ آگے تلاش کرو۔ پس زید وہاں سے چلے یہاں تک کہ موصل میں پہنچے۔ پس ملاقات ہوئی انکی وہاں رہنے والے سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو زید نے جواب دیا کہ جس گھر کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے یعنی مکہ معظمہ سے آیا ہوں۔ اس نے پوچھا کس چیز کی طلب میں نکلے ہو۔ کہا دین کی۔ راہب نے کہا نصرانی ہو جاؤ۔ زید نے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا اس کی مجھ کو حاجت نہیں۔ پھر راہب نے کہا جس کو تم طلب کرتے ہو وہ تمہاری زمین میں ظہور کریگا۔ پس زید چلے کہتے ہوئے تیری ہی خدمت میں حاضر ہوا بے شک اور بے شبہ بند وہن کر غلام ہو کر جب بوجھ ڈالے گا۔ مجھ پر اٹھاؤں گا میں پناہ پکڑتا ہوں۔ ساتھ اس چیز کے جس کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام نے پناہ پکڑی ہے۔ کہا راوی نے جب زید مکہ میں آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوسفیان کو دسترخوان پر کھانا کھاتے پایا۔ پس بلایا انہوں نے طرف طعام کے زید نے جواب دیا کہ اے بھتیجے میں نہ کھاؤں گا۔ وہ کھانا جو ذبح کیا گیا ہو بتوں کے نام پر کہا راوی نے پس نہ دیکھے گئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن سے کہ کھایا ہو آچے وہ طعام جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یہاں تک کہ آپ مبعوث ہوئے طرف خلق اللہ کے پس سعید بن زید آئے۔ اور کہا کہ زید کے حال کو حضور نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ استغفار کریں اس کے لئے۔ آپ نے وعدہ فرمایا وہ اٹھے گا۔ قیامت کو جماعت بن کر۔ بلفظ صفحہ ۴۰۴

(حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف: تخریج کی جاتی ہے ابو نعیم نے ابی عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اول ظہور دین کا نبوت اور رحمت اس کے بعد خلافت اور رحمت ہوگی۔ پھر بادشاہت گزندہ ہوگی۔ اس کے بعد سرکشی اور ظلم اور بدعتیں نکال دیں گے۔ حلال جائیں گے۔ شرکاء ہوں کو اور شرابیوں کو اور ریشمی لباس کو اور بدعتیں

کے جاؤں گے۔ اور روزی دیئے جا دیں گے۔ ہمیشہ یہاں تک کہ ملاقات کریں گے اللہ تعالیٰ سے
بلفظہ صفحہ ۴۰-۴۱:۳

احادیث و روایات صحیحہ لقیہ صحابہ ام المؤمنین صحابیات

رضی اللہ عنہم سے ذکر مولد شریف

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف :- تخریج کی حاکم بیہقی نے طریق ابی عون مولیٰ مسور بن محزمہ سے
اس نے مسور بن محزمہ سے اس نے ابن عباس سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ کہا عبد المطلب
نے جب ہم یمن میں پہنچے جاڑوں میں۔ سواترا میں نزدیک ایک عالم یہودی کے پس کہا ایک شخص نے
اہل زبور سے کہ یہ شخص کہاں کا ہے میں نے کہا قریش سے ہوں۔ اس نے کہا کون سے قریش
سے؟ میں نے جواب دیا ہاشم۔ اس نے کہا تم مجھ کو اذن دیتے ہو کہ میں تمہارے بعض بدن کو
دیکھوں۔ میں نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے بشرطیکہ وہ جگہ شرم کی نہ ہو۔ کہا پس ایک تمھارا سواخ
یعنی کھول کر میرا دیکھا پھر دوسرا دیکھا۔ اس کے بعد کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے ایک
ہاتھ میں ملک ہے اور ایک ہاتھ نبوت۔ اور میں دیکھ رہا ہوں اس کو۔ اور ایک روایت
میں یہ الفاظ ہیں۔ اودہم پاتے ہیں اسکو زہرہ میں پس کیونکر ہے یہ امر میں نے کہا۔ مجھ کو علم نہیں پھر
اس نے کہا تمہاری بیوی ہے؟ میں کہا ابھی تو نہیں۔ کہا اب جا کر نکاح کرو پس اے عبد المطلب
کہ میں اور نکاح کیا ہاں نبی و بہ بن منات سے پس جہاں انہوں نے حمزہ اور صفیہ کو اور نکاح کیا
اپنے بیٹے عبد اللہ کا آمنہ بنت وہب سے پس پیدا ہوئے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پس کہا قریش نے غلام پائی عبد اللہ نے اپنے باپ پر۔ بلفظہ صفحہ ۴۰-۴۱:۳ (۲) حدیث شریف :- تخریج
کی بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عباس بن عبد المطلب سے کہا پیدا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ختہ کے ہوئے ناف بریدہ اس امر سے کمال تعجب کیا۔ عبد المطلب نے اور کمال دوست رکھا آپ کو اور کہا
اس بیٹے میرے کی بڑی شان ہے۔ بلفظہ صفحہ ۴۰-۴۱:۳ (۳) حدیث شریف :- روایت کیا حافظ ابو بکر عابد
ابن عباس سے کہ تحقیق انہوں نے کہا جب پیدا ہوئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رضوان

داروغہ جنت نے آپ کے مکان مبارک میں آواز دی یا محمد نہ باقی رہا کوئی علم کسی نبی کا۔ مگر آپ کو عطا ہوا اس سے بڑھ کر علم میں ہیں۔ اور سب سے زیادہ شجاع ہیں۔ اس کو ارسال کیا ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے اور ارسال صحابہ کا وصل کے حکم میں ہے۔ گویا مرفوع ہے کیواسطے کہ اس میں لاوی کو دخل نہیں ہے۔ بلفظ صفحہ ۴۳: ۴۴ حدیث شریف شریف: روایت کیا محمد بن سعد نے ایک جماعت سے جن میں عطا بن رباح اور ابن عباس ہیں۔ فرمایا آمنہ بنت وہب نے کہ جب نجد پہونے مجھ سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نکلا ہمراہ آپ کے ایسا نور جس نے مشرق سے مغرب تک کل کو روشن کر دیا۔ پھر جھکے آپ طرف زمین کے دونوں ہاتھ رکھے اس پر اویا ایک مٹی خاک زمین سے اٹھالی اور سر مبارک بلند کیا طرف آسمان کے بلفظ صفحہ ۴۳:

(۵) حدیث شریف: روایت کی امام احمد نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا پیدا ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن۔ اور نبوت ظاہر ہوئی آپ کی پیر کے دن اور ہجرت کی آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف پیر کے دن۔ اور داخل ہوئے مدینہ طیبہ میں پیر کے دن۔ اور حجر اسود کو آپ نے دست مبارک سے رکھا اس کی جگہ میں پیر کے دن۔ بلفظ صفحہ ۴۲ (۶) حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے ابن عباس سے۔ کہا آپ کے حمل کے علامات سے یہ تھا کہ ہر چوپایہ قریش کا اس رات کو گویا ہوا کہ آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر میں تشریف لائے۔ قسم ہے رب کعبہ کی کہ وہ امان اور حراغ ہیں اہل دنیا کیواسطے اور نہ باقی رہا علم کسی کا بن کا مگر جا تا رہا اور لٹے ہو گئے تخت سب بادشاہوں کے اس صبح کو اور بادشاہ گونگے ہو گئے کہ اس دن کلام کر نیکی ان کو طاقت نہ رہی۔ اور تمام جانور مشرق اور مغرب کے آپس میں مبارک دیاں دیتے تھے اور دریائی جانوروں کا بھی یہی حال رہا اور ہر ماہ میں ایک آواز دی جاتی تھی زمین میں اور ایک آسمان میں کہ خوشخبری اور بشارت ہو کہ وقت آیا ظہور نبی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ وہ بڑی برکت والے ہیں اور آپ پورے نو مہینے اپنے شکم مادر میں رونق افروز رہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کو کسی قسم کی گرائی اور درد اور پیمش اور ثقل نہ معلوم ہوتا تھا جو عورتوں کو ان ایام ہوا کرتا ہے اور آپ کے والد عبد اللہ کا محل کی حالت میں انتقال ہو گیا۔ پس ملائکہ نے عرض کیا کہ یا الہی یہ نبی محبوب علیہ کا یتیم ہوا۔ جناب باری نے ارشاد فرمایا میں اس کا حافظ اور نگہبان اور مددگار ہوں اور برکت حاصل کر دے اس کی جائے ولادت سے کہ وہ مقام متبرک ہے۔ اور کھوئے جاویں دروازے آسمان

اور جنت تک۔ اور آئمہ اپنا حال بیان کرتی ہیں۔ کہ جب چھ مہینے گزرے حمل کے ایک حصے والا آیا اور میرے اس نے مجھ کو اسکا گاہ کیا اور کہا اے آمنہ تو بار بار ہوتی ساتھ خیر العلمین کے اور جیتے پیدا ہوں نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھیو۔ اور فرماتی ہیں کہ جب مجھ کو کپڑا اس نے پہنے جو غور کو واقع ہوتا ہے۔ اور میرا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ پس سننا میں نے ایک ہما کہ سخت اور ہر عظیم پس ہیبت ہوئی مجھ کو میرے دل پر گویا بازو جانور سفید کا ملا گیا ہے اس کے اثر سے وہ رعب مجھ کو جاتا رہا پھر دی گئی مجھ کو شربت و دودھ سے زیادہ سفید تھی۔ چونکہ میں پیاسی تھی۔ پیاس کو پس روشن کر دیا مجھ کو ایک نور بلند نے پھر دیکھا میں نے عورتوں کو لمبے قد کی جیسے عبد مناف کی بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھ کو دیکھ رہی تھیں۔ اور مجھ کو تعجب ہوتا تھا اور میں کہتی تھی انہوں نے کہاں جان لیا میرا حال پس انہوں نے کہا کہ ہم آسیہ (بیوی فرعون) اور مریم بنت عمران ہیں۔ اور یہ عورتیں حور عین ہیں۔ آمنہ کہتی ہیں کہ میں ہر لحظہ آواز سخت سنتی تھی۔ اور کہنیچا گیا۔ دسا۔ فید در میان آسمان اور زمین کے گویا خیمہ قائم کیا گیا۔ اور کوئی شخص کہتا ہے۔ چھپاؤ لے لوگوں کی نظروں سے۔ کہا آمنہ نے دیکھا میں نے مردوں کو ہوا میں معلق کھڑے ہیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں۔ اور ایک قطار دیکھی پرندے جانوروں کی گویا میری گودی کو گھیر لیا ہے جن کی چونچیں زمر کی ہوتی ہیں بازو یا قوت کے تھے۔ اور پردہ دور کیا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پس تمام مشرق اور مغرب میرے سامنے تھے اور دیکھا میں نے تین علم قائم کئے گئے ہیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پر پھر مجھ کو دروزہ شروع ہوئی۔ پس پہچا ہوتے۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نام پاک جن کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچا پس جب پیدا ہوئے مجھ سے سیدہ کیا۔ اور انگلیاں اٹھائیں آسمان کی طرف عجز و زاری کے ساتھ پھر دیکھا میں نے ابوسفید کو آسمان سے آیا اور ڈھانک لیا آپ کو پس غائب کئے گئے میری نظروں سے اور سننا میں نے آواز دینے والے کو کہتا ہے کہ سیر کر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغرب اور مشرق اور دریاؤں کی تاکہ سب ان کو پہچان لیں ساتھ نام اور وصف اور صورت کے اور یہ بھی جان لیں کہ نام پاک ان کا ماجی ہے یعنی میٹ دینگے شرک اور کفر کو پھر جلد کمال لائے گئے میرے سامنے لیٹے ہوئے کپڑے سفید میں اور نیچے آپ کے سبز ریشمی نہالہ تھا۔ اور آپ قبضہ کئے ہوئے تھے تین کنبیوں کا کہ موتی تر و تازہ سے تھیں۔ اور کوئی کہتا تھا کہ کنبیاں لغت اور مدد کی ہیں آمنہ کہتی ہیں۔ پھر آیا ہر ابر جس میں سے آواز گھوڑوں اور حرکت بازو پرندوں کی معلوم ہوتی تھی۔ یہاں تک

ڈھک لیا۔ آپ کو پھر غائب کئے گئے میری نظروں سے پھر سنا میں نے کوئی کہتا ہے پھر آدم علیہ السلام
 علیہ وآلہ وسلم کو جانب مشرق اور مغرب کے اور جہاں جہاں انبیاء کی پیدائش ہوتی ہے اور
 پیش کردہ ان پر ہر روحانی کو خواہ انسان اور جن ہوں۔ خواہ سباع و طیور ہوں۔ اور وہ ان کو
 آدم علیہ السلام کی۔ اور رقت نوح علیہ السلام کی۔ اور خلوت ابراہیم علیہ السلام کی اور اسان ^{سمعیل علیہ السلام}
 اسلام کی۔ اور جہاں یوسف علیہ السلام کا۔ اور آواز داؤد علیہ السلام کی۔ اور صبر الیہ علیہ السلام کا
 اور زمرہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ اور کرم عیسیٰ علیہ السلام کا۔ بلکہ غوطہ و جملہ اخلاق انبیاء علیہم السلام
 پھر وہ اب رہے۔ پس آپ سریر سبز میں لیٹے ہوئے تھے۔ جو دیکھا میں نے آپ کو اور ناگاہ ایک قافل
 کہتا تھا واہ و الحمد للہ علیہ وآلہ وسلم نے قبضہ کیا کل دنیا پر اور دیکھا میں نے تین شخصوں کو
 کہ ایک کے ہاتھ میں آفتاب چاندی کا تھا۔ اور ایک کے ہاتھ میں تخت مراد کا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں کپڑا
 ریشمی سفید رنگ کا۔ پس کھولا۔ اس کو اور اس میں سے ایک لنگوٹ نکالی جس کے دیکھنے سے ناظرین
 کو حیرت ہوئی تھی پس غسل دیا آپ کو اس آفتاب سے سات مرتبہ پھر مہر لگائی۔ دو نوشتان
 کے درمیان۔ پھر لیٹا اس حریر میں اور داخل کیا آپ کو اپنے بازوؤں اور پھر مجھ کو دیا بلفظ صفر
 ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶: (۷) حدیث شریف:۔ تخریج کی حاکم نے اور تصحیح کی اس کی ابن عباس
 رضی اللہ عنہ نے کہ وہی کی اللہ تعالیٰ نے طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ایمان لاؤ تم ساتھ
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حکم کرو امت کو کہ ایمان لاؤ میں ساتھ ان کے پس اگر نہ ہوتے محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پیدا کرتے میں آدم کو اور نہ جنت کو اور نہ دوزخ کو۔ اور اللہ پیدا کیا میں
 عرش کو اور پر پائی کے۔ پس کانپا لکھا میں نے اوپر اس کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس
 ٹھیکر گیا وہ۔ بلفظ صفر ۴۶: (۸) حدیث شریف:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
 کہ بیان کر رہے تھے۔ اپنے گھر میں واقعات ولادت باسعادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے اپنی قوم سے پس خوش ہوتے تھے وہ اپنی قوم میں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے اور درود شریف
 پڑھتے تھے۔ ناگاہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے واسطے میری شفا
 حلال ہوگی بلفظ صفر ۹۵: یہ حدیث شریف بالوضاحت محفل مولود شریف کرنے کا حکم بوجہ
 حالت شفاعت دے رہی ہے اور مولود شریف کرنے والے سنی حنفی و مقلدین مسلمان حصول
 شفاعت کا عمل کر رہے ہیں اور منکرین بغض و عداوت کر کے مر رہے ہیں۔ اور شفاعت و شفا
 کے حصول کا عمل کر رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کا فرمانا حق ہے۔ فریق فی الجنة و فریق فی النار

(حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عامرانصاری کے مکان پر تشریف لے گئے وہ اپنے گھرانہ قوم اور اولاد کو واقعات ولادت علیہ السلام تعلیم کر رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ آج کا دن آج کا دن ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے کھول دیئے ہیں دروازے رحمت کے اور کل فرشتے تیرے واسطے استغفار کرتے ہیں۔ اور جو تیرا سا کام کرے گا نجات پائے گا: بلفظ صفحہ ۹۵ یہ حدیث شریف بھی صاف طور پر مولود شریف کہنے والوں کے لئے دروازے رحمت کے کھول دیا ہے اور فرشتے ان کے لئے طلب آمرزش کر رہے ہیں۔ اور نجات کی بشارت دے رہے ہیں۔ اور متکبرین کے لئے دروازے رحمت اور نقبت کے وا کر رہے ہیں۔ اور فرشتے عذاب کے ان کے لئے استعذاب کر رہے ہیں۔ خدا ہدایت کرے۔

(حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف: مواہب اللدنیہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرسلہ روایت ہے کہ آئے جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا فرمایا تیرے رب نے اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور تجھ سے زیادہ بزرگ بننے کوئی پیدا نہیں کیا اور دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جانیں۔ اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا: بلفظ صفحہ ۵۹-۶۰

(۲) حدیث شریف: تخریج کی ابن عساکر نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ اور آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا پس آپ کو کیسی بزرگی دی۔ نازل ہوئے جبرائیل علیہ السلام۔ اور کہا کہ تیرا رب فرماتا ہے۔ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور اگر موسیٰ سے زمین پر ظلم کیا۔ تو تجھ سے آسمانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر عیسیٰ کو روح القدس سے پیدا کیا۔ تو تیرے نام کو پیدا کرنا (عالم سے) دو ہزار برس پہلے سے کیا۔ اور میں آسمانوں پر وہ چیزیں تیرے لئے تیار کر رہا ہوں کہ اولین و آخرین میں سے کسی کے لئے مہیا نہیں کیں۔

اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا۔ تو تجھ کو خاتم الانبیا کیا۔ تیرے سے زیادہ بزرگ میں نے کوئی پیدا نہیں کیا۔ اور میں نے کوئی پیدا نہیں کیا۔ اور میں نے تجھ کو حوض شفاعت۔ ناقہ عصا۔ تاج اور علم حج و عمرہ ماہ رمضان اور تمام شفاعت عطا کیا۔ کل شے تیرے لئے ہے یہاں تک کہ میرے عرش کا سنا بھی تیرے سر پر پھیلا ہوا اور تاج چھکاتیرے سر پر رکھا ہوگا اور تیرا نام میرے نام کے ساتھ مقرون ہوگا جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا ذکر بھی ہوگا اور میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا تاکہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جلا دو۔ اگر تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرنا ہوتا۔

(حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف :- تخریج کی ہزار اور ابویعلی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کو کسی راستہ سے گزرتے صحابہ خوشبو پاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راہ سے گزرے ہیں بلفظہ صفحہ ۶۱: (۲) حدیث شریف تخریج کی طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم اور ابن عساکر نے کئی طریقوں سے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک میرے بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ میں نختون پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔ بلفظہ صفحہ ۶۱: (۳)

حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف :- تخریج کی طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل میں تشریف لے گئے تھے۔ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی۔ یا رسول اللہ آپ نے التفات فرمایا تو کسی کو نہ دیکھا۔ پھر دوبار التفات کیا تو دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب آئیے۔ جب آپ قریب تشریف لیگئے اور پوچھا کیا حاجت ہے تیری۔ اس نے کہا کہ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھ کو کھول دیں۔ کہ میں ان کو دودھ پلاؤں اور ابھی لوٹ کر آتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا کیسے گی اس نے کہا اگر میں شادیوں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ عذاب کرے جیسا محمول لینے والے ظالم کو کرے گا۔ پس آپ نے کھول دیا اور وہ دودھ ملا کر جلدی سے آگئی پس آپ نے اس کو باندھ دیا۔ جب اس کے مالک اعرابی کو خبر ہوئی اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کا کیا ارشاد ہے

فرمایا آپ نے اس کو چھوڑ دے۔ اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پس وہ ہر نی دھرتی تھی۔ اور پیانی
اشھدان لا الہ الا اللہ واکبر رسول اللہ۔ بلفظ صفحہ ۴۰-۴۱۔

(حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ الثقفیہ صحابہ رضی اللہ عنہا ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف :- تخریج کی یہی اور طبرانی اور ابن عبد البر نے عثمان بن العاص سے
انہوں نے اپنی ماں ثقفیہ سے کہا۔ جب کہ وقت آیا آپ کی ولادت کا۔ دیکھا میں نے مکان
کو نور سے بھر گیا۔ اور ستارے اتنے قریب آگئے تھے۔ کہ میں گمان کرتی تھی۔ کہ میری گود میں آن
پڑیں گے۔ بلفظ صفحہ ۴۲۔ (۲) حدیث شریف :- کتاب مورد المروری فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقاری علیہ الرحمۃ میں ہے۔ کہا علیہ نے آئی میں مکہ میں ساتھ عورتوں نبی سعد بکر کے بچوں کی تلاش
میں کہ دودھ پلاویں قحط کے موسم میں اور میں آئی۔ اپنے مرکب پر سوار ہو کر۔ اور میرے ساتھ ایک
اونٹنی بڑی باریکی کہ جن کے ایک قطرہ دودھ نہ تھا۔ اور ایک میرا بچہ تھا۔ کہ ہم تمام رات میوے
تھے۔ بسبب اس کے کہ دودھ اس کی غذا کے موافق نہ تھا جس سے اس کا پیٹ بھرے۔ اور اونٹنی
دودھ کہ بچہ کو کافی ہو۔ پس جب کہ ہم مکہ میں آئے۔ جس عورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو پیش کرنے کی واسطے دودھ کے وہ انکار کرتی۔ بسبب یتیم ہونے کے جب کوئی عورت باقی نہ رہی
مگر اس نے بچے لیا اور میں رہی اور میں نے نہ پایا بچہ کوئی سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو مجھ کو برا معلوم ہوتا ہے کہ سب کے ساتھ بچے ہوں اور میں خالی جاؤں
میں اس یتیم کو پی لے آئی ہوں پس میں گئی تو میں نے دیکھا۔ آپ سفید کپڑے صوف میں لپٹے ہوئے ہیں۔
عبدودہ سے بھی بڑھ کر سفید تھا۔ اور آپ میں سے خوشبوؤں کی مہک آ رہی تھی۔ اور نیچے سبز
ریشمی کپڑا بچھا ہوا ہے۔ اور آپ چست لیٹے ہوئے آرام فرما رہے ہیں۔ اور خزانے لیتے ہیں۔ میں
جب آپ کا حسن و جمال دیکھا۔ تو جگانے کو جی نہ چاہا۔ پس قریب بھیجی رہی۔ تھوڑی دیر بعد میں نے
اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ تو آپ نے تبسم فرمایا۔ اور آنکھیں کھولیں۔ مجھ کو دیکھتے
تھے اور آپ کی آنکھوں سے نور نکلا اور آسمان کو گیا۔ اور میں دیکھ رہی تھی۔ پس میں نے آپ کی
پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور دائیں چھاتی (پہلی) آپ کو پی لی۔ پس قبول فرمایا حضور نے دودھ جس قدر
مراج میں آیا۔ پھر میں نے بائیں طرف پھر تو آپ نے ازکار فرمایا۔ یہ حالت آپ کی اس وقت
تھی کہ اہل علم کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا تھا۔ کہ

تمہارا دودھ شریک بھائی بھی ہے۔ تو آپ نے عدل فرما کر ایک طرف اپنے بھائی کیلئے چھوڑ
 تھی کہتی ہیں۔ حلیمہ کہ آپ بھی سیر ہوئے۔ اور میرا بچہ بھی سیر ہو گیا۔ پس میں آپ کو لے کر اپنے خا
 پر آئی۔ میرے خاوند نے قصا کیا۔ دودھ دینے کا اسی اونٹنی سے۔ پس اس کے تھن دیکھ
 تو بھرے ہوئے تھے۔ اس قدر دودھ ہوا سب سیراب ہوئے اور رات بڑی خیر سے گزاری
 میرے شوہر نے کہا۔ اے حلیمہ قسم ہے اللہ کی بڑی مبارک روح کو لیلہ نے آنے۔ دیکھتی تھیں
 جب کہ اخیر و برکت ہے ہمارے ہاں اور اور ہمیشہ رہے گی۔ یہ خیر اللہ کے علم سے کہا حلیمہ نے
 پس رخصت کیا بعض نے بعض کو۔ اور رخصت کیا۔ میں نے ماں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور
 سوار ہوئی اپنی سواری پر۔ اور لیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے آگے۔ سودیکھا میں نے سواری
 کو کہ سجدہ کیا۔ اس نے طرف کعبہ کی تین بار اور سر بلند کیا۔ طرف آسمان کے پھر چلی کہ سب آگے
 گئی اور میرے ہمراہ جو عورتیں تھیں۔ وہ پیچھے سے آواز دیتی تھیں۔ کہ اے بنت ابی ذویب وہی
 سواری ہے۔ پس تعجب کرتی تھیں۔ اس کی بڑی شان ہے۔ تو وہ سواری خود کہتی تھی۔ میری شان پھر
 یہی شان مجھ کو اللہ نے بجا۔ میرے کے جلایا۔ اور بعد بلا ہونے کے موٹا کیا۔ افسوس تم پرے غور تو
 نہ ہو۔ کہ تم بڑی نفالت میں ہو۔ تم جانتی ہو۔ کہ میری پشت پر کون ہے۔ میری پشت میں خیر النہیں
 وسید المرسلین و افضل الاولین والاخرین حبیب عالمین ہیں۔ کہا حلیمہ نے جب پہنچے ہم بتا کر
 نبی سعد میں اور زمین میں بڑی کا نام نہ تھا۔ لیکن میری بکریاں تو پیٹ بھری دودھ سے پرانی
 اور ہم خوب پیتے۔ اور دوسروں کے ہاں ایک قطرہ دودھ کا نہ ہوتا۔ انہوں نے اپنے بچے پر دوا ہوں
 کہا کہ جہاں بنت ذویب کی بکریاں چرتی ہیں۔ ہماری بکریاں بھی وہیں چرایا کرے۔ پھر بھی ان کی
 بکریاں بھوکے آئیں۔ اور ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا۔ اور ہماری بکریاں دودھ بھری دیکھیں
 پس واسطے اللہ ہی کے ہے خوبی برکت کثیر ہوئیں۔ بکریاں حلیمہ کی اور بڑھیں۔ اور موئی ہوئیں
 اور ہمیشہ ہیں۔ حلیمہ پہنچا جاتی رہیں۔ خیر اور سعادت کہ اور دوا کرے ہوئیں۔ ساتھ سنی اور زیارت کے
 البتہ تحقیق پہنچی حلیمہ بڑے مقام بلند پر ساتھ عزت اور ندرت کی کے بسبب برکت ایک ذات الہی
 کے بلکہ یہ سعادت کل نبی سعد میں پھیل گئی۔ بلفظ صفحہ ۴۳-۴۴-۴۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر اچند وایا صحیحہ تا بعین رضی اللہ عنہم ذکر مولود شریفین

(حضرت کعب لاجار رضی اللہ عنہ ذکر مولود شریفین)

حدیث شریف :- ذکر کیا امام عارف ربانی عبداللہ بن ابی جبر نے اپنی کتاب بیحیۃ النفوس میں لکھا جبکہ ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ یہ ایک بچہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام لایا کہ لاویں مٹی قلب زمین اور رد شہد سے پس اتارے جبرائیل علیہ السلام مع ملائکہ فردوس ربیع علی کے اور ایک مٹی لی۔ وہاں کی جہاں قبر شریف ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کو وہ بہت بڑی اور سفید تھی۔ اور گوندھا اور گویا پی تیسیم میں جو عمدہ شراب جنت کی ہے یہاں تک کہ مانند موز عظیم کے ہو گئی سفید رنگ اور شعلہ والی پھر اس کو پھیرایا ملائکہ میں عرش اور کرسی کے اور تمام آرائشیں اور زمین پر اور پہاڑوں اور دریاؤں میں پس پہچان لیا۔ ملائکہ اور تمام مخلوق نے ہلکے سر و ار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور آپ کے فضل اور بزرگی کو۔ اور ابھی تک کوئی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا بھی نہ تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بات کوئی رائے ہے تو کہہ سکتا ہے نہیں بلفظ صفحہ ۹۰

(حضرت امام علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے ذکر مولود شریفین)

حدیث شریف :- مواہب اللدنیہ میں ہے کہ لقا جاء کم رسول من انفسکم الیہ کی تفسیر امام ابی جعفر اپنے والاعلیٰ بن الحسین سے روایت کرتے ہیں کہ قول اللہ تعالیٰ من انفسکم سے مراد ہے کہ ولادت جاہلیت کی کوئی شے حضرت کو نہیں پہنچی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری نگاہ سے پیدا ہوا ہوں۔ نہ سفاح سے۔ بلفظ صفحہ ۹۰

حضرت امام ابو جعفر صادق محمد بن علی بن حسین رضی اللہ

عنہم سے ذکر مولود شریفین

حدیث شریف :- مواہب اللدنیہ میں ہے کہ ہم نے امالی ابی سہل قطان بن سہل بن صالح سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ابو جعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب جو باقر کے مشہور ہیں

پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انبیاء سے مرتبہ میں کس طرح بڑھ گئے۔ حالانکہ آپ سب سے پیچھے مبعوث ہوئے ہیں۔ جواب دیا کہ جب خلق نے خدایتِ آدم (علیہ السلام) سے عہد لیا تھا (الست بربکم) کا سوال کیا۔ تو سب سے اول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بٹے کہا تھا۔ اس لئے مرتبہ میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اگرچہ مبعوث ہونے میں پیچھے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۸۰ :

(حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ذکر مولانا شریف)

حدیث شریف :- یحییٰ بن خالد نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ شیطان چار دفعہ رویا چھوٹا ملعون
ہوا اور جب آسمان سے گرایا گیا۔ اور وقت پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور ایک
روایت میں جب آپ مبعوث ہوئے اور فاتحہ آت ب تازل ہوئی۔ باقظہ صفحہ ۸۲ :-

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف

حدیث شریفہ خراج کیا ابن ہاتمہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پیدا ہوئے۔ زمین نورانی ہو گئی۔ ابلیس نے کہا۔ کہ آج شب وہ شخص پیدا ہوا ہے۔ کہ ہمارے کام
کو فاسد کرے گا۔ اس کے لشکر نے کہا۔ کہ تو جا کر اس کو مٹا دو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
قریب ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس کو کیا پتہ کیا کہ وہ جہنم میں آن پڑا۔ بلفظ صفحہ ۸۲

(حضرت ہبیب بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے ذکر مولانا شمس الدین)

(۱) حدیث شریف: تخریج کی ابو نعیم نے اور ابن حاتم نے و ہرب بن نبیہ سے کہا وحی بھی اللہ
 تعالیٰ نے اشعیاہ پیغمبر کی طرف کہ میں ایک نبی امی ببعوث کروں گا۔ اور کھوہوں گا میں اسکے لئے
 بہرے نان تالہ حق میں بات سمجھ ہیں۔ اور دلورہ سیمہ پردہ سے اور آنکھوں کا اندھا میں۔ بیدار کش
 اسکی پیک میں ہوگی۔ اور یہ اس کی طبیہ میں ہوگی۔ اور اس کی حکومت ملک شام میں ہوگی۔ اور
 وہ میرا منکر کل بند ہے۔ اور عالی مرتبہ حبیبہ شارب ہے۔ ہرانی کے دشمن ہرانی کہتا لیکن شارب
 کردیتا ہے۔ اور بخشہ تیل ہے نو منین پر ہریان ہے۔ بلفظہ صفحہ ۷۷ (۲) حدیث شریف: تخریج کی
 ابو نعیم نے وہیک حلیہ میں کہ ایک شخص نے نبی اسرائیل میں دسویں سال اللہ تعالیٰ کی تافرمانی کی۔ پھر

اس کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے اس کو گھسیٹ کر ایک کوڑے پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ جا کر اسکی نماز پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے
 پروردگار! بنی اسرائیل نے گواہی دی ہے کہ اس نے دو برس تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ
 نے حکم بھیجا کہ بیشک وہ ایسا ہی تھا۔ مگر جب وہ تورات کھول کر پڑھتا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام
 مبارک اسکی نظر پڑتا۔ اسکو چومتا اور اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا تھا۔ اور اسپر درود بھیجتا تھا۔ پس میں نے اس
 کے شکر یہ اور انعام میں اس کے گناہ معاف کر دیئے۔ اور ستر حوروں سے اسکی شادی کر دی۔ بلفظہ صفحہ ۸۶

مختصر و ایسا صحیح حضرات تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے ذکر مولد شریف

احضرت امام محمد بن ادريس شافعي رضي الله عنه سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف :- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے کہ میں اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) حضرت آدم (علیہ السلام) کے پیدا ہونے سے پہلے
 عرش کی دہنی جانب نور تھے۔ جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو ہم کو ان کی پشت میں ساکن کیا
 ہم ہمیشہ ہم پاک پشتوں میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک نقل کیا جھکو اللہ نے میرے باپ عبد اللہ کی پشت
 میں اور ابوبکر کو ابو قحافہ کی پشت میں۔ اور عمر کو خطاب کی پشت میں۔ اور عثمان کو عفان کی پشت میں
 اور علی کو ابی طالب کی پشت میں۔ پھر ان کو میری صحابیت کی واسطے برگزیدہ کیا۔ پس ابوبکر کہمذہب
 بنایا عمر کو فاروق عثمان کو ذوالنورین۔ اور علی کو رضی اور ایک روایت میں بجائے رضی کے دھمی ہے
 میں جس شخص نے میرے اصحاب کو برا کہا۔ اس نے مجھے برا کہا۔ اور جس نے مجھے برا کہا۔ اس نے
 اللہ کو برا کہا۔ اور جس نے اللہ کو برا کہا۔ وہ آگ میں اوندھا کر ابلقہ۔ صفحہ ۹۱۔ ۹۲

حضرت عمر بن قتیبة رضي الله عنه سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف :- تخریج کی ابو نعیم نے مروی بن قتیبہ سے کہا۔ سنا میں نے اپنے باپ کو جو خزانہ
 علم تھے۔ کہ جب حضرت آمنہ کے وضع ہوا۔ دیدائش کا وقت آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں
 کو حکم دیا۔ کہ سب آسمانوں کے دروازے کھول دیں۔ اور جنت کو آواز سن کر کے اس کے دروازے
 اور فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم بھیج دیا۔ یہ وہ زمین پر ایک دو پہرے کو مبارک باد دیتے

تھے۔ سب آسمانوں کے فرشتوں نے شیطان کو پکڑ کر طوق لگائے میں ڈال کر دریائے خضر کو اتار دیا۔ اور سرکش شیاطینوں کو بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ آفتاب کو اس روز بڑا نورانی حال پہنایا گیا۔ اور ستر ہزار عورتیں ہوئیں جو امین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی منتظر کھڑی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی عورتوں کو حکم دیا کہ اس سال میں سب بچے جنم لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و تکریم کے واسطے۔ اور تمام دنیا کے درخت بار آور ہوئے۔ خوف امن سے تبدیل ہو گیا۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تمام روئے زمین نور سے مچھل گئی اور ملائکہ نے آپس میں خوشی کی۔ ہر ایک آسمان پر ایک ستون زبرد کا اور ایک یاقوت کا بنایا جس سے آسمان روشن ہو گیا۔ اور وہ ستون آسمانوں پر معروف اور مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں ان کو ملاحظہ فرمایا۔ اور فرشتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ستون آپ کی ولادت کی مبارک بادی میں بنائے گئے ہیں۔ اور جس شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نہر کوثر کے گرد و جانب ستر ہزار درخت مشک از فر کے لگائے۔ اور ان کے پھولوں کو اہل جنت کا خور بنایا۔ تمام اہل آسمان پکارتے تھے۔ اللہ کو ساتھ سلامتی کہ اور تمام بند و نندھے گر پڑے۔ مگر لات عزیزی بھی اپنی جگہ سے نکل گئے۔ اور پکارتے تھے۔ تباہی ہے قریش کی۔ آگیا ان کے پاس امین۔ اور ان کے ہاں صدیق۔ اور نہیں خبر قریش کو ان کے ساتھ کیا ہوگی۔ اور کعبہ کے خوف میں سے چند روز تک یہ آواز آتی رہی۔ اب میرا نور مجھ میں پس آگیا۔ اب میری زیارت کرنیوالے آئیں گے۔ اور اب میں زمانہ جاہلیت کی نجاستوں سے پاک ہو گیا۔ اے غے تو ہلاک ہو گیا۔ اب تک کعبہ کو زلزلہ رہا۔ یہ اول علامت ہے جو قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کے وقت دیکھی۔ باقسطہ صفحہ ۹۱-۹۲۔

فصل نہم

مولود شریف بہ ہیت کذا یمرو جہ کاثبوت متفرق آیات حاکمیت و تفاہیر
اقوال ائمہ دین و علمائے شریع متبیین سے
واضح ہو کہ مولود شریف یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور ولادت با سعادت کا تذکرہ جو قرآن شریف و احادیث شریف و کتب سماویہ میں ہے ابتدائے

رہا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ جس طریق اور ہدایت کذا یہ مکتوبہ موقوف ہے اس وقت شخص مولود مبارک کو
 جاتی ہے۔ بعینہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں تھی۔ اور نہ ہی کوئی عمارت تھی۔ لیکن
 یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اس ہدایت کذا یہ سے یہ عمل خیر و برکت و نعمت و رحمت سائنہ پجری سے
 حکم بادشاہ اولی الامر نہایت تزک و احتشام و اہتمام سے تمام بلاد اسلامیہ اور غیر اسلامیہ میں جاری
 ہو کر ہوتا رہا ہے۔ اور یہ برکت اس سال خجستہ حاصل بابرکت کی چکے اعداد ۶۰۴
 ہیں جو کلمات مندرجہ ذیل کے مطابق ہیں۔ اور وہ مولود شریف کے گریواؤں کے لئے بشارت
 اور نیک فال ہیں۔ شاباش چشمہ نور مستندی۔ نمونہ جنت۔ مفتاح دعا۔ آرائش انام سعادت
 دو جہاں۔ عرش بالا۔ اقرار ایمان۔ ان سب کے جداگانہ وہی چھ سو چار عدد ہیں اور
 لطف یہ ہیں۔ کہ شاہ نواح اربل جس نے یعنی جس بادشاہ نے سب سے پہلے اس عمل خیر و برکت
 کو جاری کیا۔ اس کے اعداد و عمل بھی وہی چھ سو چار (۶۰۴) ہی ہیں۔ گویا اس شخص کے گریوے کو
 خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف شاہباش ہے۔ اور یہ مولود شریف
 چشمہ نور ہے۔ اور اس کے لئے مستندی ہے۔ اور یہ مولود شریف نمونہ حصول جنت ہے۔ اور
 جو شخص مولود شریف کے بعد دعائے خیر مانگے اس کے لئے مفتاح دعا ہے۔ اور یہ مولود شریف گریوے
 کے لئے سعادت دو جہاں ہے۔ اس عمل خیر کا راستہ عرش بالا پر ہے۔ اور مولود شریف کا کرنا گویا
 اقرار ایمان ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ اب اس وقت یعنی ۱۳۳۶ کو سات سو تینتیس سال (۱۳۳۶)
 کا عرصہ گزر رہا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ
 خیر سے لے کر زمانہ تبع تابعین کے وقت تک یہ عمل خیر و برکت مولود شریف سادہ طور پر ہوتا رہا
 جیسے کہ میں نے احادیث شریفہ بالا سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن اس کے بعد محمد بن رسول اکرم صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی سلاطین و علما علیہم الرحمۃ نے سات سو تینتیس سال سے اس صورت میں کرنا
 دیکر کرنے کا حکم فرمایا۔ جو بموجب حکم خداوندی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔ اولی الامر منکم
 واجب التعمیل ہوا۔ اور بعض علمائے اس زمانہ میں اس کا کرنا فرض کفایہ قرار دیا۔ اور بلا تکلیف ہوتا
 پلا آیا ہے۔ اور علماء رحنابلہ نے تو مولود شریف کا کرنا واجب قرار دیا ہے۔ اور ہر وقت پر ہیبت
 مسئلہ کی تبدیل ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت مولانا مولوی محمد عسکری حسینی صاحب ریس پردہ
 نے اپنی کتاب تحقیق الحق میں کیا اچھا لکھا ہے۔ وہ ہوا ہذا :-
 (۱) اسی بنا پر یہ عمل خیر مولود شریف (۱) بہ ہدایت کذا یہ مذہباً مستحسن و مباح بلکہ مستوفی قرار دیا

کیا ہے۔ اور دینائے اسلام کے تمام اسلاف صالحین اور علماء محققین نے اسکو مستحباتِ نبویہ اور مستحکات شرعیہ سے شمار کیا ہے۔ فرق صرف اس قدر کہ صدہ اول میں یہی روایتیں کسی قدر سادگی و اختصار سے بیان ہوتی رہتی تھیں۔ اور اب کسی حد تک مزید تفصیل اور اہتمام کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔ اور سچ پوچھئے تو ایسا ہی ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ عہدِ مسعود میں حکم کی بابت خبر صادق علیہ السلام نے خیر القرون قرنی ثمالذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم اشارت فرمایا تھا۔ مسلمانوں کی ایمانی قوت ان کا مذہبی احساس و رجحان کو پہنچا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے قرونِ محمودہ میں اگر کوئی فعل بطور سادگی ہی کے عمل میں آتا رہا۔ تو چند ماں قابِ لحاظ نہیں۔ مگر اب وہ حالت باقی نہیں۔ بقول شخصے سے

مذہب طاقت نہ طبیعت نہ اثر باتو نہیں ہے زمانہ کی ہوا روز بدلتی جاتی ہے

پس ایسے پر آشوب دور میں جب کہ دنیا فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن رہی ہے۔ اور زمانہ کی ہوا روز روز بدلتی جاتی ہے۔ اور ہر طرف سے ملت بمیضا کی روشن مطلع پر دھرم اور لامذہبیت کی تاریک گھٹائیں اٹھ رہی ہیں۔ مادہ پرستی اور لامرکزیت کی جانب یونانیون و رومن جہان بڑھتا جا رہا ہے۔ حریف قومیں متفقہ طور پر اسلام کی توہین و تذلیل کے درپے ہو رہی ہیں۔ ہر فرقہ اپنے اپنے مذہبی شعائر کو انتہائے شوکت و شان کے ساتھ بدین خیال انجام دے رہا ہے۔ کہ اسکا غیر معمولی تسخیر و ترقی ملحق ادیان کے سادہ طبائع پر جاگزین ہوئے بغیر نہ ہے یہ بات کچھ کم ترین مصلحت نہیں۔ کہ یہ درانِ اسلام بھی قانون شرع کے اندر رہ کر اخلاص و نیک نیتی کیا تھا اپنے مذہبی شعائر و فرائض کو عام اس کے گروہ کسی ہی درجے اور رتبے کے کیوں نہ ہوں۔ کسی قدر اولوالعزنا نظر و اناز پر ادا کریں۔ اور اپنے درجے اور حیثیت کے مطابق و موافق ایک حد تک بلند حوصلگی سے حصہ لیں۔ تاکہ اسلام اور بائیس اسلام کی حقیقت و عظمت کا اثر مخالفین کے قلوب سے دفعتاً محو نہ ہونے پائے۔ برادرانِ من! کیا آپ کو یاد نہیں۔ کہ ایک وقت وہ تھا جب کہ مصحف مقدس کی منزل من اللہ آیتیں صرف مختلف چیزوں کے معمولی ٹکڑوں پر بغرض تحفظ قلمبند کر لی گئی تھیں۔ اور ان کی کوئی باضابطہ ترتیب بھی بتفرق اجزاء متعدد صحابہ کے پاس تھے۔ بن میں کچھ جانوروں کی ہڈیوں پر کچھ کھجوروں کے پتوں پر کچھ پتھروں کی تختیوں پر لکھے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ وقت آیا کہ مستقل کتاب کی صورت میں ان کی باضابطہ سلسلہ وار تدوین عمل میں آئی۔ زراں بجا مصلحت کے لحاظ سے اعراب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اعراب لگائے گئے۔ پھر سلاطین کے عہد میں کہیں پرطلانی و لقرنی حروف میں کتابت ہوئی۔ کہیں

شانیوں پر آب زر سے نگار بیاں کی گئیں۔ کہیں مطلقاً جلدوں اور زہرین ٹائیل پچوں کے ذریعہ
 زمین عمل میں آئی۔ اور بعینہ یہی صورت ابتداءً احادیث نبویہ کی تھی۔ لیکن مصلحت کے وقت کے
 لحاظ سے اس کی جو مناسب خدمت وقتاً فوقتاً عمل میں آتی رہی۔ محتاج توضیح نہیں ہے۔ لہذا ایک
 زمانہ تھا کہ مسجد نبوی کی بساط محض کھجور کی چند خشک ٹہنیاں تھیں۔ اور اس کے چند چوبی ستون
 ہر وہ وقت آیا کہ وہی مسجد مقدس ایک ایسی عالیشان خوشنما صورت میں تبدیل ہو کر رہی۔ جو
 انسانی دنیا کی ممتاز ترین عمارتوں میں شمار ہونے لگی۔ اور فی الحال اس کی رونق اور عظمت کی کیفیت
 دیکھے جو ان پاک نگاہوں سے پوچھئے جنہیں اس کی زیارت کا فخر حاصل ہو چکا ہے غرضیکہ بکثرت
 اشیاء و نظائر ایسے موجود ہیں جن سے اس امر کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ گواہی ابتدا میں بعض بعض
 چیزیں سادگی سے برتی گئیں۔ مگر بعد کو وقتاً فوقتاً مصلحت وقت کے لحاظ سے ان میں مناسب
 اضافے ہونے لگے اور ان اضافوں کو سواد اعظم امت مرحومہ نے بالاتفاق مستحب و مستحسن سمجھا
 یہ ایک وسیع بحث ہے جسکی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ لفظ صفحہ ۱۰-۱۱-۱۲:

(۲) حضرت مولانا پاپہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً تمام دیوبندیوں کے استاد مولانا
 مولوی رحمت اللہ مہاجر کی رحمت اللہ علیہ کی تحریر کہ مولود شریف اس وقت فرض کفایہ ہے
 اس زمانہ میں جو ہر طرف پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت علیہ السلام کے
 دوران کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو خدا ان کو عبادت کرے
 پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو
 ذکر کی ہیں۔ اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں
 ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکھیں۔ اور اقوال بے جا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں
 ہرگز نہ التفات کریں الخ۔ بلقظہ۔ انوار ساطعہ۔ صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۳:

ان عبارات فتاویٰ علمائے یہ صاف ظاہر ہے کہ پہلے زمانہ میں مولود شریف کا کرنا صرف
 مستحسن یا مستحب اور مسنون تھا۔ لیکن اب اس زمانہ میں اس کو ضروری تصور کر کے فرض کفایہ تحریر
 فرمایا ہے اور یہ بھی تاکید کر دی ہے کہ منکروں کی کوئی بات نہ سننی چاہئے:

فصل دہم اجماع امت کے مولود شریف کا ثبوت

میں کہتا ہوں کہ اس عمل خیر مولود شریف پر جو عرصہ سات سو تینتیس (۱۳۳۵ھ) سے حکم طہن

عادل و علما کرام فاضلین جاری ہے اس پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے لیکن منکرین کا انکار
 اجماع پر زور ہے اور اس پر فلاں کفر اور شرک کے جاری ہیں و جماس کی صرف سو
 بغض و عداوت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور کچھ نہیں ثبوت اس فصل کا
 اس طرح ہے: (۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمِنْ خَلْقِنَا امَّةً يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ**
يَعْدِلُونَ (سورہ اعراف) یعنی اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے (جنت کیلئے) پیدا کیا ہے
 ایک گروہ ہے جو راہ دکھاتے ہیں حق کے ساتھ اور اس کے ساتھ عدل کتے ہیں۔
 یہ آیت شریف مسلمانوں کے حق میں ہے۔ جو جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ ایسا
 کام کرتے ہیں (۱) تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت میں اس طرح لکھا ہے فی احکامہم
قِيلَ لَهُمُ الْعِلْمُ وَالْإِيمَانُ وَالْإِسْلَامُ (۱) یعنی ان اجماع کل عصر و حجت الخ یعنی
 اوس حق کیساتھ انصاف کرتے ہیں اپنے احکام میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ علماء و واعظ دین کی طرف بلا نیوائے
 ہیں اور اس میں ایک دلیل ہے کہ واقعی ہر زمانہ کا اجماع حجت ہے (۲) تفسیر بیضاوی نے
 حضرت اس آیت شریف کے نیچے اس طرح فرماتے ہیں: **وَاسْتَدْلَ بِهِ عَلَى صِحَّةِ الْأَجْمَاعِ**
لَا تَلْوِ الْمَوَادِّ مِنْهُ ان فی کل قرن طائفة بهذه الصفة، یعنی صحت اجماع پر اس کے
 ساتھ استدلال ہے اس لئے کہ مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک گروہ علماء ربانی کا اس صفت
 کے ساتھ موجود ہوتا ہے: (۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا**
تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمَوْضِينَ (نولہ مائتوں) **وَنَصْلِبْ جَهَنَّمَ**
وَسَاءَتْ مَصِيرًا (سورہ النساء) یعنی جو کوئی مخالفت کرے رسول اللہ علیہ السلام
 سے جب کھل چکی اس پر راہ ہدایت کی بات اور چلے سب مسلمانوں کے راہ کے سوا سو ہم اس کے
 حوالہ کریں اسی طرف جو اس نے پکڑی ہے اور ڈالیں اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ
 پہنچا: اس حکم خداوندی سے صاف ثابت ہے کہ جو شخص تمام مسلمانوں (جو کثرت سے ہیں) کے
 خلاف راستہ نکالے اس کی جگہ دوزخ میں ہے یہ ظاہر ہے کہ وہابیہ شذوہ قلیلہ تمام دنیا کے
 مسلمانوں کو اس عمل کی وجہ سے کافر اور مشرک کہتے ہیں: (۳) **تَفْسِيرُ** مدارک میں اس آیت
 شریف باللہ کے نیچے اس طرح تحریر فرمایا ہے: (۱) **سَبِيلِ الَّذِينَ هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الدِّينِ**
الْحَنِيفِيِّ وَهُوَ دَلِيلُ عَلَى أَنَّ الْأَجْمَاعَ حُجَّةٌ لَا يَجُوزُ مَخَالَفَتُهَا كَمَا لَا يَجُوزُ مَخَالَفَةُ الْكُتُبِ
وَالسُّنَّةِ لان اللہ تعالیٰ جمع بین اتباع غیر سبیل المؤمنین و بین مشاققة

الرسول في الشرط وجعل جزاءه الوعيد الشديد فكان اتباعهم واجبا
 لمولات الرسول انتهى۔ یعنی وہ راستہ جس پر وہ لوگ بن حنیف یا حنفی پر ہیں اور یہ
 دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں۔ جیسے قرآن مجید اور حدیث شریف کی مخالفت
 جائز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اتباع غیر راہ مومنین اور مخالفت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
 کو ایک شرط میں جمع کر دیا ہے۔ اور اس کی جزا یا سزا میں وعید سخت فرمائی ہے پس اتباع واجب
 ہے جیسے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واجباً اور تفسیر بیضاوی میں
 اس آیت شریفہ کے نیچے اس طرح لکھا ہے:۔ والایۃ تدل علی حرمة مخالفة الاجماع لا
 تعالیٰ رتب الوعيد الشديد علی المشاققة واتباع غیر سبیل المومنین الخ یعنی یہ
 آیت اجماع کی مخالفت کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وعید
 شدید مرتب فرمائی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اور مسلمانوں کے راہ کی مخالفت
 کرے (۳) حدیث شریف (مشکوٰۃ کتاب الاعتصام) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما (ما
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ
 في النار) رواه ابن ماجه من حديث انس (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
 ہے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیروی کرو سواد اعظم (جمہور علماء و مسلمین)
 کی جو کوئی دور ہوا جماعت جمہور علماء اور مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخ میں ہے۔
 (۴) حدیث شریف (مشکوٰۃ) وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتي على ضلالة ويدا الله على الجماعة
 ومن شذ شذ في النار) رواه الترمذي (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں جمع کرتا۔ اور نہ کرے گا میری
 امت کو مگر ایسی پر اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ قدرت جماعت پر ہے اور جو کوئی اس جماعت سے الگ
 ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا) (۵) حدیث شریف مشکوٰۃ عن معاذ بن جبل قال قال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان ذئب الانسان كذا ثب الغنم يأخذ
 الشاة القاصية الناحية واياكم والشباب وعليكم بالجماعة والعامه
 (۶) رواه احمد (حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے کہ شیطان آدمی کے لئے بھیڑیا ہے جماعت سے الگ الگ کر کے ہلاک کرتا ہے)

جیسے بکری کے لئے بھڑیلے ہے جو اس بکری کو پکڑ لیتا ہے (جو گلہ سے دور رہتی ہے) اس بکری کو
 بھی جو گلہ سے ایک کنارہ پر پہنچتی ہے۔ سو تم اپنے آپ کو ایسے راستوں سے بچاؤ۔ اور تم کو لازم
 کہ جماعت اور جمہور مسلمانوں کے ساتھ ملے رہو یہ (۶) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ عن ابی ذر
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقة
 الاسلام عن عنقه۔ یعنی حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت بھر پس تحقیق اس کی اپنی گردن
 پر سے رسی اسلام کو نکال دیا پڑے (مولوی احمد علی محدث سہارنپوری اپنی مطبوعہ مشکوٰۃ میں
 حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں۔ یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمسا اذما علیہ
 اکثر المسلمین یعنی سواد اعظم سے مراد جماعت کثیر ہوتی ہے۔ یعنی تم پیروی اس امر کی کرو کہ
 جس پر اکثر مسلمان ہوں (۸) کتاب توضیح میں ہے۔ والسواد اکا عظم عامۃ المسلمین
 من ہوامۃ مطلقۃ والمراد بالامۃ المطلقۃ اهل السنۃ والجماعۃ یعنی سواد
 الا عظم عام مسلمانوں کو کہتے ہیں جو کوئی امت مطلقہ ہو۔ اور امت مطلقہ کی مراد وہی
 اہل سنت و جماعت ہے (۹) مسلم الثبوت میں ہے۔ ان اتفاق العلماء المحققین
 علی ممر الا عصا رجحۃ کالاجماع۔ اور شارح بحر العلوم نے محققین کے نیچے لکھا ہے۔
 وان کانوا غیر مجتہدین۔ یعنی تحقیق اتفاق علماء محققین کا جو ہم عصر ہوں حجت ہے
 اجماع کی طرح اگرچہ مجتہد بھی نہ ہوں۔

(توضیح)

ان آیات و احادیث و تفاسیر سے صاف صاف ظاہر ہے کہ اجماع امت کا منکر یا اس کے
 خلاف کرنے والا جماعت سے خارج ہے کیونکہ تمام علماء کرام و صوفیاء عظام و سلاطین فہام و
 مفتیان اعلام ہر چہار مذاہب۔ حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی۔ جریرین شریفین زاد ہما اللہ شرفا و
 تعظیما جہ۔ جدید۔ روم۔ شام۔ مصر۔ اندلس۔ بغداد۔ بصرہ۔ موصل۔ بخارا۔ ہندوستان۔ پنجاب وغیرہ
 عمل خیر و برکت مولود و شریف کو اور قیام قسط و عدل کو مستحسن مسنون۔ واجب فرض کفایہ جانکر نہایت
 شوق اور ذوق اور محبت سے کر رہے ہیں۔ اور اس کے منکرین جماعت مسلمین سے نکل کر خرق اجماع
 کے مرتکب ہو رہے ہیں جو شریعہ قلیلہ ہیں۔ وہ سواد اعظم سے جدا ہو کر فارق الجماعت کے فعل سے

شیطان کے قبضہ میں جا رہے ہیں۔ اور ہر چند ہماری علمائے اہلسنت و جماعت کافی طور پر سمجھا رہے ہیں مگر ایک نہیں سنتے اور مخالفت کا بیڑا ایسا بلند کر رکھا ہے کہ جس سے حق و باطل کے سمجھنے کی تیز کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون :

آدم بر سر مطلب یعنی انبات مولود شریف

(۱) تفسیر روح البیان زیر آیت شریفہ :- محمد رسول اللہ الایم من تعظیم عمل المولد اذ لم یکن فیہ منکر والمولد من المنکر ضد المعروف وکل شیء لا یعرف اباحتہ من الشرع۔ یعنی عمل مولود شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے۔ جب تک اس میں منکر نہ ہو اور منکر سے مراد معروف کی ضد ہے اور ہر چیز جس کی اباحت شرع میں پائی جائے مولود شریف میں کوئی منکر نہیں۔ بلکہ عین شریعت آیات و احادیث سے ثابت ہے :

(۲) مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۲۷۔ سطر امصری حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ :- ثویبہ علیقۃ ابی لہب اہتقما حین بشرته بولادته علیہ السلام وقد راہی الولہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک فقال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنتین وامس من بین اصبعی ہاتین ماء و اشار برأء من اصبعہ و انشأ لہ باعقا فی ثویبہ عند ما بشرتہ بولادۃ البنی صلی اللہ علیہ وسلم و بارضا عما لہ۔ قال ابن حجر نری فاذا کان هذا الولہب لکافرا الذی نزل القرآن بذمہ جونہی فی النار لفرحہ بولادۃ البنی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فما حال المسلم الموحّد من امتہ علیہ السلام الذی یسر بولادہ و یبذل ما یصل الیہ قد رآہ فی محبّہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یكون جزاؤ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العیم جنات النعیم۔ بلفظہ ترجمہ ثویبہ (بولہب) کو ابولہب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جو اس نے ابولہب کو خوشخبری پہنچائی تھی آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد کسی خواب میں دیکھا۔ اور اس کے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ ابولہب، کہا کہ دوزخ میں ہوں۔ لیکن ہر دو شنبہ کی رات کو میرا عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے اور میں اپنی دو انگلیوں میں سے پانی چوتھا رہوں۔ اور اس نے اپنی انگلیوں کے اشارہ سے بتایا۔ یہ اس واسطے ہے کہ ثویبہ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ اور ان کے دودھ پلانکی وجہ سے فرمایا ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب لیلہ بائیس ہجری کے لئے حاصل ہوئی جو کا فر تھا اور اس کی خدمت قرآن شریف میں نازل ہوئی تھی جب کہ ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کرنے میں اس کے خیر ادا دی گئی۔ اور اس کا عذاب و شکنجہ کی رات کو خفیف کیا جاتا ہے پس کیا حال ہے مسلمان موجد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا جو ان کا مولود شریف خوشی سے کرتا ہے۔ اور اپنی توفیق کے مطابق خرچ کرتا ہے (ابن جزری کہتے ہیں) مجھے اپنی عمر کی قسم ہے بیشک اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل کے بہشت میں داخل کرے:

(۱۳) ایضاً جلد اول صفحہ ۲۷۔ سطر ۱۷۔ ولا تزال اهل الاسلام يحفلون بشهر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم ویقصدون فی لیلالیہ بالوانواع الصدقات ویظہرون السرو ویزیدون فی المبرات ویعتنون لقراءۃ مولدہ الکریم ویظہرون علیہم من بدکاتہ کل فضل عظیم۔ ترجمہ۔ تمام اہل اسلام ہمیشہ اس ماہ مبارک میں جس میں حضور رحمت اللعالمین نے ظہور فرمایا۔ بڑی بڑی محفلیں کرتے ہیں اور نہایت خوشی سے کھانے کھلانے اور تمام راتوں میں غزیر طرح طرح کے صدقات و خیرات کر کے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور مولود شریف میں لغت خوانی کرتے ہیں اس لئے ان پر تمام قسم کی برکتیں اور فضل ظاہر ہوتے ہیں: (۱۴) مواہب اللدنیہ۔ جلد اول صفحہ ۲۷ سطر ۱۹۔ مصری۔ وجماعہ من خواصہ انه امان فی ذلک العام و بشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمال مفرحہم اللہ امواہم اتخذہا لیلی شہر مولدہ اللہ اعیاد الیکون اشد علة علی من فی قلبہ مرض وعناد۔ بلفظ۔ ترجمہ (مولود شریف کے کرنے میں) تجربہ کیا گیا ہے کہ کرنے والے کیلئے اس سال ان کے گھر میں امن رہتا ہے۔ اور دنیا کی تمام مرادیں اور مطلب اور حاجتیں حاصل ہونے کی خوشی ہے۔ پس رحم کرے اللہ تعالیٰ ان پر جو مولود شریف کے مہینے کی راتوں کو عید بناتے ہیں تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت اور بغض کی بیماری ہے۔ ان کے لئے شدت سے بیماری ہو۔ (آئین) بعینہ و ہا بیاہ نجد یہ کی تھانت ہے: (۱۵) مولد النبی حضرت ابن جزری محدث شافعی علیہ الرحمۃ۔ لا تزال اهل الحرمین الشریفین والمصر الیمین والشام سائر البلاد العرب من المشرق والمغرب یحفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ

علیہ وسلم و یفرحون بقدر و مہلال ربیع الاول و یلبسون بالثیاب الفاخرة
 و یترینون بالانواع الزیت و یطیبون و یکتحلون و یاتون بالستر و سر فی ہذا
 الايام و یبذلون علی الناس بما کان عندہم و یعمون اہتماماً بلیغاً علی
 اسماع قرأتہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یالون بذلک اجراً جزیل
 و فوزاً عظیماً و مما جرب عن ذلک انہ وجد فی تلک الايام کثرة الخیر و البرکة
 مع السلامة و العافیة و سعة الرزق و انہ یدل المال و الاثر و الاموال و امن
 و الامان فی البلاد و الامصار و السکون و القرائن البیوت و الدار ببرکة
 مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلقطہ ترجمہ ہمیشہ سے اہل حرمین شریفین و زاد
 ہما اللہ شرفاً و تعظیماً، اہل مصر و یمن اور شام اور تمام ملک عرب مشرق سے مغرب تک
 مولود شریف کی مجلسیں کرتے ہیں۔ اور ماہ ربیع الاول کے آٹھ کی خوشیاں مناتے ہیں۔ اور
 عہدہ فاخرہ لباس پہنتے۔ اور قسم قسم کی زمینیں روشنی اور خوشبوؤں سے کرتے اور سرمہ لگاتے ہیں
 خوشی اور خرمی کرتے ہوئے آتے ہیں اور لوگوں کو جو کچھ ان کے پاس ہے بذل اور بخشش کرتے
 ہیں۔ اور بڑے بڑے اہتمام مولود شریف کے سننے میں بجالاتے ہیں۔ اور اس سے اجر
 جزیل اور مراد عظیم کو حاصل کرتے ہیں اور مولود شریف کا عمل محنت ہے۔ جو ان دنوں میں کیا
 جاتا ہے۔ مال میں کثرت اور برکت سلامتی اور عافیت کے اور کثادگی رزق اور زیادتی مال
 اور اولاد کی اور ہمیشہ رہتا ہے۔ امن و امان اس ملک یا شہروں میں اور سکون اور قرار ہوتا ہے
 گھروں میں مولود شریف کی برکت سے (۱۶) منافع النبوت ترجمہ منافع النبوت حضرت شیخ عبدالحق
 علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۲۷ سطر ۱۵ بعض عالموں نے اس قول کے متفق ہونے پر دعویٰ کیا
 ہے کہ ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہویں تاریخ ربیع الاول کو واقع
 ہوئی۔ اور اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے اور اس شب میں مقام ولادت شریف کی زیارت کرتے ہیں اور
 مولود شریف اور جو کچھ آداب اور اوضاع میں سے بارہویں شب کو پڑھتے ہیں اور ولادت بارہویں
 روز و شب کو واقع ہوتی تھی (۱۷) مجمع البحار حضرت محمد طاہر میثاق علیہ الرحمۃ ثلث اخیر
 صفحہ ۵۵ فاخرہ شہر امویاً باطلحاس الجہور فی کل عام بلقطہ یعنی یہ ماہ
 ربیع الاول ایسا ہے کہ ہم حکم کئے گئے ہیں اس بات کا کہ خوشی و اکرام ظاہر کیا کریں ہر سال
 یعنی مولود شریف سال بسال کیا کریں۔

(۱۸) مناجات النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۳۶ سطر ۸۔ وصل۔ اول جس نے سرور
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شیر دیا تو یہ کنیزک تھی ابولہب کی جب متولد ہوئے پیغمبر سرور عالم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یسین فی الفور ابولہب کو بشارت جا کر پہنچائی۔ کہ تیرے بھائی کے گھر میں
 یعنی عبداللہ کے یہاں فرزند متولد ہوا ہے۔ ابولہب کا یہ مشردہ سن کر تو یہ کو آنکھیں کھلیا۔ اور امر کیا
 کہ مولود کو شیر دیوے ابولہب نے یہ شادی اور سرور جو اس مولود بخو کے واسطے کی حق تعالیٰ
 نے اس کے عذاب میں تخفیف فرمائی۔ اور دو شنبہ کے روز کا عذاب ابولہب پر سے اٹھایا۔ چنانچہ حدیث
 میں آیا ہے اور اس جگہ مذکور ہے اہل موالید کیلئے کہ جس شب میں حضرت کی ولادت ہوئی۔ انہیں
 سرور کریں۔ اور بڈل اموال کریں۔ اور خیرات نکالیں۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا اور قرآن اکی نہ
 میں نازل ہوا چنانچہ بدت پیدا ابی لہب یعنی قطع ہو جو دوناں ہاتھ ابولہب کے جب ایسے
 کافر کی خبر دی جائے۔ کہ اس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت میں سرور کیا۔ اور بڈل
 کیا اپنی جاریہ کا شیر اسطے اس سرور کے تو پھر مسلمان کا کیا حال ہے کہ پرے محبت میں سرور عالم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور سرور اور بڈل مال کرتے ہیں اسکی راہ میں کیا کچھ ہو۔ بلقط
 (۱۹) ثابت بالسنت فی الایام والسنۃ شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمۃ صفحہ ۹۔ سطر ۹
 وکمال اہل الا سلام یخفون بشہر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعلنون
 الولایم ویتصدقون فی لیلایہم بالانواع الصدقات ویظہرون السریر فی زیاد من
 فی المہربات ویعتنون لقراءۃ مولدہ الکریم ویظہرون علیہم من برکاتہ کل
 فضل عظیم وحمایہ من خواصہ اندامان فی ذالک العام بشری عاجل
 بنیل البغیہ والمہام فرحم اللہ امرء اتخلف لیا لی شہر مولدہ المبارک واعیا
 لیكون اشد علة علی من فی قلبہ مرض وعناد ترجمہ۔ اور اہل اسلام ہمیشہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینہ محفل کرتے ہیں اور کھلنے کھلاتے ہیں اور اس مہینے کی راتوں میں طرح طرح
 کے صدقہ کرتے ہیں۔ اور خوشیاں مناتے ہیں اور اچھے اچھے کاروبار نیک میں زیادتی پکڑتے ہیں۔ اور حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف پڑھتے ہیں اور ان پر ہر ایک قسم کا فضل عظیم کی برکتیں ظاہر ہوتی
 ہیں اور مولود شریف کی بحرب خاصیت یہ ہے۔ کہ اس سال بھر میں امان اور امن ہے اور حاجت
 روائی اور مطالب برآری کی بڑی بشارت ہے پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو مولود مبارک
 مہینہ کی راتوں کو عیدین بنائے۔ تاکہ اس پر خیر کے دل میں مرض عداوت (رسول اکرم صلی اللہ علیہ

آلہ وسلم کی اور عناد ہے سخت علت ہو۔ بلقطہ: (۲۰) در منظم علامہ طغریک میں ہے۔ قد عمل
 المحبون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرحاً بمولده المولود ثم فمن ذلك ما عملہ بالقاهرة
 من ولادته الکبار الشیخ ابو الحسن المعروف بابن فضل قدس سرہ شیخ شیخنا ابی
 عبد اللہ محمد بن نعمان و عمل ذلك قبلہ جمال الدین عجمی الحمدانی و ممن عمل
 ذلك علی قدر وسعته یوسف الحجاز بمصر و قدرائی النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم و هو یحییٰ یوسف المذکور علی عمل ذلك یعنی میلاد مبارک کی شادی
 میں مجاہد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کئے۔ انہوں نے جملہ قاہرہ کے بڑے ولیموں
 میں سے وہ ولیم ہے جو ہمارے استاد ابو عبد اللہ محمد بن نعمان کے استاد شیخ ابو الحسن معروف بہ
 ابن فضل قدس سرہ نے کیا۔ اور ان سے پہلے جمال الدین ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور یوسف
 حجازی نے مصر میں بقدر اپنی وسعت کے ترتیب دیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب
 میں انہیں اس عمل مبارک کی ترغیب تحریر فرمائی۔ بلقطہ: (۲۱) کتاب اذاتہ الامام المانع علی
 المولد والقیام حضرت مولانا محمد تقی علی خاں حنفی قادری بریلوی (صفحہ ۸۲)۔

(۲۲) امام حافظ ابن جوزی فرماتے ہیں۔ لم یکن فی ذالک الا ارا غام الشیطان ادغاک
 اهل الایمان یعنی اس عمل مولود شریف میں تذلیل شیطان اور تقویت اہل ایمان کے سوا
 اور کچھ نہیں۔ بلقطہ۔ اذاتہ الامام المانع المولد والقیام حضرت مولانا محمد تقی علی خاں حنفی قادری
 بریلوی (صفحہ ۸۲) (۲۲) در ثمین فی بشرات النبی الامین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث
 دہلوی (صفحہ ۸) (بابیسوی حدیث) اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں۔ کنت اصنع فی
 ایام المولد طعاماً ضلۃً بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتہ لی فی منته من لسان
 شیء اصنع بہ طعاماً فلم اجد الا حمصاً مقلیاً قسمته بین الناس قرايتہ صلی
 اللہ علیہ وسلم و بین ید یہ ہذا الحمص منہجاً بشائریۃ فی ایام مولود شریف
 میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیار کا کھانا کیا کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا
 کچھ میسر نہ ہوا میں نے لوگوں میں وہی چنے تقسیم کر دیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی زیارت سے مشرف ہوا اور دیکھا کہ وہی چنے حضور کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضرت شاد اور سرور ہیں
 (۲۳) فیوض الحشر میں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی (صفحہ ۲۶ و ۲۷) کنت قبل
 ذلک یمکۃ المعظۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتنا والناس

یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدکرون اخصاصہ التی ظہرت فی
ولادته و شہادہ (قبل ہجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرأیت النوا واسطعت
دفعہ واحدا لا اقول انی ادسا کتھا بصر الجسد ولا اقول ببصر الروح فقط
اللہ اعلم کیف کان الامر بین ہذا و ذلک فتاملت تلک الا نواس فوجدتھا من
قبل الملئکة المولکین بامثال ہذا المشاہد و بامثال ہذا المجالس و رأیت
مخالط النواس الملئکة یا نواس الرحمة . ترجمہ - میں اس سے پہلے کہ مبارکہ میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد مبارک میں تھا۔ میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے۔
اور وہ شریف پڑھ رہے تھے۔ اور بیان کر رہے تھے۔ وہ معجزات جو ولادت کے وقت ظاہر
ہوئے تھے۔ تو میں نے دیکھا کہ کجبارگی کا نواز ظاہر ہوئے میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ کہتا
ہوں کہ روح کی آنکھوں سے دیکھا۔ فقط خدا جانے کیا امر تھا۔ میں نے نازل کیا۔ تو معلوم ہوا کہ
یہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں پر موحل ہیں۔ ۱۔ شاید یہ میں نے دیکھا کہ انوار
ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔ (۲۵) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی
صاحب تفسیر فتح العزیز دادا پیر دیوبند یاں آپ نے علی محمد خاں رئیس مراد آباد کے نام خط تحریر
فرمایا تھا عبارت اس کی مختصر ایسے ہے :- ”و تمام سال دو مجلس اور خانہ فقیر منعقدے شود
اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دورہ و تریش ازین قریب چار صد یا پانصد گن بلکہ قریب ہزار گن
زیادہ از ان فراہمے آید و دورہ دے خوانند بعد از ان کہ فقیرے آیدے نشیند و ذکر فضائل
حنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیانے آید۔ و آنچہ در احادیث اخبار شہادت این بزرگان
وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود و بعد از ان ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر حاضر فاتیحہ نمودہ می آید۔ پس
اگر این چیز یا نزد فقیر جائز نہ بود اقدام بر آن اصلائے کرد اسانے کھانا رکھ کر قرآن پڑھ کر فاتیحہ
باقی ماند مجلس مولود شریف پس عالش این است کہ تبارہ میخ دوازدم شہر ربیع الاول ہمیں
مردم کہ موافق معمول سابق فراہم شدہ۔ و در خواندن و در شریف مشغول گشتند فقیرے آید۔
اولاً از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکورے شود۔ بعد از ان مذکور ولادت
باسعادت و نندے از حال ضاع و حلیہ شریف۔ و بعضی از آثار کہ درین اوان لظہور آمد بعض
بیانے آید۔ پس بر حاضر از طعام یا شیرینی فاتیحہ خواندہ تقسیم آن بجا فرین مجلس می شود۔
بلقط۔ در انوار ساطعہ صفحہ ۱۵۴۔ والذی المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم صفحہ ۱۰۴۔ یہ بھی سامنے

لکھنا شیرنی رکھ کر فاتحہ پڑھی گئی: (۲۶) ارشادات حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
کی تمام دیوبندی علماء کے پیرو مشد قابل عمل و پایہ۔ دیوبندیہ۔ ضروری:

(الف)

خط از جانب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی۔ بنام مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب
راپوری مدرس احمد آباد (گجرات)۔ جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف
بیلاد مبارک کایع ہنیت کذا یہ معمولہ علماء ثقات صلحاء و مشائخ کرام بارگاہ قرار کر چکا ہے
اور اکثر اس کا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات و تقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے فقیر کو
اس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے
کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے۔ بلفظ۔ انوار
ساطعہ صفحہ ۳۲۶ سطر ۵: (تا بیچ خط، رمضان ۱۳۱۰ ہجری۔

(ب)

خط دوم از حضرت موصوف صدر بنام مولوی خلیل احمد انبھوی۔ و مولوی محمود حسن
دیوبندی۔ مورخہ ۲۰ ذیقعد ۱۳۱۰ ہجری۔ از امداد اللہ علیہ الرحمۃ۔ بخدمت عزیزم پرجی
مولوی خلیل احمد صاحب انبھوی و عزیزم مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہا اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ تمام بلاد و ممالک ہندوستان گال و بہار و مدراس
دکن و گجرات و بمبئی و پنجاب و راجپوتانہ و رامپور و بہاول پور وغیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز و
حسرت خیز اس قدر آتی ہیں کہ جس کو سنکر فقر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے۔ اس کی علت یہی
ہے کہ ہیں قاطعہ و دیگر ایسی تحریرات ہیں۔ یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی۔ کہ تمام عالم
اسکی حمایت میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ تمام ممالک
کے علماء و مفتائی نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اس پر اتفاق کیا ہے۔ و یہی ہندوستان
میں سینکڑوں مذاہب کفریہ و عقاید باطلہ مخالف دین و بیخ کن اسلام ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔
اور کیسے کیسے الزام و اعتراض و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر وارد کرتے جاتے ہیں
ایسے وقت آپس کے مجاہدہ کی جگہ اس کی تردید کرنی چاہیے۔ اور قرآن شریف کی خوبیاں
اور فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد و مکارم، خلاق و محاسن اور صفات
کی ہر مقام ہر شہر و قریہ میں نہایت زور و شور سے مشہر کرنا چاہیے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلی

اکہ وسلم کے محامد اوصاف و مکارم اخلاق کو مشہور و اشاعت کرنے کے لئے ہر مقام میں مجلس اود
شریف کا چہرہ چاڑھا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے۔ بلقطہ۔ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۹ :-

(ج)

خط سوم۔ از حضرت موصوف صدر بنام مولوی محمد عبد السمیع مصنف انوار ساطعہ موزع
دہم رمضان سنہ ۱۳۵۴ ہجری۔ انوار ساطعہ کے اکثر مسائل میں فقیر دل سے متفق ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ
کی جناب میں بہت التجا اور دعا کی کہ اے اللہ اگر میں ان مسائل میں صراط مستقیم پر ہوں اور حق
بجانب ہوں۔ تو اس کتاب کو مقبول علما نے دیار و امصار و اہل اسلام کو چنانچہ ظاہر ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا۔ کہ تمام علماء حرمین شریفین و بلاد اسلام اس کے
مسائل میں متفق ہیں۔ اور خود کتاب کو پسند کرتے ہیں۔ ذالہی فضل اللہ یوقیہ من ایشاک
بلقطہ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲ :- (د)

خط چہارم از جناب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع صاحب علیہ
الرحمۃ یازدہم رجب سنہ ۱۳۵۴ ہجری۔ انوار ساطعہ را از اول تا آخر شنیدم و بغور و تدبیر نظر
کردم ہمہ تحقیق را موافق مذہب و مشرب خود و بزرگان خود یافتیم۔ بلقطہ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲ :-
(هـ)

خط پنجم۔ از جناب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع علیہ الرحمۃ۔ موزع
۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۴ ہجری :- میں خود مولود شریف پڑھتا ہوں۔ اور قیام کرتا ہوں۔
اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے۔ مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد پر کے بچہ کی
ہوش آیات تب بیٹھا۔ بلقطہ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲ :-

(۲۷) فیصلہ ہفت مسئلہ مولفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سرور مرشد دیوبند
حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمۃ نے اشاعت مسائل کا فیصلہ منصفانہ لکھا ہے۔
حضرت مولانا مولوی ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر صاحب تصوری علیہ الرحمۃ اور مولوی
خلیل احمد صاحب بانی دیوبندی کے درمیان بہاول پور میں سنہ ۱۳۵۴ ہجری میں مناظرہ ہوا تھا۔ اور پھر
کتاب تقدیس الوکیل من توہین الرشید الخلیل لکھی گئی۔ اور علماء و مفتیان اربعہ مذاہب حرمین شریفین
کی تصدیق سے شائع ہوئی۔ وہ ہفت مسائل یہ ہیں۔ اول مسئلہ مولود شریف
دوم مسئلہ فاتحہ مردجہ۔ سوم عرس و سماع۔ چہارم نماز غیر القدر پنجم جماعت ثانیہ

ششم امکان کذب باری تو ایسا ہی ممکن امکان ظہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اس بات میں صرف مسئلہ مولود شریف کی ضرورت ہے اس لئے وہی لکھا جاتا ہے :-
 اس امر میں تو کوئی شک نہیں کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجب خیر
 و برکات و نیوی و آخر دی ہے۔ صرف کلام بعض تعینات وغیرہ میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے
 بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ کل بدعة ضلالة اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں
 لا طلاق دلائل فضیلتہ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں
 داخل کر لیا جائے۔ کما یظہر من القائل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا
 هذا ما لیس منہ فهو ش۔ پس ان تخصیصات کو اگر کوئی عبادت مقصود نہیں سمجھتا۔ بلکہ فی
 نفسہ مباح جانتا ہے اور بہتیت سبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً قیام لذاتھا
 عبادت نہیں مگر تعظیم رسول کو عبادت جانتا اور کسی مصلحت سے اس کی یہ بہتیت معین کر لی
 اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر شخص بخشن سمجھتا ہے مگر مصلحت سہولت و دعام یا کسی اور مصلحت بہ
 رجب الاول مقرر کر لی تو ایسی تخصیص مذموم نہیں۔ تخصیصات اشتغال و مراقبات تعینات رسول
 مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں۔ اگر کوئی شخص مثل مولود بہتیت کہہ دے کہ وہ موجب برکات
 یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کو قیام کو ضرور
 سمجھے تو اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں اور اعتقاد ایک امر باطن ہے۔ اس کا حال
 بد و ن دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا۔ محض قرآن مجید سے کسی پریدگمانی اچھی
 نہیں اور یہ قیاس کر لینا کہ ہر شخص وجوب قیام کا مستعد ہے درست نہیں اور اگر کسی کا یہی عقیدہ
 ہو کہ قیام فرض واجب ہے تو صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائے گا جس کا یہ عقیدہ نہیں۔ اس
 کے حق میں مباح اور مستحسن رہیگا۔ اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی زیادتیاں دیکھ کر جیسا کہ
 بعض مجالس میں واقع ہوتا ہے سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں۔ یہ بھی انصاف کے خلاف
 ہے پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی۔ اور شرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں
 شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف اول
 لذت پاتا ہوں۔ الخ۔ بلقطہ صفحہ ۲ تا ۶ دیکھئے مفتی جی ! یہ ہے انصاف بزرگان دین کا
 بالخصوص محل پر و مرشد و پابو بند یہ کا جو مریدوں پر واجب ہے (۲۸) حضرت مجدد
 زمان پابو حرمین شریفین شیخ العلماء و الفضلاء مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات جنکو خود مولانا

خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں شیخ الہند اور تمام علمائے مکہ معظمہ پر فائق اور ان سے اعلم لکھا ہے
 (الف) اس رسالہ دائوار سا طعہ در میان مولود قاتلہ کو اول سے آخر تک اچھی طرح
 سنا۔ اسلوب عجیب اور طرز غریب بہت ہی پسند آیا۔ میرے ساتھ کرام کا اور میرا عقیدہ مولود شتر
 کے باب میں قدیم سے یہی تھا۔ اور یہی ہے بلکہ خلف سیح سیح ظاہر کرتا ہوں کہ میرا ارادہ یہی ہے
 برین زبستم ہم برین بگذرم

اور عقیدہ یہ ہے کہ انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے تغنی اور باجا اور کثرت
 روشنی بیہودہ نہ ہو۔ بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کیا جائے۔ اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شرمی بھی تقسیم کی جائے۔ اس میں کچھ ہرج نہیں
 بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں، اور دوسری طرف آریہ لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے
 پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں۔ اسی محفل کا انعقاد ان شرط کے ساتھ جو
 میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے
 کہتا ہوں۔ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں۔ اور اقوال بیجا منکروں کی طرف جو تعصبت سے کہتے ہیں
 ہرگز نہ التفات کریں۔ اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علماء صالحین نے منکلیں
 اور صوفیہ صافیہ جانتے رکھا ہے۔ اور تعجب ہے ان منکروں سے ایسے بڑے کہ فاکہانی مغربی
 کے مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو منکلیں محمدین اور صوفیہ صافیہ سے ایک ہی لڑی میں پڑ دیا
 اور ان کو ضال و مضل بتلایا۔ اور خدا سے نہ ڈرے بلکہ اس میں ان لوگوں کے استاد اور پیر بھی تھے
 مثل حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی ان کے صاحبزادے شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور ان کے
 صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلوی ان کے بھائی شاہ عبد العزیز دہلوی۔ اور ان کے
 نواسے حضرت مولانا اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرار ہم سب کے سب انہیں ضال و مضل میں
 داخل ہوئے جاتے ہیں۔ اے ایسی تیزی پر جس کے موافق جمہور منکلیں اور محدثین اور صوفیہ
 سے حرمین مصر اور شام اور یمن۔ اور دیار عجمہ میں لاکھوں گمراہی میں۔ اور یہ چند حضرات
 ہر ایتھ پر بلقطہ دائوار سا طعہ صفحہ ۳۲۲-۳۲۳ (ب) نقل تقریباً از کتاب
 تقدیس الوکیل عن نوین الرشید والخلیل۔ مؤلف حضرت حاجی حرمین شریفین زاوہ اللہ شرفاً
 وتعلیاً مولوی ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ

وہابیہ و یونیدیہ کے عقائد کا لب لباب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد و نعت کے کہتا ہے حاجی رحمت رب المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہا المنان کہ
 مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا۔ جو میرے نزدیک وہ اچھی
 نہیں۔ اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہو گا۔ اور مولوی عبد السمیع صاحب کو جو ان کو میرے
 سے رابطہ شاگردی کا ہے۔ جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے۔ تحریر یا منع کرتا تھا۔ اور
 مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریر ابھرتا تھا۔ بالمشافہ منع کرتا تھا۔ کہ آپس میں مختلف نہ ہوں
 اور علماء مدرسہ دیوبند یہ کواپنا پڑا سمجھو۔ پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرتا۔ کس
 طرح متمدن رجحان حضرات علماء مدرسہ دیوبند یہ کی تحریر اور تقریر بطریق تو اتر مجھ تک پہنچی۔ کہ تمام آفسو
 سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو
 رشید سمجھتا تھا۔ لیکن میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلتے۔ یعنی غیر رشید جس طرف آئے اس
 طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے روٹنا کھڑا ہوتا ہے۔
 حضرت اول قلم اسپر اٹھایا کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو اس میں دوسری جماعت کو بغیر
 اذان اور تکبیر کے ہو اور دوسری جگہ ہو جائے نہیں۔ آپ کا اور آپ کے تبعین کا وہ حکم تو نہ تھا۔ جو نبی پر
 وقت حکومت مکہ معظمہ کے تھا۔ کہ جماعت اول میں حاضر نہ ہو۔ اس کو سزا دیتے تھے۔ سو آپ کا اور
 آپ کے تبعین کا ایسا حکم جاہلوں کے واسطے من و سلوئے ہو گیا۔ کہ سب مومنین میں خاص کر شد
 گزنی کے موسم میں غدر یا گھ لگ گیا۔ کہ غدر کے سبب اب تو جماعت فوت ہو گئی ہے۔ دوسری جماعت
 جائز نہیں۔ دکان اور گھر چھوڑ کر مسجد میں کس واسطے جا دیں۔ اور علمائے جو مخالفت ان کے
 کرتے تھے۔ اپنی ہٹ پر نہ و نہ و نہ ہڑتے تھے۔ پھر ایک فاسق مرد کو چاہئے کہ حضرت عیسیٰ
 (علیہ السلام) کے برابر سمجھتا تھا۔ اور سب انبیاء نبی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تھا۔ اور اپنے
 بیٹے کو درجہ خدائی پر پہنچاتا تھا۔ عیسیٰ اور موسیٰ اور پیغمبر علیہم السلام کا کیا ذکر ہے۔ اور اس کے نزدیک
 تو کھلم کھلا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور بہاؤ الدین نطنز (رحمۃ اللہ تعالیٰ)
 اور شہاب الدین سہروردی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم کو جن کے
 سلسلوں میں نکھو کھما صالحین اور بنابر ہا اولیاء مقبول رب العالمین گذرے ہیں۔ کافر اور گمراہ

کنندہ بتلاتا ہے۔ اور فحوائے

این سلسلہ از طلکے ناست این خانہ تمام آفتاب است

بڑا بھائی اس مردود کا دنیا کی کمائی کے لئے اور ہی طریقہ برتنا ہے اور دوسرا چھوٹا بھائی اس کا
 امام الدین نامی چوہدری اور بھنگیوں کی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور ان کے نزدیک مقبول
 پیغمبر ہے حضرت مولوی رشید اس مردود کو مرد صالح کہتے ہیں۔ اور جو علما اس مردود کے حق
 میں کچھ کہتے تھے مولوی رشید احمد اپنی ہٹ سے نہیں ملتے تھے۔ اور کہتے تھے مرد صالح ہے
 الحمد للہ کہ حق تعالیٰ نے اسکو جھوٹا کیا۔ اور اپنے بیٹے کے حق میں دعویٰ کرتا تھا۔ اس میں بالکل ہی
 جھوٹا کیا۔ پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ
 ہوئے۔ اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں گو کیا ہی روایت
 صحیح سے ہو منع فرمایا۔ اور حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب جناب مولانا اسحاق مرحوم تک غایت
 تھی کہ عاشورے کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جا کر روایات صحیح سے بیان حال شہادت کرتے
 تھے۔ سو یہ سب ان کے مشایخ کرام و اساتذہ عظام میں ہیں سو آپ کے تشدد کے موافق ان
 مشایخ کرام و اساتذہ عظام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے اور میرے نزدیک اگر روایات صحیح سے
 حال شہادت کا بیان ہو تو فائدہ سے خالی نہیں۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جب میں ہندوستان میں
 تھا عاشورے کے دن حال شہادت کا بیان کرتا تھا اس مجلس میں کم سے کم ہوں تو ہزار آدمی
 سے زیادہ ہی ہوتے تھے۔ اور اس بیان شہادت میں تعزلیوں کے بتانے کی برائی اور جو رسوم
 اور بدعات تعزلیوں کے سامنے کی جاتی ہیں۔ ان کی برائی بیان کرتا تھا۔ اور اس میں تین فائدے تھے
 اول یہ کہ میں چھ گھڑی دن چڑھے اس وعظ کو شروع کرتا تھا اور دو پہر تک اس مجلس کو ممتد بناتا
 تھا۔ سو ہزار سے زیادہ آدمی تعزلیوں کے دیکھنے اور ان رسوم اور بدعات کے کرنے سے روکے
 رہتے تھے۔ دوسری یہ کہ اس بستی میں ساتھ تعزے بنتے تھے۔ جس میں سے دو شیعوں کے اور
 اٹھاون (۵۸) سنت جماعت کے سوا اٹھاون میں سے دو ہی برس میں اکیس کم ہو گئے۔ دو
 برس کے بعد غدر پڑ گیا۔ اور میں ہندوستان سے نکل کھڑا ہوا امید کہ ایک برس اگر رہتا میرا اور
 ہوتا تو یہ ستائیس جو اٹھاون میں سے باقی تھے یہ بھی موتوف ہو جاتے۔ تیسرے یہ کہ ہزار آدمیوں
 سے اونچے کو بلا واسطہ اور ہزار مرد و عورت اور بچوں کو بلا واسطہ ان ہزار کے برائی تعزیر کی اور
 ان بدعات کی معلوم ہو جاتی تھی۔ پر شکر کرتا ہوں۔ کہ حضرت رشید نے حرمت بیان شہادت

پر قلم اٹھایا۔ اور شہادت کے باطل کرنے پر لب نہ کھولی : پھر حضرت رشید نے جو واسع کی طرف
 توجہ کی تھی۔ اس پر بھی اکتفا نہ کر کے خود ذات حضرت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ
 وسلم کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو کنھیا کا جنم شمسی ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کرنے کو حرام بتلایا
 اور کھڑے ہونے کو گو کوئی کیسے ذوق شوق میں ہو بہت بڑا منکر فرمایا۔ اس ٹھہرانے بتلاتے فرمے
 کہ ہو کھا علماء صالحین اور مشائخ مقبول رب العلمین ان کے نزدیک بڑے لغزنی ٹھہر گئے : پھر
 نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چہ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر دیے
 اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی۔ اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑھتی نہ رہا۔ اور
 بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے۔ اور اسی عقیدے کی خلاف ورزی
 فرمایا : پھر اس توجہ پر جو ذات اقدس نبوی کی طرف تھی اکتفا نہ کیا۔ ذات اقدس الہی کی طرف
 بھی متوجہ ہوئے۔ اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعوے کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات
 نہیں۔ بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال کی فرمائی۔ نعوذ باللہ من ہذا الخرافات
 میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر اور باطن میں بہت بڑا سمجھتا ہوں۔ اور اپنے مجاہد کو منع کرتا ہوں
 کہ حضرت مولوی رشید کے اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا
 ہوں کہ مجھ پر کھلم کھلا تبرا ہو گا۔ لیکن جب جمہور علمائے صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول
 رب العلمین اور جناب باری جہان آفرین ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت
 ہو گی : قصہ گنگوہ بدت ہائے دراز تک محل اولیائے کرام سلسلہ چشتیہ مبارک یہ کارہا ان میں
 سے ایک ناپاک الہ بخش نامی بعد مرنے کے خلق کے نزدیک ایسی روح نجس موزی مشہور ہوا
 کہ صد ہا کوشش تک اس کی ایذا سے خلق ڈرتی ہے۔ کیا اس روح نجس کے سبب ان اولیا کو
 جو بکثرت ہوئے برا کہہ سکتا۔ حاشا و کلا وہ تو اپنی زندگی جہل کے سبب بڑا اعتبار نہ رکھتا تھا خود
 یہ ہے کہ اگر کوئی بڑا اعتبار والا حضرت گنگوہ میں نکل کھڑا ہو تو اس سے کتنا خود ہو گا۔ اور
 جیسا مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الامارۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 (نعوذ باللہ من داس السعین و امارۃ الصبیان) یعنی ہم پناہ مانگتے ہیں اور اس ستر
 سے اور حکومت لڑکوں سے) میں بھی اس زمانہ کے حالات اور حضرت رشید اور ان کے چیلے
 چانٹوں کی تحریر اور تقریر سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو اس مقدمہ میں وہ کچھ میرے اوپر گھری کر شیعہ
 ہیں سبب سے اس کے جواب کی طرف التفات نہ کروں گا۔ اول یہ کہ شدت کا معنی ہے

طاقت ان چیزوں کی طرف توجہ کی ہی نہیں۔ دوسری یہ کہ اس امر میں بوجہ مصلحت زمانہ کے بالکل مخالف ہے۔ تیسری یہ کہ اور بہت اللہ کے بندے ان کے مقابلہ پر کھڑے ہیں۔ باقی ہیں اور دو بات۔ ایک یہ کہ فرماتے ہیں۔ بموجب خواب کسی شخص کے کہ علما دیوبند کے علمائے حرمین افضل ہیں: سبحان اللہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ شیخ عبدالرحمن سراج نے بیس برس منصب افتاء پر قیام کیا۔ اس بیس برس میں صغیر و کبیر موافق مخالف ان کی دیانت کے قائل ہیں۔ ان کے پہلے سید عبداللہ مرغنی جو مفتی تھے۔ ان کی دیانت بھی ضرب المثل ہے۔ اور اکثر علماء رحمہما لحن یہاں موجود ہیں۔ گو بعض غیر صالحین بھی یہاں موجود ہیں۔ بعض کی خطا میں اکثر کے حق میں بدگمان ہونا شان مسلم کی نہیں۔ دوسری یہ کہ فرماتے ہیں۔ کہ مسجد الحرام میں ایک عالم نابینا سے مولود کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا بدعت و حرام! شاید وہ نابینا مولوی محمد انصاری سہارنپوری ہوں جو تھپہ سے نام ان کا نہیں لیا۔ ان کو مکہ کا ہر صغیر و کبیر اہل علم سے برا کہتا ہے یا اور کوئی ایسا اندھا عقل اور بنیائی کا ہو گا: سبحان اللہ! خواب ایک مجہول شخص سے دیوبند کے علماء حرمین کے علما سے افضل ٹھہریں اور ایک بنیائی کے اندھے کے کہنے سے جو حقیقت میں وہ عقل کا بھی اندھا ہے۔ مولود شریف بدعت اور حرام ٹھہر جائے: اس پر مجھے ایک نقل یاد آئی ہے۔ کہ مداری فقیروں میں کہ اکثر ان میں کے رند و بد مذہب ہوتے ہیں۔ گوشاؤں و نادریوں میں ان میں کے اچھے بھی ہوں ایک اپنے مرید کو کہتا تھا۔ کہ بعد کچھ خدمت کے تجھے ایک نکتہ فقیری کا بتاؤں گا۔ بعد چند روز اس نے خدمت کر کے جو نکتہ پوچھا۔ تو کہا: کہ مولانا محمد۔ مد آرتینوں کے اول میم ہے کہ تینوں کا درجہ ایک ہی رہا۔ دوسرا نکتہ تجھے بعد اور کچھ خدمت کے بتاؤں گا۔ بعد گزرنے مدت کے اور کہنے خدمت کے جو وہ دوسرا نکتہ پوچھا۔ کہا کہ نکتہ مدنیہ۔ لیکن پور تینوں کے اول میم ہے۔ اس میں اشارہ ہے۔ کہ تینوں آپس میں برابر ہیں۔ اس زمانے میں مدنیہ کو لیکن پور کے برابر بتلایا تھا۔ حضرت مرجع لفجوائے۔ ہر کہ آمد براں مزید کرد۔ دیوبند کو مکہ۔ مدنیہ دونوں سے افضل ٹھہرا دیا کیوں نہ ہو شاہان حج

اس کار از تو آید و مرداں چہیں کنند

دوسری بات یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں الزام ساطع کے جواب میں کوئی فقیر نہ ہو گا۔ کہ اس کے مصنف کو مراحۃ کلمات فحش سے یاد نہ کرتے ہوں: اس پر مجھے دوسری نقل یاد آئی کہ جامع مسجد کے شہدے کہ رندی اور گالی گلیج بکنے میں مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک کی بیعت

کا حال میں نہ سنا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے مرشد نے وقت بیعت لینے کے یہ کہا تھا کہ سُن بے !
 جو اکیلو۔ گالی گلوچ بکیو۔ پر کاف لام سے رکیو۔ سُن کر کے یہ مضمون میری سمجھ میں نہ آیا میں نے
 ان کے ایک معتبر سے پوچھا کہ اس قول کے کیا معنی ہیں۔ کہا کہ کاف سے مراد کسی کو کافر کہنا
 اور لام سے لعنت کرنا۔ سبحان اللہ ! جامع مسجد کے شہدے کافر کہنے اور لعنت کہنے کو ایسا بُرا
 سمجھیں۔ اور براہین قاطعہ کے مصنف ان کو مشرک اور کافر بتا دیں : بعض جگہ بعض چیزوں
 میں مشہور ہیں۔ جیسے میری بستی کرانہ اور تاتوتہ جس کے رہنے والے مولوی قاسم اور مولوی یعقوب
 وغیرہ تھے۔ نجوستان میں مشہور ہیں کہ عوام صبح کا نام بھی نہیں لیتے۔ کرانہ کو بیرون الا شہر اور
 تاتوتہ کو پھوٹا شہر کہتے ہیں۔ اور کرسی اور کاندھ اور انھیں جو حق میں مشہور
 ہیں۔ اور ان بستیوں کے اہالی میں کچھ نہ کچھ تاثیر ہوتی ہے۔ میری بستی کی تاثیر میرے میں یہ ہوتی۔ کہ ایسا زنا
 نجوستان کا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ مولوی خلیل احمد کو ان کی بستی کے خواص سے بچائے۔ اور حضرت مولوی
 غلام دستگیر صاحب کو ان کے رد میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین :

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفر لہما الخمان۔ ۵ ذیقعد ۱۳۵۳ ہجری از

مکہ معظمہ : دلفظہ کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والتحلیل صفحہ ۳۰ تا ۳۱

فقیر اتم الحروف عرض کرتا ہے کہ مولود شریف کا بیان باوجود اختصار کرنے کے طول
 ہوتا جاتا ہے۔ اگر کلیم مفصلاً لکھا جائے تو کئی جلدوں میں بھی نہ سمائے۔ اس لئے نجوستان
 بس کرتا ہوں۔ اور بحث اثبات قیام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جس کی بابت آپ نے لکھا ہے کہ احادیث
 و آثار سے کسی قادم کے لئے قیام کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ بات آیات و احادیث و آثار اور اقوال علما
 کبار کے بالکل خلاف ہے۔ اب ذرہ ٹھنڈے دل سے سنئے :

فصل یازدہم در بیان اثبات قیام عمومی وقت ولادت

باسعاد حضرت سول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

پہلے اس سے آپ کے اعتراضات کے جوابات جو قیام ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم پر تھے۔ کافی طور پر آچکے ہیں۔ اب میں بالعموم قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کو آیات اور احادیث و دیگر اقوال محدثین و علمائے کرام عرب اور عجم سے ثابت کرتا ہوں۔ غشاوہ

قلب و عین کو دور کر کے غور اور تدبر کیجئے: (۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا رسولک شاہدا
 مبشرا و نذیرا التو صوابا للہ و سولہ و تعذروا و تو قدوا و تسجروا بکرمہ و اصیلا و رفع
 تحقیق ہم نے رسول بنا کر آپ کو بھیجا گواہ اور حالات بتانے والا خوشی کے اور ڈر ستانے والا تاکہ تم
 اے لوگو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اسکی مدد کرو
 اور عزت اور تعظیم کرو اس کی اور پھر تسبیح کرو اللہ تعالیٰ کی صبح اور شام: یہ آیت شریفہ صلی
 تعظیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہے جس کا مفصل ذکر آیت نمبر ۱۳ صفحہ ۹۸
 ہے (۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین ینذرون اللہ فیما وقعودا و علیٰ جنوبہم الآتیر سورہ
 آل عمران) وہ لوگ ہیں جو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر ذکر
 اپنی کھڑے بیٹھے اور لیٹے تینوں طرح کر سکتے ہیں۔ اور کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ذکر رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کرنا چاہئے۔ کیونکہ ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر خدا میں شامل
 ہے۔ جیسے کتاب الشفا میں زیر آیت و دفنالك ذکرک کے لکھا ہے کہ جعلتک ذکرا من ذکرى من
 ذکرک ذکر فی یعنی کیا میں نے تجھ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر اپنا جس نے یاد کیا تجھ کو اس نے یاد کیا
 تجھ کو پس کھڑے ہو کر ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا جو
 قیام العظیمی ہے (۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۶۳۸ سطر ۱۔ و دفنالك ذکرک اور بلند
 کیا ہم نے تیری قدر ظاہر کرنے کو تیرا ذکر نبوت و رسالت اور خاتم ہونے کے ساتھ یا اس طور
 پر کہ اذان و اقامت شہد خطبہ میں تیرا نام اپنے نام سے ہم نے ملا رکھا ہے۔ تاکہ بندے
 جب مجھ کو یاد کریں۔ تو مجھ کو بھی یاد کریں۔ یا خود میں نے مجھ پر سلام بھیجا۔ اور اور قی کو مجھ پر درود
 بھیجنے کا حکم دیا۔ الخ۔ گویا خداوند تعالیٰ کا ذکر کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر
 کے ساتھ شامل ہے۔ اور مولود شریف میں ذکر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا ہی ہوتا ہے۔ جو قیاماً جائز ہے (۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اذا
 قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا فیسلم اللہ لکم و اذا قیل انشزوا فانشزوا الا
 بیتہ۔ یعنی اے ایمان والو مسلمانوں جب تم کو کہا جائے کہ جگہ کشادہ کرو۔ و مجلسوں میں تو
 جگہ کشادہ کرو دو لوگوں میں۔ تاکہ کشادہ کر دے اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے رقبہ یا
 بہشت۔ یا تنگی اور زحمت دور کر دے، اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو۔ تو اٹھ کر
 کھڑے ہو جاؤ۔ اس آیت کے نیچے تفسیر قادری میں لکھا ہے۔ مجلسوں سے مراد مجالس

ذکر اور تلاوت نماز کی مجلسیں ہیں۔ پس کوئی شہر نہیں کہ مجلس ہذا جو کہ مولود شریف کی محفل ہے۔ مجلس ذکر ہے۔ اس میں وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونا واجب ہے۔ کیونکہ قاری مولد کے کہنے پر عمل کرنا واجب ہوا۔ جب وہ مجلس میں سب کو کہہ دیتا ہے کہ تعظیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور قاری مولد وقت ذکر ولادت شریف یوں کہتا ہے

اٹھ کھڑے ہو موٹو تعظیم کو	اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو	یا یوں
نہا از حلالان عرش آمد	کہ بر خیز از بے تعظیم احمد	"
نمائے غیب یہ آئی برابر	کہ تعظیم محمد کیجئے اٹھ کر	"
اتھو ذکر میلاد حضرت ہے اب	کھڑے دست بستہ ہو و سب کے سب	"
سر کے بل اٹھو سنجوب مصطفیٰ پیدا ہوئے	نور سے جن کے جہاں میں انبیاء پیدا ہوئے	"

اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص ذکر ولادت باسعادت کے وقت مولود شریف میں تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھڑا نہ ہو وہ آیت قرآنی کا منکر شقی القلب مہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے (۵) حدیث شریف اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۲۵ باب القیام۔ عن عکرمہ بن ابی جہل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم جنتہ عکرمہ کہ گفت آنحضرت درو آمدن من آنحضرت را برائے بیعت اسلام جس جہاں بالواکب المہاجری رسول کے کہ ہجرت آورد۔ در حب مکان فراخ را گویند اس دعا بخوش آمدن و خوشحال رسیدن و سیوطی در جمع الجوامع از مصعب بن عبد اللہ آوردہ کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عکرمہ بن ابی جہل را دید ایستاد و بجانب او رفت اعتناق کرد و فرمود۔ جس جہاں بالواکب المہاجری۔ الحدیث۔ رواہ الترمذی۔ بلفظہ فی اس حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکرمہ بن ابی جہل کے لئے قیام بھی فرمایا اور استقبال کیے معاقلہ بھی فرمایا (۶) حدیث شریف ایضاً جلد چہارم صفحہ ۲۶۔ وعن الشعبي ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم تلقى جعفر بن ابیطالب۔ شعبي کہ از تابعین۔ ست روایت کے کند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش آمد جعفر بن ابی طالب را خالتزمہ و قبل ما بین عینیہ پس معاقلہ کرد اور ابوسہداد در میان دو چشم فے۔ الخ۔ بلفظہ (۷) حدیث شریف ایضاً جلد چہارم صفحہ ۲۷۔ وعن زارع وکان عند عبد القیس روایت ست از زارع۔ و بودے در

الیحیٰ بن عبد القیس قال گفت لما قد منا المدینة برکاه که قدم آوریم بدینہ فجعلنا قناد
من یواحلنا پس شتابی بے کریم و از دورے شتافتیم و فرو دے آمدیم دے افتا یم از مرکب
ہائے خود فقلنا ید رسول اللہ پس بوسے دادیم دست مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم و سر جلد و پائے شریف اور ازین جائے بویز پائے بوس معلوم شد رواہ ابو داؤد و بلفظ
تو صحیح :- اس حدیث شریف اور اس سے بھی حدیث شریف سے تیام و معانقہ اور
بوسہ ہاتھوں اور پاؤں کا ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے کس قدر تعظیم اور
ادب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی اپنی سوار یوں پر سے کود پڑے اور دراز
ہی اتر پڑے۔ اور آتے ہی ہاتھ اور پاؤں مبارک کو چوم لیا۔ اس سے قدم بوسی کیسی صاف ثابت
ہے یا تو دباہیوں کو قیام ہی برا معلوم ہوتا تھا۔ حالانکہ قدم بوسی سہر کو تہ کا کر سجدہ کی طرح کیجاتی ہے قیام
کا روتا تو روتے ہی تھے۔ اب قدم بوسی پر بیٹیا اور سہ کو تو چاہو گا جو رہا بیوی کے نصیب تین (۸) حدیث شریف
المعاجلہ چہارم صفحہ ۲۲ رضی اللہ عنہا قالت ما رأیت احداً کان ۱۔ ستمادھد یا ودلا و فی روایۃ
حدیث یاد رکھا گفت عائشہ رضی اللہ عنہا ندیدم شیخ کے را مانند ترا بخشوع و خضوع و تواضع دے لیکن
دوقار و حسن خلق و حسن حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ رضی اللہ عنہا
از فاطمہ رضی اللہ عنہا کانت اذا دخلت فاطمہ حور لے در آمد براں حضرت قائم الیہا
لے ایستاد و لے رفت و میل لے کرد آنحضرت بسوئے لے فاخذ بیدھا پس گرفت
آنحضرت دست فاطمہ و قبلھا پس بوسے لے کرد اور اجلسھا فی مجلسہ دے
نشاند آنحضرت فاطمہ را در جائے نشست خود یعنی جائے خود را برائے دے
لے گذاشت درائے نشاند دکان اذا دخل علیھا قامت الیہ فاخذت
بیدھا فقبلتھا و اجلستھا فی مجلسھا۔ و بود آنحضرت حور لے در آمد بر فاطمہ لے
ایستاد و لے رفت و میل لے کرد بسوئے آنحضرت پس لے گرفت دست آنحضرت
را پس بوسے لے کرد و نشاند آنحضرت را در مجلس نشست خود رواہ ابو داؤد و بلفظ

دیکھئے کیسا قیام باوضاحت ہے قائم کے لئے جس کے آپ منکر ہیں :-

(۹) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ باب القیام۔ عن ابی سعید الخدری قال انزلت علی
حکم سعد بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ دکان قریباً منہ فجاء علی

حمار قلماذ فاصن المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا انصار قوموا الى
سيدكم متفق عليه يعني ابي سعيد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب ابو قرظہ
کا قبیلہ ایک حصار سے اترے بحکم سعد بن معاذ۔ قبیلہ ادس کے سردار تھے) آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو (سعد بن معاذ کی طرف) بھیجا۔ اور حضرت سعد انحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تھے طلب کیا ان کو۔ پس حضرت سعد بن معاذ گدے پر سوار
ہو کر آئے۔ اور جب مسجد نبوی کے نزدیک پہنچے جہاں حضرت تشریف فرما تھے، تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو فرمایا کہ اٹھو اور جاؤ اپنے سردار کی طرف۔ یعنی کھڑے
ہو جاؤ اپنے سردار کے لئے۔ نیز اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت شیخ عبد الحق
اشعۃ اللغات میں اس طرح لکھتے ہیں:۔ وہم طیبے از محی السنۃ نقل کردہ اندھا ہیر علماء
باین حدیث بر اکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا عتق بقیام و امام محی السنۃ محی الدین نووی رحمۃ
اللہ علیہ گفتہ کہ اس قیام مراہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است و اما ریت
دریں باب در دو مباحثہ دور نہی از اں صریحاً چرنے صحیح شدہ الخ بلفظہ صفحہ ۳۰۰

پس صاف ہے کہ اس پر اجماع جما ہیر علما ہو چکا ہے۔ کہ ہر اہل فضل و قادم کے لئے
قیام کرنا جائز ہے:۔ (۱۰) مشکوٰۃ کی حدیث کتاب الادب باب القیام الفصل الثالث۔ وعن
ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجلس معنای المسجد یجلس
فاذا اقام قمنا قیاماً حجتہ۔ فراه قد دخل بعض بیوت ازواجہ یعنی حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف
رکھا کرتے تھے۔ جب حضور کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ ہم بھی کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور کھڑے ہوا
کرتے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اپنے ازواجات مطہرات کے گھر میں داخل
ہو جاتے:۔ (۱۱) ایضاً۔ وعن عائشہ بن خطاب قال دخل رجل الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم وهو في المسجد قاعداً فترجح له رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال الرجل ان في المكان سعة فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان
للمسلم لحقاً اذا رآه اخوه ان يترجح له۔ یعنی عائشہ بن خطاب سے روایت ہے
کہا کہ ایک روز ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا حضور مسجد میں
تشریف رکھتے تھے۔ پس سرگے اور بے (الطور قیام) اپنی جگہ سے اس آدمی کے لئے۔ پس

کھڑے ہو تم طرف سردار اپنے کے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں۔ تو آپ ان کے لئے کھڑے ہو جاتا کرتے تھے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر لوسہ دیتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ کے پاس پہنچتے تھے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جاتی تھیں۔ اور آپ کا دست چاہتے تھے۔ اور اپنی جگہ آپ کو بھاتی تھیں۔ الخ۔ بلقطہ ۶

(۱۴) عقدا الجور بربر زنجی۔ مصنف حضرت علامہ جعفر بن حسین برزنجی علیہ الرحمۃ مطبوعہ لاہور
شکستہ ہجری وقد استحسن القیام عند ذکر ولادۃ الشریف اجماعاً ذکر الایۃ و
رویہ قطونی من کان تعظیہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ صرامۃ و مرمایۃ علیہ السلام
بے شک چھانا قیام کرنے کو وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل
جو روایت کہنے والے شعور مند ہیں۔ سو خوشخبری اور بھلائی ہو جو اس کے لئے ہے
سند ہو عظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت ہو مقصود نظر اس کا اور کمال ہونے کی

(۱۵) حاشیہ عقدا الجور بربر مذکورہ بالا صفحہ ۲۹ جناب حضرت مولانا شاہ قادیانی صاحب
علماء دین شرع متین اور فقہائے مآشرین و محدثین اور مجتہدین ملتفت عن مناقہ
نے فرمایا کہ بے شک قیام کرنا خاص ذکر ولادت شریف پر واسطے تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کے مستحسن اور لازم ہے۔ اور اس بات پر تمام مکہ اور مدینہ منورہ کے عالموں
کا اتفاق ہے۔ مگر فرقہ وہابیہ کے لوگوں کو البتہ اس میں کلام ہے۔ اور سوائے ان کے
سب اکابر دین اور علمائے حقیقین بے تکلف ہمیشہ سے قیام قبول و شرفی کرتے چلے
آئے ہیں۔ کسی کو انکار نہیں۔ جب مسلمانوں کو یہ بات ثابت ہو چکی تو ہر ایک صاحب
ایمان کو پیروی کرنا لازم ہے۔ خصوصاً مولانا جلال الدین سیوطی اور ابن جوزی

محدث اور امام جعفر بن حسین برزنجی علاوہ ان کے بڑے بڑے علماء ہند وستان
اور نقباء محدثان چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی و معلم العالمین زین العابدین مولانا علی
محدث دہلوی اور ابوالعلماء متاخرین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و امام اللہ فیہم
سب کے سب مولد کے قیام کو مستحسن سمجھتے ہیں۔ اور اپنی اپنی تصانیف میں کماحقہ ان
صاحبوں نے وجوہات لکھی ہیں۔ بلکہ ہمارے جناب نقباء امام العلماء سلطان الاحقاف
پیر دستگیر حجت آرمگا حضرت مرشدنا محمد شاہ سلامت اللہ علیہ الرحمۃ نے

رسالہ اشباہ الکلام فی اثبات المولد والقیام میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ اس کی تشریح بخوبی تمام لکھی ہے جس کا جی چاہے نظر انصاف سے دیکھ کر خاطر جمع کرے۔ جب مطلب اس قدر حدیثوں کو پہنچ چکا ہے۔ تو نزدیک اس فقیر مترجم کے قیام مولد شریف واجب تھیرا اور اب انکار اس بات کا قصد افسوس سے بلا تاویل لا محالہ کفر ہوگا۔ اللہ صراط المستقیم ۱۲ بلفظ صفحہ ۲۹: ۱۶۹ الدرا المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم حضرت شیخ محمد عبدالحق مہاجر کی صفحہ ۱۳۸۔ اناد العلامة مولانا وشیخ شیخنا عبد اللہ سراج المحنفی مفتی مکہ المکرمہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اما القیام اذ احاء ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم عند قراءۃ المراثی یف قوا شریک الائمة لسلام واقرا الائمة والحکام من غیر نیکر ولاد۔ زاد ولہذا کان مستحسنا ومن یشتمق التعظیم غیورہ ویکفی اثر عبد اللہ بن مسعود ما رآہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن اللہ ولی التوفیق والہادی الی سوام الطریق حورہ خادم الشریفۃ والمنتہاج عبد اللہ بن المرحوم عبد الرحمن سراج المفسر بالمسجد الحرام بلفظ ترجمہ۔ اقادہ فرمایا ہے مولانا وشیخ شیخنا عبد اللہ سراج حنفی مفتی مکہ معظمہ نے۔ اور قیام کرنا آپ کی ولادت باسعاد کے وقت مولود شریف میں سو یہ ائمہ اعلام سے متعارف ہے۔ اور قبول کیا ہے۔ اس کو اماموں اور حکام بادشاہوں نے بغیر انکار کرنے کسی منکر کے اور بغیر رو کرنے والے کے اس واسطے مستحسن ہے اور کافی ہے۔ یہ اثر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ما رآہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن۔ یعنی جس چیز کو مسلمان لوگ نیک جانیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے (۱۷) ایضاً قول حضرت مولانا شیخ جمال بن عبد اللہ بن عمر مفتی حنفی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۹۔ القیام عند ذکر مولدہ الاعظم جمع من السلف استحسنہ فہو بدینہ حسنہ بلفظ۔ یعنی مولود شریف قیام کرنا وقت ذکر یا ش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا ہے۔ پس وہ بدعت حسنہ ہے (۱۸) ایضاً تحریر مولانا شیخ محمد رحمت اللہ مہاجر کی صفحہ ۱۳۹۔ اصحاب من احاب ترجمہ جو مولانا شیخ عبد الرحمان سراج نے جواب دیا ہے۔ وہ صحیح ہے (۱۹) ایضاً تحریر حضرت محمد بن سعید بن محمد البصیل مفتی شافعی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۹:۔ ان القیام عند ذکر ولادته

۱۰ مترجم الخ۔ یہ حضرت مترجم ہیں کتاب عقد الجواہر مصنفہ حضرت جعفر بن حسین بزرگبی کے:

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیل انه مندوب وقیل انه بدعة
 حسنة لان البدعة تنقسم الى واجبة والى مستحبة والى بقية الاحکام
 الخمسة كما بينه العلماء في محله - بلفظ ترجمہ - ہے شک ذکر ولادت آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت قیام کرنا بعض نے مندوب کہا ہے اور بعض نے کہا
 کیونکہ بدعت کے بہت سے اقسام ہیں - واجب مندوب - اور باقی احکام خمسہ علیہ
 علمائے بیان کیلئے (۲۰) ایضاً تحریر حضرت خلف بن ابراہیم مفتی حنبلی مکر مفسر صفحہ ۱۱۱
 واما القيام عند ذكر مولد الله عليه وسلم فهو ادب حسن ولا يخالف
 مشرعا ومن تركه مع قيام الناس على اختلاف طبقاتهم فقد سلك سلك
 الجفا وربما يحصل عليه من الذم والتوبيخ ما لا خير فيه ولا يهود ذلك
 الشطط والتعق والتشريد في انكاره فانه اساءة واستخفاف بالجناب الاعظم صلی اللہ
 علیہ وسلم - بلفظ - یعنی قیام کرنا وقت ذکر سپید الش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ادب
 شریعت کے مخالف نہیں - اور جو کوئی آدمیوں کے ساتھ مولود شریف میں قیام کرنا ترک
 کرے - پس اس نے طریق جفا کا اختیار کیا - اور اکثر اس پر برائی اور توبیخ حاصل کرتے
 ہیں جس میں خیر نہیں - پس یہ بات ترک کرنا قیام کا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی جناب میں استخفاف اور توہین ہے (جو کفر ہے) :-

(۲۱) ایضاً تحریر شیخ مولانا محمد بن عبد اللہ بن حمید مفتی حنبلی مکر مفسر صفحہ ۱۲۰ - ان المولد
 النبوی فصل السيرة النبوية ومعلوم استحباب قراءة السيرة الشريفة کلار
 بعضا واما القيام عند ذكر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم فهو مقتضى الادب ولا
 يخالف مشرعا ولا - بلفظ - یعنی بیشاک مولد نبوی ایک فصل ہے - سیرت نبویہ
 سے سیرت شریفہ کا کلا یا بعضا پڑھنے کا استحباب سب کو معلوم ہے - مگر قیام کرنا مقتضائی
 ادب ہے - اور قواعد شرعیہ کے مخالف نہیں :- (۲۲) ایضاً تحریر مولانا محمد بن یحییٰ مفتی حنبلی
 مکر المشرقة صفحہ ۱۲۰ - يجب القيام عند ذكر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم
 لما استحسنته العلماء اعلام وقدوة الدين والا سلام فذكر وان عند
 ذكر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم يحضر روحا نية صلی اللہ علیہ وسلم
 فعند ذلك يجب التعظيم والقيام - یعنی قیام کرنا وقت ذکر ولادت با سعادت

حضرت علیہ السلام کے واجب ہے۔ کیونکہ علمائے اعلیٰ نے اس کو محسن کہا ہے
جو کہ مشوایہ دین و اسلام کے ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے
وقت آپ کی روح مبارک حاضر ہوئی ہے، تو اس وقت تعظیم کے لئے قیام واجب ہے۔

(۲۲۳) ایضاً تحریر مولانا حسین بن ابراہیم مصطفیٰ مالکی مکر مغلہ صفحہ ۱۴۱۔ انقیام عند ذکر

وقتہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم
کثیر من العلماء یعنی حضرت سید الاولین والآخرین کی ولادت کے ذکر کے وقت

قیام کرنے کو اکثر علمائے محسن کہا ہے (۲۲۴) ایضاً تحریر مولانا محمد عمر بن ابی بکر الریشی

شافعی مکر مغلہ صفحہ ۱۴۱۔ نعم انقیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم

العلماء وهو حسن بحسب علینا من تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم بلطف

یعنی ہاں اللہ تبارک کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استحسان علمائے

ہے اور وہ اچھا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہم پر واجب

ہے۔ (۲۵) ایضاً تحریر مولانا عثمان حسن الدیلمی شافعی مکر مغلہ صفحہ ۱۴۱۔ انقیام عند

ذکر ولادتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فی قراءۃ المولود الشریف

تعظیم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر لا شک فی استحسانہ وطلبہ واستحبابہ

بما یحصل لفاعله من الثواب المحظ الا وفرو خیرا کبر لانتہ تعظیم ای

تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللہ بہ من ظلمات الکفر

نورا لا یمان وخلصنا بہ من نار الجہنم الی جنت المعارف والا یفتان

فتعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم مسارعہ الی رضاء رب العالمین واطہار لا

قوی شری الیم الدین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ومن یعظم

حرمات اللہ فهو خیر لہ عند ربہ ثم قال الدیلمی بعد نقل الاحادیث

المستتہ للقیام فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحباب انقیامہ عند ذکر ولادتہ

الخ بلطف ترجمہ کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت مولود شریف

آپ کی تعظیم کے واسطے قیام کرنا ایسا بہت جس کے استحباب اور استحسان میں شک نہیں۔ اور

اسے کرنے والے کو بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ یہ قیام تعظیمی ہے اور تعظیم بھی اس کی کریم

کی جن کے سبب سے خداوند کریم نے ہم کو کفر کے اندھیرے سے نکالی کر ایمان کی روشنی میں داخل کیا اور انہیں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو جہنم کی آگ سے نکال کر معارف اور ایمان کے باغ میں پہنچایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنا صحابائے الہی کا باپ ہے جو شخص تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے شعائر کی وہ تعظیم کرنا۔ لوگوں کی پرہیزگاری اور جو شخص تعظیم کرے گا اللہ تعالیٰ کے حرمت کی اس وہ اللہ تعالیٰ کے عز و کبر کے واسطے بہتر ہے پھر وہی اہل بیت کے بعد اہل بیت کے جن سے قیام کا ثبوت ہوتا ہے کہا اس مجموعے سے جنکو ہم نے بیان کیا ہے آپ کی ولادت کے وقت قیام کر نیکا استحباب مستفاد ہوا: (۲۶) ایضاً (مولدہ الکبیر مصنف حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۲) فیقال نظیر ذلک فی القیام عند ذکر ولادۃ صلی اللہ علیہ وسلم ایضاً قال اجتمعت الامۃ المحدثۃ من اهل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المحدثی کور قد قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ۔ بافظہ ترجمہ میں کہنا جائے گا اسی کی نظیر سے قیام کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیز قیام مذکور کے استحسان پر امت محمدیہ اہلسنت و جماعت نے اجماع کر لیا ہے۔ اور تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

(۲۷) ایضاً افادہ مولانا ابوالبرکات رکن الدین محمد الحداد جو بہر اب علی قدس سرہ ص ۱۲۳ حاد اولیٰ فی درپردہ مباد کہ ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچان ذکر معراج و غزوات و معجزات و مانند اینہا بر دایات معتمدہ و معتبرہ و در ہر وقت و ہر مکان ظاہر بلا قید و بند تاریخ و ماہ و معرے از بدعات منفردہ او مجتمعا بزبان عربی باشد یا فارسی یا اردو و بشر باشد یا ظلم بالا اتفاق از مشروبات ست و خیر محض و موجب تقویت ایمان۔ و اما تعین اس قدر شہرہ بیع الاول و در شب روز دوم آل در روز دس پس نزد محمد بن یحییٰ مانند امام نووی و حافظ البوشامہ استاد امام نووی و ابن جوزی و شیخ ابو موسیٰ زہری و علامہ صراحتین مبارک معروفت بایں طبایع و جلال الدین سیوطی۔ و علامہ طہر الدین جعفر و محمد بن علی۔ و مشقی مصنف سبل اللہ۔ و امام برہنجی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی و غیر ہم قدس سرہ از امور مستحسنہ است و از اول قویہ لاندان شکن میرہن و ثبت است۔ الخ بلقطہ: (۲۸) غیر مسلموں کی طرف سے ولایت اللہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی تعظیم کے لئے قیام۔ از اخبار زہد مار لاہور مورخہ و فیقہ ص ۱۳۲ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء یوم یکشنبہ ۲۵ صفر ۱۳۳۵ء کا لہ ۳۰

ایک ہندوستانی مسلمان کا اعزاز انگلستان میں لودھی

خلاصہ :- اس جلسہ الوداعی چودھری عبدالحق بیرشرکایہ ہے کہ اس جلسہ میں کثرت سے لوگ تھے۔ اور اعلیٰ طبقہ کے اوراق قابل ذکر حسب ذیل حاضر تھے۔

(۱) ڈاکٹر جان پولن سی۔ آئی۔ ای۔ (۲) مسٹر جی بی پنڈیکن سی۔ آئی۔ ای۔

(۳) پروفیسر بی ڈبلیو رنلڈ :- (۴) مسٹر این سی سین :-

(۵) ڈاکٹر کیا ڈیا۔ ایم۔ ڈی :- (۶) مسٹر جی۔ او بیرسٹراٹ لا :-

(۷) مسٹر بی ورم بیرسٹراٹ لا :- (۸) مسٹر این بی۔ دلال :-

(۹) پروفیسر لیون ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ڈی۔ لیون :- (۱۰) نواب امین الدین حسین خاں :-

(۱۱) مسٹر اے۔ ایچ۔ تیمور مہر :- (۱۲) السید بکری مہر :-

(۱۳) مسٹر واکشیر :- (۱۴) مس ای۔ جے ہیلکٹ :-

(۱۵) مسٹر و مسٹر مرزا ڈاکٹر حسن علی سندھ :- (۱۶) مسٹر انور العظیم (مشرقی بنگال) :-

(۱۷) مسٹر و مسٹر فلاٹ :- (۱۸) مسٹر ولیم بی ممبر پارلیمنٹ :-

(۱۹) مسٹر ڈبلیو سی۔ آئی۔ ای۔ وغیرہم :-

میر مجلس ڈاکٹر جان پولن صدر ہوئے جنہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ چودھری عبدالحق

نے مشرق سے مغرب کے درمیان دوستانہ ارتباط برقرار کرنے میں کوشش کی ہے جو قابل داد

اور اور صاحبان نے بھی اپنی اپنی تقریریں کیں۔ اخیر پر بہت سے انگریز مرد و زن میں سے

ایک جاپانی شاعر مسٹر کومائی نے بھی اپنی نغمہ سنجی کی۔ اور ڈاکٹر پولن نے ایک لطیف نظم پڑھا

انگریزی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و مناقب میں پڑھی جس کے دوران میں تمام

حاضرین ازراہ تعظیم سر و قد ایستادہ رہے اور جلسہ ختم ہو گیا۔ بلفظہ۔ ملخصاً۔ و ملتقطاً :-

میں کہتا ہوں مسلمانوں غور کرو! اور منکر و سوچو! یہ ہے قیام تعظیمی حضرت رسول اکرم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو اس جلسہ میں غیر مسلمین عالی درجات دنیا کی طرف سے عمل میں آیا۔

اس تعظیم کی وجہ سے ممکن ہے کہ خداوند کریم ان لوگوں کو آخرت میں بھی کوئی ایسا سبیل پیدا

کر دے گا کہ وہاں بھی عالی درجات ہوں اور منکرین (جو برائے نام مسلمان ہیں) اس انکار تعظیم

کی گستاخی کی وجہ سے درجہ اسفل ایسا فلین سے بچائے۔ عبرت! عبرت! عبرت!!!

(۳۰) اقتباس فتاویٰ علماء مکہ معظمہ و مدنیہ منورہ و جدیدہ و جدیدہ۔ جو مولوی عبدالرحیم مرحوم دہلوی
 ۱۲۸۸ھ کو لائے۔ اور اپنی کتاب روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم میں شائع کئے جن میں حکم ہے کہ
 جو شخص مولود شریف اور قیام عظیمی کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔ حاکم شرع کو لازم ہے کہ
 ایسے منکر کو سزا دے۔ تعداد علماء۔ ۹۴۰:

سوال استفادہ از علماء مکہ معظمہ

ما قولکم دام فضلکم فی ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و القیام عند ولادۃ
 خاصۃ مع تعیین الیوم و تذکین المكان و استعمال الطیب و قرأتہ سورۃ من
 القرآن و اطعام للمسلمین هل یجوز و یثاب فاعلہ ام لا ینتوا جزا کما اللہ
 تعالیٰ ترجمہ کیا فرماتے ہو ہمیشہ رکھے اللہ تعالیٰ بزرگی تمہاری بیچ اس امر کے کہ ذکر کرنا ولادت
 حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور کھڑا ہونا نزدیک ذکر پیدا نش کے خاکسرا تم معین کرنے
 دن کے اور مزین کرنے مکان کے اور استعمال کرنے خوشبو کے اور پڑھنا کسی صورت کا قرآن
 مجید سے۔ اور کھانا کھلانا مسلمانوں کو خدا کے واسطے کیا درست ہے۔ اور ثواب ملتا ہے۔
 اسکے کرنے والے کو یا نہیں بیان فرمادے تم کو اللہ تعالیٰ جزا دے گا:

الجواب

اعلم ان عمل المولد الشریف بہذا کیفیۃ المذکورۃ مستحسن مستحب
 لان العلماء المتقدمین قد استحسنوا و قد استحسن القیام عند ولادۃ النبی
 فالمنکر ہذا مبتدع بدعت سنیۃ من موفۃ لانکار علی شئ حسن عند
 اللہ المسلمین کما جاء فی حدیث ابن مسعود قال ما رآہ المسلمون حسناً
 فهو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین ہما الذین ملوا الاسلام کالعلماء
 العاملين و علماء العرب و المصر و الشام و الروم و الاندلس کلہم رافقہ حسناً
 زمان السلف الی الآن فصار علی جماع الامۃ فہو حق لیس بضلال قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فعلی حاکم الشریعۃ تعزیر
 منکرہ واللہ اعلم۔ ترجمہ۔ جان لو کہ کرنا مولود شریف کا اس ہیئت کذا یہ ملزم ہوتا ہے مستحسن

مستحب ہے۔ کیونکہ علماء کے مفقود میں سے اس کو مستحسن کہا ہے۔ اور اسی طرح قیام عظیمی کو مستحسن
 کہا ہے۔ اور اس کا منکر بدعتی ہے اور بڑا بدعتی۔ اس لئے کہ وہ ایسے عمل کا منکر ہے جو بلا شرع
 اور کافہ مسلمین کے نزدیک مستحسن ہے۔ اتر حضرت عبداللہ بن مسعود سے صاف معلوم ہوتا ہے
 کہ جس چیز کو مسلمان نیک اور اچھی سمجھیں وہ عند اللہ بھی نیک اور اچھی ہے۔ عام مسلمانوں کے
 مراد علماء کے یا عمل میں۔ چنانچہ صاف سے اب تک علماء عرب۔ مصر۔ شام۔ روم۔ اندلس باہ اتفاق
 اس عمل کو مستحسن جانتے ہیں۔ پس اس پر جامع امت ہو گیا ہے۔ اس کے حق ہونے پر شبہ نہیں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارتداد ہے۔ کہ میری امت گمراہی پر کبھی اتفاق کر کے جمع
 نہ ہوگی۔ لہذا حاکم شرع کو لازم ہے۔ کہ اس کے منکر کو منکر نہ کرے۔ اس فتوے پر مفتیان مذہب
 الودیع و دیگر علماء نے بکے بکے ہاں ہاں کیے ہیں۔ اس کی مواہیر ثبت میں

خلاصہ تحریر علماء بدیع منورہ سوال ہی ایک ہے

الجواب

اعلم ان ما صنم من الولد اثم في مولد الشريف وقرئت محضرة المسلمين
 والفاق الطعومات وقيام عند ذكر ولادة الرسول الامين ورش ماء الورد والقيام
 بالبخور وتزيين المكان وقراءة شيء من القرآن والصلوة على النبي صلى الله عليه
 وسلم واظهار الفرح والسرور فلا شبهة في انه بدعة حسنة مستحبة وفضيلة
 مستحسنة فلا ينكرها الا المبتدع لا استماع بقوله بل على حاكم الا سلام ان
 يعزده۔ واللہ اعلم۔ ترجمہ جو چیزیں علی مولد شریف میں برتی جاتی ہیں۔ مثلاً خرخر اور
 اچھی چیزیں تقسیم کرنا۔ اور آیات قرآنی اور ورد و شریف کا پڑھنا اور اطہار و فرحت اور سرور اور
 قیام وقت ذکر ولادت کرنا۔ اور گلاب پاشنے اور بخور کا سلگانا۔ اور مکان کو سجانا سب
 بلاشبہ بدعت حسنة ہیں۔ اور نہایت خوبی اور فضیلت کی باتیں ہیں اس کا انکار وہی کرے گا
 جو بدعتی ہوگا۔ اور ایسے بدعتی کی بات سرگرم نہ سنا جائے۔ بلکہ حاکم شرع کو واجب ہے کہ
 اس منکر کو منکر نہ کرے۔ اس فتوے پر علماء کرام بدیع منورہ کے تیس (۳۱) کس کی مواہیر ثبت میں

خلاصہ تحریر علمائے جد شریفہ

۱۔ علم ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھنک الصوره المجموعۃ المذکورۃ
بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعاً لانی کوھا الا من فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق و
البغض لہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یسوغ لہ ذلک مع قولہ تعالیٰ و من
یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب واللہ اعلم ترجمہ محفل میلاد
مبارک بہتیت کذا ایہ شرعاً بدعت حسنہ اور مستحب ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا۔ جس
کے دل میں نفاق اور بغض و عداوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ کس
طرح سے اس کا انکار کوئی کر سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شعائر
کی تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ اس فتوے پر علمائے کرام جدہ شریفہ کے دس و اسی
کس کی مواہیر ثبت ہیں :

خلاصہ تحریر علمائے کرام جدید شریفہ

نعم قراءۃ المولد الشریف مع الاشیاء المذکورۃ جائزۃ بل مستحبۃ ثواب
فاعلم انہا فقد الف فی ذلک العلماء وحثوا علی فعلہ وقالوا لا نیکرھا الا المبتدع
حاکم الشریعۃ ان یعزروہ واللہ اعلم یعنی ہاں ! انعقاد محفل پاک مولود شریف بہتیت
کذا ایہ جائز ہے۔ اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اکثر علمائے اس محفل پاک کے
بارہ میں کتابیں لکھی ہیں۔ اور لوگوں کو اس محفل پاک کے انعقاد کی ترغیب دلائی ہے۔ ان کا
قول ہے کہ اس محفل پاک کا منکر بدعتی کے سوا اور کوئی نہیں۔ حاکم شرع پر واجب ہے کہ
اس کے منکر کو منرا دے :

اس فتوے پر جدیدہ شریفہ کے بارہ (۱۲) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

فہرست اول اشم و ارحم الدین و علمای مجوزین مولود شریفہ عالمیں

رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

(۱) شیخ عمر بن محمد الملاح مصلی من الصالحین المشہورین سبک اول انہوں نے مولود شریفہ کو ترتیب دیا

- (۲) علامہ ابو الخطاب ابن رجب اندلسی جو درجہ کلبی صحابی کی اولاد میں سے تھے۔ اور علماء و
صلحا سلطان ابوسعید مظفر کی محفل میں آتے تھے انہوں نے سب سے اول کتاب التنبیہ
فی مولد السراج المنیر تصنیف فرمائی۔ اور سلطان اربل کو پیش کی۔ دیکھو صفحہ ۲۶۰۔
- (۳) علامہ ابو طیب السبکی نرلی قوص من اجلۃ العلماء المالکیہ :
- (۴) امام ابو محمد عبد الرحمن ابن اسماعیل استاد امام نووی معروف بابو شامہ :
- (۵) علامہ ابو لفرح بن جوزی محدث و فقیہ حنبلی :
- (۶) امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی حنفی محدث معروف بابن طغربک :
- (۷) امام القرار والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری :
- (۸) حافظ عماد الدین ابن کثیر :
- (۹) علامہ ابوالحسن احمد بن عبد اللہ البکری :
- (۱۰) علامہ ابوالقاسم محمد بن عثمان اللؤلؤی الدمشقی :
- (۱۱) شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی :
- (۱۲) علامہ سلیمان برسوی امام جامع سلطان کشف الظنون میں لکھا ہے کہ مولود شریف انکا مولود
مجاہد رومیہ میں پڑھا جاتا ہے :
- (۱۳) ابن الشیخ آقا شمس الدین کشف الظنون :
- (۱۴) ابن الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ :
- (۱۵) ابن الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیوسی :
- (۱۶) علامہ حافظ ابوالخیر سخاوی :
- (۱۷) ابو بکر الدنقلی :
- (۱۸) سید عقیف الدین شیرازی :
- (۱۹) برہان محمد ناصحی :
- (۲۰) برہان ابوالصفاء ان کے مولود شریف کانام
د۲۲ شمس الدین ومیا طی المعروف بابن
د۲۳ برہان بن یوسف الفاقوس۔ ان کا مولود
د۲۴ حافظ زین الدین عراقی :
- (۲۱) برہان ابوالصفاء ان کے مولود شریف کانام
د۲۲ شمس الدین ومیا طی المعروف بابن
د۲۳ برہان بن یوسف الفاقوس۔ ان کا مولود
د۲۴ حافظ زین الدین عراقی :
- (۲۵) مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی صاحب قلم موس ان کے مولود شریف کانام
ہے النفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ
- (۲۶) امام محقق ولی الدین ابو ذرعة العراقی :
- (۲۷) ابو عبد اللہ محمد بن النعمان :
- (۲۸) جمال الدین العجمی الہمدانی :
- (۲۹) یوسف انجازی :
- (۳۰) یوسف بن علی بن رزاق الشامی الاصل
المصری المولد :
- (۳۱) ابو بکر الحجازی :

(۳۳) منصور بن شارب : ابو موسیٰ ترہونی وقیل زرہونی :

(۳۴) الشیخ عبدالرحمن بن عبدالملک المعروف بالمخلص :

(۳۵) ناصر الدین المبارک الشہر بابن الطباخ . انہوں نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ

مولد شریف کے پڑھنے والے کو لباس یعنی پوشاک پہنانی چاہئے :

(۳۶) امام علامہ طہیر الدین ابن جعفر ریسینی (۳۷) فاضل عبداللہ بن شمس الدین انصاری :

(۳۸) الشیخ الامام صدر الدین مویہوب الخزرجی الشافعی :

(۳۹) علامہ ابن حجر عسقلانی : شیخ جلال الدین سیوطی مجدد مائتہ تاسعہ :

(۴۰) محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی . شیخ شہاب الدین قسطلانی صاحب مواہب

الدینیہ و شایع صحیح بخاری : نور الدین علی حلبی شافعی مصنف سیرت حلبی

(۴۱) علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شایع مواہب وغیرہ کتب احادیث :

(۴۲) علامہ علی بن سلطان محمد ہر وی معروف بملّا علی قاری . انہوں نے اپنے مولد شریف میں

ثابت کیا ہے . عمل مولد شریف تمام ملکوں مصر و شام و روم و اندلس و مغرب و بلاد ہندستان

و مکہ و مدینہ زاد ہما اللہ شرفاً جمیع بلاد اسلامیہ میں . پس در حقیقت یہ ایک

کتاب گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہے اور لکھا ہے . اس میں علی قاری نے کہ اس محفل کی

عظمت یہ ہے کہ کوئی مشایخ و علمائے انکار نہیں کرتا اس میں شامل ہونے میں .

(۴۳) عبدالرحمن صفوی شافعی صاحب نزہۃ المجالس :

(۴۴) نور الدین ابوسعید بورانی انہوں نے بھی کل ملکوں سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے . اور

بادشاہ مصر کے حال میں لکھا ہے کہ بادشاہ مصر سائبانے ساختہ بود کہ دوازده ہزار کس در

سایہ اوئے نشینند در غایت آراستگی از جہت آنکہ درین شب دروز آن را برافرازند

و در غیر آن پیچیدہ باشد :

(۴۵) سید امام جعفر برزنجی . ان کا مولد شریف نثر

عبارت مقفی فصیح مشہور ہے . دیار عرب میں بہت پڑھا جاتا ہے :

(۴۶) سید زین العابدین برزنجی . ان کا مولد شریف منظوم دیار عرب شریف میں رائج ہے :

(۴۷) شیخ احمد ابن علامہ ابوالقاسم بخاری . ان کا نسب محمد بن اسمعیل بخاری تک پہنچتا ہے :

(۴۸) شیخ اسمعیل حنفی افندی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان :

(۴۹) احمد بن قشاشی مدنی استاد اساتذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی :

(۵۴) شیخ عبدالملک کروی۔

(۵۳) محمد بن عزب مدنی

(۵۶) امیر محمد استاد ابراہیم باجوری۔

(۵۵) فاضل ابراہیم باجوری

(۵۸) شیخ عبدالباقی پدرو استاد علامہ زرقانی۔

(۵۷) شیخ سقاط استاد استاد باجوری

(۶۰) علامہ احمد بن جبر مولف تحفۃ الاخیار مولد المنار

(۵۹) شیخ محمد ریلی۔

(۶۲) ابی زکریا یحییٰ ابن عائد حافظ کبیر اندلسی۔

(۶۱) حافظ بن الحدیث رجب دمشقی حنبلی۔

(۶۳) سعید بن مسعود گازرونی۔ انہوں نے بھی بہت ملکوں کے علماء و صوفیہ سے مولد شریف کا ہونا

ثابت کیا ہے۔

(۶۴) مولانا زین الدین محمود نقشبندی۔

(۶۵) علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شارح شفا وغیرہ۔ ان کا بھی ایک رسالہ عمل مولد شریف

کے جواز میں ہے

(۶۶) حضرت مولانا سید جمال الدین میرک

(۶۷) علامہ محمد رفاعی مدنی الساکن فی قاقالبہ (۶۸) قاضی ابن خلکان شافعی۔

(۶۹) مولانا معین الدین الواعظ الہروی المعروف بلامسکین۔ انہوں نے کتاب معارج النبواہی

واسطے تصنیف فرمائی کہ مجالس میلاد یہ میں بیان کریں۔ دیباچہ کتاب میں یہ حال لکھا ہے۔

(۷۰) علامہ ابواسحاق ابن جماع رحمۃ اللہ علیہ۔ ملا علی قاری نے ان کا حال لکھا ہے کہ وہ مولود شریف

میں کھانا کھلاتے تھے۔ اور یہ فرماتے کہ اگر مجھ کو مقدور ہوتا۔ تو میں ربیع الاول میں مہینہ

بھر مولد شریف کیا کرتا۔

(۷۱) شیخ محمد طاہر محدث مصنف مجمع البحار۔

(۷۲) شیخ محمد عبدالحق المحدث دہلوی۔

(۷۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی

کتاب فیوض الحرمین میں اپنا شریک ہونا محفل مولود شریف میں بمقام مکہ معظمہ مولد خاص

میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دیکھنا انوار کا بیان کرتے ہیں۔

(دلفظ از کتاب انوار ساطعہ صفحہ ۲۷۹ سے ۲۸۰ تک)

فہرست دوم شہداء علمائے مفتیان کرام و صوفیائے عظام کی جو مولود شریف و قیام تعظیم کرتے ہیں جن کے دستخط اور مواہیر ہیں۔

نمبر شمار	نام مقامات علمائے کرام	تعداد کرام	حوالہ نام کتاب	حوالہ صفحہ	کیفیت
۱	مکہ معظمہ	۴۲	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم شہداء ہجری	اسکے شامل فتوے	اس کتاب کے ساتھ یہ فتوے ہیں

نمبر	نام مصنفات علمائے کرام	تقریباً سال	حوالہ نام کتاب	حوالہ صفحہ	کیفیت
۱	مدینہ منورہ	۳۰	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکرم ۱۲۸۸ ہجری	اسکے شامل فتوے	اس کتاب کے ساتھ یہ فتوے ہے
۲	حدہ شریفہ	۱۰	"	"	"
۳	حدیدہ شریفہ	۱۲	"	"	"
۴	مکہ معظمہ	۶	تقدیس الوکیل عن توہم الرشید والخلیل	۲۸۰ تا ۲۸۶	یہ کتاب بحث میں ہے جو درمیان مولوی غلام دستگیر قصوی مولوی خلیل احمد ابنہوی دیوبندی کے ہوئی
۵	بلاد متفرقہ عرب وعجم	۷۳	انوار ساطعہ در بیان مولود و وفاتہ	۲۷۶ تا ۲۷۹	.
۶	بغداد شریف	۸	"	۲۸۹	.
۷	فرنگی محل لکھنؤ	۱۱	"	۲۹۱	.
۸	دہلی بریلی رامپور	۶۷	"	۲۹۲	.
۹	علی گڑھ	۱	"	۲۹۶	.
۱۰	سہارن پور	۱	"	۲۹۷	.
۱۱	قصو ضلع لاہور	۱	"	۲۹۸	.
۱۲	ریاست رامپور	۲	"	۲۹۹	.
۱۳	بریلی	۱	"	۳۰۱	.
۱۴	بدایوں	۱	"	۳۰۲	.
۱۵	بھوپتی	۲	"	۳۰۶	.
۱۶	حیدر آباد	۱	"	۳۰۷	.
۱۷	احمد آباد	۱	"	۳۰۸	.
۱۸	غازی پور	۱	"	۳۱۰	.

نمبر شمار	نام مقالت علمائے کرام	تعداد صفحات	حوالہ نام کتاب	حوالہ صفحہ	کیفیت
۲۰	چتریا کوٹ	۱	انوار ساطعہ درمیان	۳۱۲	•
۲۱	لکھنؤ	۳	"	"	•
۲۲	بلند ضلع فتح پور سوا	۱	"	۳۱۳	•
۲۳	کانپور	۱	"	۳۱۵	•
۲۴	اکبر آباد	۱	"	۳۱۶	•
۲۵	دہلی	۲	"	۳۱۶	•
۲۶	رڑکی	۱	"	۳۱۸	•
۲۷	میرٹھ	۱	"	۳۱۹	•
۲۸	ریاستہاؤلیو و نواح	۱۵	فتوے مطبوعہ ۹ ذیقعدہ	۱۳۰۸	بر موقعہ بحث مذکورہ نمبر
۲۹	متفرق عجم	۲۸	الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم	۱۲۸ تا ۱۵۶	•
۳۰	موجودہ عرب	۸	تقدیس للوکیل	۳۲۱	•
۳۳۳	میزان کل	۳۳۳	اہل رنگان بادی پاکباز (۳۳۳) کے اعداد کے برابر		

یہ سب حضرات محدثین و فقہاء و علماء متقدمین و متاخرین و مفتیان اعلام عرب عجم کل تعداد میں تین سو تینتیس (۳۳۳) ہیں۔ اور اگر تمام موالید کی کتابیں اور فتاویٰ جمع کئے جاویں۔ تو ہزاروں علماء و فضلاء اجل شمار میں آئیں۔ لیکن بوجہ طوالت ترک کرتا ہوں اپنے دو تین آدمیوں مولویوں منکرین سے مقابلہ کیجئے اور شرم کو مول لیجئے یہ قول مطالبہ بعض مطالبہ نمبر ۳۱ جن علماء کی تحریرات کو ہم توضیح مطالبہ میں نقل کر چکے ہیں۔ اگر ان کو آپ اہلسنت سے نہیں جانتے ہیں تو اس امر کے ثابت کرنے کو جواب مطالبہ میں متقدمین علماء کی تحریرات نقل فرمائیے جن میں انہوں نے اہلسنت سے خارج لکھا ہو۔ بلفظ صفحہ ۳۱ :

اقول۔ مفتی جی! مولود شریف اور قیام تعظیمی کے اثبات میں اعتراضات کے جوابات کے بعد کثرت سے آیات قرآن شریف اور احادیث اور اجماع است اور اقوال علماء متقدمین و متاخرین و فتاویٰ نقل کئے گئے ہیں جس سے آپ کے خیالات باطلہ کا دفعہ کافی سے زیادہ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اگر آپ ان کو دیکھیں گے۔ اور انصاف سے ان پر غور کریں گے۔

تو آپ صراط مستقیم پر آجائیں گے۔ اور اگر آپ نے صرف قول فاکہانی یا دو ایک ہا بیہ غیر مشہور
 مجہول الاسم کی تحریرات پر اپنا اعتقاد رکھا تو واقعی آپ اہلسنت و جماعت سے خارج ہونگے۔ بلکہ
 اسلام سے ہی خارج ہوں گے۔ ابن حجر کی مدخل کا ذکر جو آپ نے سن سنا کر لکھ دیا تھا۔ وہ بالکل غلط
 ثابت ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مولود شریف کے ہرگز خلاف نہیں بلکہ وہ تو سماع
 اور قوالی کا بھی انکار نہیں کرتے اور اس کو جائز بلکہ موجب ترقی مدارج فرماتے ہیں۔ جیسے لکھا
 جا چکا ہے: آپ کہتے آپ کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام تابعین و تبع تابعین
 اور محدثین اور علماء متقدمین و متاخرین و حریم شریفین زاد بجا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً و ملک
 شام و روم۔ مصر۔ بغداد۔ موصل و اندلس و ہندوستان و پنجاب و غیرہ بالان آپ کے نزدیک
 بدعتی اور مشرک ہیں۔ اور میاں فاکہانی و شوکانی وغیرہ دو چار اہل سنت و جماعت ہیں۔ حاشا
 وکلا سہرگز نہیں۔ آپ کے سب مطالبات گاو خود ہو گئے۔ واللہ العلیم:

غزل خاتمہ باب بر قیام تعظیم و ذکر ولادت با سعادت

نبی کی شان و شوکت ہے قیام محفل مولد
 عبث کہتے ہیں بدعت ہے قیام محفل مولد
 کھڑے ہوں دست بستہ محفل قدس میں اے شاغل
 ہے اہل علم کی سنت یہ سنت دیکھ شامی میں
 نہ اس میں رفع سنت ہے نہ شرک کفر و بدعت ہے
 خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے
 سوا چند آدمی کے دیکھو مشرق سے مغرب تک
 حریم کعبہ اور بیت المقدس اور مدینہ میں
 نہوں خوش مفتیاں منع گر عشاق قائم ہیں
 ادب دل میں مثال پر کھڑے ہوں سڑقا ٹھکر
 حصول فیض رحمت ہے نزول خیر برکت ہے
 اٹھے جب صف بصف محفل کھڑا ہو جی بے بید

عجب تعظیم حضرت ہے قیام محفل مولد
 طریق اہل سنت ہے قیام محفل مولد
 ادب کی خاص ہئیت ہے قیام محفل مولد
 اسی معنی میں سنت ہے قیام محفل مولد
 یہ رد شرک و بدعت ہے قیام محفل مولد
 یہ دولوں کی اطاعت ہے قیام محفل مولد
 ہوا مقبول امت ہے قیام محفل مولد
 یہ کہتے ہیں سعادت ہے قیام محفل مولد
 تو قائم تا قیامت ہے قیام محفل مولد
 عجب یہ ذوق حالت ہے قیام محفل مولد
 وصول عشق حضرت ہے قیام محفل مولد
 ادب کی خاص صورت ہے قیام محفل مولد

مصنف حضرت مولانا مولوی محمد عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ رام پوری مصنف کتاب انوار
ساطعہ مرید و خلیفہ حضرت حاجی شاہ امدد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی :

باب پانزدہم

عقیدہ نمبر ۲۰

عقیدہ نمبر ۲۰ وہابیہ دلو بند یہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خیال
نماز میں آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ بلفظہ صراط مستقیم مولوی
اسمعیل دہلوی صفحہ ۸۶۔ سطر ۳: اصل عبارت فارسی یہ ہے از وسو
زنا خیال مجامعت زوجہ بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال
آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندین مرتبہ بدتر از استغراق
در صورت گاؤں و خر خود است۔ بشرک مے کشد

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۴۔ بر عقیدہ نمبر ۲۰۔ مولوی اسمعیل صاحب مرحوم کی کتاب صراط
مستقیم کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال
آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ اگر مصنف کی غرض اور عبارت کا مقصد آپ سمجھتے تو اس
کو وہابیہ کا عقیدہ نہ قرار دیتے۔ مصنف کا مطلب صرف اس عبارت کے لکھنے سے اتنا ہے
کہ نماز ایک عبادت ہے اس میں معبود کی طرف دھیان لگانا چاہئے۔ اور غیر معبود کا خیال
اس موقع پر نہ آئے۔ لان اللہ تعالیٰ بقول فاعبد اللہ مخلصین بس۔ نماز میں
اللہ تعالیٰ کی ذات کے خیال کے سوا کسی کا خیال نہ آنا چاہئے۔ مولوی صاحب کا یہ
لکھنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے
حق ہے۔ اگر نبی علیہ السلام کا خیال آوے گا۔ تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ ہی نبی علیہ السلام کی عظمت
مرتبہ کا خیال آوے۔ سو یہ مذموم ہے۔ النہ بلفظہ صفحہ ۳۱۔ سطر ۵ :

اقول۔ مفتی جی! شکر ہے۔ کہ یہاں پر آپ نے مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر کو بعینہ
قبول کر لیا۔ اور حسب عادت خود انکار نہیں کیا۔ کیونکہ میں نے لفظ بلفظ لکھا

اس عبارت کے لکھنے میں بھی آپ نے چند غلطیاں کی ہیں۔ اول یہ کہ صراطِ مستقیم کو صراطِ المستقیم
 الف و لام زیادہ لگا دیا۔ اور لفظ مرتبہ بے معنی لکھ دیا۔ اور تیسری یہ عبارت کا لا اللہ یقر
 لا عبد اللہ مخلصین لکھ دی جس کے کوئی معنی یا مطلب اس جگہ پر نہیں۔ کیا یہ آیت ہے
 یا حدیث ہے۔ یا کوئی آثار ہے۔ یا کسی کا بے معنی قول ہے۔ ترجمہ بھی اس کا آپ نے نہیں کیا
 کسی رسالہ و ہایہ میں سے بے سمجھے لو جھے نقل کر دیا۔ اور ساتھ ہی کیسی دلیری اور بے باکی
 اور شورش چشمی اور یدہ دہنی سے لکھ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام
 میں خیال آتا ہے اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ اور اپنی عورت کے ساتھ جملع کرنے کا
 خیال آئے تو اچھا ہے۔ اور حق ہے۔ اللہ! اللہ! اے غضب یہ تو ہیں دایمانت و دشنام
 حضرت افضل المرسلین سید الانبیاء محمد مصطفیٰ واحد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 ہے پڑے پاک پروردگار خالق اللیل والنہار منتقم حقیقی قہار و جبار اس قوم سرکش و غلام
 و ناجار کی گستاخیوں اور گالیاں تو اپنے حبیب کی شان میں کب تک سنے گا۔ اور ان کا بیڑا
 غرق نہ کرے گا۔ بار بار خیال آتا ہے۔ اور رنج و غم میں کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ کہ کیوں اس قوم
 نابکار ظالم و کفار مہین و سائب شاتم النبی المختار پر آسمانی عذاب نازل نہیں ہوتا۔ کیوں
 انکی صورتیں مسخ نہیں ہو جاتیں۔ کیوں ان پر پھر برسائے نہیں جاتے۔ کیوں بجلی ان کا کام تمام
 نہیں کرتی۔ کیوں ان کو خست نہیں کیا جاتا۔ مگر کیا کریں۔ اسی وقت تیرا کلام پاک جو آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت قدر و منزلت توقیر و عزت میں ہے :-

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ذَانِقُونَ (انفال) یاد آ جاتا ہے۔ کہ سرورِ عالم رسول
 اکرم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی کی وجہ سے ان لوگوں پر عذاب نازل
 نہیں ہوتا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ضرور ہی یہ قوم یا لوگ دنیا میں بھی معذب ہوتے۔ لیکن اس میں
 کوئی شک نہیں اور نہ ہی کوئی شبہ ہے کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند اور غضب لانے
 والی ہیں۔ جس سے ایمان کا تو صاف صفا یا ہے۔ جو سب سے بڑا عذاب ہے۔ عبرت !!

دوسرا فقرہ آپ کا کہ ”اگر نبی علیہ السلام کا خیال آئے گا۔ تو ضرور ہے اس کے ساتھ ہی
 نبی علیہ السلام کی عظمت و مرتبت کا خیال آئے یہ مذموم ہے۔“ درج ہے جس سے آپ کے ایمان
 کا استیاناس ہو گیا۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ اس قسم کے الفاظ حضور سرور
 عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں سخت سببِ شتم ہیں۔ جن کا حکم کتب

معتبرات سے کفر و ارتداد کا لکھا جا چکا ہے۔ اللہ رحم کرے: اب میں کچھ کسی قدر تفصیل کے ساتھ قرآن شریف و احادیث شریف سے اسی کلام کا کفر ہونا ثابت کرتا ہوں۔ میں آپ کے امام الطائفہ اور آپ کے الفاظ کو دوسرا نہ نہیں چاہتا۔ اور اس کو بھی کفر سمجھتا ہوں العیاذ باللہ۔ مگر بقول عرب کُلُّ اِنَاءٍ تَرِشَحُ بمانہ جس برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی برآمد ہوتا ہے پیشاب کے قارورہ سے کبھی گلاب نہیں نکل سکتا ہے۔ مبارک ہو:

سنئے! نماز میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے یا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سب سے پہلے قرآن شریف میں سورہ فاتحہ ہے جس کا نماز میں پڑھنا فرض اور واجب ہے۔ لیکن ہمارے مذہب میں واجب ہے جب نمازی مسلمان اس سورہ کو پڑھے گا۔ فوراً اس کا خیال اس طرف جائے گا۔ کہ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی جو ہمارے شفیع الوالعزم رسول ہیں۔ جب نمازی اللہ تعالیٰ کے درجہ میں پڑھے گا کہ میں حمد اور تعریف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس وقت تمام جہان نمازی کے خیال میں آئے گا۔ جس کے سرور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر صراط الذین اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ ہم کو ان لوگوں کا راستہ دکھلا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ جو انبیاء و صدقا۔ اور شہداء و صالحین ہیں۔ وہ سب خیال میں آویس گئے۔ جن کے سرور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ نیز صراط المستقیم نام پاک ہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاً نمازی کا خیال حضور کی طرف منعطف ہوگا بشرطیکہ نمازی باایمان اور محب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو۔ تمام قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی شان میں نازل ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ متکلم ہے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخاطب ہیں۔ جگہ جگہ لفظ قل اور کاف خطاب اور نماض نام مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ہے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوگا۔ اور قرآن مجید پڑھنا شروع کرے گا۔ معاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال بہر حال دل میں آئے گا۔ اور آنا بھی ضروری ہے۔ اور عظمت اور مرتبت ان کی دل میں ہوگی۔ اور ضرور یہ ہوگی: سورۃ فتح میں جب نمازی پڑھے گا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهُ اٰلَیْہِ۔ تو لامحالہ حضور کا ہی خیال دل میں آئے گا۔ اور ساتھ ہی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال ضرور آئے گا۔ پھر جہاں

جہاں یَا یَحْیَا الرَّسُولُ۔ یَا یَحْیَا النَّبِیُّ یَا یَحْیَا الْمُرْسَلُ۔ یَا یَحْیَا الْمَدِیْنَةُ۔ لیس
 ظہ۔ اِنَّا اعْطَيْنَاكَ الْکُوْثَرَ۔ اے رسول اور اے نبی۔ اے حضرت مائتے والے۔ اے
 سردارِ ظہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق ہم نے آپ کو کثیر عطا فرمائی گویا نماز میں قرآن شریف
 پڑھنے والا نمازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل میں خیال کئے بغیر نماز پڑھ ہی نہیں
 سکتے۔ اور نہ کسی نمازی کی نماز سوا اس کے ہو سکتی ہے۔ وہ نماز ہی نہیں جس میں حضور سرور
 عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ آپ کو نماز میں پڑھنے کے لئے ایک نئے
 وہابیہ کے قرآن کی ضرورت ہی ضرورت ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام
 پاک اور ذکر تک نہ ہو۔ نیا قرآن پیدا ہونا یا بننا مشکل ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ اپنی
 نمازوں میں ویدوں۔ شاستروں۔ پرانوں۔ پوتھیوں۔ گرتھوں۔ رامائن۔ مہا بھارت
 کے پڑھنے کی تجویز کر کے شروع کر دیں۔ تاکہ اس شرک سے نجات ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے جو بغض اور عداوت ہے پوری ہو جاوے۔ تعجب یہ کہ مولوی اشرف علی صنا
 کاظمی کَلَّا اِلَّا اللّٰہُ اَشْرَفُ عَلٰی رُسُوْلِ اللّٰہِ ان کے مرید بڑے شوق سے پڑھیں۔ اور
 ذرہ بھر زبان پر کاٹنا نہ چھو۔ اور اگر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نماز میں
 آجائے تو ایسی ناپاک قبیح تشبیہ دی جائے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
 اور پوش سے سنئے بہتر ہوگا۔ کہ التحیات اور درود شریف کو بھی تشبیہ میں پڑھنے
 کو نماز میں سے نکال ڈالئے۔ کیوں الیہا شرک بنجوقتہ نماز میں آپ لڑکے کرتے ہیں۔ اور
 بیل او گدے میں غرق رہتے ہیں۔ مرد بئے چکر الوی عبد اللہ کی طرح التحیات اور درود شریف
 کو نماز سے خارج کیجئے ہم اہلسنت وجماعت اپنی نمازوں میں التحیات للہ والصلوٰۃ
 والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ
 الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبده ورسوله اللہم
 علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی ابراہیم انک حمید مجید
 اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک
 حمید مجید پڑھتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔ اگر نہ
 پڑھے گا تو نماز خراب ہوگی۔ اور یہی حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
 ملے بلکہ اپنے والدین اور تمام مرد مسلمان اور عورتوں کے لئے دعا بھی کرتے ہیں۔ آمین

حاضر و ناظر جاننا بھی ضروری ہے۔ ورنہ نماز ناقص ہوگی۔ آپ کی تسلی کے لئے مسلمانانِ امت
و جماعت کی کتب معتبرات سے دکھلاتا ہوں۔ اور پوچھتا ہوں کہ مولوی اسماعیل آپ کے امام
الطائفہ نے جو یہ ناپاک و گستاخانہ تشبیہ دی ہے۔ اور جس کو آپ نے تصدیق کر کے کہا کہ یہ
حق ہے کونسی آیت یا حدیث یا آثار یا کتب فقہ یا کسی امام یا مجتہد یا مفتی کا قول عرب و عجم
کا ہے۔ اس کو پیش کیجئے۔ ورنہ آپ کے امام الطائفہ اور آپ ایسے عقیدہ رکھنے والے سب کے
سب کافر اسلام سے خارج ہیں۔ اور سب اور شاتم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
داخل ہیں۔ نعوذ باللہ منها۔

تشہد نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جاننے کا ثبوت

(۱) غایتہ الاوطار ترجمہ درمختار جلد اول صفحہ ۲۳۸۔ ویقصد بالفاظ التشہد معاینہا
مرادۃ لہ علی وجہ الانشاء کا نہ یحی اللہ تعالیٰ ویسلم علی تبیینہ و علی نفسہ و اولیائہ
کا الاخبار من ذلک ذکرہ المجتبی۔ ترجمہ اور قصد کرے تشہد کے الفاظ سے ان کے معنی
بطور انشاء کے نمازی کو مقصود ہوں یعنی ان کا ایجاد اسی وقت سمجھے تصور کرے اس طرح
کہ گویا نمازی اللہ تعالیٰ کو تحیت پہنچاتا ہے۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اور اپنے نفس
اور اولیائے کرام پر سلام بھیجتا ہے۔ نہ قصد کرے تشہد کے الفاظ سے خبر دنیا اور حکایت کرنا
اس حال کا ذکر کیا ہے۔ اس کو مجتبیٰ میں۔ بلفظ: (۲) درمختار شرح درمختار معرون بشامی
جلد اول صفحہ ۳۴۲۔ بموجب و موافق بالادامہ (۳) مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد اول
باب چہارم۔ صفحہ ۳۱۹۔ اور جب تشہد کے لئے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح
کر دو کہ جتنی چیزیں تقرب کی ہیں۔ خواہ صلوات ہو یا طبیات یعنی اخلاق ظاہرہ و سبائہ
کے لئے ہیں۔ اسی طرح ملک خدا کے لئے ہے۔ اور یہی معنی التحیات کے ہیں۔ اور
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود بادی و وجود کو اپنے دل میں حاضر کرو۔ اور کہو السلا علیہ
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بلفظہ (۴) میزان امام شعرانی جلد اول
صفحہ ۱۸۲۔ سطر ۱۴۔ مطبوعہ المل المطابع دہلی ۱۲۸۲ھ اور مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۹
سمعت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ یقول انما امر الشارح المصلی بالصلوۃ

والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التّشہد لیذہ الغافلین فی جلوسہم
 بین یدی اللہ عزوجل علیٰ نبیہم فی تلك الحضرۃ فانہ لا یفارق حضرة اللہ تعالیٰ
 ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافہۃ۔ بلفظہ۔ ترجمہ:- میں نے اپنے سرور علی خواص حمہ اللہ
 تعالیٰ علیہ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام عرض کرنے کا اس لئے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے
 دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ تاکہ انہیں آگاہ فرمائے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھیں۔ اس لئے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوئے
 پس بالمشافہہ سامنے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کریں۔ (۵) اشعۃ
 اللامعات شرح مشکوٰۃ جلد اول۔ باب تشہد۔ صفحہ ۴۳۰۔ حدیث شریف از عبد اللہ بن مسعود
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ السلام علیک ایھا النبی ودحۃ اللہ وبرکاتہ دعا بخیر و سلامت
 است بر تولی پیغمبر و مہربانی خدا وافر و نہایت خیر و کرم ہے و وہ خطاب یا آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم بجهت البقائے ایں کلام است پر آنچہ در اصل بود کہ در شب معراج از جا
 پروردگار تعالیٰ و تقدس بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطاب سلام آمد پس
 آنحضرت در حین تعلیم امت نیز بر ہماں لفظ اصل گذاشت تا ایشان را بذکر اں حال
 گرد و نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان
 در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر اں کہ وجود نورانیت و انکشاف وریں
 محل بیشتر و قوی تر است۔ و بعضے عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجهت سر بیان حقیقت محمدیہ است
 در ذرات موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است
 پس مصلے باندیکہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متہور
 و فائز گرد۔ بلفظہ (۶) حدیث شریف نسائی مطبوعہ نظامی۔ صفحہ ۲۴۳۔ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے و آیت فی مقامی ہذا کل شیء وعدت لیخبر ویکھائیں نے اپنے
 اس مقام میں ہر چیز کو جس کا مجھ کو وعدہ دیا گیا۔ اور حاشیہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ میں
 علامہ اکمل الدین حنفی صاحب عنایہ شرح بدایہ میں مشارقی سے منقول ہے۔ فی قولہ مقامی

نصب العین۔ رو برو سامنے آنکھوں کے رو برو ۱۲ لے قرۃ العین۔ آنکھوں کی ٹھنک ۱۲ لے سرطان اجڑے۔ آب یا جاری ہو
 ۱۲ لے ذرات جمع ذرہ کی ۱۲ لے ذوات جمع ذات کی ۱۲ لے شہود بمعنی حاضر ہونا اور حاضری ۱۲

مجوزان يكون المراد به المقام المحسبي وهو المنبر ويجوز ان يكون المراد به المقام المعنوي
 وهو مقام المكالفة والتجلى و حضرة الملك والمملوك والادوار والغيب الاضافي
 والغيب الحقيقي فانه البرزخ الذي له التوجه الى الكل كنقطة الدائرة صلوة الله
 وسلامه عليه يعني علامته كوراس کی شرح حدیث میں فرماتے ہیں کہ مقام سے مراد مقام حسبی ہے اور وہ
 منبر ہے یا مقام معنوی۔ اور وہ مقام مکاشفہ ہے۔ اور روشن اور حاضر ہونا۔ ملک اور مملوک
 اور ادوار اور غیب اضافی اور غیب حقیقی کا اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالق و
 مخلوق میں برزخ و متوسط ہیں تمام کی طرف آپ متوجہ ہیں۔ مانند مرکز دائرہ کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کے ہر شے کی طرف متوجہ
 ہیں۔ جیسے مرکز دائرہ ہر نقطہ محیط کی طرف ہوتا ہے جس کو آپ ملاحظہ فرماتے ہیں :-
 (۷) مناجات النبوة ترجمہ مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۲۷ سطر ۱۲ حکایت :- شیخ ابی العباس
 مرسی سے کہا کہ اگر پوشیدہ ہو جمال پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے ایک پل لمحہ تو میں اپنے تئیں
 مسلمانوں سے نہیں گنتا۔ یہ محمول اوپر ہنسی کے ہے۔ بلفظہ (۸) ضابطہ رابطہ مصنفہ حضرت
 مولانا مولوی فاضل مشاق احمد صاحب حنفی حنفی صابری انیسوی صفحہ ۳۰ سطر اول :- وقد
 بلغنا عن ابي الحسن الشاذلي وتلميذنا ابي العباس موسى راحة الله عليه وغيرهما
 انهم كانوا يقولون لو احتجبت عنادوية رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفه عين ما
 اعددنا الفسنا من جملة المسلمين بلفظہ اور تحقیق حضرت ابی الحسن شاذلی اور ان کے شاگرد
 ابی العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہا سے ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک لمحہ بھی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہم سے پوشیدہ ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہیں
 کرتے :- (۹) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۹۲ مطبوعہ
 مرتسری بعضے از آداب پیر و شراط ضروریہ در معرض بیان آورده شد بگوش ہوش باندہ
 شنید۔ بدانکہ طالب را باند کہ ردے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد
 باوجودیہ اذن او بنوافل و اذکار و زہد و زور و حضور و بغیر و التفات نہ نماید و بکلیت خود
 متوجہ و پیشیند۔ حتی کہ بذكر هم مشغول نشود۔ بلفظہ :- (۱۰) ایضاً مکتوب نمبر ۳ جلد ثانی (۱۱) تصویح
 این قسم دولت سعادت مندال را میراست تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود
 داند و در جمیع اوقات متوجہ او باشد۔ بلفظہ صفحہ ۲۰ :-

(۱۱) حجۃ اللہ الباقی حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۰۔ ہم اختار بعد السلام
 علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنویہا بن کورہ واثباتا للاقراء برسالۃ واداء بعض حقوقہ
 بلفظ: ترجمہ۔ پھر اس کے بعد ہی (التحیات) میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام اختیار کیا ان کا
 ذکر پاک بلند کرنے کو اور ان کی رسالت کا اقرار ثابت اور حقوق سے ایک ذرہ ادا کرنے
 کے لئے (۱۲) سبیل الرشاد مصنف حضرت محمد عاشق علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ
 علیہ الرحمۃ۔ اگر وقت و دوری شیخ کے استفاضہ خواہد طریقہ آفتاب کہ فارغ دل و وضو ساختہ
 نماز گزار دوہماں جانشستہ صورت شیخ کے از روئے فیض مے جوید جمع ہمت و وقہ خطرات
 ملاحظہ نمایند۔ بلفظ: (۱۳) انوار محمدی مصنف شیخ محمد غوث محدث تھانوی علیہ الرحمۃ۔

(جن سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی کچھ حدیث پڑھی تھی:)

(باید کہ مرشد دے را یعنی مرید را) بوقت پراگندگی خاطر و عدم جمعیت برائے ملاحظہ صورت
 خود بدی معنی امر فرماید۔ اور ضلع مراد اخلاق مثل ریش و خال و خد و لباس وغیرہ

ان چنان بصورت خیالیہ خود منقوش خاطر کن کہ در آں محو گردی۔ الخ:

(۱۴) امداد السلوک مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی مرشد مولوی خلیل احمد صاحب دہلی

فاطہ اس کتاب کا نام ہی مصنف نے اپنے مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کے نام پر
 رکھا ہے۔ صفحہ ۱۔ سطر ۴ ہم مرید یقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید
 یا شاہ قریب یا بعید اگرچہ اندک شخص شیخ دور است اما روحانیہ و درنیت۔ چوں اس امر محکم و ثابت
 ہر وقت شیخ را بیاد و آرد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستغیر بود و مرید در صل و اوقو محتاج شیخ بود
 شیخ را بقلب حاضر آرد وہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اور الفاظ

حکمر ربط تام شرط است۔ و بسبب ربط قلب شیخ لسان قلب ناطق مے بود و بسوئے حق
 تعالیٰ راہ مے کشاند و حق تعالیٰ اور امداد مے کند۔ الخ۔ بلفظ:

لیجئے ان سب بزرگوں پر فتوے کفر و شرک لکھ دیجئے۔ بالخصوص مولوی رشید احمد صاحب
 اپنے بزرگ پر تو ضرور ہی لکھئے۔ شاید آپ کہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب اس عقیدہ پر قائم
 نہیں رہے تھے۔ اور انہوں نے توبہ کر لی تھی۔ مگر محض غلط۔ وہ تحریر دکھلائیے جس میں انہوں نے
 توبہ کی ہو: (۱۵) مصلح الہدایت۔ ترجمہ عوارف حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی
 علیہ الرحمۃ۔ صفحہ ۱۶۵۔ سطر ۵۔ پس باید کہ بندہ، پچتاں کہ حق خانہ تعالیٰ پیوستہ پر

جميع احوال خود ظاہر و باطناً واقف و مطلع بنید و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن مطلع و حاضر اند تا مطالعہ صورت تعظیم و وقار او ہمواره بر محافظت آداب حضرتش دیکل بود و از مخالفت او سر او اعلانیاً شرم دارد و بیج و تبقہ از و قائل آداب صحت او فرو نگذارد بلفظ۔ یہ بھی وہابیہ کش اور قاطع التوہین تحریر ہے :- (۱۶) مسکن الختام مصنفہ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی مجتہد وہابیہ۔ صفحہ ۲۴۴۔ نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان قرۃ العین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی است و بعضی از عرفا قدس سرہم گفتہ اند این خطاب سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرا اثر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین شہود غافل نہ بود تا بالوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔ آئیے :-

در رہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیت :- :-

مے بینمت عیاں و دعلے فرسمت :- :- بلفظ

دیکھئے نواب صاحب وہابی فرمائیے ہیں۔ جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرما چکے ہیں۔ جو نمبرہ پر درج ہو چکا ہے۔ یعنی (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین اور عابدوں کے آنکھوں کے سامنے ہر وقت ہیں (۲) تمام حالات اور خصوصاً عبادات کے وقت نورانیت کا انکشاف زیادہ اور قوی ہوتا ہے یعنی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ توجہ مبذول ہوتی ہے۔ (۳) بعض عارفوں نے فرمایا ہے :- (۴) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے نمازیوں میں موجود اندر حاضر رہتے ہیں :- (۵) پس نمازیوں کو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی اور حاضری سے آگاہ رہیں :- (۶) اور نمازیوں کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہود یعنی حاضری اور موجودگی سے غافل نہ ہوں :- (۷) تاکہ نمازی انوار قرب و اسرار معرفت سے منور اور فائز ہو۔ لیجئے اپنے نواب صاحب پر بھی اپنا فتوہ جھونک دیجئے۔ اور کفر لگا دیجئے۔ العیاذ باللہ :- مفتی جی ابوصوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم سلاسل اربعہ کا مشہور اور مسلمہ مسئلہ تصویر شیخ یا رابطہ بالشیخ ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ والیٰ کن الا عظم و ربط القلب بالشیخ علی وصف المحیۃ والتعظیم یعنی بڑا کن سلوک میں تصور شیخ ہے۔

جو محبت اور تعظیم کے طریق پر کیا جاتا ہے۔ کہ شیخ کی صورت کو ہر وقت دل میں رکھنا۔ اگر تمام کتابوں کی عبارتیں لکھی جائیں تو ایک بسوط کتاب تیار ہو۔ بخوف اظناب ترک کرتا ہوں :-
تمام اہلسنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ یہ کلمات گستاخانہ جو آپ کے امام الطائفہ و آقا کے استعمال کئے ہیں۔ اور ان پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی ہے۔ جو کفر ہے اور یہ کام اسلام سے خارج شدہ لوگوں کا ہی ہے۔ اور صریح گالیاں ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہما اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعداءہم عن ابائہم
مہینا۔ یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے عذاب ذلیل کرنے والا تیار کیا ہے۔
نکتہ۔ یہ لفظ لعنت کا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اس کے اعداد جمل بھی پانچ سو پچاس
(۵۵۰) ہیں۔ اور ادھر جملہ مولوی اسماعیل دہلوی نالائق کے اعداد جمل بھی وہی پانچ سو
پچاس (۵۵۰) ہی ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین یؤذون رسول اللہ
لہم عذاب الیم۔ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے
لئے عذاب ہے دردینے والا ہے۔ نکتہ۔ اس آیت شریف میں نکتہ یہ ہے کہ جملہ اعداد جمل
آیت شریف ولہم عذاب الیم کے نو سو و نسیس (۹۲۹) ہیں۔ اور ادھر فقرہ مولوی
اسماعیل دہلوی و فرقہ بالواو بابیہ و لہو بند یہ کے بھی وہی اعداد جمل نو سو و نسیس ہی ہیں ۹۲۹
یہ خدا کی طرف سے مبارک ہو۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے۔ یا
کسی بری تشبیہ سے نسبت کرے جو وہ بھی گالی ہے تو وہ اس کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے
اور اس کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اگر بس چلے تو اس کی جان مار دے۔ لیکن افسوس کہ
دہلوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور بری تشبیہیں لکھی
جاتی ہیں تو نام کے مسلمانوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رنگتی اور غدار گناہ بدتر از گناہ ظالمین
لا یعنی کی جاتی ہیں۔ اور بلا تاویل ان گالیوں اور توہینوں کو قبول کر کے یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ حق ہے
اف اور لعن ہے۔ ایسی نام کی مسلمان پر۔ الہی ہیں ان سے اور ان کے شر سے بچا آمین۔
و کتابوں کی عبارت جو نہایت معتبر ہیں۔ عبرت کے لئے درج کرتا ہوں :-

(۱) کتاب الخراج مصنف حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ شاگرد رشید حضرت امام الامام سراج
الامت امام ابو حنیفہ امام عظیم رضی اللہ عنہ الیما رحمہم اللہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب

اور عابہ و تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بابت منہ اموتہ۔ یعنی جو شخص مسلمان کہلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہے یا گالی دے۔ یا جھوٹ کی نسبت کرے۔ یا کسی طرح کا عیب لگائے۔ یا کسی طرح حضور کی شان کھٹائے۔ وہ یقیناً خدا کا منکر اور کافر ہے۔ اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی (۲۲) در مختار۔ الکافر بسب نبی من الابیاء لا قبل لہ منہ مطلقاً و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر جو شخص کسی نبی علیہ السلام کی شان کھٹائے۔ وہ کافر ہے۔ اس کی توبہ بھی قبول نہیں اور جو شخص اسکے عذاب کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے میں کہتا ہوں۔ یہ لوگ شیعوں سے بھی کئی درجہ بڑھ گئے۔ وہ تو صرف اصحاب ثلاثہ یا دیگر صحابہ کی گستاخی کرتے ہیں یا تبرک کے اہانت و جماعت سے نکل گئے لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالی پر اس قدر دست اندازی اور اہانت نہیں کرتے جیسے ان لوگوں و ہابیہ نے او دہم مچار بھی ہے۔ یہاں پر میں اپنے وطن پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور ایک مسجد میں مسلمانوں کی درخواست پر مختصر سا وعظ کرنے کا ذکر کرتا ہوں اس میں وعظ کے بعد ایک شیعہ کی طرف سے اصحاب ثلاثہ کی نسبت اعتراض ہوا۔ اور اس کا جواب یا کیا۔ اعتراض عجیب تھا اور اس کا جواب بھی عجیب و غریب ہوا۔

ایک شیعہ کی طرف سے اعتراض ۲۸ سوال ۳۳

شیعہ۔ قرآن میں آیت ہے۔ انا من المجسین ملتقون ہم مجرموں سے بدلہ یا انتقام لینے والے ہیں اس کے اعداد و جل بارہ سود و (۱۲۰۲) ہیں جو مطابق ہوتے ہیں اعداد الود کہ عمر عثمان کے نام سے یعنی ان ناموں کے بھی بارہ سود و (۱۲۰۲) اعداد و جل ہیں۔ اس لئے ہر سہ صیغہ مجرم ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بدلہ لے گا۔ (نقل کفر نباشد)

مختصر جواب بطور بیانہ از جانب خیر ائمہ اربعہ

میں۔ ایسے اعداد کا اعتبار نہیں۔ جب تک ان کی واقعات سے تصدیق نہ ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جان نثاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی کی کہ وطن چھوڑا مگر بارگاہ ترک کیا۔ خدا کے راہ میں شہید ہوئے۔ اور اسلام کو شرق و غرباد جنوباً و شمالاً پھیلایا۔ اور انتقال فرماتے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک میں جگہ لی۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی ان

کا بھی خمیر تھا۔ اور ایک ہی جگہ کی خاک مبارک تھی۔ پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خسراورداماد اپنا بنایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر ان کے گھر میں اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دختر پاک اختر بھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی دو صاحب زادیاں یکے بعد دیگرے عطا فرمائیں۔ پھر ایسے بزرگ عالی مرتبت جان نثار مجرم کیسے ہو سکتے ہیں یہ بات محض غلط ہے۔

دوم یہ نام حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ رضی اللہ عنہم کونسے اصحاب کے ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرزندان بھی تھے۔ اور حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صاحب زادے بھی تھے۔ شیعہ صاحب فرمائیں۔ کہ وہ ہر سہ بزرگ کونسے ہیں۔ جن پر آیت شریف کے اعدا و منطبق کئے جاسکتے ہیں۔ مگر اس کا فرق کبھی تبلا بھی نہیں سکتے۔ خواہ تمام دنیا کے شیعہ جمع ہو جائیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا:-

سوم ہمارے سنیوں کا ایمان یہ ہے کہ اس آیت شریف کا مطلب یہ ہے۔ کہ جن لوگوں نے ان حضرات مندرجہ بالا اور خلفائے راشدین و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایذا دی جن کے اعدا و آیت شریف میں ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ بدلہ لینے والا ہے۔ قیامت کو وہ مجرم قرار دیئے جا کر دوزخ کے حوالے ہوں گے۔ اور مشہور مجرم:-

چہارم یہ ہیں۔ عبد اللہ بن سلول وہ مرد و مجرم ہے جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر افک لگایا۔ (۲۱) فیروز غلام ہے جس نے مرد و مجرم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۳۳-۳۴) سار۔ سودان۔ یہ وہ دو شخص مرد و مجرم ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۵۵) ابن ملجم۔ وہ مرد و مجرم ہے جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا۔ (۶۷) یزید وہ خبیث مرد و مجرم ہے جس نے حضرت امام حسنین رضی اللہ عنہما کو شہید کروایا پس ان چھ مرد و مجرموں کے ناموں کے اعدا و بارہ سو دو (۱۲۰۲) برابر اس آیت شریف کے ہیں۔ فہو المراد شیعہ صاحبان سن کر حیران ہوئے۔ اور اس عقیدہ سے باز آگئے۔ الحمد للہ علی ذلک۔ اس پر ایک استفتاء کیا گیا۔ جو ذیل میں درج ہے:-

استفتا و فتویٰ لہامی

علمائے کرام اس میں کیا ارشاد ہے۔ کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیہ کریمہ انما یحب بالمؤمنین
منتخبون کے اعداد بارہ سو و دو (۱۲۰۲) ہیں۔ اور یہی اعداد ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کے ہیں۔
یہ بات ہے بنو اوجرو المستفتی قاضی فضل احمد دھیا نوزی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

الجواب

روافض لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام ہے سر و پا و پا و رہو پر ہے۔
ایک ہر آیت عذاب کے عدد و اسماء راخیار سے مطابق کر سکتے ہیں۔ اور ہر آیت ثواب کے اسماء کفار
سے کہ اسماء میں وسعت وسیع ہے ثانیاً امیر المؤمنین مولیٰ علیؓ کرم اللہ تعالیٰ و جہ کے تین
صاحبزادوں کے نام۔ ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناہی اور
پھیر دیا۔ اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث شریف میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ
عنه کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ اور ارشاد فرمایا۔ اور نے
ابنی ماذا اسمیت قوت مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علیؓ نے عرض
کی حرب فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنه کی ولادت پر
تشریف لے گئے۔ اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علیؓ نے عرض
کی حرب فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علیؓ
نے وہی عرض کی۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے شبیر شبیر محسن محسن حسین ان
ہموزن و ہم معنی۔ اس سے حضرت مولیٰ علیؓ کرم اللہ تعالیٰ و جہہ الکریم کو تلبیہ ہوئی کہ اولاد
کے نام اجیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابو بکر
عمر۔ عثمان۔ عباس وغیرہ رکھے۔ ثالثاً رافضی نے اعداد غلط بتلائے امیر المؤمنین
عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنه کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا۔ تو عدد بارہ سوا ایک
ہے۔ نہ کہ دو۔ ہاں اور رافضی (۱) بارہ سو عدد دے رہے ہیں۔ ابن سباز افضہ کے (۲)
ہاں اور رافضی بارہ سو عدد ان کے ہیں اہلیس یزدی ابن زیاد شیطان الطاق

ابن ابیہ قی طوسی خلی (۲) ہاں اور رافضی اللہ عز وجل فرماتا ہے۔ ان الذین
 قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَالٌ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شَيْءٌ مِنْ شَيْءٍ فَكَفَرُوا بِمَا عَصَوْا
 قُلْ إِنَّ اللَّهَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ يُخْتَارُ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۚ
 اور یہی عدد وہی دو افضن اثناعشریۃ شیطانیۃ اسمعیلیہ کے۔ اور اگر اپنی طرح سے
 اسمعیلیہ میں الف چاہئے تو یہی عدد وہی دو افضن اثناعشریہ و نصریہ و اسماعیلیہ کے
 ہاں اور رافضی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لہم اللعنة ولہم سوء الداران کیلئے ہے
 لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر۔ اس کے عدد ۶۴۴ ہیں۔ اور یہی عدد وہی شیطان الطاغی
 طوسی خلی کے (۵) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ عز وجل فرماتا ہے اولئک ہم الصدیقون و
 الشہداء عند ربہم اجرہم وہی اباب رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے
 لئے ان کا ثواب ہے اس کے عدد ۳۴۵ ہیں۔ اور یہی عدد وہی۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان
 علی سعید کے (۶) ہیں اور رافضی بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولئک ہم الصدیقون
 والشہداء عند ربہم اجرہم و فورہم وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں
 ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور اس کے عدد ۴۹۲ ہیں۔ اور یہی عدد وہی۔ ابوبکر
 و عمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر و سعد کے (۷) نہیں اور رافضی بلکہ عز وجل فرمایا ہے۔ والذین
 امنوا باللہ وراسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم اجرہم و فورہم
 جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و
 شہید ہیں۔ ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور آیہ کریمہ کے عدد تین ہزار سورہ ۱۶
 اور یہی عدد وہی۔ صدیق۔ فاروق۔ ذوالنورین۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ سعید
 ابوعبید۔ عبد الرحمن بن عوف کے الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جملہ صیح بھی پورا
 ہو گیا۔ اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء طیبہ بھی سب آگئے۔ جس میں اصلاً
 تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔ کچھ روزوں سے آنکھیں کھلتی ہیں۔ یہ تمام آیات عذابِ اسمائے
 شرار و آیات مدح و اسمائے اختیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے ہیں صرف چند ہزٹ
 صرف ہوئے۔ اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی۔ مگر عورتہ تعالیٰ اس قدر
 بھی کافی ہے۔ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ

ترقیہ احمد رضا وادری عفی عنہ

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ رافضی کا تو ماشاء اللہ ولیہ نہیں بلکہ قیمہ ہو گیا اب
مجال دامن زدن نہیں۔ فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدداتہ حاضرہ امام اہل سنت
والجماعت پچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات اور اعداد کی مطابقت زبان
فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف کے گزر چکی تھی۔ واللہ باللہ
اعداد اختیار عاشرہ کے بلا سوچے اور تامل کئے فرمائیے کہ فقیر سوائے اس کے اور اندازہ نہیں
کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار بذریعہ القار ربانی اور الہام سبحانی تھا۔ اس سے پیشتر
اعلیٰ حضرت نے کتاب کو سماعت فرماتے ہوئے متعدد جگہ فرقہ و بابیہ اور معتزلی پر نکات اعداد کی
مطابقت ملاحظہ فرمائی تو اسی وقت معاً بلا تفہیم۔ و تاویل کے یوں فرمایا۔ جناب نے فرمایا کہ
لکھو۔ فقیر نے تعمیل حکم اس طرح کی۔ آیت قرآنی (۱) اهلکناهم انهم کانوا مجرمین کے
اعداد ۶۶۸ جو برابر ہیں رشید احمد گنگوہی کے (۲) ولقد قالوا کلمۃ الکفر والعداۃ
کے ۱۲۶۳ ہیں جو برابر ہیں اشرف علی صاحب تھانوی کے (۳) آیت شیطا فاحریدنا لعنہ
اللہ کے اعداد ۸۴۶ ہیں۔ اور وہی عدد ہیں دجی قاسم صاحب تافو تو ی کے سبحان اللہ
بجہ کیا قدرت الہیہ کا تماشا اور تقدیر الہی کا نظارہ ہے۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے
علم میں ان لوگوں کی حالت کا نقشہ درج کر رکھا ہے۔ جوندگان رب العطا اور خاصان بارگاہ
خدا اس قسم کے کشف اور الہام سے بیان فرما سکتے اور عوام کو سمجھا سکتے ہیں۔ ذلک فضل اللہ
یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۱۲ علاوہ اس کے فقیر کہتا ہے کہ ہم سنی ہیں۔ اور لفظ
سنی کے (۱۲۰) ایک سو بیس عدد ہیں۔ اور حجت علی کے بھی وہی ہیں اور لفظ شیعہ کے عدد
تین سو پچاسی (۳۵۰) ہیں۔ اور یہی عدد میں شیطانیہ کے ۱۲

تو کہ مطالبہ نمبر ۴ اکا نماز میں اللہ کی طرف دھیان لگانا چاہئے یا نبی علیہ السلام کی طرف
اگر صرف اللہ ہی کی طرف دھیان لگانا چاہئے۔ تو کیا نبی علیہ السلام کا اس وقت دھیان آنا
کسی اور کا دھیان اول کے مضر ہے کہ نہیں۔ اگر مضر ہے تو مذموم ہے کہ نہیں۔ بلکہ صغیرہ
اقول مفتی جی! آپ کی منطق قابل داد ہے۔ صغیرے کبرے آپ کا سب جواد قابل فہم
ہے۔ اگر صرف دھیان لگانا ہے۔ تو نماز کی کیا ضرورت ہے صرف مراقبہ میں دھیان لگایا
کرے۔ کیونکہ نماز میں تو قرآن شریف پڑھنا پڑے گا۔ جس میں ہر لفظ لفظ پر حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دھیان یا خیال آئے گا۔ اور ضرور آئے گا۔ پھر شہار میں

لازمی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آئے گا۔ بلکہ ان کو اپنے سامنے حاضر و نا
حاضر اور درود شریف پڑھنا پڑے گا۔ گویا کوئی وقت خالی نہ ہوگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ پس وہابیہ نجد یہ گونا گوار ترک کر کے کوئی سند حیا (نماز منو) بنانی چاہئے۔
اور تصور شیخ جو کے بزرگوں کی طرف سے ضروری طور پر رائج ہے۔ اسکو بھی خیر باد کہنی چاہئے اور
ان پر فتویٰ کفر و شرک جاری کر کے پکے بننا چاہئے۔

باقی دو مطالبے اسی قبیل کے بہودہ ہیں۔ جس کے نقل کرنے میں دل کا نیتلہ ہے آپ کے
لکھا ہے کہ اگر نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آجائے تو ان کو ذلیل سمجھنا چاہئے
العیاذ باللہ۔ کسی مسلمان کا خواہ کسی فرقہ کا ہے۔ یہ عقیدہ نہیں۔ لیکن وہابیہ دیوبندیہ کا بڑے
زور سے اور یہ بھی کہ وہ کتاب جس میں یہ عقیدہ لکھا ہے۔ اور اس مسئلہ مردودہ کو درج کیا
ہے۔ آپ کے امام الطائفہ کے مجاہدین کو ہ پنجتار سے ابھی لاسے ہیں۔ اور دیوبندیوں کے
حوالہ کی ہے۔ جو قرآن شریف و احادیث و اجماع امت کے برخلاف ہے جو ہم نے یا ہمارے
باپ دادا نے بھی ایسا مسئلہ نہیں سنا جو اسلام سے خارج ہے۔

میں کہتا ہوں قرآن شریف میں جگہ جگہ پیغمبران علیہ السلام کے نام اور ان کا تذکرہ تعلیم
کے ساتھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے احکام اور امر و نہی
موجود ہیں۔ اور سورہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یس۔ طہ۔ المزمل۔ المدثر۔ سورہ ابراہیم
سورہ یونس۔ سورہ یوسف۔ سورہ ہود۔ سورہ مریم۔ سورہ کہف۔ سورہ انبیاء۔ سورہ لقمان
سورہ نوح علیہ السلام قرآن شریف میں موجود ہیں۔ جن کی تلاوت نماز میں کی جاتی ہے
گویا تمام قرآن شریف انبیاء علیہم السلام اور فرشتگان الہی مذکور ہے پر ہے ان سب
کو نماز پڑھتے ہوئے مذکور اور ذلیل سمجھنا چاہئے۔ اور جب نماز میں نعوذوہ و نعوذوہ
(آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور عزت اور تعظیم کرو۔ پڑھا جائے تو قرآن شریف
سے اس آیت شریف کی جگہ قد لاؤہ و تحق وہ لکھنا چاہئے۔ اور جہاں واللہ العزۃ
و رسوله آئے۔ وہاں نعوذ باللہ اور کچھ کرنے چاہئے۔ اگر کلمات کفر آپ کے جمع کیے جائیں
تو آپ کے لئے ہار کی سجادٹ پوری ہو جائے۔ وہاں بیت کیا ہے۔ جہنم کے لئے عمدہ سے عمدہ
سرفیکٹ ہے) مبارک ہو۔

باب شانزدہم

عقیدہ نمبر ۲۱

عقیدہ نمبر ۲۱۔ وہابیہ دیوبندیہ دکنیہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں۔ وہ مذموم ہیں، سبیل الرشاد مولوی رشید احمد صاحب :

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۵۔ یہ عقیدہ نمبر ۲۱۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۱ سبیل الرشاد کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اس میں ہے۔ کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں۔ وہ مذموم ہیں۔ اگرچہ سبیل الرشاد میں بعینہ یہ الفاظ نہیں جو آپ نے لکھے ہیں۔ پھر ہم اس سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ سے دریافت کرتے ہیں۔ بلفظ صفحہ ۳۲ سطر ۹ : اولیٰ مفتی جی پھر آپ اپنی عادت معہودہ پر آگئے۔ کہ عبارت کا انکار کرنے لگے۔ لیجئے پہلے میں سبیل الرشاد کی اصل عبارت لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کی غلط بات کی غذا پوری ہو جائے۔ دہوندا : "البتہ چار مصلے جو کہ معظمہ میں مقرر کئے ہیں۔ لاریب یہ امر زیون ہے۔ بلفظ صفحہ ۳۲ سطر ۱۹۔ میری عبارت اور اصل عبارت میں جو فرق ہوا وہ صرف یہ ہے۔ کہ لفظ مذموم کی جگہ لفظ زیون لکھا ہوا ہے لفظ مذموم عربی ہے۔ جس کے معنی بد کے ہیں۔ یعنی برے۔ اور لفظ زیون فارسی ہے اس کے معنی بدتر کے ہیں۔ دیکھو کتب لغت۔ الحمد للہ میرے لکھنے سے اصل عبارت کے لفظ زیون کے معنی اور بھی زیادہ خراب اور سخت بچائے بد کے بدتر نکلے۔ گویا مولوی رشید احمد مصنف کتاب سبیل الرشاد کے نزدیک اور تمام دیوبندیوں کے نزدیک تمام علماء رحمہم شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔ اور علماء عرب و عجم سب کے سب بے علم اور بے خبر ہیں۔ جن کو ان چار مصلوں کی زیونی معلوم نہ ہوئی۔ اور مولوی رشید احمد صاحب کو اپنے بڑے بھائی غیر مقلدوں کی محبت سے علمیت اور فضیلت حاصل ہوئی۔ کہ کسی عالم مفتی حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی کو آج تک صد ہا سال گزر گیا۔ معلوم ہی نہ ہوا۔ اور نہ کسی نے ایسا لکھا۔ یہی سبب ہے کہ دیوبندیہ علماء رحمہم شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے افضل ہیں۔ لاجول و لا قوۃ الا باللہ چونکہ یہ ہر چار مصلے جو حکم سلطان وقت اولی الامر کے بالاتفاق علماء مفتیان وقت بغرض اصلاح

مسلمین و رفع تنازعہ کئے گئے تھے۔ وہابیہ کے نزدیک بدتر (زبون) ہیں۔ اسی طرح تقلید شخصی بھی ان کے نزدیک بدتر ہے۔ درانی ایک بادشاہوں کا حکم خدا تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم میں داخل ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاطِيعُوا أَكْثَرَكُمْ** آلائیہ۔ نساء۔ یعنی ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور حاکموں بادشاہوں اور مجتہدوں کی جو تم میں سے ہیں۔ پس اس آیت شریفہ پر عمل کرنے والے مسلمان ان کی اطاعت واجب جانتے ہیں۔ دیکھئے :- (۱) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۸۶۔ کسانیکہ اطاعت انہا بحکم خدا فرض است پیشش کردہ اندازاں جملہ سلاطین و امرا و اہل خدمات اند۔ مثل قضاة و محتسبین و حکام کلا و امرو نوایہ ایشان در مصالح جزئیہ و حوادث یومیہ واجب الاتباع است در حق رعایا۔ بلفظ (۲) ترجمہ حجتہ البالیغہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ وہو فی صفحہ ۲۳۴۔ سطر ۲۰ چوتھی صدی میں تقلید شخصی کا رد و ارجح ہوا۔ اور سلاطین نے فقہ میں مناظرے کئے۔ بلفظ :- (۳) خلاصہ تواتر تک معظمہ صفحہ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳ بعد فقرہ تقلید شخصی کے ۳۳۹ ہجری۔ اور بعد اس کے زمانہ فرح بن ظاہر بر فوق بادشاہ کے آگ لگ گئی۔ سلسلہ ہجری میں بعد اس کے بسوق طہری امیر الحاج مہر نے سلسلہ ہجری میں کعبۃ اللہ شریف کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور مصلات اربعہ کو بھی ہیئتات قدیمہ پر تعمیر کیا۔ بلفظ :- اس سے ثابت ہے کہ مصلات اربعہ سلسلہ سے پہلے گئے بنے ہوئے تھے۔ جو پھر اسی ہیئت پر تعمیر کئے گئے۔ اس پر یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ جب تقلید شخصی سلسلہ ہجری میں قائم ہوئی تب سے ہی یہ مصلاۃ اربعہ بھی بحکم بادشاہ وقت مصلتاً بنائے گئے تھے۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ کعبۃ اللہ شریف کئی بار تعمیر ہوا :- (۴) حلیقہ ندیہ شرح الطریقۃ الحمیہ للعارف باللہ تعالیٰ سید عبدالغنی باب فی الحنفیۃ المشتقی الجزالہ صفحہ ۱۰۳ :- یہ کتاب سلسلہ ہجری میں لکھی گئی۔ نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے۔ اس کے اقسام البدعت فضل ثانی میں ہے۔ وهو ہذا۔ وقد سئل بعض العلماء عن ہذا المقامات المنصوبۃ حول الکعبۃ التي یصلون فیہا الان بأربعۃ الأئمۃ علی مقتضی المذاهب الأربعة ما كانت السنۃ علی ذلک ولا عصر التالبعین ولا تابعیہم ولا عہد الأئمۃ الاربعۃ ولا مرویہا ولا طلبوہا فاجاب بانہا بدعۃ ولكنها بدعۃ حسنة لا سیئة لانہا تدخل بدلیل السنۃ الصحیحۃ

و تقریر ہلے السنۃ الحسنۃ لانہا لم یحدث منها ضرر ولا حرج فی المسجد لانہ
 المصلین من المسلمین ہا مۃ اہل السنۃ والجماعۃ بل فیہا عظیم النفع فی المطر
 والحرج الشدید والبرد و فیہا وسیلۃ للقرب من الامام فی الجمعیۃ وغیر
 ہا فہی بدعت حسنہ و سیمون یفعلہم للسنۃ الحسنۃ وان کانت بدعت
 اہل السنۃ لا اہل بدعت لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سن منہ
 حسنۃ فسنی المبتدع الحسن مستنفاہ عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 فی السنۃ وقریب الذی لا بداع وان لم یرد فی الفعل فقد ورد فی القول
 فالسان سنی لا بدعی لدخولہ تسمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما قررہ
 من السنۃ وضابطۃ السنۃ ما قررہ او فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وداوم
 علیہ واظہرہ ومن جملہ فعلہ ایضاً قولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسکوتہ
 علی الامر لانه تقریرہ ناذن فی ابتداء السنۃ الحسنۃ الی یوم الدین وانہ
 مادون لہ بالتتابع فیہا وما جوس علیہا مع العاملین لہا بد واما
 اخرج الکام احمد بن حنبل ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ
 عن جریر عن عبد اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا من بعدہ
 من غیر ان ینقص من اجرہم شئی الحدیث فیدخل فی السنۃ تقریرہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعت حسنۃ ومنها الی ربط والملازم والمرفق
 والمصلح حیث کانت للمسلمین بالطریق وغیرہا المنافع بلفظہ ترجمہ: جو مصلحت
 کعبۃ اللہ شریف کے گرد قائم ہیں۔ اور چاروں مذہب کی وجہ سے ابان میں چار اماموں
 پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ بیشک بعض علماء سے انہی بابت سوال ہوا کہ نہ اس طریقہ پر حدیث ہے۔ اور
 تابعین و تبع تابعین اور نہ ائمہ اربعہ سے کوئی روایت ہے اور نہ ان کا اس پر عمل تھا۔ اور نہ
 اسے طلب کیا۔ تو جواب فرمایا کہ وہ بدعت ہیں۔ لیکن بدعت حسنہ نہ سنیہ اس واسطے کہ وہ حدیث
 صحیح لے ارشاد و قبول سے نیک سنت میں داخل ہیں اس لئے کہ ان سے کوئی ضرر اور حرج نہ
 کسی میں پیدا ہوا۔ اور نہ عام سنی مسلمان نمازیوں میں بلکہ ان میں عام نفع ہے بارش اور سخت
 گرمیوں اور سردی میں باوروہ جمعہ وغیرہ میں امام سے قرب ہونے کا وسیلہ ہیں۔ تو وہ بدعت

حسنہ ہیں۔ اور وہ لوگ اس نیک سنت کے کرنے سے کو پیدا ہے۔ اہلسنت کہلائیں گے نہ اہل بدعت۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اسلام میں نیک سنت ایجاد کی تو نبی نیک بات نکالنے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت والا فرمایا۔ اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت میں داخل کیا۔ اگرچہ حضور کے فعل سے ثابت نہیں ہوا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہے اور اس سے اکلنے کو مقبول رکھا۔ پس اس کا اکلنے والا سنی ہے۔ نہ کہ بدعتی۔ اس واسطے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تقریری میں داخل ہے۔ اور ضابطہ سنت کا یہ ہے کہ ہر وہ کام جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبول رکھا یا خود ہمیشہ کیا۔ اور اسے ظاہر فرمایا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل میں سے حضور کا ارشاد فرمایا۔ اور خاموش رہنا بھی ہے۔ اس لئے کہ وہ مقرر رکھنا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک نئی بات پیدا کرنے کا اذن دیا۔ اور یہ کہ شرع سے اس نے پیدا کرنے کا پیدا کرنے والوں کو اذن ہے۔ اور اسے اس کام اور جو اس پر عمل کرے ان سب کا ہمیشہ ثواب ہے۔ امام احمد بن حنبل و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے جریز بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اسلام میں کوئی نیک طریقہ ایجاد کرے تو اس کیلئے اس کا ثواب ہے۔ اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کا ثواب ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں سے کچھ کمی ہو الخ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر بدعت حسنہ کو مقبول رکھنا اسے سنت میں داخل کرنا ہے۔ انہیں میں سے خالق ہیں۔ مدرسے۔ اور سب منفعت اور مصلحت کی چیزیں جو راستوں وغیرہ پر مسلمانوں کے نفع کے لئے ہوں ختم ہوا ترجمہ پس جب کہ یہ مصلات صد ہا سال سے بحکم بادشاہ وقت خاص مصلحت بنائے گئے ہو ہیں جس پر حرمین الشریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً کا اجماع حجت ہے۔ اور اس پر دلیل ہے حدیث شریف لا یجتمع امتی علی ضلالتہ میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی۔ اور دوسری حدیث شریف ما راہ المسلمون حنا فہو عند اللہ حسن موطا امام محمد علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۳۰ سطر ۲:۔ یعنی کسی چیز کو مسلمان اچھی اور نیک سمجھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے پس ان مصلات اربعہ کو تمام دین کے علماء اور مسلمانوں نے نیک اور اچھا سمجھا۔ پھر کسی ایک دیوبندی صاحب کے کہنے سے زبوں کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بلکہ کہنے والا خود زبوں اور خلق اجماع ہے۔ ہاں بادشاہوں کے حکم سے ان مصلات کا بنایا جانا خود مولوی رشید احمد صاحب

اسی اپنی سبیل الرشاد میں لکھتے ہیں۔ یہ طعن نہ علماء اہل حق مذاہب اربعہ پر ہے۔ بلکہ سلاطین پر کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے۔ بلفظہ صفحہ ۳۳۔ سطر ۴۔ پس اس سے ثابت ہے کہ یہ طعن اربعہ سلاطین اہل اسلام نے بنائے جو اولے الامر ہیں ان پر طعن ہے۔ حالانکہ انکی اطاعت حکم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں پر فرض ہے۔ پھر یہ مولوی کو جسے کھیت کی مولیٰ ہیں کہ ان پر طعن کی زبان کھولیں اور اپنی رسوائی کرا لیں۔ اور رسوائی کا اثبات ان کے ایسے پھر قلم ہیں جن کی شکایت آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب لودھیانوی بھی اپنی کتاب تحفہ قادریہ میں اس طرح کرتے ہیں۔ درہنہ ذرا:- تحفہ قادریہ مصنفہ مولوی محمد لودھیانوی صفحہ ۹۴-۹۵ ظاہر ہو گیا کہ فتوے مولوی کنگوہی کا ان کے عشرے ہونے پر ضرور باطل ہے۔ اور یہ ان مولوی صاحب کی پہلی ہی خطا نہیں۔ بلکہ ان کی عادت ہے۔ اسی قسم کے مسائل میں جن کی حقیقت نہیں معلوم ہوتی۔ مگر گہری نظر سے۔ درحقیقت وہ مولوی صاحب اہل نظر نہیں ہیں۔ کیونکہ:-

(الف) پہلا فتوے یہ ہے دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے۔ وہ مرزا جس نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ اس پر یہ حکم خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کہ ہم نے اتارا اس کو قادیان کے قریب (ب) پھر یہ فتوے دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے۔ باوجودیکہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف بخار کا بیٹا کہتا ہے (ج) پھر مولوی صاحب نے یہ فتوے دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ سے کوئی سچا نہیں (د) اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کر دیا۔ باوجودیکہ شرط سلطان جو حقیوں کے نزدیک ضروری ہے۔ نہیں پائی جاتی (ه) کا نیز وہ نسخہ عبد القادر جیلانی شیا اللہ کا فتوے دیا۔ باوجودیکہ پہلا فتوے اس پر تھا۔ کہ یہ کلمہ شرک ہے :- (و) اور کفار کے واسطے جواز تعمیر مسجد کا فتوے دے دیا :- (ز) اور یہ بھی فتوے دے دیا کہ جو مکانات کعبہ شریف کے گرد بنائے گئے جن کو مصلے کہتے ہیں وہ بدعت ہے :- اور بھی مسائل ہیں جن میں محققین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ بلفظہ :-

لیجئے۔ اس تحریر اپنے جد فاسد پر غور کیجئے اس سے ثابت ہے۔ کہ مولوی رشید احمد کے فتوے یا تحریر کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ اہل نظر نہیں ہیں۔ اور مصلیٰ اربعہ کو محققین کا راستہ لکھتے ہیں۔ خدا کے لئے اپنے بزرگوں کی کتابوں پر عمل کیجئے۔ یا یہ کہ آپ نے اس کتاب کو

دیکھا نہیں۔ اگر دیکھا ہے۔ تو یہ آپ کا ایمانی تقاضا ہے۔ اور مفتی بننے کے امنگ میں جو چاہا کر دیا
مفتی جو ہوئے۔ میں نے ایک راست گوزدہابی مولوی سے پوچھا کہ مفتی کس کی کہتے ہیں۔ تو اس نے
مجھے جواب دیا کہ مفت خوروں کو۔ میں نے کہا سچ ہے وہاں قوم میں اسی قسم کے مفت خور مفتی ہیں
اسم بسمے:- قولہ۔ مطالبہ نمبر ۵ کیا یہ مصلیٰ بنی علیہ السلام یا خلفاء راشدین یا انکس نے مقرر
کئے تھے۔ اگر یہی امر ہے تو اس کا ثبوت دیجئے۔ ورنہ ہر وہ امر جو قرون ثلاثہ کے بعد پیدا ہوا ہو
اور اس پر اربعہ اولہ سے کوئی دلیل نہ ہو اسے تمام متقدمین نے مذموم لکھا ہے۔ بلفظ صفحہ ۳۲
سطر ۱۲: اقول۔ آپ کے اس مطالبہ کا جواب آپ کے عقیدہ نمبر ۱۱ (مولود شریف) میں مفصل دیا
جا چکا ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کسی ایک عالم کا متقدمین سے نام تو لکھا ہوتا جسے
مذموم لکھا ہو۔ یا جھوٹا بولنے کی عادت ہے۔ کیا مدرسہ دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یا خلفاء راشدین یا انکس نے مقرر کیا تھا۔ یا آپ کے جد فاس مولوی محمد نے جو مسجد لودھیانہ میں
دو منزلی بنوائی۔ وہ خیر القرون میں بنی تھی؟ یہ مذموم ہے یا نہیں؟ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہر امر
جو خیر القرون میں ہوا ہو قابل عمل نہیں۔ مثلاً سیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رو برو دعویٰ نبوت کیا۔ اور اس کسماء سباح سے نکاح کر کے مہر میں صبح و عشا کی نمازیں معاف
کر دیں۔ اب آپ کو لازم ہے کہ سیلمہ کذاب کی پیغمبری پر ایمان لادیں یا صبح و عشا کی نماز معاف
کر دیں۔ اور یزید علیہ بالیستحقہ نے شراب کو حلال کر دیا تھا۔ تو آپ کو لازم ہے۔ کہ شراب کو حلال
جان کر پیالیں۔ کیونکہ خیر القرون میں یہ بات پیدا ہوئی تھی۔ اسی طرح علم صرف و نحو و کلام و مدارس
خانقاہ۔ رہا طین خیر القرون کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کے پڑھنے یا ان میں کہنے کا انکار کریں۔ یا
قرآن شریف جواب چھاپے کے موجود ہیں۔ ان پر تلاوت نہ کریں۔ ذرا ہوش میں آؤ۔ یہ ہوشی
اجبی نہیں:- قولہ۔ بعض مطالبہ نمبر ۱۵۔ تفریق جماعت آپ کے نزدیک مذموم ہے۔ اگر ہو تو کیا
ان چار مصلوٰں کے ہونے سے جماعت میں تفریق پیدا نہیں ہوتی۔ اگر مذموم نہیں تو کوئی دلیل
شرعی لا کر اس امر کو ثابت فرمائیے۔ بلفظ صفحہ ۳۲: اقول۔ تفریق کا مسئلہ لکھ دیا ہوتا کہ اس طرح
یہ تفریق جماعت ہوئی۔ مولوی رشید احمد کا سبیل الرشاد میں لکھا ہوا آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ
لکھتے ہیں۔ کہ ایک جماعت ہونے میں دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے۔ اور شریک
جماعت نہیں ہوتی اس سے تکرار جماعت لازم آتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۳ سبیل الرشاد:-

میں کہتا ہوں کہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے حج کرنے سے پہلے اس امر کو لکھا ہے ورنہ میں نے پچھتم خود دیکھا ہے۔ وہ اس طرح پر ہے کہ صبح کی نماز علی الصبح سب سے پہلے امام شافعی کے مصلے پر ہوتی ہے۔ اور تمام لوگ جو اس وقت حاضر ہوتے ہیں خواہ کسی مذہب کے ہوں امام شافعی المذہب کی اقتدار کرتے ہیں۔ چنانچہ میرا خود یہی عمل رہا ہے۔ اس کے بعد امام مالکی المذہب کی نماز کا وقت ہوتا ہے جو لوگ اس وقت حاضر ہوتے وہ انکے پیچھے اقتدار کرتے ہیں۔ اس کے بعد حنبلی مذہب کے لوگ جو موجود ہوتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ ان سب کے بعد جب خوب دشمنی ہو جاتی ہے تو اس وقت امام حنفی المذہب کا وقت ہوتا ہے۔ اور امام صاحب تشریف لاتے ہیں۔ اور مقتدی بھی اس وقت آتے ہیں۔ وہ کثرت سے لوگ نماز امام حنفی المذہب کے پیچھے پڑھتے ہیں خواہ کسی مصلے پر لوگ ہوں۔ لیکن امام حنفی المذہب اپنے مصلے پر جو کعبۃ اللہ سے جانب شمال ہے۔ کھڑے ہوتے ہیں۔ باقی چاروں نمازیں ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء سب سے اول امام حنفی المذہب پڑھاتے ہیں تمام لوگ۔ باقی ہر مذہب کے ان کے پیچھے اقتدار کرتے ہیں۔ نہ تکرار جماعت ہوتا ہے نہ افتران جماعت۔ یہ سب باتیں معروضانہ ہیں۔ اگر مولوی رشید احمد صاحب مصلات کے اربعہ کوزیون یا بدتر جلتے میں حق پر تھے۔ اور ان کے پاس شرعی دلائل اور براہین قویہ مصلات کے زیون یا بدتر جلتے کے موجود تھے۔ توجج کے موقع پر علما و مفتیان اربعہ مذاہب سے اس کا فیصلہ کر کے ان سے فتوے لیتے اور فیصلہ ہو جاتا۔ مگر ان علمائے کے رد پر وہ بات کرنا کالے دارو کا معاملہ ہے یہاں ہندوستان میں بے باکی سے جو چاہا لکھ دیا۔ گالیاں دیدیں۔ رشوت خواری کا الزام لگا دیا۔ بھوکا دی۔ اپنی فضیلت لکھ دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنا شاگرد بنالیا۔ گمرہ حب تھا کہ اس مسئلہ کو حرمین شریفین میں طے کرتے۔ ممکن ہے۔ آپ یہ کہ دیں کہ علامہ دیوبند پر یہ افرا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شاگرد بناتے اور لکھتے ہیں۔ مگر حضرت انشا کرنے والے سب سے بدترین ہیں۔ لیجئے میں آپ کے اطمینان کے لئے مولوی خلیل احمد صاحب کی کتاب براہین قاطعہ مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب کے دکھلاتا ہوں کہ وہ کیا لکھتے ہیں۔ دیوبند اور مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے۔ کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے۔ اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک مد صالح فخر عالم علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا جب سے علامہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ

زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ الخ برائین قاطعہ صفحہ ۲۷ سطر ۸
 دیکھے آپ کے مرد وصلح کی وضعی خواب جس سے علماء دیوبند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم اعلم علوم الاولین والاخرین کا استاد قرار دیا گیا۔ کہ جب علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا تب
 اردو بولنا آگیا۔ اور اگر ان سے معاملہ نہ ہوتا تو حضور کو اردو بولنا نہ آتا۔ معاملہ بھی گویا ابھی پڑا تھوڑا
 ہی عرصہ ہوا پہلے کچھ معاملہ علمائے دیوبند کے ساتھ نہ تھا۔ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا معاملہ تھا
 جواب آن کر پڑا۔ اور یہ اردو زبان آگئی۔ نعوذ باللہ من ذلک الخرافات والخرع بیلات۔ واقعی
 جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علماء دیوبند کی صحبت میں چند عرصہ تلمذ کرنے سے اردو
 زبان آگئی۔ تو شاگرد ہونے میں کیا شبہ رہا۔ یہ مسلمہ بات ہے۔ کہ استاد کا درجہ شاگرد سے اعلیٰ
 و ارفع ہوتا ہے۔ اسی طرح علماء دیوبند کو علماء حرمین شریفین سے افضل لکھا ہے صفحہ ۱۸۔ ۱۹ برائین
 کا دیکھو۔ مگر جب علماء دیوبند یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ تو علماء
 حرمین شریفین کس شمار میں ہیں۔ العیاذ باللہ چونکہ مدرسہ دیوبند اور اس کے علماء کی تعریف
 میں دیوبندیوں نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے ہیں۔ اس لئے میں حالات مدرسہ اور ان کے
 علماء مدرسین و متعلمین کے ایک معتبر رسالہ منظوم سے دکھلاتا ہوں۔ جو ایک راستگو مولوی صاحب
 نے ظاہر کئے ہیں :- رسالہ منظوم مسیۃ تدریس عربی دیوبند کا مرقع۔ اثنی واقعی حالات مصنفہ حضرت
 مولانا مولوی منظور الحق صاحب پشتر کا اقتباس۔ بلفظ جو مطبع اختر ہند سہارنپور میں طبع ہو کر
 شائع ہوا مولانا فرماتے ہیں :-

غائبانہ ہر چہ در سماعاں شدہ بر خلافش دیدہ چشماں شدہ

تانشتمین گرفتہ پیشین واقعی حالات را جویاں شدہ

بے دیکھے جو کچھ سنا گیا۔ اس کے خلاف آنکھوں نے دیکھا۔ جب میں پیش لے کر آیا تو میں نے

اس مدرسہ دیوبند کی تعقیب کی۔ حالات واقعی کو لکھا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں

کہ الحق مرثیہ۔ لیکن جو سچ کہنے والے ہیں وہ سچ ہی کہتے ہیں :-

ہرزخوت چند مخالاں شدہ مدرسہ از رنگ شاں نالاں شدہ

گشتہ سہ یک بر سر طغیاں شدہ مدرسہ از رنگ شاں گریاں شدہ

گشتہ سہ یک ویکے گشتہ سہ

مات بر تثلیث تر سیاں شدہ

یعنی چند لوگ مغرور تکبر سے بھر گئے۔ اس لئے مدرسہ ان کی شرم سے روتا ہے۔ اور تین ایک ہو کر سرکش ہو گئے۔ مدرسہ ان کے عیب سے روتا ہے۔ تین ایک ہو گئے۔ اور ایک تین ہو گیا۔ عیساویوں کی تسلیمت پر مات ہو گئے۔ ابتداء مولوی ذوالفقار علی اور مولوی فضل الرحمن مرحومین نمبر مدرسہ تھے۔ جب ان تینوں کا زور ہوا۔ تو ان کا بس نہیں چلتا تھا۔ انہوں نے اپنی ڈاہڑیوں کو ان کی سرکشی سے بچایا۔ جن تین مغرور متکبروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ تین یہ ہیں۔ ایک جنیب (تصغیر جنیب) بمعنی ناپاک جس کو غسل کی حاجت ہو۔ دوسرا گھوگھی تیسرا کنعان (پسر ناعلف حضرت نوح علیہ السلام)۔ ان تینوں سرکشوں نے مولانا ابوالخیرات سید احمد صاحب کو بہت رنج دیا جب کہ انہوں نے مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ نکالا۔ اور مولانا نے اس بات سے منع کیا۔ اس پر ان کے ساتھ الجھ گئے۔ تب انہوں نے مدرسہ کو چھوڑ دیا۔ اور گھوگھی صدر بن گیا۔

آں جنیب اہلیہ اش قبل اطلاق فی المودۃ ہدیہ کنعان شدہ

مے گذارم تو غیلہ اش نکیش واہ وابرخلہ خللاں شدہ

یعنی جنیب کی جو ر و طلاق سے پہلے دوستانہ میں کنعان کو تحفہ دی گئی کہ میں اس کو چھوڑ رہا ہوں تو بھی اس کا مزہ چکھ لے۔ واہ وا۔ کیا ابھی دوستی ہے۔ جب اس عقیفہ نے یہ بات نہ مانی تب اس نافرمانی کی وجہ سے کنعان سے اس نے اپنی عزت بچائی۔ اس کو طلاق دے دی اور جب دوسرے شخص سے نکاح ہوا تو اس نے اس بات کی تصدیق کی۔ اس کے بعد کنعان کی جو ر کا پردہ جنیب شخص سے اٹھایا گیا۔ یہ بات دیوبند میں مشہور ہے۔ کہ کنعان کی جو ر کا پردہ جنیب سے نہیں رہا کہ وہ جبے دی کھانے بیٹھتا ہے۔ کہ کنعان کی جو ر اس کو پنکھا جھلتی ہے۔ اور بہت سے بھید ہیں۔ جو بوجہ شرم ظاہر نہیں کئے جاتے۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم مرحوم نے وصیت کی تھی جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔

گاہ از اولاد من فی المدرسہ لایلیج احد ملازم آں شدہ

کہ میری اولاد میں سے کوئی مدرسہ میں ملازم نہ رکھا جائے یہ وصیت ان کی از روی کشف تھی جس کے چھوڑنے سے یہ خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے بیٹے کا حال ان پر ظاہر گیا۔ جو اس کو خواہشات نفسانی کا تابع دیکھا۔ یہ مدرسہ ان کے ہاتھ سے تباہ ہوا۔ مولانا مرحوم اپنے بیٹے سے تمام عمر ناراض رہے۔ مرنے کے بعد کیسے راضی ہو سکتے ہیں۔ وہ وصیت ان سرکشوں نے کم کر دی اس وقت کے خلاف کرنے سے یہ تمام خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے کہنے سے موم کی ناک گھوگھی

نے مشورہ کر کے مدرسہ کو کنعان کے سپرد کر دیا۔ اس کا وبال گھوگھی پر ہوا۔ تب جنیب مولانا رشید احمد کے پاس گیا۔ تاکہ کنعان کا اصل حال معلوم ان کو نہ ہو۔ ہر وقت ان کے پاس رہتا۔ کسی کو موقع نہ دیتا کہ کنعان کا حال مولانا سے کہے۔ پھر مدرسہ میں چھ تئو روپیہ کی چوری ہو گئی۔ اور پھر پراس کا الزام لگایا۔ حالانکہ کنجی اس کی کنعان کے پاس تھی۔ پھر کنعان کو حلف دی گئی۔ اس نے حلف لینے سے انکار کر دیا۔ اور مولانا ظہور الحسن جھنجھالی نے جو ان دنوں دیوبند میں سب جبار تھے مولانا رشید احمد سے سب حال کہ دیا۔ کہ کنعان نے محرم سے کنجی لے لی تھی وہ جو نہیں کار تھا۔ کنعان کی ہے۔ اس پر دو گواہوں نے گواہی دی۔ اور کنعان پر جرم ثابت کیا گیا۔ اور اس کو مدرسہ برخواست کر دیا گیا تب گھوگھی (فاختہ) مولانا صاحب رشید احمد کے پاس گیا۔ بہت چالوسی کی اور پھر بحال کر دیا۔ اور مولانا کا حکم نہ مانا۔ ان کی سرپرستی برائے نام تھی۔ جب مولانا فوت ہوئے تو جنیب وہاں سے چلا آیا۔ اور کنعان کا مددگار ہو گیا۔

گشتہ آں کنعاں ملاح افتناس کو تکبر سر بسر ملاں شدہ

کنعان شکار کرنے کا ملاح ہو گیا۔ اور تکبر سے سر اسر بھر گیا۔

اشتغال اور بطلب صغار مرتکز در طبع آں کنعاں شد

جھوٹے طالب علموں سے اس کی مشغولی طبیعت میں گڑ گئی۔ تمام اہل مدرسہ اور ساکنان دیوبند کنعان کی اس حرکت سے واقف تھے۔ اور مختلف اوقات اس کے جھگڑے پیش آئے۔ مگر مدرسہ والے اس کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے۔

بجائے دانند اہل مدرسہ گرچہ اخفائش ز خوف آں شد

تمام مدرسہ والے یہ سب حال جانتے ہیں۔ مگر اس کے خوف سے چھپاتے ہیں۔ نظام حیدر آباد سے جو وظیفہ مدرسہ کو ملتا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ کنعان اپنے گھر بیٹھا لیتا ہے۔ اور مبلغ ایک سو نوے روپے (مالعہ) مولوی محمد قاسم کا بیٹا لیتا ہے حالانکہ اس کے باپ ایسی نیا پر لالت مارتے تھے۔ اور ان کا بیٹا حلال و حرام میں کوئی تمیز نہیں کرتا۔

کبر و ہم نخوت کہ ماہم بالغیہ مرتکز اندر صد و رشاں شدہ

کایحب کل محتال فخور نص قاطع وار و قرآن شدہ

تکبر و غور جس کو وہ نہ پہنچے گے وہ ان کے دلوں میں گڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ امتک اور فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ قرآن کریم میں یہ صاف ہے

راہ وسطا قاسمی گنڈا شستہ مبتغی راہ معوجاں شدہ

قاسم نے درمیانی راستے کو چھوڑ دیا۔ اور کجراہوں کی راہ کے طالب ہو گئے جس شخص ان کے حالات دریافت کرنے ہوں۔ وہ ان کی خیانتیں معلوم کر سکتا ہے۔ لیکن جو کوئی ایسی بات کرے۔ اس کو مدرسہ سے ایسا نکال کر پھینک دیتے ہیں جیسے دودھ میں سے کھجور کو نکال دیتے ہیں۔ چنانچہ اہل دیوبند سے تین ممبر تھے۔ ان میں سے دو ممبروں کو اسی وجہ سے نکال دیا۔ کہ وہ واقف شدہ اور مانع تھے۔۔۔

ہر چہ نے خواہند خود ہائے کنند اہل شورے فیل راوندان شدہ

یہ لوگ جو چاہتے ہیں۔ وہی کر لیتے ہیں۔ اور اہل شورے ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہیں انکھانے کے اور کھانے کے اور

کادہ فرش مکان مہتمم درج در مدرس حساب آں شدہ

مہتمم مدرسہ کے لئے فرش خریدا گیا۔ اور مدرسہ کے حساب میں لگایا گیا۔ ان ہر دو ممبروں نے جو دیوبند کے تھے اعتراض کیا۔ اسی سبب سے ان ہر دو ممبروں کو مدرسہ سے نکال دیا۔ اور جو غاصب اوقات تھا۔ اس کو رکھ لیا۔ باقی تمام ممبر باہر کے ہیں۔ کاش دیوبند۔ کے ممبر ہوتے تو ان کا حال کھلتا۔۔۔

کان یک اوقات بخاری غضب کرو غضب اولیٰ خلق کے پنہاں شدہ

ابھی مسیٰ شاہ بخاری کے اوقات کا غضب کیا لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ دیوبند میں شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کی مسجد ہے۔ اس کے نیچے بازار ہے۔ وہ مسجد کے ساتھ وقف ہے۔ اس کی تمام آمدنی غضب کر کے کھا لیتے ہیں۔ اس بات سے مولوی منفعت علی مدرس نے ان کے خلاف مقابلہ کیا کہ وقف کی آمدنی محفوظ ہے۔ ان سب نے ایک ایک کے مولوی صاحب پر چھوٹے الزامات لگا کر مدرسہ سے نکال دیا۔ اور ان لوگوں کو رکھا جو ان کے ہاتھ پاؤں چومیں۔۔۔

معجے غلماں گریز انتہ مسند تدریس را شایاں شدہ

ایک خود پسند نوٹوں کو بہکانے والا مدرسہ کی مسند کے لائق ہوا۔۔۔

تضرب الاجر اس فی اوقا تھا شہ ضرب جس ترسایاں شدہ

اس مدرسہ میں اپنے وقتوں پر گھنٹے بجتے ہیں۔ جو عیایوں کی شاہت ہے۔۔۔

یحبون یحبسون یحبون یحبون جملہ کار ہائے شان شدہ

سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان کے سب کام ارکارت ہو گئے۔

آں جہیز مال کو بھی کر دہا ہے شدا میں دراز دار شاں شدہ

مثل کو بھی مدرسہ ہم ہاں شود۔ آئن رفتہ کو نشان آں شدہ

دیوبند میں تجارت کی کو بھی مسلمانوں کے روپیہ سے ہوتی تھی۔ اس کام کثیر المنفعت کھا گیا تھا۔ میرے ذمہ بھی اس کا اہتمام تھا۔ جب میں مراد آباد تھا۔ سنا کہ کو بھی ٹوٹ گئی۔ وہ روپیہ میں بنے دیوبند کو بھیج دیا۔ لیکن جب دیوبند میں آکر پوچھا تو اس روپیہ کا کچھ پتہ نہ لگا۔ بہت لوگوں کو جو کئے۔ اب تک مفعولہ حصص باقی ہیں :-

مال مفت و ہم دل برحم شاں گنج للہی و ران ویراں شدہ

گویا مال مفت اور دل بے رحم کی طرح سب خور و برد ہو گیا۔ مدرسہ کی ابتدا اس طرح ہے کہ چند طالب علم کو ہاٹ سے پڑھنے کے لئے ہندوستان میں آئے۔ پڑھانے والے کو ڈھونڈتے ہوئے دیوبند میں پہنچے۔ حاجی صاحب شاہ امداد اللہ علیہ الرحمتہ نے ان کو خط لکھ کر مولانا محمد قاسم صاحب کی خدمت میں میرٹھ بھیج دیا۔ اور ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ چند بڑے مولوی جب کہ جہانیں گئے تو نماز کا مسئلہ بھی بتلانے والا کوئی نہ ہوگا۔ غرضیکہ حاجی صاحب اور مولوی محمد قاسم نے چندہ کر کے مولوی محمود دیوبندی کو میرٹھ سے بلوا کر مدرسہ مقرر کر دیا۔ اور مدرسہ چل نکلا :-

در شمول قاسم علم ہدے منظر انوار بے پایاں شدہ

داشت او با حضرت قاسم و داد بودہ قالب دودے یکجاں شدہ

ایں حریقاں میں کہ از جہل نکلے تفرقہ اندازہ میں شان شدہ

ان سرکشوں نے جہالت اور اندھے پن سے ان دونوں میں بھی تفرقہ ڈال دیا تھا۔

یہ ہے حالت مدرسہ اور مدرسین اور مہتممین کی جو ناگفتہ بہ ہے۔ اس پر دعویٰ لاف و گرافت یہ ہے کہ علمائے مدرسہ دیوبند علمائے حرمین شریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً سے افضل ہیں اور خاک بدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی استاد ہیں۔ العیاذ باللہ آدم بہر مطلب

مگر یاد رہے کہ میرے نزدیک تمام مسلمانان کے عقیدہ میں سوائے وہابیہ دیوبندیہ کے (جو مسلمان ہی نہیں) یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان کی زبانیں اور تمام دنیا کے علوم خدا کے فضل سے جانتے ہیں۔ اور ہر زبان میں بے تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل آپ کے صالح کے خواہنا لغوا اور بیہودہ ہے۔ کہ وہ اردو زبان جانتے نہ تھے۔ اور

پہلے کبھی ہندوستان کو جانتے بھی نہ تھے۔ اور بڑے بڑے اکابر اولیاء کرام اور مجتہدین عظام جو ہندوستان میں گزر چکے ہیں۔ ان سے کبھی معاملہ ہی نہیں ہوا۔ اور اب علمائے دیوبند سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ ان سے معاملہ ہوا۔ یہ خواب ہی جھوٹی ہے۔ رومی ہے۔ اور راضیغات احلام ہے۔ اور یہ کذب عمداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگایا گیا۔ جس کی وعید میں حضور کا ارشاد ہے۔ من کذب علی متعمداً اقلیٰ مؤمنین من النار اب میں قرآن شریف سے بتلاتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ملک کی زبان سے ہیں اور ہر ملک کے آدمی کے ساتھ اس کی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں۔ یہاں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ ایک تحریر دکھلا کر کہوں۔ وہ یوں تھا: مناجات النبوت ترجمہ تاریخ النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔ جلد اول۔ صفحہ ۱۷۳۔ وقال اللہ تعالیٰ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً یعنی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق کہ میں فرستادہ خدا ہوں طرف تم تمام کے و ما اس سلنا لک کافۃ للناس بشیوۃ الذیور یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بھیجا ہم نے تجھے مگر طرف تمام کی انسانوں کے بشارات دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور یہ یعنی فرستادہ ہونا طرف تمام کی انسانوں نے اس کمزور شخص سے ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیسبین لہم یعنی نہیں بھیجا ہم نے رسول سے من بیانہ ہے۔ مگر اس قوم کی بسان کر کے تاکہ بیان کرے واسطے اس قوم اور مترجم یہاں ایک بھی قائد بیان کرتا ہے۔ شبہ رفع کرنے کے واسطے اوپر کی آیتوں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت تمام جہاں کے لوگوں کی طرف مرسل ہیں۔ اور سب کی زبان سے دعوت اور بیان کرتے ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب میں تھے۔ اور زبان عربیہ ہر ملک والوں کی زبان کے مخالف ہے۔ جواب یہ ہے کہ ثابت ہوئی ہے۔ یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ملک کے آدمی سے اسی کی زبان سے دعوت کی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ اور مشہور ہے کہ ہندوستان کے راجوں سے مکن پور پر پوہ کے راجہ نے اپنے چوہا کو پان اور چونہ وغیرہ دے کر لے کر بھیج دیا۔ اور کہا کہ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھو اگر اس کو ابس کے آئین سے کھائے۔ اور کچھ سے بات ہماری زبان میں کرے تو جانتو برحق پیغمبر ہے۔ جب یہ اس راجہ کا فرستادہ وہاں پہنچا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پان اس سے لے کر چونہ لگا کر تناول فرمایا۔ اور کلام اس کی لسان سے ساتھ ان لفظوں کے کی : د

تہم دراجو کیتم کسل ہتو۔ پس تخصیص کی اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی ان کی قوم سے اور بھیج دیا ہمارے پیغمبر کو طرف تمامی خلق کے جس طرح اس سرور نے فرمایا۔ بعثت الی الا سود والاحمر یعنی بھیج دیا گیا میں طرف اسود کے اور احمر کے۔ احمر سے مراد اہل عجم ہیں۔ کہ رنگ ان کے سرخ اور سفید ہوتے ہیں۔ اور اسود مراد عرب وغیرہ ہیں۔ کہ رنگ میں ان کے سبزی ہے۔ بلفظ مردود ہوا خواب آپ کے صالح کا۔

قولہ۔ فتح الباری میں ہے۔ قولہ محدثا تھا بفتح الخ۔ ترجمہ۔ محدثات وال کی زبر سے جمع ہے۔ محدث کی مراد ساتھ اس کے وہ چیز کہ نئی نکالی گئی ہو۔ اور نہ اس کی اصل شرع میں نہ نام رکھا جاتا ہے۔ اس کا عرف شرع میں بدعت وہ چیز کہ ہو اس کی اصل شریعت میں نہیں ہے بدعت اور بدعت عرف شرع میں بری ہے۔ بخلاف لغت کے صفحہ ۳۲۔ سطر ۱۶

اقول۔ فتح الباری سے جو آپ نے بدعت کی تعریف لکھی ہے۔ وہ ہمارے خلاف نہیں کیونکہ بدعت مذمومہ وہی ہے۔ جو خلاف حکم خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نئی بات پیدا کی جائے۔ سو اس میں کسی حکم کی مخالفت نہیں ہے۔ اور اس کی اصل شریعت میں موجود ہے۔ اور قرآنی حکم ہے۔ کہ ادلی الامر اور اس کی اطاعت تم پر فرض ہے۔ پس جب یہ مصالحت اربعہ بحکم بادشاہ ادلی الامر مصلحتاً بنائے گئے ہیں۔ تو کیونکر بدعت مذمومہ ہوں گے بدعت کی کئی اقسام ہیں۔ جن کی تفصیل اور تعریف اکثر کتابوں میں درج ہے۔ بالفعل ایک کتاب سے مختصراً تحریر کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو بدعت کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اور بار بار بدعت اور خیر القرون کا اسی وظیفہ نہ کر لیجئے۔ اس کا جواب متعدد جگہ پر لکھ آیا ہوں۔ لیجئے بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ بدعت کیا چیز ہے :

بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام

جامع الفتاویٰ حضرت مفتی سید عبد الفتاح صاحب حسینی القادری گلشن آبادی جلد اول صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۸ مطبوعہ ممبئی سنہ ۱۳۰۳ھ ہجری معلوم ہوئے کہ جمہور علماء کے نزدیک اصل بدعت دو قسم ہیں۔ ایک بدعت بدیہ۔ جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ دوسری بدعت ضلالہ جس کو سید بولتے ہیں فصل الخطاب میں امام حمزہ علیہ الرحمۃ سے منقول ہے۔ قال الجوزی فی النہایۃ البدعۃ بدعتان بدیہۃ ضلالۃ فاما کان فی خلاف ما امر اللہ بہ

ورسوله فهو في حيز الذم وما كان واقعاً تحت عموم مآذبات الله اليه وحض
 عليه اورسوله فهو في حيز الممدح ايتمها حضرت جزی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت میں
 بدعت ووقسم پر ہے۔ بدعت جسے بدعت غلطہ جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے۔
 سودہ کام برائی میں داخل ہے۔ اور جو واقعہ ہے۔۔۔۔۔ نیچے عموم اس حکم کے جو اللہ نے
 فرمایا۔ اور اس کی رغبت دلائی۔ یا اس کے رسول نے فرمایا تو وہ کلام بھلائی میں داخل ہے۔ حلال
 بھی ظاہر ہے۔ اور حرام بھی ظاہر ہے۔ مگر ان کے درمیان میں مشتبہات اشیا ایسی ہیں۔ کہ ان کے
 لئے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ بحکم الاصل فی الاشیاء اباحت عند الجمهور سب محققین
 کے نزدیک ہمہ اشیا حرج تک حرام کا حکم نہ آئے اپنی اصلیت اباحت پر ہیں۔ کل بدعة
 ضلالة مخصوص بعض ہے۔ اس حدیث کے سبب کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من
 سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها وامن من عمل بها من غیر ان ینقص من اجور
 شیئی ومن سن فی الاسلام سنة سيئة كان عليه وزر ومن عمل بها من غیر ان ینقص من اجور
 شیئی من اذا ربه شیئی: ترجمہ۔ جس نے اسلام میں طریقہ نیک نکالا اس کو اس کا اجر
 ثواب ہے۔ اور جو کوئی اس طریقہ پر عمل کرے گا۔ اس کا ثواب بھی اس کو ملے گا۔ لیکن
 اس عمل کرنے والے کے ثواب میں کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جس نے اسلام میں طریقہ بد نکالا۔ اس
 کو اس کا عذاب ہے۔ اور جو کوئی اس طریقہ بد پر عمل کرے گا۔ اس کا عذاب بھی۔ لیکن اس پچھلے
 عمل کرنے والے کے عذاب میں کچھ کم نہ ہوگا۔ اور حدیث دوسری بھی اس کے متعلق ہے من
 احداث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد۔ جس نے نواجا کیا ہمارے دین میں جو کچھ
 کہ اس دین سے تعلق نہیں رکھتا پس وہ رد ہے۔ سنت کا لفظ باعتبار معنی لغوی کے نیک اور
 بد دونوں کو شامل ہے۔ کل بدعة ضلالة عام مخصوص البعض اس معنی میں ہوئی کل بدعة
 سيئة ضلالة۔ یعنی جو بدعت یہ ہے وہ ضلالة ہے اور جو بدعت حسنة ہے وہ ہدایت ہے۔ امام
 شافعی نے فرمایا: احداث وخالف کتاباً او سنة او اجماعاً او اثرأ فهو البدعة الضلالة و
 احداث من خیر ولم يخالف شیئاً من ذلك فهو البدعة المحمودة جو فعل یا قول ایسا
 نیا نکلا کہ مخالف نہ ہو کتاب (قرآن) یا سنت (حدیث) یا اجماع امت سے یا کسی اثر سے بدعت
 بدعت حسنة یا محمودہ۔ یعنی تعریف کے لائق ہے۔
 مطلق بدعت پانچ قسم کی ہے۔ بالاتفاق ائمہ اربعہ وجمهور علماء کے نزدیک:۔

اول :- صاحب جیسا کہ تصنیفات تفاسیر و شروح احادیث و کلام اساتید کتابت سنت
 و تدوین کتب تصویب و اصول و فروع فقہیہ و نحو و صرف و لغت و معانی و بیان اور جو کچھ دین میں
 اصلاح و تعلیم و تعلم علوم و تالیفات و تفریق و تدریس جیسے نئے سوالات نکلتے گئے ویسے جوابات
 بنانا بھی علمائے اہل بیت واجب ہوا۔ و جو ہم مستحبہ جیسے ہاؤمدارس و خانقاہ و مسافر خانہ و دارالشفار
 و سرور میلاد و سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام شکی اور ثواب کے کام جو قرون ثلاثہ میں نہ
 تھے۔ سو ہم مباحہ جیسا کہ مصاحف و کتب کے بعد اور توسیع طعام لذیذ و عیال و فخرہ و عمارت
 جمیلہ بشرطیکہ مال حلال سے ہو۔ اور باعث فخر و نخوت نہ ہو۔ اور استعمال غریب و زیادتی اسباب
 خانہ :- چہاں کہ ہم مکروہ۔ جیسے آرائش مساجد و مصاحف سونے و پے کے نقش و انکار
 سے و تجل فروش و سواری وغیرہ :- پتھم۔ محرمہ جیسا کہ مذاہب روافض و خوارج و معتزلہ
 و جبریت و قدریہ و مرجیہ و مجسمہ و غیر ہم اسرار کے کام اور تفصیل اس کی سنیۃ النجاة میں مرقوم
 ہے روایت ہے کہ تراویح کی نماز میں رکعات روشنی کے اہتمام کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب
 مزین المسجد والمنبر و المحراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جاری ہوئی۔ آپ نے فرمایا
 نعت: اللہ عہد ہذا کہ یعنی یہ کیا اچھی بدعت ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے چند روز پر بھی تھی۔ وہ سنت ہے۔ اور بحکم علیکم بسنتی و سنتی الخلفاء الراشدین
 یعنی تم کو میری سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔ اسی طرح جو کام خلفاء راشدین نے نکالا۔ اس پر بھی
 سنت کی طرح عمل کرو۔ الخ۔ بلفظہ۔ لیجئے یہ مختصر ابدعت کی تعریف کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ میری
 مؤلفہ کتاب الدار المکنون فی دعاء الطاعون میں کسی قدر تفصیل ہے۔ اس کو دیکھ لیجئے
 اس سے آپ کے فیوض محمدیہ کی حقیقت بھی ظاہر ہو گئی ہے۔ اور فتح الباری کی عبارت ہمارے
 لئے مفید اور آپ کے لئے مفید اور غیر مفید۔ اور مصطلحات اربعہ۔ اگر بدعت اول میں شمار نہ ہوں
 تو بدعت مستحبہ قسم دوم میں تو داخل ہیں :- آپ کی کرکری و درہو گئی۔ ہاں بدعت و یونہی میں ہر وقت
 گنہگار ہے تو وہ بدعت نہ ہو۔ بلکہ ہندوؤں اور نصاریٰ کی سنت اور ہوس و شرم :-

باب ہفت دہم

عقیدہ نمبر ۲۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد شریف
اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام مثل
ہنود :- فتوے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶-۱۷

قول اللہ :- توضیح مطالبہ نمبر ۱۶-۱۷ بر عقیدہ نمبر ۲۲- آپ نے مولوی رشید احمد صاحب مرحوم
کے فتاویٰ کے صفحہ ۱۶-۱۷ کے حوالے پر یہ لکھا ہے۔ کہ اس میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد النبی شریف اور گیارہویں شریف حضرت ثقلین
کا کھانا حرام ہے۔ مثل ہنود۔ مولوی صاحب مرحوم کے فتاویٰ کا صفحہ ۱۶-۱۷ پر یہ عبارت نہیں
ہے۔ لیکن اس عبارت سے جو ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق لکھا جاتا ہے عقیدہ نمبر ۲۲
سے ظاہر ہے کہ شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی اور کھانا پیرانہ پیر رحمتہ اللہ علیہ کے نام کا جو ہوا
اس کا کھانا حرام ہے۔ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ جو کھانا یا کچھ اور اللہ کے نام کا
نہ ہو۔ بلکہ کسی نبی یا ولی کی تدرک کا ہو۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ عقیدہ نمبر ۲۲- سطر ۲ :-
اقول :- مفتی جی عبارات مندرجہ کا انکار کر کے اپنی عادت کو ضرور پورا کیجئے :- بندہ خدا
اگر یہ عبارت یا مطلب او ان کے فتاویٰ میں موجود نہیں۔ تو آپ اپنی طرف سے ان کے ضمانتی
وکیل بن کر جواب کس بات کا دیتے ہیں۔ اگر عبارت موجود نہیں۔ اور ان کے صفحہ ۱۶-۱۷ پر یہ مطلب
نہیں تو صرف اتنا لکھنا کافی تھا۔ کہ جو کچھ لکھا ہے۔ وہ فتوے میں موجود نہیں جس کا جواب بھی کچھ
نہیں دوسری بات آپ نے اپنے دل سے بنا کر یہ لکھ دی۔ کہ جو شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی یا
حضرت پیر پیرانہ علیہ الرحمۃ کے نام کی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ اور اس پر اہل سنت کا اتفاق
حالا نہ میری تحریر میں نام کا کوئی ذکر تک نہیں۔ میری تحریر صاف ہے۔ کہ یا ہوں تلامذہ کو میلاد
شریف میں جو شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ یا گیارہویں تلامذہ کو جو کھانا اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ اور
مقرر وغیرہ کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس کا کھانا حرام بتایا گیا ہے۔ ایک حلال اور طیب کھانے کو

حرام قرار دینا کس مسلمان کا کام ہے اور حضرت غوث الثقلین کی جگہ آپ نے لفظ غوث کو الٹا کر صرف لفظ ثقلین کا تفہیم معنی اور مطلب لکھ دیا۔ اس لئے کہ غوث کا لفظ و بابیہ کے لئے سم قاتل ہے۔ گواہ اپنے بزرگوں کو برابر لکھا جائے۔ مگر حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایسا لکھنا شرک ہے۔ واہ سبحان اللہ!! آپ کا خیال ناپاک اس طرف رجوع ہوا ہے۔ کہ جس طعام حلال و طیب و پاک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت غوث الثقلین کا نام طاهر مطہر آگیا ہے۔ اس لئے ان کے نام پاک کی تاثیر سے وہ طعام ناپاک ہو گیا۔ لاجل لا قوۃ الا باللہ العیاذ باللہ۔ دیکھو۔ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور و وحشی جن کو داغ دیے کرتوں کے نام پر نام بنام کھاتے چھوڑے ہوئے تھے۔ ان کو تو اللہ تعالیٰ حلال فرماتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب حکم خداوندی ان کے حلال ہونے اور کھانے کا حکم فرماتے ہیں اور ان کا کرنے والوں کو شیطان کا لقب فرماتے ہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما جعل اللہ من یحذیرہ ولا سائبۃ ولا وصیلہ ولا حام اللہ یعنی ہم نے اللہ تعالیٰ نے مقرر نہیں کیا ہے بکرہ سائبہ و وصیلہ اور حام کو مگر کفار بہتان باندھتے ہیں۔ خدا پر بوجہ عقل ہونے کے۔ اس کی تشریح تفسیروں میں اس طرح پر ہے۔

(۲) تفسیر علالین میں زیر آیت شریف بالا میں اس طرح لکھا ہے۔ کان اهل الجاهلیۃ یفعلون روى البخاری عن سعید بن مسیب قال البحیره التي یمنع دسها للطواغیت فلا یحلبها احد من الناس والسائبۃ كانوا یسبونھا لاحتهم یحل علیہا والوصیلۃ الناقۃ البکر تبکر فی قول افتاح الا بل انشی ثم انتھنی بعد کة بانثی كانوا یسبونھا لمطواغیتهم ان وصلت احدھا بالآخری لیس بینہما ذکر و الحام فعل الا بل یضرب المضارب المعد و دة فاذا قضی ضرایہ و دھونا لمطواغیتهم و اعفوا من الحمن فلم یحل علیہ شئ ذمیۃ الحامی کذا فی المعالم بلفظہ۔ ترجمہ اس کا مخرج القرآن میں اس طرح پر ہے۔ کفر کی رسمیں نہیں۔ کہ اگر کوئی بچہ بہا تم پیدا ہوتا تو اس کو بت کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس کا کان بھاڑ دیتے اس کو بکرہ کہتے تھے اور کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کو بٹکے نام پر آڑا کر دیتے اور اس کا نام سائبہ تھا اکثر کی عادت تھی۔ اگر نہ پیدا ہوتا تو اس کو بٹکے نام کا داغ دار کر کے چھوڑ دیتے یہ وصیلہ تھا۔ اور جس مادہ شتر سے دس بچے پیدا ہوئے ہیں۔ تو اس پر مال اسباب اور اس کا استعمال کرنا موقوف کر دیتے تھے۔ یہ حام تھا۔ اھ

مگر مسلمان لوگ آپ کے فتوے کو ردی کے ٹوکڑے میں ڈال دیتے ہیں۔ اور ضائع کر دیتے ہیں۔ ہمارا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ گیارہویں اور بارہویں کی فاتحہ اور مولود شریف کی شریعت کی نسبت یہ ہے۔ کہ اس روز عمدہ کھانا پکا کر یا کوئی بکرا عمدہ پرورش شدہ ذبح کر کے پلاؤ اور گوشت پکا کر علماء و فقرا کو بلا کر۔ اور اس پر سورہ فاتحہ یا قرآن کریم کی چند آیتیں یا قرآن شریف کلمہ پڑھا ہوا ان کی خوشنودی مزاج کے لئے ان کے نام ابصال ثواب کر کے اور دوا ح میلو کہ کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو معمول باسلام ہے۔ اور بس: قولہ غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے۔ الخ عبارت بحر الرائق ملخصاً صفحہ ۳۳:

اقوال۔ آپ نے نذر اور منت کے معنی نہیں بتلائے۔ نذر غیر اللہ کیا ہے۔ اور منت کیا ہے اور جو مطلب آپ نے بارہویں اور گیارہویں پر نذر غیر اللہ سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ بالکل غلط ہے۔ دیکھئے لغت میں: نذر کے معنی برہان قاطعہ میں تحفہ درویشاں لکھا ہے۔ اور تفسیر احمدیہ میں صدقہ و خیرات لکھا ہے۔ یہی معنی نیار کے ہیں۔ طریق اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نذر یا منت مانے کہ اے پاک پروردگار اگر میرا فلاں کام ہو جائے۔ تو اس قدر مال یا کھانا فلاں درویش یا فلاں مدرسہ یا خانقاہ کے فقرا کو کھلاؤں گا۔ یا فلاں بزرگ کی فاتحہ یا روح کو ثواب پہنچاؤں گا۔ تو یہ سب جائز ہے۔ دیکھئے شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب الفاس الفائقین میں فرماتے ہیں۔ در بیان حالات اپنے والد ماجد شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمۃ کے۔ حضرت ایشان مے فرمودند کہ فریاد بیگ را مشکلی پیش آمد۔ نذر کرو کہ یا خدا یا اگر این مشکل بسر آید این قدر مبلغ حضرت ایشان را دیدم۔ آن مشکل مندفع شد آن نذر از خاطر او برفت بعد چندیں اسب او تمار شد و نزدیک ہلاکت رسید بر سبب عدم ایفاء این وعدہ مشرف شدم بدست یکے از خادماں گفتہ فرستادند کہ این بیماری بسبب عدم ایفاء وعدہ نذر است۔ اگر بسبب خود را سے خواہی نذرے را کہ در فلاں محل التزام نمودہ بفرست دے نادم شد و آن نذر فرستاد ہماں ساعت اسب او شفا یافت انتہی۔ (دوسری جگہ اسی کتاب میں اس طرح لکھا ہے۔) بنو ایں فقیر از یاراں کہ حاضر واقع بودند شنیدہ است کہ حضرت ایشاں در قصبہ ڈاسندہ زیارت مخدوم شیخ اللہ دینہ بودند و ہنگام شب شد و راں محل اقامت فرمودند۔ و گفتند کہ مخدوم ضیافت مائے کندہ مے گوید کہ چیزے خوردہ روید توقف کروند تا آنکہ اثر مخدوم منقطع شد و یاں بر یاراں غالب آمد

اُن گاہ زنی بدر آمد طبق برج و شیرینی بر سر گرفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں سنا
 ایں طعام نختہ نشینندگان و رگاہ مخدوم اللہ نذر رسا نم زوجم دریں وقت آمد ایفا نذر
 کردم و آرزو کردم کہ کسی آنجا باشد تا تناول کند۔ بلفظہ (وجہ الصراط) صفحہ ۸۷: دیکھئے بزرگوں
 کا تصرف اور علم اور نذر کو ادا کرنا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے والد ماجد
 کا قول۔ اور بحر الرائق میں جس نذر کو حرام لکھا ہے۔ وہ تقرب لغیر اللہ ہے یعنی خدا کی طرح کسی کی
 نذر کرنا۔ سو ہمارے ان نذروں میں ایسا نہیں ہے۔ اس لئے آپ غلط فہمی اور وہابیت کی وجہ سے
 لکھتے ہیں۔ جو قابل لحاظ کے نہیں: اب میں آپ کے خاص بزرگ محمد اسحاق صاحب دہلوی کی
 کتاب مائتہ مسائل سے لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔ مسال صفحہ ۸۲۔ سطر ۱۰۔ اگر ایں
 طور خواہد گفت کہ اگر حاجت من خدا بر آرو بفقر او خدا ومان مزار فلاں خورائتم پس نذر صحیح خواہد
 وقلئے لازم۔ بلفظہ: پس امید ہے کہ آپ کو نذر اور منت کا حال معلوم ہو گیا ہوگا۔ اور جو پاک
 اور حلال کھانے کو آپ حرام کہتے ہیں۔ وہ آپ کی خدا و رہط ہے ورنہ جس چیز یا ک پر کلام الہی
 پڑھی جائے۔ وہ بموجب حکم خداوند کریم کے عین ایمان ہے۔ کہ اس کو حلال جان کر کھایا جائے
 اور اس کا انکار خداوند تعالیٰ کے حکم کا انکار ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔ فکلوا مما
 ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم یائتہ مؤمنین و ما لکم ان کلاوا مما ذکر اسم اللہ
 علیہ۔ الا یہ یعنی کھاؤ تم اس حلال طیب چیز کو جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہے۔ اگر تم خدا کی
 آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ اور کیا بات ہے کہ تم نہیں کھاتے اس چیز کو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے
 یہاں مومنوں مسلمانوں کو سخت تاکید ہے کہ اس کے کھانے کا انکار مت کرو جس پر اللہ تعالیٰ کا
 نام یا کلام پڑھا گیا ہو۔ مگر آپ لوگ آیات قرآنی اور حکم رحمانی کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اس کھانے
 کو حرام کہتے ہو۔ اور ایسے عاملوں کو مشرک اور کافر کہنے کے شایق ہو۔ خدا ہدایت کرے
 وہابیہ کو عرس کیا رہویں۔ اور مولود شریف سے ایسی سخت عداوت ہے۔ کہ جب ان کے روپے
 اس کا نام لیا جائے تو بندوق کی گولی کی طرح سینہ سے پار ہو جاتی ہے۔ اور ایسی سخت چڑ ہے
 جیسے چوہڑوں کو خرگوش سے۔ مولود شریف کا حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے۔ اس کی ضرورت
 نہیں۔ لیکن کیا رہویں شریف کا حال اب لکھا جاتا ہے۔

گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ (کا مختصر بیان)

حضرت پیرپران دستگیر اسیران کثیر کے فضائل اور مناقب بے تعداد بے شمار ہیں۔ اور
فرق عادات و کرامات لا تعداد ہیں۔ سینکڑوں کتابیں پڑھیں مجھے اس وقت ان کی گیارہویں
شریف کی حقیقت لکھتی ضروری ہے۔ تاکہ وہابیہ غور کریں۔ اور بھائی سنی حنفی المذہب شوق و
ذوق سے عمل خیر و برکت کو عمل میں لاکر خوشنودی حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ حاصل کریں
اور اپنے مال و کسب دنیاوی میں وسعت اور فراخی پائیں۔ یہ پیدائش حضرت کی یکم ماہ رمضان
المبارک ۷۸۷ھ ہجری کو ہوئی۔

قطرہ تاریخ

سال تولیدش بگوئے مدح خواں	پیر محی الدین والی جہاں
بالیقین تولید آں والی حق	خواں امام المسلمین ہادی حق
سال تولیدش بص صدق و صفا	خدا رقم مقبول قطب صفا
طرقہ تر تولید آں شاہ زماں	رہبر دین آمد از ہالف عیاں
سراور تولید آں پیر نکو	بالیقین سید دلی عابد بگو

اور وفات حضرت کی بروایت مختلفہ ۱۱-۱۰ وغیرہ ماہ ربیع الآخر ۸۷۲ھ یا ۸۷۳ھ ہجری میں
ہوئی۔ ثابت بالسنتہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ میں ہے۔ کہ وقد اشتهر فی
دیارنا ہذا الیوم الحارثی عشر المتعارف عند مشائخنا من اہل الہند من اولادہ رضی
اللہ عنہ وقد یقال ان وفاتہ رضی اللہ عنہ فی الیوم السابع عشر ولا اصل لہ انتہی۔
یعنی ہمارے ملک میں یہ دن وفات کا گیارہ تاریخ ربیع الثانی۔ اور ہمارے اہل ہند کے مشائخ میں متعارف
ہے جو حضرت کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ جو کہا گیا ہے۔ کہ حضرت کی وفات ۸۷۲ھ تاریخ کو
ہوئی۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ گو یا گیارہویں شریف کی تصدیق ہے۔

قطعات تاریخ وفات

سال و صلش آں شہ والا ہم
ماہتاب دین امجد شد و شمع

سہ ماہی تر حیلش اگر دانی بگو
ماہ عالم قطب ربانی بگو
سال تر حیلش چہ نایاب است
سرور امتیاب قطاب است

آب آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ گیارہ تاریخ ماہ ربیع الآخر کو حضرت قطب لاقطاب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ اسی تاریخ کو حضرت کا عرس کیا جاتا ہے۔ اور علاوہ اس کے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہ ہویں کی جاتی ہے۔ گیارہ ہویں شریف سے اس روز کا کھانا وغیرہ مراد ہے جیسے کہتے ہیں آج میں نے گیارہ ہویں کھلائی۔ یا گیارہ ہویں کھائی۔ اس پر یہ قیاس یوں ہے کہ گیارہ ہویں کا طعام کھایا یا کھلایا۔ کیونکہ تاریخ گیارہ ہویں کو کھانا یا کھلانا ممکن نہیں۔ جیسے کہا کرتے ہیں۔ میں نے ایک گلاس پی لیا۔ یا ایک ٹشت یا ایک طباق کھایا تو گلاس اور طباق تو کھانے میں نہیں آتا۔

بلکہ جو گلاس اور طباق میں شربت یا طعام ہے۔ اس کو کھایا یا پیا۔ اس روز کا طعام یا شربی وغیرہ ہر شخص کے لئے حلال و طیب ہے۔ جیسے وجیز الصراط نے مسائل الصدقات والا سقاط میں

ہے :- طعامیکہ روز عاشورہ بر حایت حضرت امام من شہیدین سیدی و شباب اہل

الجنة ابی محمد الحسن و ابی عبد اللہ الحسن تیارے کئے۔ تو اب آں برائے خدا نیا تا حضرت

مے کئے از ہمیں جنس است طعام یاز دہم کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطرین قرہ عین

الحسین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا و مولانا فردا فردا ابی محمد الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی

است چوں مشایخ دیگر را غری بعد سال مے کردند آنجناب را و ہر ملے قرار دادہ اند و دلال تخصیص

یوم اول گذشتہ تا بیان خوردن صدقہ یاز دہم و صدقات اعرا س دیگر مشایخ و حکم صدقات

تعلیل برائے اغنیاء و بنی ہاشم۔ بلفظ صفحہ ۸۲ سطر ۱۶ و نیز در مالا بدمنہ است از صدقات نافلہ

بنی ہاشم بدہد کہ زکوٰۃ برانہا حرام است و بتواضع و احترام نظر بر قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

آلہ وسلم بگذارند۔ بلفظ صفحہ ۸۲ سطر ۵ :- اب بھی شاید آپ کی تسلی نہ ہوئی ہو۔ تو لیجئے عرس

یا گیارہ ہویں شریف کی اصل سن لیجئے جو اہل اسلام کا معمول یہ ہے :- تبصرة العیون لروبتہ اسرار

الملکون مطبوعہ مع ثوبیہ واقعہ کلکتہ سنۃ ۱۳۱۰ ہجری صفحہ ۱۷۴۔ وجہ اور خصوصیت فاتحہ گیارہ ہویں

کی یہ ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد گیارہ ہویں

پشت میں حضرت کے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت پیران پیر کے باب سے

حضرت رسول خدا تک گیارہ پشتی گذریں اور حضرت خاتم رسالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ہے۔ ان الله و ترحبہ لونی یعنی اللہ طاق اور اکیلا ہے۔ اور دوست رکھتا ہے عدو طاق

کو کہ وہ اس کی صفات مختصہ سے ہے لہذا حضرت غوثیت مآب کو بھی بابتباع سنت الہی و حکم شریعت رسالت پناہی یہ عدد یازدہم کہ طاق ہے۔ نہایت ہی دوست اور محبوب تھا۔ اور چونکہ ظہور نور کو کب غوثیت برج یازدہم آسمان رسالت سے رشد و ہدایت تمامی امت کی واقع ہوا پس اسی حساب سے حضرت غوث مآب اپنے کل آبا اور اجداد مجاہد کے نام پر بنا حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ میں فاتحہ اور ایصال ثواب کرتے تھے۔ اور کل مریدان خاندان غوثیت اور اصحاب قادریہ میں اے الان جاری اور متواتر ملتا آتا ہے۔ اور حقیقت اس کی یہ ہے۔ کہ ہر ماہ کی گیارہویں کو جو کچھ ممکن ہوا کھانا یا شرابی بھیجا کر کے کسی قدر قرآن شریف پڑھ کر بار و احطیات تمامی بزرگان ازبغیران و غیر ملائکہ و از صحابہ و تابعین و تبع تابعین و از اولیاء و علما مجتہدین و المقلدین و المتقدمین و متاخرین و صالحین امت و عامہ مومنین کلہم اجمعین کو بوسیلہ حبیلہ حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ و علی آلہ الی یوم الدین۔ ایصال ثواب کر کے شیخ ماحضر کو حاضرین پر تقسیم کر دینا۔ اور بڑی گیارہویں یعنی ماہ ربیع الثانی میں کچھ زیادہ سامان طعام۔ یا شرابی وغیرہ کا بشرط امکان فراہم کرنا اور سولے فاتحہ معمولی کے کسی قدر فضائل اور مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بیان کر کے ایصال ثواب کر دینا اور بس یہی طریقہ ایصال ثواب کا معمول اور متواتر بزرگان دین کا ہے۔ جو یہاں بیان ہوا۔ بلفظ:

اب ایک بڑا کھٹکا جو آپ لوگوں کے دلوں میں ہے۔ یہ ہے کہ دن اور تالیخ مقرر کرنا گیارہویں بار ہویں کو یقین کرنا یہ جائز نہیں۔ بلکہ بدعت سیہ ہے۔ سو اس کو دور کرتا ہوں سنئے:- (۱) حدیث شریف مشکوٰۃ:- باب الاستسقاء من عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت شکا الناس لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحوط المطر فامر بمنبر فوضع لے فی المصلی و وعد الناس یوما یخرجون فیہ قالت عائشۃ فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین بدأ حاجب الشمس الحدیث (رواہ ابو داؤد) ترجمہ لوگوں نے مینہ نہ برسنے کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا۔ تو حضور نے عید گاہ میں منبر کے رکھنے کا حکم دیا۔ اور ایک دن معین فرمایا۔ کہ اس دن سب لوگ عید گاہ کو چلیں حضرت صدیق فرماتی ہیں۔ کہ حضور اس دن آفتاب کے طلوع کے وقت نکلے۔ اور عید گاہ کو تشریف لے گئے:- (۲) صحیح بخاری۔ عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی مسجد قبا کل سبت ماشیاً وراکباً ویصلی فیہ رکعتین۔ یعنی حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی پیدل۔ اور کبھی سواری پر۔ اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ (۳) صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ عن شقیق قال کان عبد اللہ ابن مسعود یذکر اللہ فی کل خمیس۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ ان احادیث کے اور بہت احادیث ہیں جن میں دن اور تاریخ مقرر کرنا درج ہے۔ مثلاً۔ (الف) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے روز روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ (ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں تشریف فرما ہوئے۔ یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے روز روزہ رکھتے ہیں۔ پوچھا تم اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو۔ تو جواب دیا کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی شرفرعون سے۔ اور فرعون کو غرق کیا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ کا روزہ رکھا تھا۔ اس لئے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تب حضور علیہ السلام نے خود بھی روزہ رکھا۔ اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ متفق علیہ۔

یہ حدیث شریف اثبات مولود شریف میں بھی آچکی ہے۔ اور زیارت قبور کئے پر جمعرات ہفتہ۔ جمعہ بعد نماز کا حکم دیا۔ (ج) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ عاشورہ کے دن اور مضاف شریف کے روزہ رکھنے کی خاصیتیں فرماتے تھے۔ (د) ترمذی اور نسائی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کے روز روزہ رکھا کرتے تھے۔

دھرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر مہینہ میں تیر ہوں۔ چود ہوں۔ پندرہویں کو روزہ رکھا کرو۔ (و) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ کے شروع میں پہلی تا سچ کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد) اور بہت سی احادیث ہیں جن میں تاریخ اور دن مقرر کرنا۔ اور دن مقررہ پر اس کا کام کرنا درج ہے۔ بخوف اطناب کے وہ یہاں ترک کرتا ہوں۔

اقتباس سالہ اظہار الحق

مصنفہ حضرت مولانا صاحب احمد علی شاہ صاحب مکمل پوش حنفی نقشبندی۔

اویسی سہروردی دام فیوضہم۔ مطبوعہ مکتبہ مطبع فیض منبع اہل سنت و جماعت

بہتمام حاجی مولوی نعل خاں صاحب زکریا اسٹریٹ یکم ذیقعد ۱۳۳۵ھ

مسلمانوں! جو امکان کذب باری تعالیٰ یعنی جھوٹ بولنا خدا کا ممکن کہتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم بڑھا ہوا کہتا ہے۔ اور مولود شریف کی مجلس کو کنھیا کا جہنم کہتا ہے۔ اور مولود شریف میں قیام منع کرتا ہے۔ اور گیارہویں شریف یعنی حضرت محبوب سبحانی کی فاتحہ کو ناجائز کہتا ہے۔ اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے عرس شریف کو درست نہیں جانتا۔ اور اولیاء اللہ کی فاتحہ کو برا کہتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے کو حنفی مذہب کہے۔ اور عمل حنفی مسائل پر ظاہر کرے۔ وہ پکا وہابی لا مذہب اور بدین اور گمراہ ہے۔ وہ پیر مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کا ہے جو ہندوستان میں وہابیوں غیر مقلدوں کے پیشوا بڑی پہچان وہابی کی یہ ہے۔ کہ وہ مولوی اسماعیل کی تعریف کرے۔ اور ان کو اچھا جانے۔ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کا (جو عبد الوہاب کے نام سے مشہور ہے) مداح ہو۔ بلفظہ صفحہ ۵-۶۔

مسلمانو! یہ زمانہ فتنہ کا ہے۔ خصوصاً ہندوستان میں ہزاروں مذہبی فتنے برپا ہیں۔ اور فتنوں کو مافیہ ترقی ہے۔ ایسے فتنے کے زمانے میں اپنے دین و ایمان اور عقائد حقہ اہلسنت و جماعت قائم رہو۔ مولود شریف کیا کرو۔ گیارہویں شریف حضرت محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کیا کرو۔ اور فاتحہ دیگر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی بھی کیا کرو۔ خصوصاً فاتحہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ اجمیری کی کیا کرو۔ اور اگر ہو سکے۔ تو عرس شریف اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم میں ضرور حاضر ہو کر۔ بلفظہ صفحہ ۷-۸۔ وہابی زمانہ حال کی علامت، ایسے لوگ اہلسنت و جماعت کے پیشوا مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قادری و حافظ و غیرہ دام ظلہم کو بہت بڑے کہتے رہتے ہیں۔ ان کا ذہن کا قول بیچا ہے ناواقف سنی سیج سمجھ لیتے ہیں، سنت و جماعت کے لوگوں کو معلوم ہو کہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی ہمیشہ ان وہابیوں کا رد کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے ان کے رسالہ کتاب کا جواب بھی نہیں لکھا۔ البخر بلفظہ صفحہ ۸-۹۔ انہیں غیر مقلدوں کے فرقہ میں نیچر یہ پیدا ہوا۔ اور فرقہ نیچر یہ سے فرقہ قرآنیہ پیدا ہوا مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کے زمانہ کے بعد فرقہ وہابیہ نکلا۔ یہ فرقہ صوفیوں کے مقابل ہوا۔ اور صوفیائے کرام کو برا کہنے لگا۔ مولود شریف کی مجلس اور اس میں قیام اور فاتحہ اور عرس شریف اور گیارہویں شریف محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ سے منع کرنے لگا۔ اور صوفیوں کو گمراہ بد دین بتلایا جس سے یہ لوگ ذلیل و خوار ہیں ان کے منہ پر نو نہیں ہوتا۔ اور علما راہلسنت و جماعت نے ان کے گمراہ ہونے پر فتوے دیئے اور ان کے پیچھے نماز نہ ہونے پر فتوے دیئے۔ الخ۔ بلفظ ۲۰-۲۱ صفحات: فرقہ وہابیہ اور فرقہ غیر مقلد یہ ان فرقوں کا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے۔ ان سب فرقوں کی بنیاد وہابیت اور غیر مقلدیت ہے۔ اس فقہ کے زمانہ میں ایسے لوگ راہلسنت و جماعت کے لئے سم قائل ہیں الخ۔ بلفظ صفحہ ۲۲ مدیہ آپ کی واقفیت کے لئے تھوڑا سا اس رسالہ سے لکھا گیا ہے یاد رکھ لیجئے +

باب ہشت دہم

عقیدہ نمبر ۲۳

عقیدہ نمبر ۲۳ وہابیہ دیوبندیہ ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم۔ دہم چہلم وغیرہ

کو ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد ابھٹوی:

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۔ بر عقیدہ نمبر ۲۳۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۳ براہین قاطعہ کے حوالے پر لکھا ہے۔ کہ اس میں ہے۔ کہ ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم۔ دہم چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہیں۔ صاحبان اخاف کھانا گے رکھ کر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں۔ حنفیوں کی مسلمہ کتاب کبیری میں فتاویٰ بزاز سے منقول ہے۔ اتخاذ الطعام عند قرۃ

القرآن بکرة۔ ترجمہ: کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ بلفظ صفحہ ۳۴۔ سطر ۱۲:

اقول۔ مفتی جی! معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے کبیری کی عبارت کو کہیں سے سن سنا کر لکھا ہے

جو غلط ہے۔ اور کسی وہابیہ کے رسالہ سے لکھا ہے۔ اور ولا تقرؤا کی مثال کو یہاں بھی ثابت کر

دکھلایا ہے۔ اور کبیری کی شکل کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ اگر دیکھا ہے۔ تو محض دہوکا دیا ہے

جو آپ بالگوں کا معمولی کام ہے۔ اور ترجمہ بھی اس جملہ کا غلط لکھا لیجئے۔ اصل عبارت کتاب

عنیت المستملی شرح نیتہ المصلی صغیری کی درج کرتا ہوں جو بزاز علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے:

وہو ہذا المستملی شرح نیتہ المصلی صغیری صفحہ ۳۰۔ سطر ۷، و ذکرہ البزازی انہ بکرة

اتخاذ الطعام فی الیوم الاول لثالث بعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی

المواسم واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء المختصين لقراءة سورة
الانعام ولا خلاص قال والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لا يجزئ الاكل
يكوه وان اتخذ طعاما للفقراء كان حنا ولا يخلو عن النظر بلفظ ترجمہ۔
مکروہ ہے تیار کرنا کھانے کا پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن کے بعد اور لیجانا کھانا نو نہ کا
مقبوروں کی طرف موسموں مقررہ میں اور کرنا دعوت کا قرات قرآن شریف کے بدلہ میں اور جمع
کرنا صلحا اور قاریوں کا واسطے ختم کے اور سورہ انعام پڑھنے یا سورہ اخلاص کے۔ فرمایا
ابن ازہری علیہ الرحمۃ اے کہ حاصل یہ ہے کہ تیار کرنا طعام کا قرات قرآن کے وقت مکروہ ہے اور
اگر یہ طعام فقیروں کے لئے ہے۔ تو اچھا ہے۔ یہ عبارت ہوئی ابن ازہری علیہ الرحمۃ کی پھر اس کی
شرح میں صغیری والے صاحب لکھتے ہیں کہ اس کھانے کو مکروہ کہنا بحث سے خالی نہیں یعنی
اس میں کلام ہے۔ اور صحیح نہیں اور یہی عبارت کبیری کے صفحہ ۵۶۳ سطور ۹ و ۱۰ پر درج ہے۔ جو
مطبع محمدی لاہور میں سال ۱۳۱۰ ہجری کو طبع ہوئی پڑیس آپ کی عبارت اتخاذ الطعام عند
قراۃ القرآن یکوہ اس میں موجود نہیں۔ اور پھر عبارت بقیہ کو آپ نے بالکل چھوڑ دیا
اور نہ اس میں سوم۔ دہم۔ چہلم۔ کا کوئی ذکر درج ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ وہ کام ہے
کہ جو لوگ طعام لپکا کر قبروں میں لے جا دیں۔ اور ان کے لئے موسم مقرر ہو۔ اور دعوت کے
طور پر قبروں میں صلحا اور قاریوں کی دعوت کی جائے۔ اور سورہ انعام اور اخلاص پڑھی
جانے کے عوض کھانا تیار کرنا۔ اور دعوت کرنا۔ لیکن اگر یہ کھانا فقیرانہ کے لئے ہو۔ تو بات نیک
اور اچھی ہے۔ اور اس پر حضرت کبیری والے صاحب نے اس بات کو بھی رد کر دیا ہے۔ کہ یہ
امری بحث طلب ہے۔ مکروہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ دیکھتا ہوں کہ اس عبارت میں ایسا کوئی لفظ
سوم۔ دہم۔ چہلم یا ہنود کی رسوم کا موجود نہیں ہے۔ جس سے آپ کا مطلب چل سکے اور اگر
طعام ایام مخصوصہ کی کراہت مطابق کلام ابن ازہری کے مسلم بھی رکھیں۔ تو وہ کراہت خاص
اس کھانے کے لئے ہو سکتی ہے جس کو دار ثانی میت بعض جو فخریہ طور پر کہتے ہیں جیسے شادی
عروسی وغیرہ میں شان اور فخر کے ساتھ کھانا کھلایا جائے۔ اسی طرح میت کا کھانا تکافت اور زینت
سے اختیار امرار اور عزیزوں قریبیوں کو کھلاتے ہیں۔ جیسے کتب معتبرات سے معام ہوگا۔
اور یہ جو آپ نے لکھا ہے۔ "احناف کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں" یہ
لے شرح صغیری شرح کبیری کا پہلا حصہ ہے۔ ۱۲ منہ۔

بھی اس عبارت میں درج نہیں۔ اور اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن دیکر کا ترجمہ
کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ غلط ہے۔ (۲) فتاویٰ عالمگیری۔ جلد پنجم باب اہدایا والضيافا
لا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلث ايام فی ایام المصیبتہ واذا اتخذ لا یباح بالاکل
منہ۔ بلفظہ۔ یعنی مباح نہیں ہے۔ ضیافت کرنا تین دن تک ایام مصیبت میں اور جب
ضیافت کی جائے۔ تو اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (۳) فتاویٰ قاضی خاں جلد
اول فصل فی المسجد ویکوہ اتخاذ الضیافۃ فی المصیبتہ من الترتک ان الوارث صغیراً
او کبیراً غائباً۔ یعنی مکروہ ہے۔ کہ میت کے ترکہ سے کھانا دعوت کا یکا ناجب کہ وارث
نابالغ ہو۔ اور اگر بالغ ہو تو حاضر نہ ہو۔ دیکھئے بزازی علیہ الرحمۃ کی ممانعت اسی طرح کے کھانے کی
ہے۔ جو شادی وغیرہ کی طرح ضیافت کی جائے۔ دلیل انہی کی کلام میں اس طرح موجود ہے وان
اتخذوا طعاماً للفقراء کان حسناً یعنی اگر یہ کھانا فقروں محتاجوں کے لئے تیار ہو۔ تو اچھی بات
ہے۔ اور اگر صاحب بزاز یہ کے نزدیک کراہت طعام مذکورہ بوجہ تعین ایام ہوتی۔ تو آپس میں
لکھتے۔ وان اتخذوا طعاماً فی غیر الايام المخصوصۃ کان حسناً یعنی ان دنوں مخصوصہ
کے سوا کسی اور دنوں میں کھانا تیار کریں۔ تو اچھی بات ہے۔ مگر ایسا نہیں۔

(۴) انوار محیی مصنف مولانا شیخ محمد غوث مرحوم تھانوی استاد مولوی رشید احمد صفحہ ۶۶
سوال ہشتم۔ آنکہ خورین طعام روز سیوم دوہم وچہم وغیرہ از اہل میت۔ جواب۔ محتاج رائج
نیست۔ بلفظہ۔ دیکھئے یہ عین تصدیق صاحب بزاز یہ کی آپ کے انام الطائفہ کے فتوے
نے بھی کر دی۔ کہ یہ کھانا محتاجوں کے لئے اچھا ہے۔ (۵) فتاویٰ قاضی خاں علیہ الرحمۃ جلد
چہارم صفحہ ۳۶۶ سطر اول۔ ویکوہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبتہ کافہا ایام
قاسف فلا یلیق بہا ما یكون للسرد وان اتخذ طعاماً للفقراء کان حسناً یہاں در
مسئلے موجود ہیں یعنی ایام مصیبت میں ضیافت برادرانہ تکلفی مثل شادی اور سرور کے نہ
کریں۔ کیونکہ وہ خوشی اور سرور میں ہوتی ہے۔ پس مصیبت میں ایسا کرنا نہیں چاہئے پھر اس کا
بھی استثناء کر دیا۔ کہ اگر فقر اور غربا کے لئے کھانا پکا یا جائے۔ تو حسن ہے۔ یعنی اچھی بات
ہے۔ مفتی جی اکیوں آپ کی مثل لا تقربوا الصلوۃ کی پوری ہوئی یا نہیں۔ کہ جملہ انستہ
سکرامے یعنی وان اتخذوا طعاماً للفقراء کان حسناً کو جو آپ کے مخالف تھا
چھوڑ دیا۔ واہ رے دیانت۔

(۶) مشکوٰۃ شریف واشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۶۰۷ سطر ۱۔ عن عاصم
ابن کلیب عن ابيه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم في جنازة فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على
القبر يوحى الخافو ليقول اوسع من قبل رجليه ومن قبل رأسه فلمّا رجع
استقبله داعي امرأته فاجاب ونحن معه فني بالطعام فوضع يده
ثم وضع القوم فاكلوا فنظرنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يلوك لقمة في
فيه ثم قال اجد لحم شاة اخذت بغير اذن اهلها فارسلت الا مراة تقول
يا رسول الله اني ارسلت الى النقيع وهو مريض ببيع فيه الغنم ليشتري لي
شاة فلم يوجد فارسلت الى جاري قد اشترى شاة يرسل بها الي
ثمها فلم يوجد فارسلت الى امرأته فارسلت الي بها فقال رسول الله
اطعمي هذا الطعام ما لا سري۔ (رواه ابو داود والبيهقي في دلائل النبوة) ترجمہ۔ روایت
کی۔ عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اس نے ایک اصحابی انصاری رضی اللہ عنہ
کہا۔ اس نے ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازہ کے ساتھ میں نے
دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر پر فرماتے تھے گو رکن کو کہ پاؤں کیطرت قبر کو فراخ
کر اور سر کی طرف سے بھی فراخ کر۔ پھر جب آپ بعد دفن واپس ہوئے تو اس میت کی بیوی نے آدمی
بھیجا کہ کھانا تیار ہے۔ نوٹش بیان فرمائیے آپ نے قبول فرمایا۔ ہم سب جو ایک جماعت حضور کیا تھے
تھے گئے۔ وہاں کھانا سامنے آیا۔ آپ نے دست مبارک اپنا کھانے کی طرف بڑھایا۔ پھر سب
جماعت نے ہاتھ بڑھایا۔ اور کھایا۔ پھر ہم نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کہ آپ
مند میں لقمة چارہ ہے ہیں۔ اور نگلتے نہیں تھے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے
کہ یہ گوشت ایسی بکری ہے۔ جو مالک کی بے اجازت لی گئی ہے۔ (علم غیب) اس عورت نے
ایک آدمی کی زبانی کہنا بھیجا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آدمی نقيع میں بھیجا
تھا جہاں بکریاں بکتی ہیں۔ تاکہ بکری مول لے آوے۔ لیکن وہاں نہ ملی۔ تب میں نے اپنے ہمسایہ
کے پاس آدمی بھیجا کہ جو اس نے بکری خریدی ہے۔ وہ مجھ کو قیمت پر بیچ دے۔ اتفاق سے وہ
ہمسایہ بھی گھر میں نہ تھا۔ پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس آدمی کو بھیجا کہ بکری میرے پاس
بھیج دے اس نے بے اذن اپنے خاوند کے بکری میرے پاس بھیج دی۔ تب فرمایا رسول اللہ

سر کو حمام کر ہوش کے ساتھ غور کیجئے :

کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھ کر دعا مانگنا

قولہ فیوض محمدیہ میں ہے ترجمہ . پس پڑھنا قرآن مجید کا طعام پر بدعت رومی ہے . اتفاقاً چونکہ فوت کرنے والی ہے . سنت موکدہ کی وہ جو کھانا طعام کھے بعد بسم اللہ کے بغیر تاخیر کے ہی واجب ہے . حاضر ہونا دل قاری کا اور سامع کا وقت پڑھنے کے باوجود یکہ یہ کائنات بلفظہ صفحہ ۳۴-۳۵ : اقول کسی فیوض محمدیہ رسالہ وہابیہ کا نام تو آپ نے لکھ دیا . مگر یہ نہ لکھا کہ وہ کس کی تصنیف ہے . اور کن لوگوں کا اس پر عمل ہے . اور کب کی تصنیف ہے . اور کس مذہب کا ہے . کیونکہ وہ بظاہر احادیث اور اہل سنت و جماعت کے برخلاف ہے . اور میں پہلے آپ کی جد فاسد کی تحریر دکھلا چکا ہوں . کہ غیر معروف کتب پر قوت نہیں دیا جاسکتا . اور جو فتاویٰ سمرقندیہ کا حوالہ دیا ہے . اور وہ بھی غیر معروف اسی طرح فیوض محمدیہ سے ہے جو خلاف ہے . صحیح کتابوں کے . آپ لکھتے ہیں . کہ کھانے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا فوراً کھا لینا چاہئے . اور ادھر لکھتے ہیں . کہ کھانے پر قرآن شریف پڑھنا بدعت رومی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ بسم اللہ شریف کو قرآن شریف نہیں جانتے . مگر اہلسنت بسم اللہ شریف کو قرآن شریف جانتے ہیں . فرمائیے آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف میں داخل ہے یا نہیں . اگر داخل ہے تو جب کھانا آگے رکھ کر بسم اللہ شریف پڑھی گئی تو قرآن شریف بلاشبہ پڑھا گیا . تو بدعت رومی کیسے ہوا . اگر آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف نہیں ہے . تو گو یا آپ سرے سے قرآن شریف کا ہی انکار کرتے ہیں . تو پھر آپ منکر قرآن ہوئے . اور کہاں پہنچ گئے ہوش کیجئے بے ہوشی کی باتیں اچھی نہیں . پھر یہ حجاب آپ نے لکھا ہے . کہ کھانا جب پیش ہو . تو اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے . فوراً کھا لینا چاہئے . میں کہتا ہوں . اگر چاس سو یا دو چار سو آدمیوں کی ضیاء ہو . اور کوئی وہابی آپ کی طرح اس مسئلہ کا عامل ہو . تو کیا جب سب سے پہلے اس کے آگے شور یا رکھ دیا گیا ہو . تو فوراً اس کو اٹھا کر پی لینا چاہئے . یا اس کے بعد فرنی یا کھیر یا زردہ کی تشری رکھی گئی ہو . فوراً کھیر اور فرنی کو چٹ لینا چاہئے . اور جب روٹیاں آجائیں تو اس کی طرف رجوع کرنا چاہئے . اور دوسرے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے . مگر ایسا کوئی بھی عقل کا تابعدار نہ کرے گا اور اگر کوئی وہابی تابعدار ہو . تو وہ کیسے کرے کیونکہ اس کو نظر ہی نہیں آتا . دراصل ایسی ضیاء

ایسے لوگوں کے واسطے نہیں ہیں۔ کیونکہ اکثر شادلوں براتوں ولیموں ختنوں کی ضیافتوں میں سینکڑوں آدمی ہوتے اور کھانا تقسیم کرنے میں اکثر دیر لگتی ہے۔ اور جب کھانا تمام لوگوں کے آگے ہر ایک چیز چنی جاتی ہے۔ تب مالک طعام صاحب خانہ اجازت دیتا ہے کہ بسم اللہ کیجئے یا شروع کیجئے۔ گویا وہ بھی قرآن شریف پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ تب لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں آپ کو مسئلہ پر عمل یوں کرنا چاہئے کہ جب آپ کے آگے شور با رکھا جائے تو فوراً اٹھا کر پی جانا چاہئے۔ تاکہ تاخیر نہ ہو۔ اور اگر پہلے روٹیاں آجائیں۔ تو ان کو بلا سالن کھا لینا چاہئے۔ اور جب شور با آجائے تو اوپر سے اس کو پی جانا چاہئے۔ جب کھیر یا فرنی آگئی تو بلاتا خیر اس کو چاٹ لینا چاہئے۔ اور پھر جب پلاؤ یا زردہ آجائے تو اس پر ہاتھ صاف کر لینا چاہئے۔ اور تقسیم کرنے والے ابھی دوسرے سرے پر نہیں پہنچے ہونگے۔ کہ آپ کھانا چٹ کر چکے ہونگے۔ پانی نہ ملا۔ آپ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ اور پھر حکم خداوندی فاذا اطعمتم فانتمشوا پر تعمیل کر کے اپنے گھر کو بھاگ جائیے۔ بس لوگ آپ کو مہذب مولوی صاحب سمجھ کر آپ کی تعریف کریں گے۔ ذرا عمل کر کے دکھلائیے۔ یا صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ پھر زیر حکم خداوندی لم تقولون ما لا تفعلون مراجعت فرمائیے۔ یا ہاتھی کے دانت کی طرح دکھلانے کے اور کھانے کے اور دیگر ان رانصیحت اور خود رانصیحت کیجئے اب میں آپ کو وہ احادیث دکھلاتا ہوں جن میں ہاتھ اٹھا کر طعام پر قرآن شریف کا پڑھنا درج ہے۔ پہلے آپ کی افہیم کے لئے اتنا لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ سمجھتے ہیں غلطی نہ کریں۔ ہم لوگ اہل سنت والجماعت ہوتا تھا بزرگاں یا موتے کی کرتے ہیں۔ تو اس میں سورہ فاتحہ اور دیگر سورہ پڑھتے ہیں۔ اور سورہ فاتحہ خود دے لیتے۔ اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ جو خارج از نماز کی جاتی ہے (۱) حصن حصین باب آداب الدعاء آداب الدعاء بسط الیدین۔ قمی و رفعماع۔ یعنی دعا کے آداب میں یہ ہے پھیلا نا دونوں ہاتھوں کا یہ ترندی میں ہے۔ اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا روایت اس کی چھون می شین صحاح ستہ کے مصنفوں نے کی ہے (۲) مشکوٰۃ شریف آداب الدعاء۔ ۱۵۱ ساکتہ فاسئلوہ ببطون اکفیکم یعنی جب سوال (دعا) کرو اللہ تعالیٰ سے تو سوال کرو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر ایک دوسری حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی اسی طرح ہے (۳) حدیث شریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۴۔ سطر ۱۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک سال بہت قحط پڑا۔ جمعہ کا دن تھا۔ حضور نے خطبہ پڑھا۔ ایک

عربی کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال مر گیا۔ عیال بھوکے
تنگ آگئے۔ خاذع اللہ لنا ہمارے لئے اللہ سے دعا فرمائیے فرقع ید یدہ پس آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اس وقت کوئی ٹکڑا ابر کا آسمان پر نہ تھا۔
اسی وقت بارش ہو گئی۔ حدیث طویل ہے۔ اس حدیث میں بھی دونوں ہاتھ دلو کے لئے اٹھانا ثابت
(۴) مشکوٰۃ شریف:۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ربکم حی کریم
یستجیب من عبدہ اذا رفع یدہ الیہ ان یرد صغراً۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ
شرم و لحاظ والا ہے۔ کرم کرنے والا ہے۔ شرم رکھتا ہے اپنے بندہ سے کہ جب وہ ہاتھ اٹھائے
اس کی طرف تو وہ اس کو خالی پھیر دے؟ یہ چار احادیث ایسی ہیں۔ جن میں صاف درج ہے
کہ دلو کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں۔ اور دعائنگی جلتے جس کی تصدیق قرآن
شریف سے اس طرح ہوتی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ
لا یستجیبون لہم بشئ الا کباسط کفہ الی الماء لیبلغ فاہ و ما ہو مبالغہ و ما دعاء
الکفرین الا فی ضلل ذرعد اس آیت شریف میں دعائنگی کا طریق ثابت ہے کہ جیسے دلو
ہاتھ کی ہتھیلیاں کھول کر پانی کی طلب میں منہ کی طرف کی جاتی ہیں۔ یعنی جیسے اوکسے پانی پیا
جاتا ہے۔ اسی طرح دلو کے لئے ہاتھ پھیلانے جلتے ہیں پھر ایک آیت شریف اور چار احادیث شریف
طریق میں ثابت ہیں۔ اسی طریق کو مد نظر رکھ کر کچھ احادیث میچہ درج کرتا ہوں۔ جن پر معلوم ہوگا۔
کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طعام یا کھانا اپنے سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑا اور دعا
ہاتھ اٹھا کر مانگی۔ اور کھانا تقسیم فرمایا۔ دہونڈا (۱) اشعۃ اللغات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۰
سطر ۲۳۔ میح بخاری و میح مسلم۔ وعن انس قال ابو طلحۃ کلام سلیم الحدیث حدیث
طویل ہے۔ اس کا خلاصہ اس طرح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرنگی کا حال معلوم
کر کے ام سلیم نے چند روٹیاں جویں پکا کر دوپٹے کے تلے میں باندھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ان روٹیوں کو تر وایا ملیدہ کی طرح جو کچھ اس کے برتن میں گھی لگا ہوا تھا۔ اس میں ٹپکایا
پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الفاظ قسم دعا سے اس پر پڑھے۔ پھر دس دس آدمیوں کو بلا
کر کھانا شروع کیا۔ اسی آدمیوں کو پیٹ بھر کھلا دیا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم کے
گھر بھیجا یا ان کے سب گھر کے لوگوں نے کھایا پھر بھی بچ رہا دیکھئے! اس حدیث میں بھی صاف
ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر کچھ پڑھا تب تقسیم فرمایا۔

(۲) اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۲۔ سطر ۱۲۔ بروایت صحیح بخاری و صحیح مسلم ۱۔ عن انس
 قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عروسا بزیب الحدیث ترجمہ مختصر حضرت
 انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے ایک بادیہ میں کھانا بھجوا دیا اور گھی کا اداق
 کا مرکب بنایا ہوا بھیجا۔ اقطا ایک چیز ہے جو وہی ترش یا چھا چھ کو ٹپکا کر خشک کر لیا جاتا ہے عربی میں
 سکوا قط کہتے ہیں جس طرح درودہ کو پیر مایہ سے جاکر پیر بنتے ہیں اور عربی میں اسکو جبن کہتے ہیں اسی طرح
 اس طرح کی دہی اور بھجور اور گھی کا کھانا جب حضور کے پاس آیا آپ نے اس پر کچھ پڑھا جو کچھ اللہ تعالیٰ
 کو منظور تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس دس آدمیوں کو بلاتے گئے۔ قریب تین سو
 آدمیوں کے کھلا دیا۔ پھر مجھ کو فرما دیا۔ اوٹھالے اسے انس اپنا بادیہ میں نے جب اٹھایا حیرت میں
 رہ گیا کہ جب میں لایا تھا۔ اس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا اب زیادہ پہلے سے موجود ہے
 (۳) اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۱۔ سطر اخیر۔ بروایت مسلم۔ وعن ابی ہریرۃ قال
 لما کان یوم غزوۃ تبوک الحدیث ترجمہ غزوہ تبوک کے دن جب لوگ گھر ہوئے
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کرانی یا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ تب آپ نے
 دسترخوان بچھوایا۔ اور فرمایا آؤ جو کچھ کسی کے پاس کھانا بچا ہوا ہو۔ تب کسی نے میٹھی بھجور کسی
 نے میٹھی بھجور کسی نے ٹکڑا روٹی کا۔ جس کسی کے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا۔ لاکر ڈال دیا بہت
 ہی تھوڑا سا ذخیرہ جمع ہوا۔ پھر آپ نے اس پر دعا فرمائی۔ اور فرمایا بھریو اپنے اپنے برتن
 پھر جس قدر شکر تھا۔ سب نے اپنے اپنے تمام برتن جو ان کے پاس تھے۔ بھر لئے۔ اور خوب
 حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس جگہ لکھتے ہیں: ”و شکر در غزوہ تبوک گفتہ اند کہ بعد ہزار
 رسیدہ بود“ اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ لاکھ آدمی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے برتنوں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر اس پر پڑھ کر دعا فرمائی اور کھانا تقسیم
 فرمایا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے پر دعا فرمائی جس کی ان کو
 ضرورت تھی۔ اسی طرح صاحب فاتحہ وہ دعا مانگتا ہے جس کی اس کو ضرورت ہے۔ پس دعا ہونے
 میں دونوں برابر ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ کھانے کو آگے رکھ کر کچھ پڑھنا اور دعا مانگنا اس
 کھانے میں کلام الہی کی برکت سے برکت اور اضافہ ہوتا ہے۔ اور دعا کی تعریف شروع میں السوا
 من اللہ الکریم ہے۔ اور یہ عمل دوامی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جب آپ عالماتے
 تو دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے منہ کے سامنے کر کے دعا مانگتے اور اپنے منہ پر ہاتھوں کو پھیر لیتے اور

جب کبھی کوئی نیا پھل حضور کے سامنے لاتا تو اسی طرح ہاتھ اٹھا کر اس پر دعا فرماتے جیسے کہ
 مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے۔ قال کان اذا ذر ول الثمرة جاؤا به الى النبي صلى
 الله عليه وسلم فاذا اخذها قال اللهم بارك لنا في ثمرنا۔ الحديث۔ اور یہی
 تمام اہلسنت والجماعت کا عمل ہے۔ اس کے برخلاف یہ گز نہیں اور اسی طرح جامع صغیر میں
 حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔ کان اذا دعا جعل بطن كفيه
 الى وجهه۔ یعنی جب آپ دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کی تھیلیاں اپنے منہ کی طرف کرتے تھے
 پس کھانے کے رکھ کر پڑھنا اور دعا کرنا ثابت ہو گیا۔ باوجود اتنی احادیث موجود ہونے کے اس
 انکارنا اور اس کو بدعت روی کہنا صرف وہابیہ قوم کا کام ہے۔ اور کسی اہلسنت و جماعت کی طرف
 سے انکار نہیں۔ اس پر جلع امت ظاہر ہے۔ اور ماراۃ المسلمون حسنا فہو عند الله
 حسن وہ۔ مجمع امتی علی ضلالہ کے مطابق اہلسنت و جماعت کا عمل ہے خدا ہدایت کرے
 (۴) بدیۃ المحرمین الباب الثالث عشر صفحہ ۶۸-۶۹۔ وفي فتاویٰ اکابر جندی ملا
 علی قاری الحنفی، وكان يوم الثالث من وقات ابراهيم ابن محمد صلى الله عليه
 وسلم جاء ابوذر عند النبي بتمرۃ يابسة وامن فيه خبز من شعير فوضعها عند
 النبي فقرا رسول الله صلى الله عليه وسلم الفاتحة وسورة الاخلاص ثلاث
 مرات الى ان قال رفع يديه للدعاء ومسح بوجهه فامر رسول الله اباذرا ان
 يقسمها بين الناس، وايضا قال النبي صلى الله عليه وسلم وهبت ثواب هذه
 لاني ابراهيم۔ بلفظ ترجمہ اور درمیان فادے اور جندی ملا علی قاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ
 کے ہے کہ تھا دن تیسرا وقات ابراهيم فرزند محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ آیا ابوذر رضی اللہ
 نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھجور خشک اور دودھ کے کہ اس میں روٹی جو کی پس
 رکھا۔ اس کو نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پڑھی حضرت نے فاتحہ اور سورۃ اخلاص
 تین بار یہاں تک کہ کہا اٹھائے حضرت نے دونوں ہاتھ اپنے اور پھرے منہ پر۔ پھر حکم کیا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر کو کہ اس کو درمیان میں لوگوں کے تقسیم کر دے۔ اور بھی
 اس میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بخشا میں نے ثواب اس کا واسطے بیٹے اپنے

نوٹ ہے اس کتاب پر ستائیس علماء اہل اہم ومفتیان عرب مکہ شریف

ابراہیم کے بلفظ

قولہ چنانچہ مولوی عبدالحی

اور بدنیہ متورہ کے دستخط ہیں اور مواہیر بھی ہیں۔ ۱۲

صاحب مرحوم کے فتاویٰ جلد سوم صفحہ ۶۸ پر ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جامع البرکات
 نے نویند آنکہ بعد سے یا شش ملہ یا چہل روز و دریں دیار طعام پزند در میان برادران
 بخشش کنند آنرا بھاجی گویند چہ داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ بخورند۔ اسی صفحہ پر
 مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص و اور ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست
 نصاب الحساب اور اگر وہ نوشتہ بلفظ صفحہ ۳۵ سطر ۱۰ قول شیخ عبدالحق محدث دہلوی
 نے جامع البرکات میں صاف فرمادیا ہے کہ اگر بھاجی گویند یعنی جو کھانا بطور بھاجی پر درج
 کیا جاتا ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ موت کے ایصال ثواب کے لئے نہیں کیا جاتا اس
 صورت پر نہیں چلے۔ لیکن انہوں نے اس کو نہ بدعت روی لکھا ہے۔ اور نہ اس کھانے کو
 مکروہ جانا ہے۔ لیکن یہ کھانا فقرا اور غریبا محتاجین کو کھلایا جائے۔ اور کوئی غنی بھی اس میں
 شامل ہو ہے۔ تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حدیث شریفہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ایک عورت نے
 کھانا جو اس کا خاوند فوت ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پر زرا یا اور
 حضور کے ساتھ کئی صحابہ غنی بھی تھے۔ جیسے کہ اصل حدیث شریفہ صفحہ ۴۳ پر درج ہو
 چکی ہے لیجئے اس کی تصدیق آپ کے بزرگ مولوی صاحب اسحاق دہلوی اپنی مائے مسائل میں کرتے
 ہیں اور ساتھ ہی اصل عبارت جامع البرکات کی بھی لکھتے ہیں جس سے آپ کی اور آپ کے مولوی صاحب
 صاحب کے فتاویٰ کی خیانت ظاہر پائی جاتی ہے۔ وہ ہذا بابہ مسائل تصنیف مولوی اسحاق صاحب
 بزرگ دیوبندیاں۔ صفحہ ۸۷-۸۸۔ اگر محض برے ایصال ثواب یا رواج ایساں نے خوراند پس
 فقرار را باید خوراندن لیکن در خوراندن فقرار صالحین ثواب زیادہ تر خواہد شد و اگر بطریق ضیافت
 پزند پس۔ اغنیاء و فقرار ہر دو را روا باشد چنانچہ شیخ عبدالحق در جامع البرکات نے نوید و طعامیکہ
 بہ نیت تصدق بر فقرار از اموات بہ پزند تا ثواب آن باباں برسد جز فقرار و انباشدہ تصدق
 بر فقرارے باشد و یہ مراغیاریا آنچہ بہ نیت ضیافت مسلمین تیار کنند ہر کہ باشد خواہ غنی باشد
 خواہ فقیر۔ چنانچہ در عرائس مشائخ در دیار ما متعارف است عام باشد فقرار و اغنیاء و لا بد آنچہ فقرار
 و اغنیاء بخورند مورت ثواب خواہد بود و آنچہ غیر فقرار خورند موجب عقاب خواہد شد۔ بلفظ
 سوال پیاہ یکہ بابہ مسائل صفحہ ۸۷-۸۸۔ لیجئے آپ کی تحریر کی حقیقت آپ ہی کے بزرگ سے
 صاف ہو گئی۔ اور یہ سب کھانے جائز ہو گئے۔
 قولہ۔ رسالہ تہ صنف مولوی سکندر علی میں حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب جزا و حضرت

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "روز سوم کل داؤن در مردان بدعت
 است" بلفظہ صفحہ ۳۵ سطر ۱۳: اقول آپ نے یہ عبارت "روز سوم کل داؤن در مردان بدعت
 است" ایسی لکھی ہے جس کے معنی اور مطلب معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک اس کی تصحیح نہ ہو تب تک اس
 مہمل عبارت کا جواب بھی نہیں۔ لہذا تصحیح نقل آپ کے ذمہ ہے بذی اسی طرح علامہ سیوطی و ملا علی قاری
 رحمۃ اللہ علیہما لکھتے ہیں۔ عن سفیان قال کان اکانصار اذا مات لهم الميت اختلفوا
 الى قبره وقرءوا القرآن یعنی روایت ہے سفیان رضی اللہ عنہ سے کہ انصار کی یہ عادت
 تھی جب کوئی مرجاتا ان کا جایا کرتے وہ قبر پر اور پڑھتے قرآن عینی شرح ہدایہ باب
 الحج عن الغیر میں ہے۔ ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان و یقرءون القرآن
 و یهدون لواءہ لموتاهم و علی هذا اهل الصلاح و الدیانۃ من کل مذهب
 من الممالکۃ و الشافعیۃ و غیرہم و لا ینکر ذلک منکر فکان اجماعاً۔ یعنی بیشک
 مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ اور ہوتے رہتے ہیں۔ ہر عصر اور زمانہ میں اور پڑھتے رہتے ہیں۔ قرآن
 پہنچاتے رہے ہیں۔ ثواب اپنے موتا کو اور اسی بات پر جمع ہیں۔ صلاح اور ویاہت محلہ ہر مذہب کے
 مالکی شافعی وغیرہ اور نہیں انکار کرتا اس کا کوئی منکر پس ہو گیا۔ اجماع اس پر انوار ساطعہ صفحہ ۱۰۰
 ان دونوں باتوں کا جواب قائل ہے۔ جو میری تحریر یا اشتہار میں نہیں۔

انتاہی کافی ہے: قولہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصیت نامہ میں ارغاء
 مستعد مامردم اسراف در ماتم ہاد چہلم و فاتحہ و سالیانہ میں ہمہ را در عرب اول وجود بنود بلفظہ
 صفحہ ۱۵ سطر ۱۴: اقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا مکمل ہے
 کیونکہ اسراف کرنا بموجب قرآن شریف حدیث شریف بہت بُرا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تسرفوا
 ان اللہ لا یحب المسرفین اور کلووا واشربوا ولا تسرفوا لیکن یہ بات یاد ہے کہ
 اسراف اس چیز کا نام ہے جو اپنے خطا نفس کے لئے کیا جائے اور خدا کے واسطے صدقات اور خیرات
 جو کئے جائیں وہ اسراف میں داخل نہیں ہیں جیسے کہ تقاسیر میں لکھا ہے کہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ
 نے کہا ہے کہ اپنے نفس کو خطا حاصل ہونے کے واسطے جو کچھ خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے اگرچہ تل کا
 ایک دانہ ہو۔ اور جو کچھ خدا کے واسطے دے وہ اسراف نہیں۔ اور شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری
 قدس سرہ نے فرمایا۔ اگر تمام دنیا کو لقمہ کر کے کسی درویش کے منہ میں دیدے تو یہ اسراف
 نہیں ہے اسراف یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے بے رغبتا تو صرف کہے۔ رباعی

ایک جوانے کہ داشت وایم خیر بندے داوراہے درویر
 کلے پسر خرنیت در اسراف گفت اسراف نیست اند خیر (تفسیر حسینی)
 دوسری بات یہ ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسراف کے لئے برا فرمایا لیکن فاتحہ چلم و سالیانہ
 کے برخلاف کچھ نہیں فرمایا نہ بدعت نہ خلاف شریعت نہ مکروہ نہ اور یہ جو فرمایا کہ چلم و فاتحہ و سالیانہ
 عرب میں پہلے نہیں تھا گویا شاہ صاحب کے لکھنے سے پہلے تھا یہ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن
 شریف اعراب دار مصر اور قسطنطنیہ کے چھاپے کے بھی پہلے عرب میں نہ تھے۔ کتب احادیث
 و فقہ بھی نہ تھیں۔ کتب صرف و نحو بھی نہ تھیں۔ کتب اشغالی سلاسل اربعہ بھی نہ تھیں۔ بختہ
 مساجد بھی نہ تھیں۔ تقلید شخصی بھی نہ تھی۔ اربعہ مذاہب بھی نہ تھے۔ اربعہ مصلا بھی نہ تھے۔ ایسے ہی
 اور ہزاروں اور باتیں نہ تھیں۔ اسی طرح سوم۔ دہم۔ چلم۔ سالیانہ بھی نہ تھے۔ کیا مصالقا ہے
 اس نہونے سے شاہ صاحب نے ان کو برا نہیں کہا۔ پھر شاہ صاحب کی عبارت لکھنے سے آپ کو کیا
 حاصل ہوا۔ حالانکہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ خود فاتحہ خوانی اور قبروں پر مراقبہ کرنے کو تحریر فرماتے
 ہیں۔ دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں: زبدۃ النصائح حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے صفحہ ۱۳۲ پر
 تحریر ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ بلیدہ یا شیر برنج وغیرہ نیاز اولیاء کا درست ہے یا نہیں
 فرمایا کہ اگر بلیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بمرحہ ایشان پزند بخوراند مصالقا
 نیست و طعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن حلال نیست۔ و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء ہم
 خوردن جائز است: اور انتباہ فی سلاسل اولیاء میں اس طرح فرماتے ہیں: پس وہ مرتبہ درود خوانند
 ختم تمام کنند۔ و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عمویا بخوراند حاجت از خدا تعالیٰ
 سوال نمایند۔ الخ۔ اور در تعین فی مبشرات النبی الامین کی بابیسویں حدیث صفحہ ۸ سطر ۲:-
 اس طرح فرماتے ہیں: جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں ایام مولود میں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا پکوا کرتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی کا۔ ایک سال کچھ پاس نہ تھا کہ کھانا
 پکواؤں کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بھنے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور بہت شاد و نشاط
 ہیں۔ بلفظ: دیکھئے شاہ صاحب کی تحریرات کو جن سے ہویدا ہے کہ آپ فاتحہ خوانی و سوم و
 دہم و چلم و زبرسی کو جائز فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی مولود شریف کی شیرینی کی تقسیم اور ختم بھی فرماتا
 اور طعام سامنے رکھ کر جیسے کہ نقش بند یہ سلسلہ کا معمول ہے۔ وہ طریقہ ختم اس طرح پر ہے

کلمات طیبات صفحہ ۹۲ سطر ۱۹۔ ملفوظات حضرت مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ مرید خاص حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے :- و ختم (خواجگان) حضرت خواجہا و ختم حضرت مجدد
رحمۃ اللہ عنہم نیز اگر یاران جمع آیند بعد از حلقہ صبح برآں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشایخ
است و فائدہ بسیار دارد و بطریق اس کالیوں حاشیہ پر ہے طریق ختم خواجہا بہرینہ و نقصہ کہ خوانند
باید کہ اول دست برداشتہ سورہ فاتحہ یکبار بخواند بعد از اس سورہ فاتحہ بایسم اللہ ہفت بار بعد از اس
درود صد بار بعد از اس الحمد للہ شرح بایسم اللہ ہفتاد و نہ بار بعد سورہ احلام بایسم اللہ ہزار بار
یکبار بار باز سورہ فاتحہ بایسم اللہ ہفت بار بعد درود صد بار بعد از اس فاتحہ خوانند ثواب این ختم
بار و اح بزرگوار کہ این ختم بایشان منسوب است باید گذرانند۔ بلفظ (معمولات مظہری) :-
دیکھو ختم پڑھنے کا طریق کیا صاف ہاتھ اٹھا کر ثواب پہنچا یا جاتا ہے۔ تسلی ہوئی یا نہیں۔ عین
حدیث کے مطابق ہے :- قولہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
کے وصیت نامہ میں ہے۔ بعد مردن من رسوم دنیوی مثل وہم و بستم و چہلم و شستہا ہی و فاتحہ
نمالیانہ ہیج نہ کنند۔ ان عبارت سے سوم و ہم۔ چہلم وغیرہ کا بدعت ہونا ظاہر ہے تو مولوی فیصل
صاحب کا انہیں بدعت لکھنا ان حضرات کا اتباع کرنا ہے۔ اگر آپ کو ان امور ات کے بدعت ہونے
سے انکار ہے تو فرمائیے بلفظ۔ صفحہ ۳۵ سطر ۱۶ :- قول۔ قاضی صاحب ثناء اللہ علیہ الرحمۃ صاف
یہ فرمایا ہے ہیں :- رسوم دنیوی :- میرے مرنے کے بعد نہ کرنا۔ اس میں کوئی نقطہ بدعت کا درج نہیں۔
جو آپ نے اپنی لیاقت سے درج کر دیا۔ اور لفظ سوم بھی آپ نے اپنی ذہانت سے خود بخود لکھ دیا،
جس کو وہ جائز فرماتے ہیں۔ اور یہ صحیح اور ضرر ہے کہ رسوم دنیوی بطور مجاہدی ہر اوری کے
درست نہیں۔ لیکن ایصال ثواب کے لئے کوئی ممانعت نہیں فرمائی۔ بلکہ قاضی صاحب اپنے وصیت نامہ
میں اس طرح لکھتے ہیں :- (۱) داز کلمہ درود و ختم قرآن استغفار و از مال حلال صدقہ لفقرا
باخفا مدد نمایند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود المیت فی القبر کا الغریق المتغوث ینطق
دعویۃ ما تلحقہ عن اب اولخ او صدیق۔ بلفظ۔ کلمات طیبات صفحہ ۱۵۴۔ سطر ۱۶ :-
لیجئے۔ یہاں پر قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف کی سند سے ایصال ثواب کو بذریعہ
فاتحہ و ختم خوانی کے ثابت کر دیا۔ جس کے لئے طریق ایصال ثواب یہی ہے۔ جو فاتحہ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر
ختم دیا جاتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا۔ مگر افسوس ہے۔ آپ پر کہ اس عبارت کو بھی لائق ہوا
الصلوۃ کہہ کر و انتم سکنیٰ کو ہضم کر لیا قاضی صاحب اس میں مدد اخفا کو تحریر فرمایا ہے

کہ بطور خفیہ فقر کو صدقہ دیا جائے۔ اس سے مراد ان کی ریا کے دور کرنے اور نمائشی کارروائی سے روکنے کی ہے۔ ورنہ صدقہ ظاہر اور علانیہ دینا بھی بحکم خداوندی ان تبدل الصدقات ختم بھی یعنی اگر صدقہ کو ظاہراً اور علانیہ بھی دو تو اچھا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ شاہ عبدلقدور علیہ الرحمۃ اس طرح کرتے ہیں:- اگر کھلی و خیرات تو کیا اچھی بات ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا ترجمہ فارسی اس طرح ہے:- اگر آشکارا کنید خیرات را نیکو چیز است۔ یہ اس لئے کہ اور لوگوں کو بھی صدقہ احد خیرات کرنے کی ترغیب اور تحریص ہو۔ لیکن خیر قاضی صاحب ریا کی وجہ سے خفیہ صدقہ کی وصیت فرمائی۔ تو وہ بھی صحیح ہے۔ دوسرے حصہ آیت شریف پر عمل ہوا یا اب اور سنئے حضرت شاہ عبد الغزیز علیہ الرحمۃ دادا پیر مولوی اسماعیل صاحب کے وہ تمام ایام سوم۔ دہم۔ پہلے ششماہی سالیا کو درست فرما رہے ہیں۔ وہ ہوندا:- (۲) تفسیر عزیز پارغم۔ سورہ انشقت صفحہ ۱۱۱۔ سطر ۱۹ میں فرماتے ہیں:- و مدوزندگان بمرندگان دس حالت زدوے رسد۔ مردگان منتظر حقوق مدوازیں طرف سے باشند چنان گمان سے برند کہ ہنوز زندہ ایم۔ ولذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مرد مسلمان در انجائے گوید کہ دعویٰ اصلی یعنی بگذارید مرا نماز بخوانم۔ نیز در دست مردہ در ان حالت مانند غریقے ست کہ انتظار فرما در سے بر دو صدقات و ادعیہ و فاقہ دریں وقت بسیار بکار آوے آید۔ ازین جا است کہ طوائف نہی آدم تا یکساں علی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کو شش تمام سے نمایند۔ بلفظ:- (۳) فاما عے عزیز یہ جلد اول شاہ عبد الغزیز محدث دہلوی صفحہ ۵، سطر ۱۹۔ طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و برآں فاتحہ و قل و درود خواندن متبرکے شود خوردن آں بسیار خوب است۔ بلفظ:- یہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اس وقت فرمایا تھا کہ جب آپ سے سوال کیا گیا تھا کہ جو طعام تعزیہ کے پاس رکھا جاتا ہے۔ اور اس پر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ دیکھئے تعزیہ کے پاس نیاز امامین رضی اللہ عنہما کو تبرک فرمایا:- (۴) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۱۰۴ جلد اول (نام پرسی) بدعا و استغفار و تصدق امداد بایندو۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما املت فی القبر الا کالغریق المتغوث ينتظر دعوة تليحقه من اب او امرا او صدیق فاذا لحقته كان احب اليه من الدنيا وما فيها وان الله تعالى ليخلع على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال النجبال من الرحمة وان هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم۔ ترجمہ: حدیث شریف فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

آلہ وسلم نے۔ مردہ قبر میں ڈوبنے والے کی ماتم ہے۔ فریاد کرنے والی ہے اور انتظار کرتا ہے دعا کی
جو اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کرے۔ جب یہ دعا اس پہنچے دوست تریا زیادہ محبوب۔ وہ دعا
اس کے لئے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا اہل قبر کو پہنچاتا ہے
مانی پہاڑوں رحمت کے اور تحقیق زندوں کا ہر یہ یا تحفہ یا صدقہ مردوں کے لئے بخشش ہے یا ذریعہ نجات۔
(۵) ایضاً مکتوب نمبر ۱۵۹ جلد اول حصہ سوم صفحہ ۳۵۔ امرتسری آل فرزند شیوہ صبر را
پیش گرفتہ بصدقہ و دعا و استغفار محدود معاون باشد کہ موتے را شد احتیاج است بامداد احوال۔ در
حدیث نبوی الخ۔ (یہ حدیث وہی ہے جو اوپر درج ہو چکی ہے) (۶) ایضاً مکتوب سی و ششم صفحہ
۸۵۔ سطر ۹۔ امرتسری حضرت امیر الکرم امام پیغمبر است و پسر عم ادست حضرت صدیقہ زوجہ مطہرہ
ادست علیہ و علیٰ جمیع اہل بیتہ الصلوٰۃ والسلام و حبیبہ و مقبولہ ادست علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام
پیش ازین بچند سال و اب فقیر آں بود کہ اگر طعامی بے نیت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل علیہ و علیہ
و باں سرور حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرت زینب و حضرت امین ائمہ سے کرو علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات شے در خوا
ے بین کہ آں سرور حاضر است علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر ایشاں سلامی کند متوجہ فقیر کے شود
در دیکھانہ دیگر دارند دریں اثنا الفقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ سے خورم ہر کہ مرا طعام و
سخانہ عائشہ فرستد ایں زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آں بود کہ فقیر حضرت صدیقہ
را در ایں طعام شریک نمے ساخت۔ بعد از اں حضرت صدیقہ را بلکہ سارا زواج مطہرہ آرا کہ ہمیں ایں
بیت اند شریک سے ساخت و جمیع اہل بیت توسل سے نمود الخ۔ بلفظہ دیکھے۔ ان مکتوبات حضرت امام رضا
رحمۃ اللہ سے فاتحہ خوانی اور طریق ثواب رسائی کی تاکید ظاہر ہے۔ اور وہ رسالہ بھی گمنام مولوی سکندر علی
کا حضرت امام صاحب علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے مردود ثابت ہوا (۷) دراط مستقیم مصنف مولوی
سمیع الدہلوی امام الطائفہ و بابہ مطبوعہ میرٹھ۔ صفحہ ۳، و مطبوعہ علی صفحہ ۶۴۔ و نہ پندارند کہ نفع
رسائیدن یا موات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل غرض آنست کہ مقید بسم بناید
بے تعین تاریخ و روز جنس و قسم طعام بہر قدر کہ موجب جزیل بود عمل آرد۔ ہر گاہ ایصال بیت منظور و
موقوف بر طعام نگذارند اگر میر یا شہر بہتر است الا صرف ثواب سورہ فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب است الخ
بلفظہ ہدایت اوتے در بیان اشغال طریقہ چشتیہ۔ افادہ اول۔ طالب ابائند کہ با و نمود و انو بطور
نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین بخری و حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ پڑھانند بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگان نماید بلفظہ الاسط

(۸) فیصلہ ہفت مسئلہ مصنف حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ پر و مرشد دیوبندیاں
 دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا اس میں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد میں مذکور ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے
 کہ نفس ایصال ثواب بار واج اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص اور تعین کو مؤثر
 علیہ ثواب کا سمجھنا یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت
 باعث تعلیہ ہلکت کذا ایسے ہے۔ تو کوئی ہرج نہیں جیسا مصلحت نماز میں سورہ خاص میں کرنا کو فقہا محققین
 نے جائز رکھا ہے۔ اور تہجد میں اکثر مشایخ کا معمول ہے۔ اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلفین
 تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر کھانا کھانا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں
 کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چیز ذل سے کافی ہے مگر موافقت قلب لسان کیلئے عوام
 کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر زبان سے کہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں
 شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا "مشار الیہ" اگر ضرور ہو تو زیادہ
 اختصار قلب ہو کھانا رو بر لے لے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ کہنے علیہ۔ اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا
 جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے۔ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائیگا۔ کہ جمع بین العبادتیں ہے
 یہ خوش بود کہ بر آید یک کر شہدہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے
 لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعل کے لئے رفع یدیں سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو سکین
 کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے
 ساتھ رکھ لیا۔ پس یہ ہلکت کذا یہ حاصل ہو گئی۔ باقی رہا تعین تاریخ یہ بات بھرہ سے معلوم ہوتی ہے
 کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آتا ہے۔ اور ضرور ہوتا ہے اور نہیں تو سالہا
 سال گذر جاتے ہیں۔ کبھی خیال بھی ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ ان کی تفصیل طویل ہے بعض
 بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصلحت مذکورہ کے ان میں
 بعض اسرار بھی ہیں۔ پس اگر یہی مصلحت بنائے تخصیص میں ہوں تو کچھ مفاہقہ نہیں پڑا عوام کا غلو اولاد کی
 اصلاح کرنی چاہئے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً اس کا غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔ لہذا
 اعمالنا وکمہ اعمالکم۔ رہا شبہ شبہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے۔ مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی ہے
 کہ شبہ اس وقت رہتا ہے جب تک عادت اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرے
 اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو۔ اور جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے تو وہ شبہ

جاتا رہتا ہے۔ ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قومیوں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے ہیں کہ کسی عالم و رویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے۔ قصہ نظم اہل قبا اس میں کافی حجت ہے البتہ جو بہتیت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشہہ ہے اور ممنوع پس یہ بہتیت مرد و عورت اہل قبا کی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسواں بیسواں چہلم ششماہی سالیانہ وغیرہ اور توشہ شیخ احمد علیہ الرحمۃ و دولی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور علو اشب برات و دیگر طریق ایصال ثواب کی قاعدہ پر مبنی ہیں۔ بلفظ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۱۰۰ دیکھئے آپ کے پیران پر علیہ الرحمۃ تمام فاتحہ خوانیوں اور ایصال ثواب کے طریق دسواں بیسواں چہلم اور سالیانہ سب کو نیک و جائز فرما دیا۔ اور توشے اور سہ نیاں۔ شہرات کے حلوے سب جائز ہیں۔

ایک عبرتناک واقعہ اور غضبناک سانس مولوی رشید احمد کا

اس فیصلہ ہفت مسئلہ رسالہ مصنفہ مرثہ خود کو دیکھ کر ملے غصے کے

چراغ پا ہو جانا اور اس رسالہ مبارک کھانگ میں ڈال کر خاک سیاہ کر ڈالنا

نہایت معترضہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت فیصلہ ہفت مسئلہ (مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ) طبع ہو کر اطراف ہند میں شائع ہوا اور اتفاق سے کچھ نسخے گنگوہ شریف میں بھی پہنچے تو اس خبر کے سنتے ہی فاضل گنگوہی چراغ پا ہو گئے اور فوراً نادری حکم صادر فرمایا کہ جس قدر نسخے گنگوہ آئے ہوں سب ہمارے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ فوراً تعمیل عمل میں لائی گئی اور جس قدر نسخے ہم پہنچ سکے ان کی یہ قدر و منزلت کی گئی کہ آگ میں جھونک کر خاک سیاہ کر دئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلفظ۔

کتاب تحقیق الحق مطبوعہ مطبع قیومی کانپور۔ ادیشن نمبر ۲ صفحہ ۴۴ سطر ۱۰ اللہ اللہ اللہ اللہ غیظ و غضب اور یہ گستاخی اور بے ادبی خاص اپنے مرشد ارشد کی اور کیا عقلمندی مولوی صاحب کی دوراندیشی کہ یہ چند دس بیس نسخے اگر آگ میں جلا دئے تو کیا ہوا وہ تو ہزاروں کی تعداد چھپ کر شائع ہو چکا تھا۔ بلکہ اس کے بعد دوبارہ بھی طبع ہو کر شائع ہوا۔ مگر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے بیچ اور غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی ضبط نہ ہو سکا اور اپنے مرشد کی کتاب کی یہ عزت کی کہ آگ میں جلا ڈالا قیامت کو ضرور حضرت مرشد کے روبرو رسوائی ہوگی۔ بلکہ رو سیاہی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب بھی ان کے ساتھ ہونگے ضرور راضی و راضی اب میں ایک فتوے علمائے پنجاب ہندوستان کا جو کتاب "فتاویٰ علمائے حنفیہ فی جواز استغناء"

شمس "مرتہ منشی شمس الدین خاں حنفی نقشبندی مجددی جالندھری مسئلہ ہجری میں بقاء جالندھر
چھپوایا تھا۔ درج کرتا ہوں +

استفتاء

کما فرماتے ہیں علمائے دین متین اس باب میں کہ ملک پنجاب میں آج کل طعام کو آگے رکھ کر
قرآن مجید کی مختلف آیات پڑھتے ہیں جس کو ختم یعنی فاتحہ خوانی کہتے ہیں آیا سنت ہے یا مباح یا بدعت
حسنہ یا بدعت سیئہ۔ پھر بعد تمام کرنے قرآن کے سب حضار ایک شخص کو جو بزرگی میں اچھا اور شہور
و معروف ہو گیا ہے۔ ہر واحد اپنا اپنا پڑھا بخش دیتا ہے بلکہ اپنی اپنی سورت یا کچھ پڑھا ہوا ہیکر اگر اس
شخص معین کے پاس الکرہ ہے کہ دیتا ہے۔ بلکہ دیگر شہروں سے اس تاریخ اور وقت مقررہ پر قرآن سے
کچھ پڑھا ہوا ایک دوسرے سے ایک دوسرے کو سہہ کراتا ہوا لاکر اس شخص معین کے حوالہ کر دیتا ہے تاکہ
وہ مجموعہ ہو کر اس میت کو جس کی فاتحہ خوانی کے واسطے دن مقرر کیا گیا ہے اس کو بخش دیا جائے اس
طریق خاص کو کوشش سے انجام کرتے ہیں۔ بلکہ دین قرار دیتے ہیں اور وہ شخص معین وہ سب ہر
ایک کا پڑھا ہوا لے کر وہ باوانہ بلند کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا یعنی ہاتھ اٹھا کر وہ بالترتیب انبیاء و
اکابر اولیاء کے نام مبارک لے کر بخش دیا جاتا ہے اخیر اس میت کے نام پر خاص کیے کے بخش دیتا ہے
اگر اس کو اس میت کا نام یاد نہیں ہوتا تو اس کے اقربا سے پوچھ لیتا ہے آیا ایصال ثواب کے لئے یہ
طریق کیا ہے سنت ہے یا بدعت یا مباح۔ قرآن و حدیث و فقہ سے مدلل مفصل ارشاد فرمادیں۔
بیتنا التوجروا عند اللہ اجرا عظیما۔ صفحہ ۵۔ سطر ۲ +

جواب لہذا ما فی علمی من الجواب فی اللہ اعلم بالصواب

ختم مذکور یہ وصف مسطور جس کو فاتحہ خوانی بھی کہتے ہیں سنت حسنہ ہے نہ بدعت سیئہ اور اگر خالص
سنت ہو تو میت کو نہایت فائدہ ہے اور وہ امورات جو اس ختم شریف میں مندرج ہیں۔ یعنی مدقہ دینا
قرآن شریف پڑھنا۔ زبذیہ یا مروے کو اس کا ثواب بخشا جمعیت کے ساتھ دعا کرنا اور انبیائے کرام اور
اولیائے عظام کا نام لینا واسطے اہل سنت و جماعت کے ثواب نیز متوفی کا نام لینا اور جمع ہونا واسطے معادفت کرنے
اس کار خیر میں یہ ایک امر فی نفسہ جائز اور ثابت ہے اور ان سب امورات کو جمع کرنا اور ایک مجلس میں

لہ پنجاب میں نہیں بلکہ ہندوستان اور عرب و غیرہ ممالک میں بھی +
یہ آج کل ہی نہیں بلکہ مدت ہائے
تک لفظ طعام میں اب بھی داخل ہے +

سرا انجام کرنے میں کوئی مانع شرعی ثابت نہیں۔ پس اس ختم مروج بالا کو بدعت سیہ کہنا درست نہیں
 وقال ذین العرب البدعة ما أحدث علی خلاف اصل من اصول الدین کذا فی البقیة
 شرح البقیة پس سرا انجام کرنے والے اس سنت حسنہ کے اور امداد دینے والے اور اصل بانی اس سنت
 حسنہ کے سب کے سب حدیث شریف من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من
 عمل بها من بعد من غیر ان ینقص من اجورهم شیء۔ رواہ مسلم میں داخل ہیں اور
 ما جور ہیں۔ اور جب کہ یہ طریقہ قدیم الایام سے جاری ہے۔ اور جمہور مسلمان اس کو اچھا جانتے ہیں۔ اور عمل
 میں لاتے ہیں۔ تو ضرور طریقہ حسنہ ہوگا۔ قزوینی من ابن مسعود موقوفاً بسند حسن ماراہ للساہون
 فهو عند الله حسن لیکن خاص اس طریقہ پر ایصال ثواب منحصر جانتا اور اس کو ضروریات دین سے
 اعتقاد کرنا بدعت سیہ ہوگا۔ بلکہ ایصال ثواب کی واسطے یہ امر سنت حسنہ ہے۔ حسب مسائل ذیل :-

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وكفى وسلام على عبادة الذين اصطفى قال العلامة الشيخ
 صدق الخالدین ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن الدمشقی فی کتابہ رحمة الامة فی اختلاف
 الائمة - اجمعوا علی ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج والعقیق ینفع المیت و
 یصل الیه ثوابہم والاصل فی هذا الباب ما قال فی الهدایة ان الانسان لمان
 یجعل ثواب عمله بغيره صلوة او صوما او صدقة او غیرها اہ۔ کتلادة القرآن والاذکار
 کذا فی ائمة القادیون۔ وقال الله تعالی تعاونا علی البر والتقوی۔ وروی الطبرانی
 باسنادہ ان رجلاً سأل النبی صلی الله علیه وسلم فقال کان لی ابوان ابیہما حال
 حیاتہما فکیف ابیہما بعد موتہما فقال علیہ السلام ان من البر بعد البر ان تصلی لہما مع
 صلواتک وان تصوم لہما مع صیامک۔ وروی ابن ابی شیبہ عن ابن یسار مرفوعاً بلفظ
 ان من البر بعد البر ان تصلی عنہما مع صلواتک وان تصوم عنہما مع صومک وان
 تصدق عنہما مع صدقاتک۔ انتہی :-

وقد سمعناہ صلی الله علیه وسلم فی بکبشین املحین احدہما عن نفسه الآخر
 عن امته رواہ عدة من الصحابة کعائشة وابی ہریرة وجابر وابی رافع وحذیفة القفاری
 وابی طلحة الانصاری وانس رضی الله عنہم واخرجه ائمة الحدیث کاحمد وابی
 داود وابن ماجہ والحاکم وصحیح ابن شیبہ وابو نعیم وابو یعلی والطبرانی والدار
 قطنی والبیہاق وابن ہشام وغیرہم بطرق متعددة کما بسط الزلیعی فی

نصب الرأية التخرج احاديث الهداية قال شيخ الاسلام كمال الدين الهمام قد رى
 هذا الحديث من الصحابة وانتشر مخرجوه فلا بعد ان يكون القدر المشترك وهو انه
 عليه السلام مسمى عن امته مشهوراً يجوز تفيد الكتاب به اه - يعنى قوله تعالى وان
 ليس للانسان الا ما سغى فعلى هذا معنى الآية ليس للانسان سعى غيره الا اذا ذهب
 له كذا قال السيد الطحطاوى فى حواشى الدر المختار اقول والابيد من هذا القيد لا
 يعارضه قوله تعالى والذين آمنوا وابتغتهم ذريتهم بايمان المحنابهم ذريتهم وما
 اللّهم من علمهم من شئ فاخبر الله تعالى بانتفاع الابناء بعمل الاباء وقد روى
 حديث الجع عن الغير عدة من الصحابة كابن عباس وثابت ابن انس يريدان
 ابن عباس وابن الحصين وسودة ام المؤمنين رضى الله عنهم اخرج البخارى ومسلم
 والبوداود والترمذى والنسائى والدارمى واحمد وابن حبان والحاكم والطبرانى
 والبيهقى وغيرهم بطرق مختلفة كما بسطه الزيلعى فى تخريجيه ثم ظاهر المذهب
 ان الجع عن المجوج عنه وبذلك تشهد الاخبار الواردة فى الباب كذا فى الهداية
 ومن ابن عباس ان رجلاً قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم ان امة توقيت
 ينفعها ان تصدقت عنها قال نعم رواه البخارى :

وعن سعد بن عبادة انه قال لنبى صلى الله عليه وسلم فقال ان امة ماتت
 وعليها نذرة فيجزي ان اعتق عنها قال اعتق من املك رواه النسائى :
 وعن انس انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا
 نتصدق عن موتانا ونج عنهم ونذعوا اليهم فهل يصل ذلك اليهم قال نعم
 انه يصل اليهم رواه العكبرى :

وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج خال لمقابر ثم
 قرأ فاتحة الكتاب وقيل هو الله احد والى كما التكاثر ثم قال انى جعلت ثواب
 ما قرأ من كلامك لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا شفعاء الى
 الله تعالى رواه ابو القاسم النخعي فى فوائده :

ومن على رضى الله تعالى عنه قال من مر على المقابر وقراً قل هو الله احد
 احدى عشرة مرة ثم وهب اجرها لاهل الاموات اعطى من الاجر بعد الاموات

وبالجملة قد وردت اخبار واثار كثيرة في هذا الباب ذكرها السيوطي في شرح
الصدور والقدر المشترك بين الكل وهو ان من جعل شيئاً من الاعمال الصالحة
لغيره نفعه الله به يبلغ مبلغ التواتر كما صرح به شيخ الاسلام ابن الهيثم
في فتح القدير ثم لا فرق بين ان يكون المجهول له حياً او ميتاً كما هو الظاهر
من حديث الاضحية عن الغيرة والجم عن الغيرة

وقال الحافظ شمس الدين عبد الواحد المقدسي في جزء الف في هذه
المسئلة ان المسلمين ما زالوا في كل عصر يحتمعون ويقرئون لموتاهم من غير تكبر
فكان ذلك اجماعاً كذا نقل السيوطي عنه في شرح الصدور وذكره
القاضي ثناء الله في تذكرة الموتى ولم ينكر عليه -

وقد روى الخلال عن الشعبي قال كانت اكلاتهم اذ مات لهم الميت
اختلفوا الى قبره يقرؤون القرآن كذا في شرح الصدور والاجتماع على
قراءة القرآن فضيلة عظيمة وفائدة جلية :

فعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اجتمع قوم
في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسونه فيما بينهم الا نزلت
الملائكة وغشيتهم الرحمة وحفتمهم الملائكة وذكرهم الله في من عنده رواه
المسلم قال النووي في هذا الحديث دليل لفضل الاجتماع على قراءة القرآن
لموتاهم باطعام الطعام ثم الدعاء لهم بالصلوات والقبول والمغفرة :

فعن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كانت له
حاجة عاجلة او اجلة فليقدم بين يدي نجواه صدقة كذا في الفوائد المجموعة
على ان الدعاء بعد القراءة وختم القرآن دعوة مستجابة رواه البيهقي في
شعب الايمان :

وعن حميد الاعرج قال من قرا القرآن ثم دعا من على دعائه اربعة
الان ملك رواه البزار في

وروى ايضا عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما
اجتمع ثلاثة قط بدعوة الا كان حطاً على الله ان لا يرد ايديهم وروى الحاكم

عن حبيب بن سلمة مرفوعاً لا يجتمع ملائق بين عوا بعضهم إلا أجابهم الله تعالى
 فعلم ان الاجتماع للدعاء بعد قراءة القرآن واحضار الطعام واهداء ثوابه
 للاموات اصل قوى ودليل جلي واما اهداء ثواب قراءة القرآن للنبي
 صلى الله عليه وسلم فمنعه ابن يثمية الحراني بدليل عدم ورود الاذن فيه
 من النبي صلى الله عليه وسلم وبالنظر الامام السبكي في الرد عليه فقال ان مثل
 ذلك لا يحتاج الى اذن خاص الا ترى ان ابن عمر رضي الله عنهما كان يعتمر عنه صلى الله
 عليه وسلم من غير وصية وحج ابن الموفق عنه سبعين حجة وختم ابن السراج
 اكثر من عشرة آلاف ختمه وقال ابن عقيل يستحب اهداء هالة صلى الله عليه وسلم
 كذا في رد المختار وفيه ايضا قول علماءنا للرحيل ان يجعل ثواب عمله بغيره
 يدخل فيه النبي صلى الله عليه وسلم وانه احق بذلك حيث القدنا من
 الضلالة ففي ذلك نوع شكر اهداء جميل له والكامل قابل لزيادة الكمال وقد
 امرنا ان نقول اللهم صل على محمد صلى الله عليه وسلم الخ
 وقال ابو الفضل ابن حجر لصلواتي اما قول القائل في الدعاء اللهم صل
 ثواب ما تواتره في زيادة في شرف سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فله
 اصل وهو الحديث المروي عن كعب رضي الله عنه اجعل لك وصلوتي كلها
 قال اذا تكفي همك وقد قيل المراد بالصلوة هنا الدعاء وقيل الصلوة
 والمراد ثوابها انتهى

وفي الفناوي الجدي يثية لابن حجر الهيتمي ان ما يفعله الناس من صلوات
 من الله تعالى ان يوصل ثواب ما يقرءون الى النبي صلى الله عليه وسلم ومحبيه
 وتابعيه حسن لا اعتراض عليه والاولى ان يفعل ذلك مع والديه انتهى
 وكذا في تنقيح الحامدي وفي البحر من صلى او صام او تصدق وجعل ثوابه
 لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة
 والجماعة كذا في البدائع وسئل ابن حجر المكي عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل
 يقسم الثواب بينهم او يصل لكل منهم مثل ثواب ذلك كاملا فاجاب بانه
 انتي جمع بالثاني وهو لا تقسمة الفضل انتهى كذا في رد المختار وفيه

ایضاً عن التاتاریخانیۃ من المحيط الا فضل لمن تصدق بفلان ان ینوی لجميع المومنین
 والمومنات لانہا متصل الیہم انتہی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حورۃ الفقیر محمد یوسف الخنفی الشاذلی
 محمد یوسف شریف بلخظہ صفحہ ۹۹ مغاۃ غنیۃ۔ الجواب۔ واللہ سبحانہ الموفق للصواب۔ ثواب
 قرآن شریف اور کھانے کا میت کو پہنچانا درست ہے۔ اور کھانا نیکو آگے رکھ کر اس پر قرآن شریف پڑھنا
 واسطے اشارہ کے مضائقہ نہیں۔ ثبوت اس کا اکثر آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے متعدد رسائل
 اور فتاویٰ میں تفصیل لکھا گیا ہے چنانچہ علامہ شامی رد المحتار میں لکھتے ہیں۔ صرح علما شافعی ان باب
 الحج من الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عملہ وغیرہ صلوٰۃ او صوم او صدقۃ او غیرہا کذاتی
 الہدایہ۔ انتہی۔ مختصراً۔ العبد المذنب محمد گوہر علی (محمد گوہر علی)

الجواب صواب (محمد شاذلی) + الجواب هو الصواب۔ (محمد یوسف شاذلی)
 صواب الجواب (محمد یوسف شاذلی) + الجواب صواب (محمد یوسف شاذلی)

فی زماننا جس کو فاتحہ خوانی دینا زور دینا بولتے ہیں اس سے مقصود صلی میت کی واسطے دعائے مغفرت ترقی مرتبت
 میت کرنے کا ہے اور دعا کرنے کے قبل عبادت مالی و بدنی جمع کر لینا مستحب ہے۔ پس دعائے مغفرت و
 ترقی مرتبت میت کے حق میں کرنے کے قبل کسی مستحق کو کھانا کھلانا اور سورہ فاتحہ وغیرہ وغیرہ پڑھ لینا عبادت
 مالی اور بدنی دونوں اکٹھا کر لینا ہے تو بے شک جائز ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب +

کتبہ فخر الدین احمد غفر اللہ الاحد لکھنؤی (فخر الدین احمد)

واقعی آیات قرآنیہ و طعام کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے اور اس کا ثبوت اولاً شرعیہ سے بخوبی
 حاصل ہے۔ اور قرون ثلاثہ میں بھی ایصال ثواب جاری تھا۔ جیسا کہ صحاح سے صاف طور پر ظاہر ہے البتہ
 ہیئت کذائیہ مجتہد مستفسرہ بالاقرون ثلاثہ میں نہ تھی۔ پس اس کو ایصال ثواب میں ضروری نہ جاننا چاہئے
 ہاں عبادت ان دونوں کا اجتماع لائق امتناع نہیں۔ واللہ اعلم وحکمہ احکم +

حررہ الراعی غفور بہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید لکھنؤی (ابو الحامد محمد عبد الحمید)

عبادت مالی اور بدنی کا ثواب میت کو پہنچا ہے۔ اگر طعام وغیرہ آگے رکھ کر اس پر کچھ کلام الہی وغیرہ دعا
 پڑھ کر اس کا ثواب مردہ کی روح کو پہنچایا جاوے تو یہ مشروع ہے۔ بشرطیکہ اس فعل کو ضروری مثل فرغ
 واجب و سنت موکدہ نہ ٹھہرایا جاوے۔ اس فعل کے مستحسن ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے کیونکہ خود رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے گوشت پر قبل از تصرف و قبل از ایصال ثواب و آیت کلام اللہ کی تلاوت
 فرمائی انی وحبیبی وحبیبی للذی فطر السموات الایۃ بعد اس کے یہ دعا پڑھی اللہم منک و

عن محمد وامتنہ اور صدقہ قربانی کی طرف اشارہ فرما کر پڑھا اللہم تقبل ہذا من محمد ال محمد
 نیز حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے حلوہ بنا کر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ارسال
 کیا اس پر بھی آپ نے کچھ دعا پڑھی تھی جیسا کہ حدیث میں نکلے بجا شام اللہ اور اسی طرح آپ نے ان روٹیوں
 پر جو حضرت ابو طلحہ والد انس رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھیں کچھ کلمات دعائیہ تلاوت فرمائے تھے جامع التفا
 سیر میں ہے جو کوئی پڑھے سورہ یسین کو وقت کھانے کے کہ ڈرتا ہو قلب اس کا کفایت کرے اس کو نیز خلیفہ
 بنوین میں صحابہ نے طعام موجودہ حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت حضور میں جمع کیا تھا
 تو آپ نے کلمات دعائیہ اس پر تلاوت فرمائے تھے۔ ان احادیث مرقومہ بالا سے یہ ثابت ہو کہ طعام اور
 اشیائے خوردنی پر آیات قرآنی اور دعا کا پڑھنا مستحسن ہے کتبہ فقیر غلام احمد مدرس مدرسہ نکو در المجیب
 مصیب فتح الدین ساکن آلودال پر گنہ نکو در جزاء اللہ المجیب المصیب عنا وعن سائر
 المسلمین خیر الجزاء فاحسن جوابہ وهو مرضی عندنا۔ وانا الفقیر المذنب علی

مفتی نکو در ی عفی عنہ۔ ہذا اہل الراد آیات صحیحہ فقیر حافظ نور جمال
 الجواب صحیح فقیر نور احمد امام مسجد انارکلی لاہور

الجواب حامد اللہ ومصلیاً وسلم علی رسولہ بقرآن شریف کی سورتیں یا آیتیں پڑھ کے ان کا ثواب
 میت کو بخشنا اور اس کے ساتھ کھانا یا میوہ یا شیرینی اپنے حسب حالی تیار کر کے اس کا ثواب بھی میت کو
 گزرا نہ بے شک جائز ہے۔ اور اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے۔ اہلسنت وجماعت کے تمام علماء کا اتفاق ہے
 کہ میت کے نام سے دعا کرنے اور صدقہ دینے اور کھانا کھلانے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ
 لکھا ہے۔ اجسوعوا علی ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج یتفع للمیت ویصل ثوابہ
 الیہ۔ ۱۔ انتہی اور قرآن شریف وغیرہ پڑھ کے اس کا ثواب میت کے نام سے بخشے تو میت کو اس کا ثواب
 پہنچتا ہے۔ اور اکثر سلف اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور ایک جماعت شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ
 پر سن کی طرف گئے ہیں۔ بلکہ قبور کی زیارت کے واسطے گئے ہیں۔ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص وغیرہ
 پڑھ کے اس کا ثواب میت کو پہنچانے کی حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ لکھا ہوندا کور نے محلہ واللہ اعلم مرقوم ۲۲
 ذیل حدیث ۳۱ ہجری مکتبہ عبداللہ کان لا (عبداللہ) مہر صاف پڑھی نہیں گئی۔ الجواب صحیح محمودین

صیغۃ اللہ یہ دونوں صاحب بزرگ بدراسی ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱-۱۲۔

جواب یہ فاتحہ خوانی بموجب ترتیب تحریر شدہ کے بدعت حسنہ ہے اور مستحبات علماء متاخرین
 سے ہے۔ بموجب اس حدیث صحیحہ کے ہا راہ المسلمون حنا فہو عند اللہ حسن فقیر حقیر قادری

معرفت فقیر چند و ڈا اویسی قادری حنفی ملتانی قدیم غفر اللہ عنہ والوالدیہ - الخ - صفحہ ۱۲ :-
 اقول بتوفیق اللہ تعالیٰ و توفیقہ - نفس قرآن بروقت حضور طعام جائز است (بہت طول عبارت
 اور کتب فقہ کے حوالجات درج ہیں) مفتی فاضل امرتسری :- غلام رسول الحنفی عفی اللہ عنہ :-
 مولانا مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی مدرس لدھیانہ کی بہت مفصل اور منصفانہ تحریر ہے صفحہ
 سے ۱۹ تک ختم مروجہ کو بہت عمدہ طور پر ثابت فرمایا ہے کچھ عبارت مختصراً آگے لکھی جائے گی - ان کی تحریر
 پر مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لدھیانہ اس طرح تصدیق فرماتے ہیں - الملجیب مصیب
 مفتی شاہ دین لدھیانوی :- لیجئے ختم فاتحہ خوانی سوم - دہم - چہلم ششماہی - سالیانہ وغیرہ تدوینا اور
 کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف پڑھنا اور دعا کرنا اور میت کو ثواب پہنچانا ثابت ہو گیا آپ بھی اپنے مردوں
 پر رحم کیجئے ان کے دشمن نہ بنئے :- قولہ مطالبہ بظمن مطالبہ نمبر ۱ آپ نے مولوی
 خلیل احمد صاحب کو ختم مروجہ سوم و دہم - چہلم وغیرہ کو بدعت لکھنے پر وہابی اور ان کی تحریر کو کفر یہ لکھا
 ہے الخ بلفظہ - صفحہ ۳۵ - سطر ۲۲ :- اقول واقعی مولوی خلیل احمد صاحب وہابی

دیوبندی ہیں - اور ان کے پیر کا بھی اس میں عذر لا حاصل ہے اور یہ بات طے اور فیصل شدہ ہے
 فتاویٰ علماء عرب کے موجود ہیں - کہ وہ وہابی سات پانیوں دھوئے ہوئے ہیں - اور ان کے تکفیر میں
 بھی فتاویٰ موجود ہیں - صرف میرا ہی لکھنا نہیں - ان کی اپنی تحریرات ہیں - تو ہیں سرور عالم صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم میں اور وہ نمبر اول میں اس کا رد وافی میں :-

قولہ - آپ نے لکھا ہے دبا دجو دایا سمجھنے کے بعد خود مسلمانوں کے گھروں سے لے کر
 کھاتے ہیں اور اچھی طرح کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھتے ہیں منافقانہ (قاضی صاحب اگر شرم کہیں بازار
 میں قیماً ملتی ہوتی تو ہم ضرور اپنی گرہ سے ... تاکہ آپ اپنے کذب پر نادم اور شرمندہ ہوتے مولوی
 خلیل احمد صاحب کا آپ نے یہ عقیدہ نقل کیا ہے ... مولوی صاحب مذکور نے کبھی کہیں ختم نہیں
 دیا بلفظہ - بلخصاً - صفحہ ۲۶ سطر ۶ :- اقول جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ بالکل

صحیح ہے - میرا اپنا واقعہ ہے کہ میری بیوی ۱۰ محرم ۱۳۳۲ ہجری کو فوت ہو گئی اور ۱ - دسمبر ۱۹۱۳ء
 تھا - حافظ کریم احمد خالی دیوبندی وہابی سہارنپوری میرے قریب مسجد میں امام تھا اس
 کو میں نے مقرر کیا - کہ چالیس روز برابر قبر پر قرآن شریف پڑھے - اور ہر روز رات کو ختم پڑھ کر کھانا لیتا
 کرے اس نے منظور کیا اور قبر پر قرآن شریف چالیس روز تک پڑھتا رہا - اور ہر روز رات کو کھانا
 پکا کر اس کے سامنے رکھا جاتا - اور بڑی عمدگی سے اس پر سورہ تبارک اللہ پڑھ کر ایصال ثواب کرتا

اور کھانا اپنے گھر لے جاتا۔ اور بعض اوقات میرے مکان پر بھی کھا جاتا اور گھر کو بھی لے جاتا۔ سووم اور دہم کو بھی اسی طرح پاڑ جاتا اور سووہ جات اور طعام پر قرآن شریف پڑھ کر ختم دیتا اور گھر لے جاتا۔ اور چالیسویں روز بہت کچھ ختم پڑھ کر لے گیا۔ اور رخصت کیا گیا اور اس کے بعد بھی ہر جمعرات کو آتا اور اسی طرح ختم پڑھ کر کھانے جاتا رہا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میرے ایک دوست غوثی نیا زرا احمد خاں سب انسپکٹر پولیس لودھیانہ کا بھائی مشتاق احمد ملازم ریلوے فوت ہو گیا۔ اور میرے رشتہ میں بھی تھا۔ میرے روز میں اس سووم میں گیا مسجد میں لوگ بیٹھے تھے۔ اور آپ کا مولوی محمد اسحاق پسر مولوی عبدالعزیز مرحوم بھی وہاں بیٹھا تھا۔ خود بریاں وغیرہ جو دستور ہے لایا گیا۔ بلکہ شریف اور قل ہو اللہ احد کے پڑھنے کے بعد میں نے امام مسجد سے کہا کہ ختم پڑھو۔ تو آپ مولوی محمد اسحاق بہت غصہ سے بولے۔ کہ ختم کی کیا ضرورت ہے۔ پھر میں نے کہا کہ یہاں لوٹا پانی کا ختم میں رکھ دو۔ تو پھر مولوی مذکورہ جھگڑا کر بولے کہ پانی کی کیا ضرورت ہے۔ اور یہ بدعت ہے تب میں نے آپ کے مولوی سے کہا کہ تم قرآن شریف کے پڑھنے کی ممانعت کرتے ہو۔ کہ کلام الہی بھی پڑھ کر ایصال ثواب نہ کیا جاوے چپ رہو قرآن شریف پڑھنے دو۔ تب وہ چپ ہو گیا۔ مگر امام مسجد ڈر کے ماتھے کچھ نہیں پڑھتا تھا۔ تب میں نے خود ختم مردہ کو پڑھا۔ اور اس کا ثواب متوفی کے روح کو بخشا۔ اس کے بعد خود اور شیرینی تقسیم کی گئی تو مولوی صاحب مذکور نے دوسرا حصہ اپنی چادر کے پلہ میں ڈال لیا۔ اور لے کر چلے گئے یہ ہے منافقانہ کارروائی جو دیوبندیوں کے نصیب ہے۔ اور یہ ہے دیوبندیوں کی شرم جو ان کے گھروں میں بکتی ہے۔ جو زبان سے تو طعام فاتحہ سووم۔ دہم۔ چہلم کو حرام کہیں۔ اور پھر دوسرا حصہ لے کر ہٹ کر جائیں۔ میں نے مولوی خلیل احمد صاحب کا نام کب لیا کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ اور کرتے ہوں تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کے چیلے ایسا کرتے ہیں۔ تو لا محالہ ان کے گرد بھی ایسا کرتے ہوں گے۔ دیکھئے یہ وہی شرم ہے جس کو آپ بازار میں تلاش کرتے ہیں۔ جو آپ لوگوں کے گھروں ہی میں تقسیم ہونی ہے مگر حدیث شریف میں ہے اذ لا تستنجوا عمل ما شئت پنجابی مثل:۔۔۔

دو پیاں کہ ہر گیاں دیدہ اد ہو جیہا

قول: (مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصال ثواب کرنا کرنا ضائع کرنا ہے) قاضی صاحب کیا ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ میں ہے جو آپ نصیحت کر رہے ہیں کہ ان سے ایصال ثواب کرنا کرنا ضائع کرنا ہے۔ اے عقلمند ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ نہیں بلکہ اہلسنت کے نزدیک کھانے والے کے ہاتھ ہے۔ ہفتہ صفحہ ۳۶۔ سطر ۱۴

اقول میرا کہنا اور کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دیوبندیوں سے ختم پڑھوانا (جو منافقانہ پڑھتے ہیں) اور طعام دآب و اشیا کے خوردنی موجودہ ختم اس دیوبندی کو اس غرض سے ہمہ کرنا کہ وہ میت کے روح کو ختم مروجہ پڑھ کر بخش دے واقعی ضائع کرنا ہے۔ کیونکہ وہ ختم کے دشمن اور میت کے دشمن اور فاتح خوانی کے دشمن ہیں۔ ممکن نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ اس دشمنی کی وجہ سے اس طعام اور صدقہ کا ثواب روح میت کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس لئے جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ کیونکہ مالک طعام جیسے کہ دستور ہے کہ تمام اشیا موجودہ کو اس ختم پڑھنے والے کے سپرد کر کے ہمہ کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ حسب قاعدہ مروجہ اہلسنت و جماعت میت کے روح کو بخشے۔ لیکن اگر ایسا شخص پڑھنے والا دیوبندی دہانی ہوگا تو ضرور ہی خرابی کرے گا۔ بلکہ اس کے لئے ہمہ کرنا ہی صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ ہمہ اور ثواب کا اہل ہی نہیں اور کھانے والے کے ہاتھ میں ایصال ثواب جو آپ نے لکھا یا ہے۔ یہ آپ کی اپنی طرف سے ایجاد ہے میں نے کہاں لکھا ہے کہ ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ میں ہے۔ جھوٹ سے شرم کرنا آپ لوگوں کا کلام نہیں ہے۔ اے عقلمند آپ کو فاتح خوانی کا طریق معلوم نہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے موتے کو ایصال ثواب بھی نہیں کیا اس لئے پتہ نہیں کہ ایصال ثواب اور ختم کیا ہوتا ہے اور اہلسنت و جماعت کس طرح کرتے ہیں۔ وہ فتوے علمائے پنجاب و ہندوستان کا جو صفحہ نمبر ۵۳ پر درج ہوا ہے۔ اس کو دیکھ کر واقفیت حاصل کیجئے اور اپنی بے علمی کا اعتراف کیجئے۔ اگر خدا ہدایت دے تو ایسا کیا کیجئے +

قول۔ پھر آپ نے لکھا ہے (ہر مسلمان کو چاہئے اس فہرست کو جیب میں اپنے پاس رکھے حفظ کرے) کوئی مسلمان تو اس کذب کی پوچھ کر کیوں اپنی جیب میں رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس فہرست میں سوائے کذب اور بہتان اور افتراء کے کچھ ہی نہیں صفحہ ۳۶ سطر ۱۹ +

اقول۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم مفتی جی! اضطرانی حالت میں کیوں آگئے کذب اور بہتان اور افتراء اس فہرست کو کیونکہ آپ لکھنے بیٹھ گئے جب آپ تمام معنا میں مندرجہ فہرست کو قبول کر چکے ہیں۔ باوجود قبول اور تسلیم کر لینے کے بھی آپ لکھتے ہیں کہ: اس فہرست میں سوا کذب اور بہتان افتراء کے کچھ ہی نہیں۔ ایسا دن کے وقت سورج کا انکار دیکھنے یا دولا تارہوں +

عقیدہ نمبر ۱ کو اور اس کی عبارت کو آپ نے بعینہ قبول کر لیا ہے

عقیدہ نمبر ۲ کی عبارت کو بعینہ موجود ہونا مان لیا اور

عقیدہ نمبر ۱۲ کی عبارت کا بعینہ موجود ہونا تسلیم کر لیا اور پھر

عقیدہ نمبر ۱۳ کی عبارت کا موجود ہونا بعینہ منظور کر لیا۔ اور

عقیدہ نمبر ۱۸ کی بابت آپ نے لکھا کہ میرے پاس یہ کتابیں ہی نہیں۔ اور
عقیدہ نمبر ۱۹ کی عبارت کو بھی بعینہ موجود ہونا بسر و چشم قبول کر لیا۔ اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۰ کی عبارت کو بھی بعینہ ہونا تسلیم کر لیا۔ پھر
عقیدہ نمبر ۲۱ کی عبارت کو بھی ایک لفظ زبوں اور مذموم کے فرق سے مان لیا۔ اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۲ کی عبارت کو بھی بعینہ موجود ہونا منظور کر لیا اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۳ کی عبارت کو بھی بڑی خوشی سے قبول کر لیا:

دیکھئے عقائد نمبر ۱-۵-۱۲-۱۶-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳۔ کل نو (۹) عقائد کی عبارات کو
جو آپ کے بزرگوں کی کتابوں میں ہیں۔ اور میری فہرست میں درج ہیں۔ بعینہ تسلیم اور قبول کر چکے
ہیں۔ کل عقائد وہابیہ میری فہرست مشترکہ میں تیس (۲۳) ہیں جن میں سے نو (۹) عقائد کو آپ نے تو
کلید بعینہ عبارت کا موجود ہونا مان لیا۔ اور عقائد نمبر ۱۸ کو لکھ دیا۔ کہ وہ کتابیں میرے پاس نہیں
ہیں۔ کل گیارہ ہوئے گیارہ عقائد نکال کر باقی رہے بارہ عقائد سوان کے خلاصے عبارت کے تسلیم
کرنے۔ اور قبول کر کے ان کے جوابات اور اعتراضات لکھے۔ اور جن عبارات کا آپ نے انکار کیا تھا
وہ بھی آپ کی کتابوں سے نکال کر لکھ دئے۔ مگر یہ کتنا بڑا اندھیرا اور ظلم ہے کہ باوجود قبول کر لینے کے پھر
بھی یہ کذب اور جھوٹ کا استعمال کیا۔ کہ ان کتابوں میں عبارات و مطالب موجود ہی نہیں۔ مان کر
مکر گئے مگر کیا اپنے رسالہ کو دھوڑا لو گے۔ یا اس کو کھا جاؤ گے۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ خدا پناہ میں لکھ
ایسی قوم سے جو اپنے لکھے ہوئے سے بھی منکر ہو جائیں۔ اور صریح جھوٹ بولیں جب آپ اس کتاب
مستطاب النوار آفتاب صداقت کو دیکھیں گے تو آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی نہیں
نہیں چند عیا جائیں گی۔ پس عقائد والوں کے پیچھے ناز جائز نہیں۔ اگر غلطی سے پڑھی جائے تو دہرائی
جائے۔ ایسے ہی مشرک اور مبتدع کے پیچھے بھی جائز نہیں۔ سو مولود شریف کا منکر مبتدع ہے جیسے کہ اس
کتاب میں ثابت ہو چکا ہے۔ باقی رہ گائیاں دینا سو یہ ہمارا کام نہیں یہ آپ لوگوں کا حصہ ہے اور یہ جو
آپ نے لکھا ہے۔ کہ اس فہرست کذب کی پوٹلی کو اپنے جیب میں کوئی مسلمان نہیں رکھ سکتا سو اس پر
میں کہتا ہوں کہ یہ صداقت اور وہابیہ عقائد کی کلید ہر ایک مسلمان بشرطیکہ وہابی نہ ہو اپنے جیب میں پڑی
خوشی سے اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے رکھے گا۔ اور ان عقائد سے مجتنب رہے گا۔ اور اس کے لئے
دین و دنیا میں امن و امان ہوگا۔ اور وہابیہ کے لئے نارحان ہے۔ اس لئے وہ ضرور اس سے بھلے گامیں
نے صرف پانچہ کا پی اس فہرست کی چھاپی تھی۔ مگر حضرت مولوی حاجی محمد علی خاں صاحب مدارای نائب صدر

انجمن اصلاح عقائد مکتہ نے جو خاکسار کو جانتے بھی نہ تھے اپنے مطبع میں اکتالیس ہزار چھاپ کر شائع کی
جزاۃ اللہ خیر الخیرا گویا اکتالیس ہزار مسلمانوں کی جیبوں میں داخل ہوئی۔ اور وہابیہ عقائد سے واقف ہو کر اس
فقیر کا شکریہ ادا کیا۔ اور سینکڑوں خطوط شکر یہ کے میرے پاس مسلمانوں کی طرف سے پہنچے۔

الحمد لله على ذلك

باب نوزدہم

حضرت مولوی محمد عبدالحمید صنا مفتی لودھیانہ

کی طرف معترض کا خطاب

قول مفتی عبدالحمید کو مخاطب نہ کیا جاتا کیونکہ انہوں نے آپ کی تصدیق کی اس لئے انہیں بھی خطاب
کیا گیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ وہ ہمارے مطالبات کے جواب دینے میں آپ کی مدد کریں۔
تاکہ حق مفتی ساری پورا ہو۔۔۔ جس کا جواب دنیا مرفوع مفتی صاحب کے ذمہ ہے۔

مفتی عبدالحمید صاحب! آپ نے لکھا ہے کہ "بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا واقعی ایسا
پایا۔ بلاشبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت چاہئے۔ اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہئے ہماری
نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔" مفتی صاحب! آپ کی تحقیق کا حال آپ پر روشن ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ توضیحات
مطالبات میں اس کے متعلق خوب بسط سے لکھا جا چکا ہے عبارات کا ایسا ہی پاتا آپ کا کذب صریح ہے
اگر ایمان ہے تو سچ بتائیے کہ آپ نے ان عبارات کو بعینہ حوالہ کتاب میں چشم خورد دیکھا۔ اگر دیکھا
تو دکھائیے۔ اور آپ کا یہ لکھنا کہ اس عقیدہ والوں سے از حد نفرت چاہئے اور ان کی امامت سے پرہیز توضیحات
میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد میں۔ وہی سلف صالحین مجدد
صاحب اور خواجہ معصوم وغیرہم مندرجہ توضیحات کے عقائد میں۔ تو آپ کے اس کھنڈے لازم آیا کہ ان
لوگوں کی مانند جو عقیدہ رکھنے والے ہوں۔ ان کی امامت سے پرہیز چاہئے تو فرمائیے کیا امامت ان کی جائز
ہے اور بہتر ہے۔ جو مشرک اور مبتدع ہو۔ بلفظہ صغیر، سطر اول :-

اقول۔ حضرت مفتی عبدالحمید صاحب کا مخاطب کرنا ان سے سوال کرنا آپ کا بے ضرورت اور
بے سود ہے۔ جب کہ فقیر آپ کی خاطر کرنے کے لئے موجود ہے۔ ان کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں مگر اس میں

شک نہیں کہ مفتی صاحب کی شان میں نہایت گستاخانہ اور بے باکانہ اور الفاظ ناشائستہ استعمال کئے گئے ہیں۔ گویا گالیاں صریح و قبیح ہیں۔ میں اپنی گالیوں کی جو مجھے دی گئی ہیں۔ کچھ زیادہ شکایت نہیں کرتا۔ لیکن حضرت مولانا موصوف کو جو گالیاں دی گئی ہیں۔ وہ سخت کمینہ بن ہے۔ دیکھئے آپ کیا لکھتے ہیں۔ (۱) عبارات کا ایسا ہی پانا آپ کا کذب صریح ہے (۲) اگر ایمان ہے تو سچ بتلائیے کہ آپ نے ان عبارات کو بعینہ محول کتب میں چشم خورد کیا؟ (۳) اگر دیکھا ہے تو دکھلائیے؟ (۴) کیا امامت اس کی جائز ہے اور بہتر ہے جو مشرک یا بتدعیع ہو؟

گویا مولانا صاحب کو پہلی عبارت میں جھوٹا اور دوسری میں بے ایمان اور چوتھی میں مشرک اور بتدعیع لکھا ہے۔ لیکن خیر مولانا صاحب ناراض نہیں۔ اور شکایت کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جن سے کل مخلوق رب العالمین اور خود حضور سرور عالم سید المرسلین حبیب الرحمن الرحیم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاص خداوند تعالیٰ جہاں آفرین گالیوں کی بوجھاڑ سے نہیں بچے تو ہم کو کیا گلہ ہونا چاہئے محمد بن عبد الوہاب نجدی کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان با ایمان ہیں اور میں اور میرے بیٹے ایماندار ہیں۔ یہی عقیدہ اس کے مقلدین حاضرین کا ہے کہ اپنے سوا کسی کو مسلمان با ایمان نہیں سمجھتے بلکہ مشرک اور کافر اور بتدعیع جانتے ہیں۔ العیاذ باللہ؟ میں کہتا ہوں کہ مفتی صاحب نے خود کتب مندرجہ اشتہار کو ملاحظہ فرمایا۔ کچھ کتابیں ان کے پاس تھیں۔ باقی میں نے پیش کیں۔ اور اشتہار میں جہاں جہاں عبارت عقیدہ کے محاذ بلفظ بلفظ لکھا تھا۔ وہاں بعینہ عبارت کو موجود پایا۔ اور جہاں جہاں لفظ ملخصاً لکھا ہوا تھا وہاں اس عبارت کا خلاصہ موجود پایا۔ بہت بڑی احتیاط و غور و خوض سے دیکھ کر اشتہار کی تصدیق فرمائی علاوہ اس کے وہ فتاویٰ علماء کے دیکھے جن میں وہابیہ دیوبندیہ کے پیچھے ناز جائز نہیں۔ اس کی تصدیق جو اس کتاب میں ہوئی تو اظہر من الشمس ہو گیا کہ واقعی مفتی صاحب کا لکھنا صحیح ہے۔ اور بلاشبہ یہ لوگ یا یہ قوم یا جماعت وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ قابل نفرت ہے اب اس کتاب میں خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے جو فضل احمد کی طرف سے باوجود بیچ مدانی کے لکھا گیا ہے نہایت سچا اور اختصار سے لیکن ممکن لکھا گیا ہے۔ اب آپ اپنی امداد کے لئے مولویان مندرجہ اشتہار کو طلب کریں یا ان کے پاس فرما دیجیں اور جو دنیا پر موجود نہیں ان کے رحوں سے امداد لیں بشرطیکہ وہ امداد کے قابل ہوں۔ مگر یہ آپ کا شرک ہے یہاں تک کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا بھی شرک ہے۔ ان سے بھی رہے تو اب سید ہے خداوند تعالیٰ کے پاس جا کر استمداد کیجئے یہ بھی نصیب نہیں۔ اچھا اپنے گھر میں پوریاں بائیس میں الغیث الغیث کیجئے۔ لیکن خداوند تعالیٰ خوب جانتا ہے

وہ علیہ بذات الصدور ہے۔ یہ لوگ مجھ پر بھی جھوٹ کا الزام لگاتے ہیں۔ اور مجھ کو عرش پر بیٹھا ہوا دیتے ہیں۔ اور میرے بوجھ کو وزن کر لیا ہے۔ کہ میرے بوجھ سے عرش بھی چرچر کرتا ہے۔ اور مجھے مجسم مانتے ہیں۔ اور میرے حبیب اشرف الانبیا اور میری رحمت اور نعمت اور مفتاح الجنّت کی بھی تو ہین کرتے ہیں۔ اور چاروں سے بھی زیادہ ذلیل جانتے اور بیل اور گدھے اور کنھیا سے تشبیہ دیتے ہیں اور شیطان کے علم کو ان کے علم سے زیادہ جانتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اس لئے اللہ تعالیٰ بھی ان پر غضب کرتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اب کوئی جگہ فریاد کی نہیں۔ لہذا سیدھے داخل ہو جائے گا۔

حالت اضطراب و ندبوجی آپ کی اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ ہوش و حواس قائم نہیں رہے ایک طرف آپ لکھتے ہیں۔ کہ اشتہارات جو عبارات عقائد و ہابیہ لکھی ہیں۔ وہ کتب محولہ میں موجود نہیں ہیں۔ اور دوسری طرف لکھتے ہیں۔ کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجدد صاحب و خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ جو عقائد نے آپ کے مولویوں کے اشتہار میں درج کئے ہیں۔ وہ ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ یا تو انکار کرنا آپ کا جھوٹ ہے یا اقرار کرنا جھوٹ ہے یا دونوں جھوٹ ہیں۔ انکار کرنا آپ کا اس لئے جھوٹ ہے کہ آپ اپنے رسالہ میں عبارات کتب محولہ میں موجود ہونا قبول کر چکے ہیں۔ اور اقرار کرنا آپ کا اس لئے جھوٹ ہے کہ حضرت مجدد صاحب اور حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو بھی ان عقائد و ہابیہ میں شامل کر دیا ہے۔ جو صریح کذب و تیسری طرف پھر مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر کتابوں میں یہ عبارات موجود ہیں۔ تو دکھلائیے اب ان میں کونسی بات آپ کی صحیح اور سچی سمجھی جاتی ہے کہ اشتہار عقائد و ہابیہ نے آپ کے دماغ میں خلل اندازی کر کے ہوش و حواس کو پرگندہ کر دیا اور جوابات و اعتراضات کرنے میں جو جو اضطراب عائد ہوئے ہیں۔ وہ جا بجا درج کر دی گئی ہیں۔ اور اخیر پر اور ندبوجی حالت میں کچھ کا کچھ کیا۔ خدا خیر کرے اس کا اثر گھر پر نہ پڑے۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ عبارات دکھلائیے۔ بندہ خدا اب آپ کو یاد آیا اپنا رسالہ لکھنے سے پہلے ان عبارات کو ہم سے دیکھنے کی سعی کرنی چاہئے تھی۔ یا اب مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کالہ خود باندزد۔ اب میں نے عبارات کو پورا پورا دکھلا دیا ہے۔ اگر اب بھی تسلی نہ ہو۔ تو آئیے دیکھ لیجئے ہم کو دکھلانے میں کوئی عذر نہیں ہے آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں وہی سلف صالحین مجدد صاحب خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم کے عقائد ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہاں! میں نے ضرور یہ ثابت کر دیا ہے کہ سلف صالحین اور مجدد علیہ الرحمۃ و خواجہ محمد معصوم علیہ السلام کے وہ عقائد ہرگز ہرگز نہیں۔ جو اشتہار میں درج ہیں۔ بلکہ واقعی یہ عقائد و ہابیہ دیوبندیہ کے ہیں اور

آپ کی تمام غلط فہمیاں ظاہر کر دی گئی ہیں۔ اور عبارات کتب معتبرات اور فتاویٰ عرب و عجم سے صاف صاف ظاہر کر دیا گیا ہے کہ فقہ حنفی کا تعلق مندرجہ اشتہار و ہابیہ کے بھی ہیں۔ اور بس ۲

قولہ۔ اور لیجئے آپ کے استاد اور قریبی رشتہ دار مولوی شاہدین صاحب مرحوم کے فتاویٰ حنفیہ کے صفحہ ۱۹ پر تصدیقی دستخط موجود ہیں۔ جس میں مجیب نے ختم مروجہ کو بدعت منکرہ لکھا ہے بلفظ (خلاصہ) مولوی شاہدین صاحب مرحوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے بیعت اور شاگرد تھے وہ بھی وہابی ہوئے۔ اس کے پیچھے غازی پٹھانے کا فتوہ دیکھیے۔ الخ۔ صفحہ ۳۰۔ سطر ۱۰

اقول۔ مفتی جی بس! آپ کی بے بسی پر کیا کہا جائے۔ کیونکہ آپ اردو عبارت کے سمجھنے کا بھی مادہ نہیں رکھتے۔ فتاویٰ حنفیہ کا صفحہ ۱۹ میرے سامنے ہے مولوی شاہدین صاحب مرحوم مفتی لودھیانہ میں مقیم تھے۔ اور حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری بھی (خدا ان کی عمر میں برکت کرے)۔ اور ان کے فیوض مسلمانوں پر ہمیشہ جاری رہی (گو رنمنٹ سکول لودھیانہ میں مدرس عربی تھے)۔ اور اب ثواب صاحب کجپورہ ضلع کرنال کے پاس تشریف رکھتے ہیں، اس وقت یہ استغفار لودھیانہ میں آیا۔ اور موصوف نے اس کا جواب لکھا۔ صفحہ ۱۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۹ پر ختم ہوتا ہے۔ نہایت منصفانہ جواب دیا گیا۔ اس کا اقتباس یہ ہے وہ ہذا ۲

خاکسار کے نزدیک وہ فاتحہ مروجہ بدعت منکرہ ہے جس کو عوام نے بطور رسم دنیوی برادری کے دکھلاوے کے جاری کر رکھا ہے اور جو فاتحہ بعض صلوات اہل طریقت کے یہاں مروج ہے کہ وہ خالصاً لوجہ اللہ محض بنظر اجمال ثواب کلام اللہ اور واسطے حصول خیر و برکت چند سورتیں اور آیتیں پڑھوا کر کھانے کے ثواب کے ساتھ قرآن کا ثواب بھی شامل کر لیتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ کھانے کا ثواب فاتحہ کے بغیر نہیں پہنچتا۔ تو یہ عمل ان کا داخل بدعت حسد ہے اور اس کو بدعت سیئہ کہنا انصاف کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ بعض تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ و دیگر اکابر کی کلام میں اس فعل کا کرنا پایا جاتا ہے۔ موجودگی طعام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حدیث انس مرویہ صحیحین میں کچھ پڑھنا جس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ما شاء اللہ ان یقول۔ اور دوسری روایت میں ہے ثم دعا فیہ بالبرکۃ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۹) سند اس بات کے لئے کافی ہے کہ کھانا آنے کے بعد کچھ

قرآن شریف پڑھنا دعا کرنا درست ہے الخ ۲

اس کے بعد مولانا موصوف کے جواب کو دیکھ کر مفتی شاہد بن صاحب مرحوم نے اس طرح تحریر فرمایا ہے۔
 دستخط کئے المحبیب مصیب مفتی شاہ دین لودھیانوی۔ بلفظ صفحہ ۱۹ سطر ۶۔ اس سے صاف ظاہر ہے
 کہ حضرت مفتی شاہ دین صاحب مرحوم نے مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب کے جواب کی تصدیق جو
 مفصل تھا فرمائی۔ نہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کی۔ اور آفریں ہے مولوی مفتی شاہد بن
 صاحب مرحوم کی دیانت اور حق شناسی پر کہ انہوں نے مولوی گنگوہی صاحب کی کچھ پروا نہ کی اور صاف
 صاف اپنے عقیدہ کے مطابق مولانا مشتاق احمد صاحب البقاہم اللہ تعالیٰ کے فتوے کے جواب
 کی تصدیق المحبیب مصیب کر کے فرمادی۔ اللہ تعالیٰ ان کو غرقِ مدح و ثناء کرے

معلوم ہوا کہ وہ دھوکے سے کسی وقت گنگوہی صاحب کے مرید ہو گئے تھے۔ تو وہ اس بیعت
 پر قائم نہ تھے۔ اور گنگوہی صاحب کو ہدایت پر نہیں جانتے تھے یہ ہے آپ کی اردو عبارت کی فہمید
 بلیہ سچ فرمایا کسی بزرگ نے

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت : تو سب کی سب کتابیں ایک جاہل دھوکے پی جاتا

۷

کیا زمانہ یہ آگیا الٹا : ڈاڑھیان سیدھی اور عقیدہ الٹا

مفتی عبدالحمید صاحب اس عقیدہ کی تصدیق حلفا کرتے ہیں کہ یہی عقیدہ مفتی صاحب مرحوم کا تھا
 اور دوسرا مولود شریف کے بارہ میں حلفیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اکثر اوقات اپنے استاد حضرت مولانا شاہد
 صاحب مرحوم کے ساتھ محفل مولود شریف میں حاضر ہوا ہوں جو سید ظہور الحسن صاحب تھانہ دار
 پولیس ریلوے لودھیانہ کے مکان میں ہوا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا مولود شریف میں بڑے شوق اور
 ذوق سے تشریف رکھتے اور جب ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آتا تو
 فوراً تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور حسب دستور سلام اور درد و پڑھ جانے کے بعد بیٹھتے اور
 پھر ختم پڑھ کر شیرینی تقسیم ہوتی۔ اور پھر وہاں سے چلے جاتے

قولہ مفتی صاحب اپنے اپنی تحریر میں اصولی بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ جو فتوے نویسی
 کے خلاف ہیں الخ بلفظ صفحہ ۳۸۔ سطر ۵۔ قول۔ بالکل سفید جھوٹ اور غلط کوئی ایک آدمی
 غلطی بتلائی ہوتی۔ خدا کی قدرت زمانہ قریب قیامت ہے اس زمانہ میں جو لوگ مسیحا میں پختہ گرد اگر
 کفار کے ہاتھ فروخت کریں وہ مفتی اور جو سود کھائیں وہ مفتی۔ اور جو وکالت پیشہ کریں وہ مفتی۔
 جو چوریاں کریں اور گرفتار ہو کر جیل میں جائیں قیدیں بھگتیں وہ مفتی۔ اور جو اپنی عورت کو طلاق ثلاثہ دیا

اور پھر بغیر حلالہ کے اپنے حالہ نکاح میں لے آویں وہ مفتی۔ اور جو پٹرلوں بھنگنوں سے ناجائز تعلق رکھیں۔ وہ مفتی۔ اللہ! اور جو بزرگ دین، پابند شریعت شغل و وظائف میں مشغول رہنے والے متقی اور پرہیزگار اور عالم مستند ہوں وہ اصولی غلطیاں کرنے والے ہوں۔ اور فتوے نویسی نہ جانیں العجب! بھلا یہ تو فرمائیے۔ کہ آپ کو مفتی ہونے کی سند کہاں سے حاصل ہے۔ اور مولویت کی سند کہاں سے ملی۔ اور کہاں آپ نے تعلیم پائی۔ ہاں گالیاں دنیا اور توہین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کرام اور بزرگان دین کی مذمت کرنے کی اگر کسی جگہ سے سند حاصل کی ہو تو ممکن ہے۔ اس کو میں بغیر سند کے قبول کر لوں گا۔ کہ واقعی آپ میں یہ وصف قابل تعریف موجود ہے اور جس کی مبارک بادی میری طرف سے اور ناظرین سے ہو۔

باب سیم

میرے ایک خط کا جواب اور ساتھ ہی جواب الجواب

قولہ۔ اب قاضی صاحب آپ کے خط کا خوب وعدہ مفصل جواب تحریر کیا جاتا ہے جو آپ کی طرف سے ۱۸۔ ربیع الاول کو موصول ہوا تھا۔ آپ کے خط کی عبارت (ق) کی نشانی سے لکھی جائے گی اور میری طرف سے جو اس کے جواب میں لکھا جائے گا اس پر (ع) کی علامت ہوگی بلفظ صفحہ ۱۳ سطر ۸۔ اقول۔ بہت اچھا لکھئے۔ انہیں علامات سے جواب بھی دیا جائے گا۔ ق۔ آپ کا رجسٹرڈ خط پہنچا۔ معلوم ہوا کہ آپ مرزا کی تو نہیں ہیں لیکن وہابی دیوبندی ضرور ہیں۔ ع۔ قاضی صاحب ہماری تحریر کا جواب یہ تھا کہ ہمیں وہابی لکھا جاتا ہے آپ کو لازم ہے کہ میری تحریر سے میرا وہابی ہونا ثابت فرمائیے۔ ورنہ آپ کے اشتہار سے میں آپ کا معتزلہ اور زاری مشرک و بدعتی ہونا ثابت کرتا ہوں۔ اگر کچھ دم غم ہے تو سامنے آئیے اور ان باتوں کا ثبوت لیجئے۔ ق۔ مفتی صاحب! آپ نے الفاظ ہماری اور ہمیں بصیغہ جمع استعمال کئے ہیں اور بھی اکثر جگہ ایسا ہی لکھا ہے ان سے آپ کی مراد اپنا تفضیل و تکریم ہے یا یہ کہ آپ کے ساتھ سارے لوگ وہابیانہ کے رشتہ دار شامل ہیں کہ آپ کی مراد موخر الذکر ہے جو مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے اور اسی بات کا اظہار میں پہلے کر چکا ہوں کہ یہ تحریر مجتمع کمیٹی وہابیہ دیوبندیہ کی جان سوزی ہے۔ میں

اپنی اس کتاب انوار آفتاب صداقت میں مفصل طور پر آپ کا وہابی ہونا ثابت کر چکا ہوں اور وہابی دیوبندی ہونا آپ کا آپ کے خط سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ اور خدا کے فضل سے یہ فرست مجھے حاصل ہے کہ وہابیوں اور مرزاہیوں کو ان کی شکل سے، عقل سے، صورت سے، صورت سے، ان کے رو سے، خو سے، گفتگو سے، تحریر سے، تقریر سے، ان کے رنگ سے، ڈھنگ سے، ان کی ڈاڑھی سے، ساڑھی سے، لباس سے، پوشاک سے، آنکھوں سے، ناک سے، فوراً پہچان لیتا ہوں۔ خواہ کیسے ہی گہرورنگ یا بھگوتے کپڑوں میں ہوں۔ خواہ منہ لپٹے ہوئے یا برقع میں ہوں۔ یہ بہر رنگے کہ خواہی جامہ سے پوش من انداز قدرت دے شناسم

۵

تمہاری چال سے پہچانا ہم نے تم کو برقع میں ہزاروں گوجھیا یا تم نے خود کو سر سے پاؤں تک اب اس میری کتاب کو دیکھ کر اپنا ایمان قائم کر کے دل کو ٹھنڈا کیجئے۔ اور مجھے معترضہ، خارجی، مشرک، اور بدعتی ثابت کرنا آپ کے بزرگوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ کس کھیت کی مولیٰ ہیں۔ کیونکہ میرے عقیدہ کے ساتھ حسین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔ جدہ جدیدہ مصر، شام، روم، بغداد، بصرہ۔ بخارا اور تمام ہندوستان پنجاب وغیرہ اور پھر دیوبندیوں کے استاد اور پیر و مرشاد بھی متفق اور شامل ہیں۔ وہابیہ اور دیوبندیہ اور مرزائیہ ایک مٹھی بھرنے ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نعوذ باللہ مشرک ہیں۔ خاک بدہن، میرا دم خم میری کتاب ہے۔ اس کا مقابلہ آپ کے لئے سم اتم ہے۔

حضرت! میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ وہابیوں کی کتابوں کے حوالجات دیدیئے ہیں۔ اگر آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ تو جو عبارتیں آپ نے اشتہار میں لکھی ہیں۔ وہ بعینہ ان کتابوں میں دکھلائیے۔ الخ۔

یہ سب عبارتیں میں بعینہ اور ملخصاً دکھلا چکا ہوں جن کو آپ آپ خود قبول کر چکے ہیں۔ اور جوابات دیدیئے ہیں۔ اور اگر اب بھی اطمینان نہیں۔ تو ایک دن کے لئے چند منصفوں کے روبرو ملاحظہ کر لیجئے۔ تاکہ یہ ہوس بھی باقی نہ رہے۔ کیئے تشریف لائیے۔ تاریخ و مقام مقرر کیجئے۔

آپ نے بھی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ کتب دیوبندیہ میں وہ باتیں جو اشتہار میں درج ہیں موجود ہیں۔ اہی جناب میں نے لکھ دیا تھا کہ وہ صلواتیں جو آپ نے خدا کے بزرگ برتر بنی علیہ السلام

کو مولوی اسماعیل شہید و مولوی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہما د مولوی خلیل احمد و مولوی اشرف علی صاحبان کے سر تھوپ کر سنائی ہیں۔ ان کی کتب میں کچھ نشان نہیں ہے۔ الخ +

ق

یہ عبارتیں جن کو آپ صلوٰتیں کہتے ہیں۔ جو اشتہار میں درج ہیں۔ آپ کے بزرگ مولوی صاحبان کے اعمال و افعال و اقوال حسنہ کا نمونہ ہے۔ جو انہوں نے اپنی مؤلفہ کتب میں درج کی ہیں۔ میں صرف ناقل ہوں۔ اسی واسطے میں نے اشتہار کی پیشانی پر نقل کفر کفر نباشد درج کر دیا تھا اور مولوی اسماعیل کا شہید ہونا آپ کو تاریخ و ہابیہ سے معلوم ہوگا۔ جو لکھی جائے گی آپ کے عقائد میں وہی شہید ہے جو مسلمان پر جہاد کا فتویٰ دے۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو قتل کر ڈالے۔ اور خود بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے۔ انتظار کیجئے۔ سب حال لکھا جائیگا اور کتابوں اور عبارتوں کے سب نشان دے دیئے گئے ہیں۔ اور خود تسلیم کر چکے ہیں +

ق

بلکہ اقرار کر کے دوسرے مولویوں کے اقوال تائید میں درج کر دیئے ہیں +

ع

میرا اقرار دکھلائیے۔ ورنہ اس بہتان بندی سے باز آئیے یہ طریقہ اختیار کرنے سے آپ چھٹ نہیں سکتے۔ کیونکہ ہمارا کام ہے۔ کہ اقرار باز کو اس کے گھر تک پہنچاتے ہیں الخ +

ق

آپ کا اقرار موجود ہے۔ اور سب اقرار آپ کے دکھلا چکا ہوں بہتان بن دیاں اور اقرار پروا آریا آپ ہی لوگوں کا کام ہے۔ لفظ اقرار باز بھی آپ کی علمیت پر شہادت دیتا ہے۔ یاد رہے کہ ہمارا کام بھی یہ ہے۔ کہ گستاخوں و مہینوں اور عبارتوں کے سارے قوں کو گھر تک نہیں۔ بلکہ جیل تک پہنچا یا کرتے ہیں +

ق

جس سے ثابت ہے کہ جو کچھ میں نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے۔ وہ صحیح ہے +
اس ثابت ہی کا لفظ لکھنے سے پہلے اگر آپ میری تحریر کو کسی سے پڑھوا کر سن لیتے تو امید تھی کہ اس کے سنتے ہی آپ ثابت کے لفظ کو بھول جاتے الخ +

ع

ق

اے مفتی جی! آپ کی تبدیلی تعلیٰ اور تغیر جلی۔ آپ کی تحریر کیا ہے۔ ماشاء اللہ سب معلقہ کے اشعار یا سریانی یونانی لاطینی کے علویا رہیں۔ جو آپ کے دماغ شعلہ آثار سے نمودار ہوئے ہیں۔ ان کو کون سمجھ سکتا ہے۔ پہلے تو آپ اردو ہی صحیح لکھنا سیکھئے۔ بعد میں میدان کے اندر نکلیئے۔ فرمائے جملہ لفظ "ادٹ پٹانگ" کوئی اردو ہے۔ "صفو" میں نے آپ کا کارڈ دیکھتے ہی بھاپا لیا تھا "دصفو" کس ملک کی اردو ہے "محبت میں فنا ہوئے ہوئے ہونا" (دصفو) کس ملک کی اردو کا محاورہ ہے۔ اور اقرار باز کوئی اردو فارسی محاورہ ہے اس طرح آپ کے

رسالہ کی اردو بالکل بے تکی ہے۔ زیادہ جمع کرنے میں طوالت ہے تاہم آپ کی تعلی یہ ہے کہ کسی سے پڑھو اگر میری تحریر سن لیتے۔

تکبر غازی را خوار کرد بزدان لعنت گرفتار کرد

ق میں نے فہرست میں نمبر ۲۳ تک عقائد درج کئے ہیں۔ مگر اپنے دو باتوں کا جواب ناکافی اپنے خط میں دیا ہے
ع ناکافی ہونے کے وجہ تو ذرا لکھئے۔ الخ

ق ناکافی ہونے کے وجہ کافی سے بھی زیادہ لکھی جا چکی ہیں۔ جن کا جواب دینا تمام دیوبندیوں کے لئے پہاڑ اور کوہ ہمارے ٹکڑا مارنا ہے۔

ق آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی صرف وہابیت پر نظر ہے۔

ع میں نے اپنی تحریریں جو عبارات نقل کی ہیں۔ وہ حضرت سلطان نظام الدین دہلوی و شیخ شہاب الدین سہروردی و حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری اور امام غزالی و مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی و خواجہ محمد معصوم و صاحب سیرت شامی و شایخ مواہب اللدنیہ و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ہیں۔ آپ ان عبارات کے نقل کرنے کے باعث میری نظر وہابیت پر ہی تبتلا تے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک یہ حضرات وہابی ہیں۔ الخ۔ (اس کے آگے گالیاں ہیں)۔

ق جن بزرگوں کے نام مبارک آپ نے لکھے ہیں۔ ان سب پر خدا کی رحمت ہو۔ یہ سب کے سب

نور علی نور تھے۔ اور خاص اہلسنت و جماعت اور اولیائے کرام اور مجددین آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ ان کی عبارات کو آپ نے اپنی نا فہمی کی وجہ سے سمجھنے میں سخت ٹھوکر

اور غلطی کھائی۔ اور وہابیت ہی نے آپ کو ان کے صحیح مطالب اور مضمون معلوم کر لینے

سے روک کر صراط مستقیم پر آنے نہیں دیا۔ میں نے ان تمام امور کو موقع موقع جہاں جہاں انکی

عبارات درج ہوئی ہیں۔ بموجب مذہب اہلسنت و جماعت کے آپ کے سمجھنے کے لئے صاف

کر دی ہے۔ اور آپ کی غلط فہمیاں واضح طور پر لکھ دی ہیں۔ باقی گالیوں کا جواب نہیں ہے

ق جو جواب آپ نے خط میں صرف دو باتوں کا دیا ہے۔ وہ بالکل ناکافی سیاق و سیاق کتب

محولہ کے خلاف ہے۔

ع اس امر کو ثابت فرمائیے۔ اور ناکافی ہونے کی وجہ لکھئے ورنہ آپ کا کتنا سراسر انحراف گالیاں۔

ق ناکافی ہونے کی وجہ کافی طور پر اپنی اپنی جگہ پر لکھی جا چکی ہیں۔ گالیوں کا جواب نہیں ہے۔

ق میں ان کا جواب دینا دوسری اور توضیح اوقات تصور کرتا ہوں :-

ع کیونکہ تصور نہ کریں آپ کے ہماری تحریر دیکھتے ہی اذ سان خطا ہو گئے انہی گالیاں :-

ق واقعی سچ فرمایا۔ کیونکہ آپ کی تحریر کیا تھی۔ ایک بھوتی کی شکل میں تھی نہ سرنہ پیر۔ لیکن میرا قلم جب اس پر حملہ آور ہوا تو اس سسری کو بھل گئے ہوئے راستہ نظر نہ آیا اب میرے قلم کے نیزے کو دیکھئے جو بلم اور برچھے کا کام دلیگا۔ وار پا ہونے سے نہیں رکے گا اس کے زخم کا انداز بھی نہیں :-

ق اور آپ انوار ساطعہ مصنفہ مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب اور کتاب افتاب بھی مولفہ مولوی فقیر محمد صاحب کا مشورہ دیتا ہوں۔ مہربانی کر کے ان کو پڑھ کر اپنی آتش غضب کو ٹھنڈا کریں :-

ع یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ اگر کچھ علم ہے۔ تو میری تحریر کا جواب دیں یہ معلوم ہو گیا۔ کہ آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ چند اردو کی کتابیں انوار ساطعہ کی مانند دیکھی ہیں انہی

ق۔ آپ کی تحریر سے آپ کا سچ کہ میری یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں معلوم ہو رہا ہے۔ اگر آپ نے ان کتابوں کو دیکھا ہوتا۔ تو کتاب انوار ساطعہ کو انوار سامع نہ لکھتے۔ یہ آپ کی کذب بیانی اور

لن ترانی کی دلیل ہے۔ میں لکھ چکا ہوں کہ آپ کو علم اردو بھی حاصل نہیں جس کی مثالیں دیکھلا چکا ہوں اور اب ان دو سطروں میں دو فقرے اور اردو فصیح یا فصیح اردو کے لکھے ہیں

(۱) یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ (۲) آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ یہ ہر دو فقرے اہل زبان دہلی یا لکھنؤ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ واقعی آپ اردو

بھی نہیں جانتے اور علم دین کی واقفیت میں آپ کا یہ رسالہ جس کا رد بلیغ ہو چکا ہے شاید حال ہے اور جا بجا آپ کے علم کی قلعی کھول دی گئی ہے اور یوں آپ لوگوں کے نزدیک تو دیوبند کے

علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے بھی علم اور افضل ہیں۔ بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رلعوذ باللہ منہا استاد بھی ہیں۔ جب یہ صورت ہے تو ان کے مریدوں مقلدوں

کے نزدیک میرے جیسے تو جاہل مطلق ہیں۔ یہ فخر تو وہی لوگ کریں جن کو ابلیس کے علم سے حصر ملا ہو نہ لکھے نہ پڑھے نام محمد قاضی :- اچھا یہ بتلاؤ کہ میرا عالم یا بے علم ہونا آپ کو کیسے معلوم کیا نہ تو میں آپ کو

جانتا ہوں اور نہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ یہ علم غیب آپ کو کس طرح حاصل ہو گیا۔ اگر میں علم غیب کی نسبت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کروں تو کافر اور مشرک ہو جاؤں اور آپ

سے انوار سامع غلط صحیح انوار ساطعہ ہے۔ حکایت کسی شخص نے شہر کابل کو قاف قرشت کے ساتھ قابل لکھنؤ اس کے جواب میں لکھا لیا کہ :- قابلیت شقائق کابل معلوم شد :- منہ :-

خود علم غیب کا دعویٰ کریں۔ تو پھر بھی مسلمان رہیں۔ ہاں خیر دیوبندی مسلمان۔ باقی رہا میرا علم دین۔ سو میں اس کی بابت ایک حرف نہیں کہوں گا۔ یہ کتاب انوار آفتاب صداقت علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہوگی۔ وہ خود میرے علم دینی کا اندازہ فرمالیں گے۔ اور گالیوں کا جواب میں نہیں دوں گا۔ اگرچہ جواب اچھی طرح سے دے سکتا ہوں۔ لیکن شرافت اجازت نہیں دیتی۔ اس لئے صبر کرتا ہوں۔

ق

مولوی صاحب جو میں نے عقائد اشتہار میں درج کئے ہیں۔ وہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً میں عرصے سے پیش ہو کر فتاویٰ لگ چکے ہیں۔ آپ کو علم نہیں ہے کتاب حسام الحرمین مولفہ حضرت بریلوی کو ملا خطہ فرمائیے۔ اور علماء مکہ معظمہ اور مدنیہ منورہ کی تحریرات کو دیکھئے اور کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل کو پڑھیں۔ آپ کو علماء دیوبند کی پوری کیفیت معلوم ہو جائے گی۔ صفحہ ۴۰۔

ع

قاضی صاحب یہ کتابیں دیکھی ہوئی ہیں۔ ان میں ان کے مصنفین نے علماء مکہ معظمہ و مدنیہ منورہ کو اسی طرح دھوکا دیا ہے۔ جس طرح آپ نے اپنے اشتہار میں پبلک کو دیا ہے۔ میں ان کتابوں کی حالت سے خوب واقف ہوں۔ اور آپ کی اس تحریر سے اس امر سے بھی واقف ہو گیا ہوں کہ آپ ان مبتدعین ہی کے تو مرید تابع ہو۔ صفحہ ۴۰۔

ق

ہاں آپ نے ان کتابوں کو شاید کسی کے پاس صرف دیکھا ہی ہوگا۔ مگر پڑھا نہیں اگر پڑھتے تو تپہ لگتا۔ اگر پڑھا تھا تو ان کا دھوکا ظاہر کیا ہوتا۔ یا صرف زبان پر ہی آپ کے دھوکا آگیا دھوکا دینا تو صرف آپ ہی لوگوں کا کام ہے۔ ہمارے علماء کرام کا علماء مکہ معظمہ اور مدنیہ منورہ کو دھوکا دینا بیسے۔ کہ افضل کتابیں آپ کے بزرگوں کی پیش کی گئیں۔ تب انہوں نے فتاویٰ دیئے دھوکا دینا آپ لوگوں کا یہ ہے۔ کہ ایک سطر کتاب میں سے لکھ دی۔ اور مخالف عبارت ہوئی اس کو دیانت سے چھوڑ دیا۔ جیسے میں کافرو الصلوٰۃ کی مثالیں کئی جگہ دکھلا چکا ہوں اگر بقول آپ کے بفرض محال علماء مکہ معظمہ و مدنیہ منورہ کو دھوکا دیا گیا۔ تو کیا حضرت مولانا محمد رحمت اللہ علیہ رحمۃ

پایہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً مہاجر کی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جو دیوبندیوں کے استاد اور ان کے حالات سے موبہ واقف ہیں۔ جن کی تقریظ و ہابہ کش درج ہو چکی ہے اور جس سے دہابہ کی جڑ اکھڑ چکی ہے۔ اور پھر تمام دہابہ دیوبندیہ کے پیر و مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمت اللہ علیہ مہاجر کی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جن کی تحریریں اس میں درج کر چکا ہوں۔ اور پھر علماء

مدرسہ صولیتہ مکہ معظمہ کو بھی دھوکا دیا گیا ہے۔ جو خاص ہندوستان کے رہنے والے اور دیوبندیوں کے حالات سے پوچھے پوچھے واقف ہیں۔ پس آپ کی اس درفشانی سے واضح ہو گیا کہ یہ حضرات بھی جنہوں نے کتاب تقدیس البوکیل من توہین الرشیہ والخلیل و دیگر فتاویٰ کی تصدیق کی ہے بتدریجین میں داخل ہیں۔ جزاک اللہ مرید ہوں تو ایسے ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ جب آپ لوگوں کے ہاتھ سے قلم سے زبان سے خداوند تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوٹے۔ تو اور کسی کو کیا شکایت ہے اور کیا افسوس ہے لیکن یہ آپ لوگوں کی ایمانی ترقی کے بواعث ہیں۔ اور جو میں نے دھوکا دیا ہے۔ وہ اب تمام علماء کرام اور مفتیان عظام کے اور پبلک کے روبرو پیش ہے۔ جس سے متصفین خود معلوم کر لیں گے اور آپ کے بزرگوں کے دھوکے بے شمار ہیں۔ اور بقول آپ کے اگر ہمارے علما حضرت فاضل ابن فاضل ابن فاضل مجدداتہ حاضرہ مولانا مولیٰ النکل مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی اور حضرت مولانا و الفضل والعلم اولیتا مولوی ابو محمد عبدالرحمن غلام دستگیر ہاشمی فاضل قصوری نے دھوکا دیا تھا۔ تو آپ کے بزرگوں میں سے کسی نے ان کی کتابوں پر کچھ لکھا ہوتا۔ کہ فلاں فلاں بات میں علما مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو دھوکا دیا گیا۔ مگر کسی وہابی میں ایسا نہ ہو کہاں کہ قلم اٹھا سکے ان کتابوں میں وہابیت کی بیخ و بنیاد جڑ سے کٹ چکی ہے۔

مصدق ثابت ہو چکا ہے معرفشانہ نورنگ غوغو کند

ہاں! شاید یہاں آپ یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک کتاب جس کا نام تصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہ ہند، بلالی پریس ساڈھورہ میں طبع کرائی ہے۔ اس کی تصدیق علمائے حرمین شریفین نے کی (جس میں یہی اعتراضات ہیں۔ جو میری فہرست میں بھی ہیں) اپنی صفائی کے لئے شائع کرادی ہے۔ اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ رسالہ نرا دھوکا اور فرضی اور جعلی دستاویز و قبالہ ہے۔ اور بالکل غیر معتبر اور مشکوک دھوکوں سے پر اور کالا اور دھوکوں کا پر کالا ہے سنئے۔

رسالہ تصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہ ہند لدفع مولوی خلیل احمد صاحب
کی حقیقت اور اس کے فرضی و جعلی ہونے کی کیفیت

(۱) مولوی خلیل احمد صاحب نے خود ہی چلیں سوالات تک لکھے اور خود ہی ان کے جوابات دیئے

جو فاضل بریلوی کے حمام الحرمین کتاب کے جواب میں نقلاً اتارے گئے۔ جس میں علماء دیوبند کی نسبت علماء حرمین شریفین زادہما اللہ تشرفاً و تعظماً نے تکفیر کے فتادے دیئے ہیں جو ۱۳۱۲ھ میں شائع ہوئی تھی۔

۲ اس رسالہ پر نہ ابتدا میں اور نہ آخر میں تاریخ طبع درج ہے جس سے معلوم ہو سکے۔ کہ یہ رسالہ کب طبع ہوا۔

۳ اس رسالہ کے طبع کرنے والے مولوی محمد کبیر تاج کتب سہارن پور ہیں۔ جنہوں نے اس کو بلا کی سیم پریس سادہ روہ میں چھپوایا۔ اس سے پتہ نہیں لگتا۔ کہ ان کو کس نے یہ رسالہ طبع کے لئے دیا اور کس نے حکم اس کے طبع کرانے کا دیا۔ دھوکا ۛ

۴ اس میں اس عالم محقق مدنی کا نام درج نہیں کیا جس سے سوالات قلمبند کروائے گئے تاکہ اس بات کی تصدیق ہو سکے نام نہ لکھنے کا موجب ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف فرضی بات ہے اور دھوکا ۛ

۵ اس رسالہ میں یہ بھی درج نہیں کہ کس تاریخ کا واقعہ ہے۔ اور یہ بھی درج نہیں کہ یہ سوالات کس شخص نے بتلائے اور درج کروائے اور چھپس غیر تک پہنچائے اس لئے یہ کارروائی سب فرضی ہے اور دھوکا ۛ

۶ شروع رسالہ میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہے کہ تلے علمائے کرام اور سرداران عظام (اپنے منہ میاں مٹھو ہتھاری جانب چند لوگوں نے و بابی عقائد کی نسبت کی ہے) الخ۔ اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ پوچھنے والے کون لوگ ہیں۔ اور ان کے نام کیا ہیں گویا یہ بات اندھیرے میں ہے جو فرضی ہے اور

۷ اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوالات و جوابات ہندوستان غالباً سہارنپور میں جہاں مولوی خلیل احمد صاحب رہتے ہیں لکھے گئے اور لکھے جانے کی تاریخ۔ شوال ۱۳۲۵ھ ہجری ہے دیکھو صفحہ ۴۴۔ اس سے کتاب حمام الحرمین کی تاریخ طبع کے بعد روک کی گئی ہے حالانکہ سوالات کا مدنیہ منورہ میں لکھا جانا بیان کیا جاتا ہے۔ فرضی اور دھوکا ۛ

۸ مگر برخلاف اس کے صفحہ ۶۸ میں سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ اول۔ اوسط آخر کا درج کیا ہے

اس میں حضرت سید احمد برزنجی سابق مفتی مدنیہ منورہ فرماتے ہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب ہمارے پاس آئے۔ اور ایک رسالہ انہوں نے پیش کیا۔ جس میں سوالات کے جواب تھے الخ یہ تاریخ و سرکار

ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ ہے گویا چار سال کے بعد ان کے رد و ردیہ سال پیش کیا گیا اور خود مولوی خلیل احمد صاحب نے پیش کیا مگر اصل رسالہ ان کا اس رسالہ کے ساتھ ضم نہیں۔ تاکہ ان کی پوری

تقریب معلوم ہو جاتی۔ اور نمبر ۴ اس کے خلاف ہے :

۹ اسی جگہ مدنیہ منورہ میں حضرت سید احمد بزرگ بنی بن کجی کا نام صفحہ ۷۷ میں درج موجود تھا اس میں ۱۳۲۸ھ درج ہے ان دونوں تحریروں میں بھی ایک سال کا فرق ہے جو نہایت مشکوک امر ہے :

۱۰ اس رسالہ میں سب سے ادل دیوبندی علماء کی تقریب درج ہیں اور اس پر بھی عجب یہ ہے کہ کسی تقریب میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے کہ کب اور کس کس تاریخ کو انہوں نے اپنی اپنی تقریب لکھی اور لازمی اور ضروری بات یہ تھی کہ سب سے پہلے علماء حرمین شریفین کی تصدیق ہوتی نہ کہ دیوبندی اپنے بھائیوں کی یہ بھی ایک جال ہے اور دھوکا :

۱۱ پھر علمائے مصر دمشق و شام کے بھی دستخط ثبت ہیں لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ یہ رسالہ ان کے پاس کس طرح پہنچا۔ آیا مولوی خلیل احمد صاحب خود لکھے یا کسی نوکر کے ہاتھ بھیجا۔ یا ڈاک میں روانہ کیا۔ ان تینوں باتوں کا کوئی پتہ نہیں اور نہ ان کے دستخطوں میں کوئی تاریخ درج ہے۔ اور نہ انہوں نے کچھ لکھا ہے کہ ہم کو اس دستخط کرنے کی کس طرح تحریک ہوئی دیکھو صفحہ ۸۶ تک۔ یہ سب فریضی ہے :

۱۲ اسی رسالہ کے صفحہ ۸ پر تاریخ ۱۲۵۳ھ درج ہے۔ مگر پہلے اس سے ۱۳۲۸ھ ہے اور ۱۳۲۸ھ ہجری میں اس رسالہ کا مدنیہ منورہ میں موجود ہونا پایا جاتا ہے۔ دیکھو نمبر ۹ :

۱۳ اس رسالہ میں سوال پہلا اور دوسرا۔ زیارت حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ تحریر کیا ہے دیکھو صفحہ ۵ وہ محض غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ ان کے اکابروں میں سے ان کے امام الطائف مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۷ صفحہ ۱۹ سطر ۵ میں اس کے برخلاف لکھ چکے ہیں۔ اور کتاب تقویتہ الایمان دیوبندیوں کے نزدیک ایمان کو قائم رکھنے والی کتاب ہے یہ نرا دھوکا ہے :

۱۴ اسی رسالہ کے تیسرے اور چوتھے سوال میں تو سل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں جو عقیدہ اپنا اور اپنے مشائخ کا صفحہ ۷ میں درج کیا ہے۔ وہ بھی غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ ان کے مشائخ سب سے بڑے امام الطائف اپنی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۱ اور صفحہ ۱۹ سطر ۲۲-۱۰ اور صفحہ ۱۹ سطر ۱۸ میں اس کے خلاف لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے :

۱۵ اسی رسالہ کے پانچویں سوال حیات ابنیا علیہم السلام کے جواب صفحہ ۸ میں جو لکھا ہے وہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۶۰ سطر ۲۱ میں اس کے خلاف لکھا ہوا موجود ہے۔ نرا دھوکا :

۱۶ اسی رسالہ کے چھٹے سوال کے جواب میں صفحہ ۹ پر جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے خلاف آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تقوتیہ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۴۔ اور صفحہ ۱۹ سطر ۵ میں لکھ چکے ہیں یہ بھی صرف دھوکا ہے ۛ

۱۷ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ پر ساتواں سوال و طائفہ وادرا وڈھنے کے بارہ میں جو عقیدہ لکھا ہے اسکے برخلاف بھی تقوتیہ الایمان کے صفحہ ۳۲ سطر ۱ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے ۛ

۱۸ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۱ سوالات آٹھواں۔ نواں۔ دسواں کے جواب میں جو عقیدہ بیان کیا اسکے برخلاف تقوتیہ الایمان کے صفحہ ۲۰ سطر ۲۲ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے ۛ

۱۹ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۲ گیارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے۔ اس کے خلاف کتاب تقوتیہ الایمان کے صفحہ ۷۱، ۷۳ میں درج ہونا موجود ہے۔ صاف دھوکا ہے ۛ

۲۰ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۳ بارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی رشید احمد صاحب آپ کے خاتم المجتہدین نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ کی جلد اول صفحہ ۱۸ اور جلد سوم کے صفحہ ۹۶ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو لکھا ہے۔ کہ ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا جنسلی تھا۔ ان کے مقتدی اچھے تھے۔ اور وہ اچھا آدمی تھا۔ مذہب جنسلی رکھتا تھا۔ عامل بالحدیث تھا۔ الخ یہ بھی صاف صاف دھوکا ہے ۛ

۲۱ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۵ تیرہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب ایضاح الحق کے صفحہ ۳۵ میں لکھ چکے ہیں یہ بھی کھلا دھوکا ہے ۛ

۲۲ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ پندرہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب رسالہ اپنی دوسری کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵ میں شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی صاف اور ظاہر دھوکا ہے ۛ

۲۳ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ سولہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اسکے برخلاف مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بزرگ دیوبند یہ اپنی کتاب تحذیر الناس میں چھ خاتم النبیین بالفعل قرار دے چکے ہیں۔ دھوکا ۛ

۲۴ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۹ سترہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے۔ اس سے انکار کیا ہے کہ ہمارا عقیدہ نہیں۔ حالانکہ آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تقوتیہ الایمان کے صفحہ ۶ میں تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کا درجہ دے چکے ہیں۔

کہ ان کی تعظیم کو برے بھائی کی سی کرنی چاہیے۔ اور اس کی تصدیق اور تائید میں مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ کی جلد اول صفحہ ۵۱ میں کر چکے ہیں۔ نیز مولف رسالہ خود اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں چلہ بنی آدم کے برابر (کافر۔ چوہڑہ۔ چار وغیرہ) لکھ چکے ہیں۔ اعیان اللہ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ہماری تصانیف میں ایسا عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ یہ بھی صاف دھوکا ہے۔

۲۵ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۰-۲۱۔ اٹھارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے خلاف آپ کے پیغمبر اشرف علی تھانوی اپنی رسلہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی ترا دھوکا ہی دھوکا ہے۔

۲۶ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱۔ انیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب مولف رسالہ مذکور اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵ میں شیطان لعین کے علم کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ حافظ ندارد دھوکا

۲۷ اسی رسالہ کے صفحہ ۲ بیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ میں موجود ہے۔ یہ بھی بالکل دھوکا ہے۔

۲۸ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۷۔ اکیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کی بابت مولوی رشید احمد صاحب کے فتاویٰ میں بھی شرک، کفر، بدعت وغیرہ اس محفل مبارک (مولود شریف) کو لکھا ہوا موجود ہے۔ انکار کر کے دھوکا دیتے ہیں۔

۲۹ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۹۔ باسیویں سوال کے جواب میں پہلے انکار کیا پھر اقرار کیا۔ اس ہیر پھیر کو ملاحظہ کیجئے۔ مولوی رشید احمد صاحب کا فتوے موجود ہے۔ نیز مولف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ میں موجود ہے۔ جس کو اسی سوال میں خود قبول کیا ہے۔ اور مولود شریف کو مزخرفات اور شرعاً حرام لکھ دیا ہے (صفحہ ۳۱) ترا دھوکا۔

۳۰ اسی رسالہ کے صفحہ ۳۲ تیسویں سوال کے جواب میں جو خداوند تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کی بابت عقیدہ ہے۔ اور فتوے حرمین شریفین درج کیا ہے یہ ترا دھوکا ہے۔

مختصر کیفیت اس کی اس طرح پر ہے کہ جب مولوی خلیل احمد صاحب نے جو ریاست بہاولپور میں مدرس تھے۔ کتاب انوار ساطعہ کی رد میں کتاب براہین قاطعہ لکھی۔ اور شائع کی تو مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کے ملاحظہ میں گزری وہ فوراً اس کتاب کو لیکر ریاست بہاولپور میں پہنچے۔

وہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ وہاں پر انہوں نے ظاہر کیا کہ یہ کتاب براہین قاطعہ مذہب اہلسنت و جماعت کے بالکل خلاف ہے۔ اس میں سے سات مسائل مندرجہ براہین قاطعہ کو نکال کر دکھلایا۔ اس پر حکم نواب صاحب بہادر والئی ریاست شوال ۱۲۹۳ھ میں منظرہ ہوا۔ نہایت عمدہ تحریر پر بحث ہوئی اور مولوی خلیل احمد صاحب نہایت ذلت کے ساتھ ریاست سے بدر کئے گئے۔ اور علماء پنجاب سے فتویٰ جاری ہوا۔ کہ مولوی خلیل احمد مع مویدین کے اہلسنت سے خارج ہے۔ اور فرقہ وہابیہ اسمعیلیہ میں سے ہے۔ اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اس تمام بحث کے کاغذات کو لے کر کعبۃ اللہ شریف کو روانہ ہو گئے۔ اس بحث کا عربی میں ترجمہ کیے گئے علمائے عظام حرمین شریفین کے روبرو پیش کیا گیا۔ اول علمائے مکہ معظمہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر مدنیہ منورہ کو لے کر وہاں کے علماء کے روبرو پیش ہو کر تصدیق ہو گئی۔ جب مدنیہ منورہ سے واپس ہو کر حضرت مولانا مکہ معظمہ میں آئے تو ان کو وہاں پر معلوم ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب کا ایک استفتاء کذب باری تعالیٰ کا یہاں پہنچا ہے۔ اور مفتی حنفی مکہ معظمہ کے دستخط ہو کر آ رہا ہے۔ اس پر حضرت مولانا مغفور و مرحوم مفتی حنفی مکہ معظمہ کی خدمت میں پہنچے۔ تو انہوں نے وہ فتوے جو اس وقت قادیانے رشید کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۹ اور اس رسالہ کے صفحہ ۳۴ پر ہے دکھلایا۔ تب مولانا مرحوم نے ایک استفتاء مغفرت کفار کے امکان کے رد میں (جو مولوی رشید احمد صاحب نے بہ لطائف الخلیل حاصل کیا تھا) لکھ کر بخیر خدمت حضرت مولانا پاپا حرمین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی کے پیش کیا۔ اور ان کی تصدیق کے بعد مفتی حنفی مکہ معظمہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تب اس پر مفتی حنفی مکہ معظمہ نے صاف تصریح فرمائی۔ اور پورے طور پر مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ اور مغفرت کفار کی (جو مولوی رشید احمد کے فتوے میں درج تھا) رد بلیغ فرمائی۔ یہ سب حال کتاب تقدس الوکیل عن توہین الرشید الخلیل کے صفحہ ۳۱۶ سے ۳۱۹ تک واضح طور پر درج ہے۔ اسی پر حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کی بھی تصدیق موجود ہے۔ چند فقرات اقتباساً نقل کرتا ہوں۔ وہ ہوتا ہے:

فقیر غلام دستگیر اکان اللہ لاچار مہینہ تک مکہ معظمہ میں رہا۔ یہ رسالہ شریفہ (تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل) بھی علماء کبار سے مکمل ہوا۔ تب بعد ادا ائے حج فقیر خیر نقی الحجہ مدنیہ منورہ کو روانہ ہوا فقیر حب مکہ معظمہ میں واپس آیا۔ تو حضرت مولانا پاپا حرمین شریفین سے دریافت ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب نے ایک فتوے امتناع کذب باری تعالیٰ بھیجا ہے۔ جس کے اخیر میں درج ہے۔ کہ حق تعالیٰ مغفرت کفار پر قادر ہے۔ اور یہ عقیدہ جمیع علمائے امت سعیدہ کا ہے۔ انہوں نے اس پر تصدیق

نہیں کی۔ کہ اس دھوکے سے وہ اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔ مگر سنا گیا ہے۔ کہ مفتی صاحب حنفی مکہ معظمہ سے ان کے بعض دوستوں نے اس فتوے پر کچھ لکھوا لیا ہے۔ تب فقیر نے مفتی صاحب کو دریافت کیا۔ تو انہوں نے یہ فتوے اور اپنی تصدیق دکھلائی۔ بلفظ صفحہ ۳۱۶: اس فتوے کو دیکھ کر فقیر نے مغر کفار کے امکان کے رد میں چند صفحوں کی تحریر مرتب کر کے حضرت مولانا پاپہ حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کی۔ جس پر انہوں نے یہ تقریظ لکھوائی۔ قد اجاد فیما افادہ اللہ درہ۔ ریشک عمدہ بیان کیا ہے۔ جو فائدہ دیتا ہے۔ اس کی خوبی خدا ہی جانتا ہے) (محمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۶۳) بلفظ صفحہ ۳۱۷: مولوی رشید احمد صاحب کے استفتاء اور اپنی تحریر کا جواب مفتی صاحب حنفی مکہ معظمہ نے نہایت عمدہ اور بہت مفصل فرمایا ہے۔ اور مولوی رشید احمد کے فتوے اور خیالات کی پوری پوری ترویج فرمائی ہے۔ طوالت کی وجہ سے اس کی نقل نہیں کی جاتی ہے ملاحظہ ہو کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخیل کا صفحہ ۳۱۸-۳۱۹: یہ بھی یاد رہے کہ یہ کتاب موصوف الصدور ۱۳۱۲ھ ہجری المقدس میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔ جس کو اس وقت ۱۳۳۷ھ میں تیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے مولوی خلیل احمد صاحب نے خود یا کسی دیگر دیوبندی صاحب کی طرف سے ایک حرف بھی اس کے خلاف لکھا نہیں کیا جس سے ثابت ہے۔ کہ یہ کتاب واقعی حرف بحرف صحیح اور راست ہے اور آپ کا رسالہ التصدیقات کلہم بے اعتبار۔ مجروح۔ مرجوح فرضی مشکوک اور جھلی ہے اور ناقابل التفات اہلسنت وجماعت ہے۔ آگے چلئے :

۳۱ اسی رسالہ (التصدیقات) کے صفحہ ۳۵۔ چوبیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا گیا ہے اس کے خلاف آپ کے امام الطائفہ کے رسالہ بکروزی کے صفحہ ۱۴۵ میں حق تعالیٰ کی کلام پاک میں وقوع کذب ممکن لکھا ہوا موجود ہے نیز خود مولف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں موجود ہے یہ بھی دھوکا ہے :

۳۲ اسی رسالہ کے صفحہ ۴۶ چالیسویں سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ ”کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے“؟ اس میں سوالات نمبر ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہلسنت و جماعت ماتر وید یہ جس میں دیوبندی بھی اپنے آپ کو داخل کرتے ہیں، کے نزدیک امکان کذب کا مسئلہ نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً لیکن اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں لیکن عقلاً جائز ہے۔ اس لئے عقل کو شریعت پر مقدم کر کے نتوائی جواز کا دیا گیا جو بالکل غلط اور دھوکا ہے :

۳۳ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۴ چھبیسویں سوال کے جواب میں خود مان لیا کہ قادیانی مدعی مسیحیت اور نبوت کو ہم پہلے مرد صالح جانتے تھے۔ اور جلتے رہے ہیں۔ باوجودیکہ علماء پنجاب بالخصوص مولوی محمد مرحوم لودھیانوی (جو آپ کے جد فاسد ماجد ہیں) نے مولوی رشید احمد صاحب کو بہت سمجھایا۔ مگر وہ قادیانی کو مرد صالح ہی کہتے رہے۔ یہ تحریر ان کی چھپی ہوئی موجود ہے اور حضرت پانیہ حرین شریفین مولانا محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر کی نے بھی اپنی تقریظ میں جو درج ہو چکی ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب اور قادیانی کے اتفاق باہمی کا حال لکھا ہے لیکن جب سب اطراف سے اور عرب و عجم سے قادیانی کی تکفیر ہوئی۔ تب آپ کو بھی کچھ تاثیر ہوئی۔ یہ بھی دھوکا ہے :

۳۴ اسی رسالہ پر علمائے مکہ معظمہ میں سے کسی حنفی مفتی صاحب کی تصدیق ثبت نہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ بتلائیے۔ بتلانا کیا ہے۔ نہ ادا دھوکا ہے :

۳۵ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۶ میں خود اقبال کیا ہے۔ کہ دو علمائے مالکی مکہ معظمہ نے اپنی تحریر و تقریظ بہانہ کر کے واپس لے لی۔ اور پھر نہ دی۔ یہ مخالفین کی سعی بھی وغیرہ درانحالیکہ انہوں نے اپنی تحریریں ان سے دھوکا سمجھ کر واپس لے لیں۔ پھر بھی ان کی نقلیں رکھ کر اپنے رسالہ میں چھاپ دیں۔ پس یہ نہایت معقول دلیل اس رسالہ کی دھوکا دہی اور علمائے مکہ معظمہ کی ناپسندیدگی کی ہے۔ اور اسی واسطے کسی اور مفتی یا عالم مکہ معظمہ نے اپنے دستخط نہیں کیے دھوکا اور دیکھو کہ اس رسالہ پر حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل مولانا شاہ عبدالحق صاحب مہاجر کی کے دستخط یا تقریظ بھی ثبت نہیں ہے۔ جو ہونی ضروری تھی۔ اس سے بھی ان کا دھوکا ظاہر ہے۔ اور رسالہ مذکور فرضی اور جعلی ہے :

۳۶ اس رسالہ پر حضرات علماء مدرسہ مولیہ مکہ معظمہ کے بھی دستخط ثبت نہیں۔ جو دیوبندیوں کے پورے واقف ہیں۔ اور گھر کے بھیدی ہیں۔ پس رسالہ فرضی اور جعلی ہے۔ اور دھوکا :

۳۸ اور دیکھئے اس رسالہ پر علماء و حضرات مفتیان ہر چار مذاہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی

کے بھی دستخط یا موہر تصدیق ثابت نہیں۔ جو نہایت ضروری تھے۔ اس لئے کامل طور اور یقیناً ثابت ہے۔ کہ یہ رسالہ جعلی اور نرا دھوکا ہے۔

۳۹

وہ انتہا اور فتوے مولوی رشید احمد صاحب نے جو شمسہ ہجری کو بمقام مکہ معظمہ میں بھیج کر مرتب کروایا تھا۔ جو اس رسالہ میں درج ہے۔ (حب کہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ مناظرہ ریاست بہاولپور والے کاغذات لے کر وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اس پر بھی مفتیاں ہر چہ اہل مذاہب کی تصدیق نہیں۔ اور نہ حضرت مولانا پایہ حرین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ مہاجر کی اور نہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل مولانا شاہ محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر اور نہ حضرت شاہ اد اللہ علیہ الرحمۃ دو مقام دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں) کے دستخط یا موہر ہیں۔ جو تینوں حضرات اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے۔ جن کے دستخط ہونے نہایت ضروری تھے۔ جس سے اس فرضی رسالہ کی تصدیق ہو جاتی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ حضرات ان دیوبندیوں کے دھوکوں اور عقائد سے پورے پورے واقف تھے۔ اس لئے ان سے دستخط نہیں کرائے یا انہوں نے دستخط نہیں کئے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ رسالہ تصدیقات محض فرضی اور جعلی اور ردی ہے اور نرا اور کورہ دھوکا ہے۔

۴۰

اسی رسالہ کے صفحہ ۶۸ سے ۷۲ تک سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ درج ہے۔ مگر لازم یہ تھا کہ اس رسالہ کی پوری نقل بلا کم و کاست اپنے اس رسالہ کے ساتھ فہم کر دی جاتی۔ تاکہ ہر شخص اس رسالہ کو پڑھ کر ایسے قائم کر سکتا۔ کیونکہ وہ اصل رسالہ یہاں ہندوستان میں حلیفہ موجود نہیں ہے۔ اور نہ اس رسالہ کا کوئی نام لکھا ہے۔ اور نہ عرب یا مصر میں طبع ہوا ہے تو اب سچ اور جھوٹ میں تمیز کیسے ہو سکتی ہے۔ اور اس خلاصہ مندرجہ کی تصدیق کیونکر کی جا سکتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ دراصل وہ کوئی رسالہ ہے بھی یا نہیں جس کا خلاصہ درج کیا گیا اس کا ثبوت کیا ہے۔ کہ واقعی کوئی سید احمد برزنجی صاحب کا رسالہ لکھا ہوا ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ کوئی رسالہ ہے۔ جس کا خلاصہ اپنے رسالہ میں درج کیا ہے تاہم مختصر خلاصہ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد برزنجی نے مسئلہ کذب باری تعالیٰ میں سخت ممانعت کر کے فرمایا ہے۔ وہ ہندوستان میں کہتا ہوں کہ سب علما کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان کے دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں۔ جن کو عوام تو کیا سمجھیں گے۔ بڑے بڑے علما میں سے بھی بجز ایک دو خاص المنحرف عالم کے دوسرے عالم بھی نہیں سمجھ سکتے انہی بلطفہ صفحہ ۷۱۔

اس تحریر میں مولانا سید احمد برزنجی صاحب نے اپنی ناراضگی ظاہر فرمائی ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب کو عالموں میں شمار بھی نہیں کیا اور نہ اس مسئلہ کو پسند فرمایا۔ پس اگر وہ پورا رسالہ موجود ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ اسی طرح اور کہاں کہاں ناراضگی ظاہر فرمائی ہے۔ صادموکا ۴

۴۱ اسی رسالہ کے صفحہ ۷۲ پر علمائے مدنیہ منورہ کے بھی دستخط ہیں۔ جو تعداد میں تینس ہیں۔ اول جو مولانا سید احمد برزنجی کے رسالہ پر سے اتارے گئے ہیں جنہوں نے اس سالہ التصدیق کو دیکھا تک بھی نہیں اور یہ بھی دھوکا دیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ ہے کہ کسی مفتی صاحب مدنیہ منورہ کے بھی اس پر دستخط نہیں۔ الہی توبہ ۵

۴۲ اسی رسالہ کے صفحات ۷۴-۷۵ پر نقل تقریظ جو مولانا سید احمد برزنجی صاحب کے رسالہ سے لی گئی ہے اور جو جناب شیخ احمد بن محمد شلقی مالکی نے لکھا ہے۔ اس میں اس سالہ پر جرح قدح کی ہے۔ بالخصوص محفل میلاد شریف اور کنھاکے جنم کی تشبیہ پر سخت ناراضگی ظاہر فرمائی ہے۔ جب کہ خود اسی رسالہ میں ایسے الفاظ مخالفت اور ناراضگی کے پائے جاتے ہیں۔ تو یقین کامل ہے کہ اصل رسالہ میں سخت مخالفت ہوگی۔ اسی واسطے اسکی نقل سالم شامل نہیں کی جو کامل طور پر دھوکا ہے ۵

۴۳ اسی رسالہ کے صفحہ ۷۸-۷۹ پر نقل تقریظ مولانا ابوالخیر معروف بابن عابد خلف علاء احمد بن عبد الغنی بن عمر بن عابد بن حسین نقشبندی دشتی کی زورہ نواسہ ہیں ابن عابد بن صاحب فتاویٰ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ ہے۔ مگر تعجب ہے کہ ان کو ان کے حضرت نانا صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب رد المحتار شامی نہیں ملی جس میں وہ نجدیوں کا حال بیج کر نیوالے اولین میں سے ہیں۔ اور انہوں نے مسئلہ امکان کذب و خلف وعید لکھ کر تردید فرمائی ہے یہ تقریظ بھی فرمائی ہے اور دھوکا ہے ۵

۴۴ کتاب حسام الحرمین علی منکر الکفر والہین مؤلفہ علی حضرت فاضل ابن فاضل مجدداتہ حاکمہ مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی ظلہم العالی اور معتبر علماء کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً جس میں مرزا قادیانی اور مولوی رشید احمد مولوی خلیل احمد و مولوی اشرف علی وغیرہ کی تکفیر غیر نکر کا حکم علماء و مفتیان حرمین شریفین نے صادر فرمایا ہے انہیں علماء و مفتیان حرمین شریفین کے اس رسالہ پر بھی دستخط ہونے چاہئے

تھے۔ بلکہ ان کی تقاریر میں یہ تحریر ہونا چاہئے تھا کہ پہلے جو ہم دیوبندیوں کی تکفیر کیا حسام
الحرمین میں لکھ چکے ہیں وہ صحیح نہیں۔ اس کا ذکر تاکہ بھی اس رسالہ التصدیقات میں نہیں
اسلئے بھی یہ رسالہ غیر معتبر اور فریضی ہے اور ردھو کا ہے۔

۴۵ اس رسالہ میں صرف دیوبندی علماء کے دستخط ہیں جن کے زعم میں ہے کہ یہ عقائد مند ز فہرست
مشترکہ خالصہ اور کتاب جامعہ لکھنؤ و کتاب اقدس الوکیل عن توبین الرشید الخلیل بلذت
وجامعت کے ہیں۔ مگر افسوس کسی عالم فرد واحد خالص سنی حنفی یا مقلد یا تلمذ یا لکھنؤ یا شافعی
حنبل یا جو پاک اہلسنت و جماعت ہندوستان پنجاب بنگال کلکتہ بمبئی بریلی بدایوں
دہلی وغیرہ کے ہیں۔ دستخط یا مہر یا تشریف ثبت نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقائد مند جربا
خاص و عامیہ بخدیہ۔ اور وہابیہ۔ دیوبندیہ کے ہی ہیں۔ جو نرا دھوکا ہے۔

۴۶ یہ رسالہ (التصدیقات) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مولفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ
جو تمام دیوبندیوں کے شیخ اور پیر و مرشد ہیں) کے بالکل مخالف ہے۔ اسی وجہ سے مولوی رشید
صاحب نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۱۱۴ میں یہ لکھ دیا ہے۔ کہ رسالہ فیصلہ
مسئلہ حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کا لکھا ہوا ہی نہیں ہے کسی اور کا ہے۔ دوسری طرف
مولوی اشرف علی دیوبندی اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ کہ یہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ میر لکھا
ہوا ہے (لیکن پھر بھی اس کے مخالف ہیں۔ منافقانہ) یہاں پر آپ کے دونوں بزرگ مولویوں
نے اپنے مرشد پر بھی جھوٹ کا بہتان لگا دیا۔ اور فرہ بھر خدا کا خوف نہ کیا۔ اور مرید رشیدیہ
بھی ویسے ہی رہے۔ اس پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ جو لوگ خداوند تعالیٰ صدق
الصادقین۔ اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے بزرگ قطب الاقطاب
پیر و مرشد علیہ الرحمۃ پر بھی جھوٹ کی تہمت لگانے سے نہیں چوکتے۔ تو ان کے لئے ایسے ایسے
فریضی اور جعلی اور جھوٹے رسالہ لکھ لینا کیا بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں لے لکھے آمین
پس سمجھ لو۔ کہ یہ نرا دھوکا ہے۔

۴۷ اس رسالہ کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ کہ ایت
اضطراری اور اضطرانی و بتیابی۔ بے قیاسی و بدحواسی کی حالت میں دیئے گئے ہیں کہ کسی میں
اس عقیدہ خود سے انکار محض کر دیا۔ کہ ہماری کتابوں میں یہ بات درج ہی نہیں۔ بہتان ہے
اور اسی میں انکار کر کے پھر اقرار بھی کر لیا۔ اور کسی میں اقرار تو کیا۔ مگر اس کی تاویلا

رکبہ فرمائیں۔ عجب حالت ہے اور دھوکا +

۴۸ اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اصل مسودہ تیار شدہ کہاں اور کس کے پاس ہے جس سے اس رسالہ مذکور کا مقابلہ کیا جاسکے اور تصدیق قمار لفظ مواہیر دو شخصوں کی ہو سکتی جو صداقت کے لئے ضروری ہے۔

۴۹ کیا آپ اس رسالہ کے کاغذات اور اصل مسودہ تیار شدہ جس پر دستخط اور مواہیر میں پیش کر سکتے ہیں۔ جن سے اس رسالہ کا مقابلہ کیا جائے۔ اور بیچ اور جھوٹ اور جعل کا حال۔ اور بناؤ کا حال معلوم ہو سکے۔ میرا خیال ہے۔ خیال ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ آپ ہرگز پیش نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ رسالہ سراسر جعلی ہے +

۵۰ آج اس رسالہ کے معتمد اور فرضی اور جعلی ہونے اور اپنے وجوہات جمع و قمع و قرح کی تائید اور تصدیق میں کتاب تاریخ و بابیر دیوبند یہ کور جو مولوی منشی حاجی محمد رحیل خان صاحب نے کلکتہ میں شکر آباد ہجری میں طبع کر کے شائع کی ہے، پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ

مسلمانو! اب دیوبندی صاحبان نے ایک بڑا سکر اور کیا ہے۔ کہ عربی میں چھپیں سوال خودی

لکھے۔ اور خود ہی ان کے جواب دیئے۔ ان جوابوں میں مکرو فریب اور خلاف واقعہ اظہار کرتے

کر کے سنی بنے۔ کہ کسی طرح حرمین شریفین کی مہر میں نصیب ہو جائیں۔ اگر یوں مہر میں ہو بھی جائے

تو کیا تعجب تھا۔ ایک آریہ اگر مسلمان بن کر دو چار باتیں اسلام سے لگتی کہہ کر علماء سے

سوال کرے کیا وہ نہیں لکھ دیں گے۔ کہ یہ مسلمان ہے۔ مگر اس سے اس کے عقائد تو نہ دھل

جائیں گے۔ جو اس کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ اور جن پر وہ اب تک قائم ہے۔ اتنے بڑے

کید عظیم کے بعد بھی مہروں میں یہ کاروائیاں کیں۔ اول اپنے جرم کے دیوبندی سے

اس پر تقریظیں لکھوائیں۔ اور ان کے ترجمے کئے حسام الحرمین کے فتاویٰ کی منشا بنائیں

دوم۔ مدنیہ منورہ کے ایک عالم نے ان کے ساختہ اظہار و ادھر پر بھی ایک رسالہ میں جا بجا

ان کے رد لکھے۔ اس کے اول اثر و وسط سے کچھ سطوریں ہیں کہ ہماری تصدیق کی ہے ہر سوم بہت

مہر میں کہ ان مدنی صاحب کے رسالہ پر تھیں جس میں ان دیوبندیوں کا رد ہے۔ وہ سب بڑے

اپنے رسالہ پر اتار لیں۔ کہ جاہل سمجھیں کہ یہ سب لوگ ان کی تصدیق کر رہے ہیں پیچرام۔ اور بھی

سخت تر ظلم یہ کہ مگر معطلہ کے دو مالکی المذہب عالموں کی تصدیق نقل کی۔ اور خود ہی لکھا کہ

اصل اس کی ہمارے پاس نہیں۔ ان عالموں نے ہمیں دھوکہ دے کر واپس لے لی۔ اور پھر

نہ دی۔ اول تو مسلمانوں کی جو شخص چاہے۔ ہزار عالموں کی مہر میں چھاپ دے اور کہ دے
کہ اصل ہمارے پاس نہیں۔ ان عالموں نے مہر سے ہم سے واپس لے لی ہیں۔ مان کر مکر گئے
دوسرے اگر یہ سچ بھی ہو۔ تو جب ان عالموں نے رجوع کر لی۔ اور تمہارے فریب پر مطلع ہو کر اپنی
مہر میں تم سے واپس لے لیں۔ اب تمہیں ان کے چھاپنے کا کیا اختیار رہا۔ مگر بے ایمانی کا کیا
علاج۔ پانچم مکہ معظمہ بھر میں فقط ایک عالم کی نے تصدیق لکھی ہے۔ ان کا مہر ہی خط آیا ہوا
مجلس اہلسنت و جماعت میں موجود ہے۔ کہ خلیل احمد غلط کہتا ہے ہم اس کی تکفیر پر قائم ہیں جو
ہم حسام الحرمین میں لکھ چکے ہیں۔ مسلمانوں کو دیکھا یہ ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد
کہ یوں نہ کہ اخوان الزمان و جالوت کن ابون۔ اور فرمایا کہ در جالوت کذابوں سے دور بھاگو۔ انہیں
اپنے سے دور کرو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بلقسطہ صفحہ ۹ تاریخ و ہابیدہ یونبتہ
لیجئے مفتی جی! آپ کے رسالہ تصدیقات کی چھان بین ابھی طرح ہو چکی۔ یعنی یہ پچاس جرم
اور قلع اس رسالہ پر ایسی ہیں۔ جو اس پر وارد ہو کر اس کو ہمیشہ کے لئے مردہ بے جان بنا کر
ستیا تاس اور ملیا میٹ کر رہی ہیں۔ ایک دوزخ کا ری لگے ہوئے جانبر ہونے نہیں دیتے اور جس
پر اتنے حربے تیز لگیں اس کا بچنا محال در محال ہے۔ اور آپ کی مہندہ سی کند کی گئی ہے جو مردہ بے
کے ناک پر بھی اثر نہ کر سکے۔ علاوہ ان کے پانچ دیگر زخم کتاب تاریخ و ہابیدہ یونبتہ سے لاحق ہو کر
پچیس قریع ہو گئے۔ کوئی بھی دہندی حکیم یا ان کا پیغمبر ان کو اندام نہیں کر سکتا پس اب آپ
اس رسالہ کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے معدوم اور ناپید سمجھیں۔ اس رسالہ کے متعلق تفویلاً
ایک نکتہ بھی سن لیجئے وہ یہ کہ اس سال کو پیدا ہوتے ہی دوزخ و رنگ کی چادریں پہنائی گئیں ہیں
جس سے ہر ایک شخص اس سال کو دیکھتے ہی اس نتیجہ پر پہنچ جائے۔ اور اسکی زرد روئی سے ہی اندازہ کرے کہ
اس میں اللہ تعالیٰ نے سرخ روئی رکھی ہی نہیں۔ دو چادریں سے مراد اس سال کے ابتدائی اور آخری دن
ہیں جو قدر تا زرد رنگ کے لگائے گئے ہیں۔ ہاں! آپ کی تہذیب اور گالیوں میں سے ایک یہ کہ اعلیٰ
حضرت غلام و شگیر علیہ الرحمۃ اور مولانا بالفضل والعلم اولینا مجدد مائے حاضرہ فاضل محمد احمد رضا
خاں بقا ہم اللہ تعالیٰ کو بتدعین میں سے لکھا ہے۔ اس صورت میں تمام اہلسنت و جماعت عرب
و عجم کو بتدعین بنایا ہے جس میں تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد حضرت حاجی شاہ امدا اللہ علیہ الرحمۃ
مہاجر کی بھی داخل ہیں۔ جو تمام تم لوگوں سے سخت ناراض اور بیزار ہیں۔ مگر میں کہوں گا۔ کہ جو لوگ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب و شتم کرنے سے باز نہیں آتے وہ ان کے غلاموں کو گالیاں

دینے میں کیوں شرم کریں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ ان کی شرم بازار میں نہیں بکتی ان کے گھروں میں
 بستی ہے اور یہ جو آپ نے اپنے علم غیب سے لکھا ہے کہ تم اس مبتدعین یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
 اور اعلیٰ حضرت فاضل قصوری کے مرید ہو۔ سو فوراً میرے منہ سے لعنت اللہ علیہ الکاذبین نکل گیا
 کیونکہ میں ان حضرات کا مرید ہرگز نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں بزرگوں کو نہایت اعلیٰ
 اور ارفع جاعی اہلسنت و جماعت جانتا ہوں۔ اور مجددین مانتے ہیں کوئی شک نہیں کرتا۔ جنہوں نے
 اپنی سعی بلیغ سے دین کے ناواقف لوگوں کو بددین و ملحدین و زندیقین کے شر سے اور مکر و فریب سے
 بچایا ہے۔ خدا کے سامنے ان کے مراتب و مدارج اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہیں ان کو ہمیشہ کے لئے قائم
 رکھے۔ اور جو خدا کے یہاں تشریف لے گئے ہیں۔ ان کے مدارج اور مراتب بھی جنت الفردوس میں
 اعلیٰ سے اعلیٰ ہوں۔ اور قیامت کے دن ہمارے لئے شفاعت کا ذریعہ ہوں۔ آمین ثم آمین۔ مگر آپ
 علم غیب یا غیب کی خبر دینے سے بقول خود کافر ہو گئے ہاں اب مجھے حضرت قلم و کعبہ قدوة العارفین
 و زبدۃ الیسا لکین پر دستگیرید صادق علی شاہ نقشبندی مجددی حیلنی رحمۃ اللہ علیہ ساکن مکان شریف
 رتھ چھتر ضلع گورداسپور سے شرف بیعت حاصل ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ علم غیب بیان کر کے کافر و مشرک کیوں بنتے ہیں۔ آپ کو کس طرح معلوم
 ہوا کہ میں ان حضرات کا مرید ہوں یا یہ کہ مرزا قادیانی کی طرح آپ کو بھی الہام ہوتا ہے ہاں ممکن ہے
 کیونکہ ادھر آپ کی نسبت ضرور ہے۔ مبارک ہو۔
 ق آپ کے خط کا جواب خاموشی پر رکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس قدر کافی سمجھا گیا۔ تاکہ آپ کی محنت خرچ
 کا کچھ معاوضہ ہو جائے صفحہ ۴۸۷

ع جواب کو خاموشی پر کیوں نہ رکھتے کیونکہ خصم کے پاس ان کا جواب ہو تو دے۔ ان زائد باتوں سے
 کام نہیں نکل سکتا۔ اگر کسی سے کچھ پڑے ہو تو جواب لکھئے ان زائد باتوں کو چھوڑیئے۔

ق پہلے تو میں آپ کا خصم نہیں تھا۔ اور نہ آپ کو جانتا تھا۔ اب آپ نے خود مجھے اپنا خصم بنایا ہے
 اب خلاص کی درخواست کیوں ہوتی ہے۔ یہ جواب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے فضل سے ایسا لکھا گیا ہے کہ جس کا جواب آپ کے لئے موت کا سامنا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ
 کا فضل اور اس کے حبیب کا فضل اس خاکسار فضل احمد پر ہے۔ ذالک فضل اللہ یوقیہ
 من یشاء اللہ ذوالفضل العظیمہ

ق اور خداوند کریم آپ کو صراط مستقیم اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی توفیق عطا فرمائے

ع نبی علیہ السلام کی تعظیم آپ کی اتباع میں ہے کہ فاتبعونی سے ظاہر ہے تو خداوند ذوالکرم ہمیں اور آپ کو جناب کا اتباع عنایت فرمائے۔ آمین ۛ

ق ہاں! آپ کے نزدیک اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف لفظ سلام ہو۔ اور صلوٰۃ درود شریف نہ ہو۔ اور فاتبعونی کے حکم کی تعمیل صرف اسی قدر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ جناب سے یاد کیا جائے اور کوئی درود سلام و صلوٰۃ اس کے ساتھ نہ ہو۔ اور آپ کے اتباع اور تعظیم کا طریق یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیل اور گدھے سے تشبیہ دیجائے اور اس کو حق کہا جائے۔ نعوذ باللہ منہا آپ کی تعظیم اور اتباع یہی ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دی جائے اور پھر بدو اور حلالہ کے نکاح کر لیا جائے۔ آپ کی اتباع یہی ہے کہ چوری بھی کی جائے۔ آپ کی اتباع اور تعظیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ جو میری فہرست عقائد و بابہ دیوبندیہ میں درج ہے۔ آپ یقولون باقواہم مالین فی قلوبہم کے مصداق ہیں۔ ایسی اتباع آپ کو مبارک ہو۔ آمین ۛ ہا کسار احقر فضل احمد عفا اللہ عنہ حنفی نقشبندی ۛ

ع حنفی رسول علیہ السلام کو عالم بالغیب نہیں جانتے اور نہ ختم وغیرہ بدعات کے قابل ہیں۔ بلکہ وہ اس شخص کو کافر جانتے ہیں۔ جو نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانے آپ بتلائیں۔ جب آپ نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جلتے ہیں۔ تو کیونکر آپ کو حنفی جانا جائے اگر کتبہ محمد عبداللہ حنفی از بسی ریاست پٹالہ مورخہ ۱۲۳۵ شعبان ۱۳۳۵ ہجری۔

ق واقعی میں سنی حنفی ہوں۔ اور شراباً نقشبندی مجددی ہوں۔ چاروں مذاہب کے مقلد میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب بعلم خدا داد سمجھتے ہیں جس کو میں پورے طور پر بتاتا کہ چکا ہوں۔ بلکہ جو شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب جانے اور تمسخر استہزا کیے وہ منافق اور کافر ہے۔ یہ سب کچھ آیات و احادیث اور تفاسیر و کتب معتبرات سے ثابت کر چکا ہوں۔ اربعہ مذاہب کے مقلدین تو اس کے قائل ہیں۔ اور اس پر اپنا ایمان رکھتے ہیں اور یہی سنی حنفی ہیں۔ اور جو اس کے منکر ہیں۔ وہ یا تو زری نجدی غیر مقلد ہیں۔ یا وہ آپ حبشیہ یا بی حنفی دیوبندی ہیں۔ جن کے عقائد میری فہرست شائع شدہ یا وہ اس کتاب میں ہیں جنکی تردید لکھا حقہ کی گئی ہے ۛ اور یہ جو آپ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا دھلا نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب جانتے تھے اور فاتحہ خوانی مروجہ ختم کے قائل

تھے انہ میں کہتا ہوں کہ میں سب کچھ لکھ چکا ہوں۔ اور آپ کا فرض ہے کہ آپ دکھلا دیں کہ
حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا اور
ختم مروجہ کا اور مولود شریف کا کہاں انکار کیا ہے۔ اور کہاں آپ نے ان کے انکار کا ذکر کیا
یا ان کا لکھا ہوا دکھلایا جائے۔ اس لئے میں سنی حنفی ہوں۔ اور آپ لوگ ظاہر میں دہائی حنفی
ہیں۔ ورنہ دراصل غیر مقلد دہائی۔ اور نقشبندی بھی میں خدا کے فضل سے ہوں۔ اور مولود
شریف کا کرنا اور ختم اور فاتحہ خوانی وغیرہ سوم۔ دہم۔ چہلم و سالیانہ وغیرہ نذر و نیاز حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات اور دیگر کتب معتبرات سے ثابت کر چکا
ہوں میری اس کتاب کو پڑھ کر سنی حنفی بنئے :

اچھا مفتی جی! میں آپ سے صرف ایک بات آخر پر اوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے
کہ آپ کو مفتی کی سند کہاں سے ملی ہے۔ اور لوگوں پر فتوے جاری کرنے کا اختیار کہاں سے
حاصل ہوا۔ اولاً اپنے پر فتوے نہ لگانا کس کے حکم سے ہے۔ اور اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا دعوے کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو کافر اور مشرک کہنا کس طرح جائز ہوا۔ وہ بات جو
میں اوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے : نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کو بلا قصد
طلاق ثلاثہ دے کر پھر رجوع کر کے بلا حلالہ اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ کیا آپ اسی قسم کے مفتی ہیں اور پہلے
اس سے جرم چوری نقب زنی دفعہ ۴۵۴ تعزیرات ہند میں چھ ماہ کی قید کے سزا یاب ہوئے اور تین ماہ تید
بھاگت کر اپیل عدالت ہائیکورٹ سے رہا ہوئے۔ کیا جو شخص چوری میں سزا یاب ہو وہ بھی مفتی بنائے
جہانے یا بننے کے قابل ہوتا ہے مجھے ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ آپ نے میری
نسبت بہت بہت سخت الفاظ کالیاں استعمال کی ہیں۔ اس لئے مجبوراً یہ حال لکھنا پڑا مجھے اس سے
کچھ غرض نہیں کہ آپ اس جرم میں سزا یاب ہوئے جس میں شرعی سزا قطعید ہے اس سے میں درگزر
کر کے یہ کہتا ہوں کہ جو آپ نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دے کر پھر بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح
کر لیا۔ اس سے تو آپ مسلمانوں سے ہی نکل گئے۔ پھر مسلمانوں کے مفتی کیسے ہوں دیوبندی مسلمانوں کے
مفتی۔ یہاں پر میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد مرحوم لودیانوی کا لکھا ہوا فتوے درج کرتا ہوں
اور پھر اس کو ختم کرتا ہوں۔ وہ یوں ہے : کیا ترماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ جو شخص
مطلقہ ثلاثہ کو بدون حلالہ کرنے کے واسطے شوہر اول کے جو اند نکاح کا فتوے دے ایسے شخص کو
مسجد سے نکال دینے کا حکم ہے :

الجواب

۱) مطلقہ مذکورہ کو بدو و نحلہ کے درست کہنے والے کو شرعاً کافر قرار دینا بعید نہیں ہے۔
 ۲) اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الحمید میں لکھا ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کو بدو و نحلہ کے درست رکھنے والے عالم کو رو سیاہ کیے نکال دیتا لازم ہے۔

پہلی سطر کی عبارت صفحہ ۵ سطر ۶ میں اور دوسری عبارت صفحہ ۴ سطر ۲۰ پر درج ہے۔ دیکھو رسالہ
 انتظام المساجد باخراج اہل الفتن و المکاسد و المفاسد مطبوعہ جعفری پریس لاہور مصنفہ مولوی محمد
 لودھیانوی: والسلام علی من اتبع الهدی فقیر فضل احمد عفا اللہ عنہ شیخ حنفی نقشبندی مجددی
 صادقی پشتر کورٹ انسپکٹر پولیس لودھیانہ پنجاب مورخہ ۵ ذیقعد ۱۳۳۵ ہجری المقدس

باب ہست ویکم

مولوی اکبر حسین صاحب غطا سادھوری کی علمیت
 اور تقویٰ طہار دینی اور ترقی قوی کی کیفیت

قولہ نقل مطالبات مولوی اکبر حسین صاحب سادھوری مورخہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ
 بخدمت جناب مولوی عبدالحمید صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ مفتی لودھیانہ:

السلام علیکم۔ بموقعہ عید الفطر ۱۳۳۵ ہجری ایک اشتہار بعنوان مختصر فہرست عقائد و ہادیہ
 اسمعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہلسنت و جماعت جس کے نیچے (راقم آثم فضل احمد عفا اللہ عنہ) تحریر ہے اور
 المشتہر مفتی شہر لودھیانہ محلہ جدید لکھا ہے۔ اور اس سے نیچے عبارت تحقیق و تصدیق آپ کی طرف
 سے یہ رقم ہے کہ:- بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا۔ واقعی ایسا ہی پایا بلاشبہ ایسے
 عقیدہ والوں سے از حد نفرت اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ہماری ناز ان کے پیچھے
 نہیں ہوتی:- بقلم خود عبدالحمید عفی عنہ مفتی لودھیانہ:

آپ کی طرف سے مشتہر ہوا۔ اور علمی طور پر بھی آپ نے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے ناز
 ناجائز ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ الخ صفحہ ۴ سطر اول:

اقول واعظ سادھوری صاحب! میں خود ان باتوں کا جواب لکھ رہا ہوں۔ اور میرا

ہی حق ہے کہ جواب دوں۔ مولانا عبدالمجید صاحب مفتی شہر لودھیانہ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں اپنے مطالب کا جواب مجھ سے سنئے۔ اور مولانا کی طرف سے سمجھئے۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ آپ نے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے نازل ہوا ہونے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ یہ آپ کا تجاہل عارفانہ ہے۔ کونسی عبارت سے آپ نے اس فقرہ کو نکالا ہے یا اپنی علمیت کا جو ہر دکھلاتے ہیں۔ ان کی تصدیقی عبارت میں کوئی ایسا ایک لفظ بھی موجود نہیں۔ یہ آپ کی ذہانت پر افسوس ہے کہ آپ دو سطر اور دو کی عبارت کے سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتے۔ اور اپنے استاد کا ہی مقابلہ کرنے کو کھڑے ہو گئے۔ میری مختصر فہرست میں تیس (۲۳) عقائد کفریہ درج ہیں۔ ان میں سے ایک عقیدہ مولود شریف کا بھی ہے۔ اس میں درج ہے کہ یہ وہابی لوگ قیام کو بدعت اور شرک کہتے ہیں چونکہ یہ لوگ اجماع امت کے منکر ہیں۔ اس لئے ان کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی۔ وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں۔ چونکہ بسم اللہ شریف کو لکھنے سے آپ اعراضاً بھول گئے۔ اس لئے جھوٹا بولنا شروع کر دیا۔ چلئے اپنے سوالات لیجئے شروع کرنے کے وقت آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی اس لئے کام ابتر ہوا) ۛ

سوال (۱) امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمہ اللہ کو آپ حنفی المذہب اور مجدد الف ثانی جانتے اور مانتے ہیں یا نہیں؟

جواب (۲) ہاں بیشک ہم حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد الف ثانی اور مقلد امام اعظم رضی اللہ عنہ مانتے ہیں ۛ

قولہ۔ امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۳۷۳ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ سماع کو منع ہونے کا مبالغہ مولود کے منع ہونے کو بھی شامل ہے۔ ان نمبرہ تک صفحہ ۴۲-۴۳ ۛ
اقول۔ اس کا مفصل جواب لکھا جا چکا ہے۔ وہاں دیکھئے۔ اسی مکتوب میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ مانہ اس کا سے کنیم نہ انکار سے کنیم۔ یہ مکتوب سماع کے بارہ میں ہے۔ میرے جواب کو ٹھنڈے دل سے اور روشن چشم کو کوئی عینک عمرہ لگا کر دیکھئے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۛ

سوال (۲) مندرجہ بالا ہر دو مکتوب سے مجلس مولود خوانی اور قیام میلاد کا جواز ہے۔ یا عدم جواز اگر جواز ہے۔ اور جواز ثابت ہے تو کونسے فقرہ سے۔

جواب (۲) میں نے ہر دو مکتوب اور دیگر مکتوبات سے مولود شریف کا جواز نکال کر دکھلایا ہے اس میں فقرے اور عبارات درج کر دی گئی ہیں۔ دوبارہ لکھنا طوالت لا حاصل ہے بلکہ

میں نے اس میں ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ سماع کو بھی جائز فرمایا ہے یہاں
ایک دو فقروں کو دیکھ کر غلط فہمی سے غلط نتیجہ نکالنا آپ کی علمیت پر دال ہے۔

سوال (۳) قبر پر اذان کہنا حنفی المذہب میں کیا ہے ؟

جواب (۳) قبر پر اذان دینا بعد دفن کرنے کے حنفی المذہب میں بعض کے نزدیک سنت اور اکثر
کے نزدیک مندوب ہے دیکھو کتب ذیل :-

(۱) رد المحتار شامی جلد اول - صفحہ ۲۵۸ : (۲) اذان الاحرنی اذان القبر کل :-

(۳) قمر الاذان صفحہ ۳۳ - حاشیہ (۴) وجیز الصراط مسائل الصدقات والاسماء صفحہ ۳۳

(۵) تاریخ وہابیہ دیوبند یہ صفحہ ۶۸ (۶) سیف الجبار صفحہ ۵۴ :-

(۷) در المکتون فی دعاء الطاعون صفحہ ۳۰ : (۸) فتاویٰ علمائے کراچی کل :-

سوال (۴) جنازہ لے جانے کے وقت اگلی طرف میت کا سر ہونا چاہئے یا پاؤں حنفی مذہب میں سنو
طریقہ کیا ہے ؟

جواب (۴) میت کا سر اگلی طرف ہونا چاہئے (اس سوال میں وہابیوں کا اقرار ہے) :-

سوال (۵) مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی جو آپ کے استاد مولانا شاہ دین صاحب مرحوم کے
اور استاد بھی جن سے آپ نے سند حاصل کی ہے حنفی المذہب عالم دیوبانی ؟

جواب (۵) مولوی رشید احمد صاحب دیوبانی حنفی تھے۔ اور مولوی شاہ دین صاحب سنی حنفی تھے۔ افسوس

ہے۔ آپ نے میرے اشتہار کو بغور نہیں پڑھا۔ میں نے اس میں ابتداء ہی سے صاف کر دیا ہے

کہ دیوبانی دو قسم کے ہیں۔ ایک غیر مقلد دیوبانی۔ اور دوسرے مقلد دیوبانی جیسے مولوی رشید احمد

لیکن عقائد میں سوائے تقلید کے دونوں متفق ہیں :-

سوال (۶) آپ کی تحقیق کے بموجب مولانا اشرف علی صاحب مولانا غلیل احمد صاحب انبھٹوی مولانا

محمد صاحب مولانا عبداللہ صاحب مولانا عبدالعزیز صاحب لودھیانوی سے کون کون صاحب

حنفی المذہب ہیں۔ اور کون کون دیوبانی کیونکہ یہ صاحبان قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں

جواب (۶) یہ آپ کی ایانت ہے۔ کہ صیغہ ماضی اور حالی سے بھی واقفیت نہیں۔ مولوی صاحبان

لودھیانوی مدت سے وفات پا چکے ہوئے ہیں۔ مگر ان کو آپ بصیغہ حال تحریر کرتے ہیں کہ کون

کون صاحب حنفی المذہب ہیں۔ اور وہ قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں :- مختصر اور

مکمل جواب یہ ہے۔ کہ جو لوگ پیری فہرست کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ دیوبانی ہیں مولوی

اشرف علی صاحب پہلے مولود شریف کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے فتوے میں مولوی رشید احمد صاحب کو بوجہ تشبیہ دینے مولود شریف کو کنھیا کے جنم سے ناقابل امامت اور بیعت لکھا ہے۔ فتوے ان کا مولود شریف کے باب میں درج ہو چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے۔ اور یہ بھی لکھنا غلط ہے کہ مولوی صاحبان لودھیانہ کے مجلس میلاد کو منع کرتے ہیں۔ کیونکہ مولوی محمد لودھیانوی جو سب سے زیادہ عالم اور صاحب تصانیف ہیں۔ اپنی کتاب فیوضات سید احمد علی میں مولود کے منکر کو وہابی لکھتے ہیں۔ جو باب بست و دوم وہابیوں کے تاریخی حالات میں درج ہوگا۔ اور باب اول میں مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو اعلیٰ درجہ کے غیر مقلد لکھ چکے ہیں اور جا بجا مولوی رشید احمد کی مخالفت کی ہے۔ اس لئے وہابیوں میں نہیں ہیں :

سوال (۷) آپ نے اکتھار میں وہابیہ دیوبند یہ کا اشارہ کن لوگوں کی طرف کیا ہے :

جواب (۷) دیوبندیہ وہابیہ وہی لوگ ہیں جن کے عقائد میری فہرست میں درج اور اس کتاب میں مفصل لکھے گئے ہیں۔ ایسے لوگ خواہ دیوبند کے رہنے والے اور وہاں کے تعلیم یافتہ ہوں۔ یا اہل اہل اور ساڈھورہ کے رہنے والے ہوں۔ اور جن کے وہ عقائد نہ ہوں۔ خواہ وہ خاص دیوبند کے رہنے والے اور دیوبند کے تعلیم یافتہ ہوں۔ وہ اہلسنت و جماعت ہیں۔ وہابی نہیں :

سوال (۸) آپ کے فتوے کا اثر کہ قیام نہ کرنے والے کے چھپے نماز جائز نہیں حضرت امام ربانی اور محدث الف ثانی پر بھی پہنچتا ہے۔ یا نہیں؟ کیونکہ امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجلس مولود ہی کو منع فرماتے ہیں۔ قیام کا تو کیا ذکر؟

جواب (۸) حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر اس کا کیا اثر ہے۔ آپ تو سماع کو بھی جائز فرماتے ہیں تو مولود شریف اور قیام کا انکار کہاں۔ آپ کی سمجھ کا تصور ہے۔ اس کتاب کو پڑھئے :

سوال (۹) جو شخص سنت و جماعت ہو کہ اہل ردائض کی مجالس مرثیہ خوانی بموقع ایام عاشورہ شریک ہوتا رہے۔ اور اپنے بچوں کے گلوں میں اٹے پہنانے اور ان کو پتیکہ بتاھے۔ اس سے بھی از حد نفرت چاہئے یا نہیں۔ اور یہ امور کیسے ہیں؟

جواب (۹) میں اس سوال غیر متعلق کے جواب دینے کا پابند نہیں۔ رہا اب اپنی حالت پر فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ تو مضائقہ نہیں سو یہ امور مستفسرہ اچھے نہیں۔ لیکن جو شخص سنیوں میں سنی اور شیعہ میں شیعہ بنے جیسے کہ آپ کا ساڈھورہ میں معمول ہے۔ یہ نہایت ہی برا بلکہ ایسا شخص منافق ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرَكِ الْاَسْفَلِ

من النار اور امور مندرجہ بالا کا مرتکب و باہیوں سے کسی درجہ اچھا ہے۔ اور لفظ پینکھ جو آپ نے لکھا ہے غلط ہے۔ صحیح پیک بمعنی قاصد ہے۔ اور پینکھ ہندی زبان میں جانور کو کہتے ہیں۔ اپنی علمیت کا لحاظ رکھئے :

سوال (۱۰) میلاد و عطا و درس۔ درود خوانی کی ہر مجلس میں ہی روح بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتی ہے۔ یا کسی میں نہیں بھی آتی۔ اور قیام کیوں نہیں ہوتا :

جواب (۱۰) سوال آپ کا و با بیان علمیت سے تعلق رکھتا ہے۔ سنئے۔ (۱) اول، یہ قیام تعظیمی وقت و مکان

باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص ہے۔ عام نہیں۔ یہ قیام اتباعی نقل

ہے۔ ان فرشتوں کی جو وقت ظہور و پیدائش آں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفت

باندھے ہوئے تعظیم کے لئے کھڑے تھے۔ خاص امر کو عام سمجھ لینا یہ آپ لوگوں کی علمی معلومت

سے ہے۔ دیکھو پانی کو کھڑے ہو کر پینا شریعت میں مکروہ لکھا ہے۔ لیکن آب زمزم اور وضو

سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ اور حمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے لیکن

مسجد میں بیٹھ کر ہی باندھنے کا حکم ہے۔ اور اذان کو جب سن کر کھڑا ہونا چاہئے۔ اور جب روضہ

مطہرہ کی زیارت کو حاضر ہو۔ تو دست بستہ کھڑے ہے۔ اور یہ بھی کہ جب کوئی اپنا بزرگ یا

پیشوا مجلس میں کھڑا ہو جائے تو سب کو کھڑا ہو جانا طریق سنت ہے۔ پانچواں یہ کہ جب مجلس

سماع و جود باہیوں کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے) کوئی وجد کی حالت میں کھڑا ہو جائے تو تمام

مجلس کے لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہئے۔ کیا آپ ان کام کھڑے ہو جانے کو گناہ تصور کرتے ہیں

اگر وہابی ہونے کی وجہ سے گناہ سمجھتے ہیں تو شوق سے لیکن اہلسنت و جماعت ان کو سنت

سمجھتے ہیں۔ اور وعظ یا درس یا درود خوانی میں وہ بات نہیں جو خاص میلاد شریف میں ہے

کیونکہ ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ معنی ہیں۔ کہ حضور سرور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور میں تشریف فرما ہوئے۔ اور تشریف لانے والے کے لئے

قیام تعظیمی سنت و مستحسن ہے۔ کیونکہ موقع قدوم خاص ہے۔ اور خاص کے لئے خاص ہی

بات یعنی قیام کی ضرورت ہے۔ اور وعظ اور درس و درود خوانی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے میلاد مبارک کے لئے خاص نہیں۔ اس لئے ان میں قیام نہیں کیا جاتا :

اور روح پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں چاہیں تشریف فرما ہوں اس کیلئے

کوئی رکاوٹ نہیں۔ ان تمام باتوں کا ذکر بحث میلاد شریف اور قیام لطیف میں آچکا ہے و ہاں

دیکھ لیجئے۔ شاید خدا ہدایت دے :

سوال (۱۱) مردہ میلاد اور قیام کب سے اور کس نے جاری کیا ؟

جواب (۱۱) جواب اس کا بحث میلاد شریف میں مفصل درج ہو چکا ہے۔ اس کو دیکھ لیجئے۔ اور یہاں صرف یہ ہے۔ کہ آپ کی پیدائش سے سینکڑوں سال پہلے اور جاری کرنے والے بزرگ علماء اور سلاطین اسلام اولوالامر :

سوال (۱۲) مندرجہ ذیل فقرات بلغظ لکھنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں ؟ (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں ؛ (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو سے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہے ؛ (۳) خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ؛

جواب (۱۲) فقرات مندرجہ بالا لکھنے والا ایک مسلمان ہے۔ جب کہ وہ پہلے کسی ملحد کے قول کو نقل کرے اور اس کا عقیدہ ان فقرات پر نہ ہو۔ اور نہ اس کی نیت ہو۔ بلکہ اس کی نیت کسی بد مذہب کے قول نقل کرنے سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور راہِ ستقیم دکھانا ہو۔ اور اس کا مقصود لوگوں کو وہ اقوال نقل کر کے گمراہی اور بے دینی سے بچانا ہو۔ ہاں ایسے عقائد رکھنے اور لکھنے والا بے شک کافر اور مرتد ہے۔ اور کفار اور بے دنیوں کے اقوال کی رو سے نقل کرنے والا شخص پکا دیندار مسلمان ہے۔ آپ کے خیال کے مطابق وہ تمام علماء ربانی جنہوں نے اپنی کتابوں میں کلمات کفر کے باب لکھے ہیں۔ کافر ہیں۔ مگر اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں رہا۔ کہ آپ ضرور مسلمانی سے نکل گئے۔ کیونکہ آپ نے خود ان کلمات کو لکھا۔ اور عقیدہ بھی آپ کا وہی ہے۔ جن کی آپ نے نقل کی ہے۔ اپنے ہی قول اور قرار سے آپ اسلام سے خارج ہو گئے۔ چاہے کن را چاہ در پیش ؛ دیکھئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرعون لعین کے قول کی نقل فرماتا ہے : اَنَارُ بَکُمُ الْاِلهَیْہِ فَاِیْنِیْ تَمَّارُ اِسْبَیْہِ بَرَّ اَرْجَہِیْ ہُوں پھر کفار کا قول ہے۔ قَالُوا اللّٰهُ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ کافروں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ تین ہیں ، ایک ہے۔ اسی طرح نصاریٰ کا قول ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اور قالت النصارى المسیح ابن اللہ اور قالت الیہود عز و جل ابنا اللہ یعنی خلیق اللہ مسیح ابن مریم ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ اور یہود نے کہا کہ عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور وہ قَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدَّ اُولَاسِوَاَعْلَوا لَعُیُونَ وَاَلِیْعُوقُ وَنَسْرَ اَیْنِیْ کَفَرُ

کہا کہ اپنے معبودوں بتوں کو مت چھوڑو۔ اور نہ چھوڑو دود۔ سواغ۔ یغوث۔ یعوق اور نسر (بتوں) کو لیغنے ان پانچ بتوں کی پوجا کرنا چھوڑو۔ جو ہمارے خدا ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی کفار کی کلام کی نقل قرآن شریف میں موجود ہے۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اب تک قرآن شریف کی تلاوت کرنے والے اور لکھنے والے آپ کے نزدیک سب کے سب مسلمان سے نکل گئے۔ سبحان اللہ! آپ کی فہمید اور علمیت دینی۔ آپ کو جامع از ہر مصر کا پر و قلیس رہنا چاہیے۔ مگر افسوس کہ آپ کے ایسے علم کی قدر دانی نہیں۔ دس بارہ روپیہ کی مدرسی بھی بڑی مشکل سے دستیاب ہوئی۔ وہ بھی ریش مبارک کی صفائی کروا کر۔ یا مولانا عبد الحمید صاحب کے وضعی سارٹیفکیٹ پر:

سوال (۱۳) ہر مخلوق کی طرح قرآن مجید کی حسب ذیل آیات میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ شامل کرتے ہیں۔ یا نہیں؟ (۱) انسان بڑا ہی جلد باز ہے (۲) انسان بڑا ہی ناشکرہ ہے (۳) انسان بڑا ہی جاہل ہے۔ بلفظ؟

جواب (۱۳) ہم ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل نہیں کرتے بلکہ جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان آیات میں شامل ہیں۔ وہ ہمارے مسلمانان اہلسنت و جماعت کے نزدیک مردود و کافر اور مرتد ہے۔ کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیں۔ اور جلد باز، ناشکرہ اور جاہل بنا دیا۔ ایسے مردود کی توبہ بھی قبول نہیں وہ واجب القتل ہے۔ سنئے۔ آپ نے ان تین چار آیات کا ترجمہ کیا ہے۔ (۱) وكان الانسان عجولاً (۲) ان الانسان لکفور (۳) وكان الانسان کفوراً۔ (۴) وحملها الانسان اذ كان ظلوماً جھولاً اب سنئے ان آیات میں لفظ انسان میں کون کون داخل ہیں۔ اگر بڑی تفاسیر پر دسترس نہ ہو۔ تو تفسیر حسینی ہی دیکھ لیجئے۔ جو سب جگہ مل سکتی ہے۔ پہلی آیت شریف میں لفظ انسان میں نفرتین حادث ہے۔ جو خدا سے عذاب جلدی مانگتا تھا اور کہتا تھا۔ امطر علینا حجارة من السماء۔ ہمارے پر آسمان سے پتھر برسے۔ اور دوسری اور تیسری آیات میں لفظ انسان میں کفار داخل ہیں۔ دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم سورہ حج اور چوتھی آیت شریف کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ کہ انسان بڑا ہی جاہل ہے۔ یہ آیت شریف سورہ احزاب میں ہے۔ اور آیت شریف کا شروع اس طرح انا عسی ضلنا الا امانة الایہ ہے۔ اور ترجمہ اس کا اس طرح ہے ہم نے امانت کو آسمانوں و زمینوں

اور پہاڑوں پر پیش کیا مگر سب نے انکار کیا اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔ وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا اور تھا۔ اور آپ نے اپنی وہابیت کی تعلیم اور دینی تفہیم سے اس کا ترجمہ کیا ہے: "انسان بڑا ہی جاہل ہے یہ آپ کا دیوبندی خانہ زاد گستاخانہ و اہانتانہ ترجمہ ہے۔ جو بے ادبی اور نامرادی آپ لوگوں کے جسم میں شیطان نے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جو کچھ دل یا زبان سے نکلے گا وہ گالی کے لہجے میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں ایسا ہی نکلے گا۔ جو نہ کفری کفر اور مارتہ ہو گا اس آیت شریف کی تفسیر میں مفسرین نے بہت کی ہیں لیکن بالاتفاق اس میں لفظ انسان میں حضرت آدم علیہ السلام ہی کو داخل کیا ہے۔ اول الذکر آیات کفار کے حق میں ہیں اور مؤخر الذکر آیت شریف حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں ہے۔ لیکن آپ کی علمیت دینی اور فہم کی اہمیت و ثلوثیت و زندیقیت یہ ہے۔ کہ ہر چار آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل کر رہے۔ آہی تو منتقم حقیقی ہے۔ اگر ان لوگوں کی حالت یہی ہے۔ تو قیامت فریت ہے مسلمانوں کو دیکھو یہ لوگ کس بے باکی اور شوخ چٹمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین میں دریدہ دہی کر رہے ہیں۔ صریح گالیاں دے رہے ہیں۔ تاہم بکے مسلمان اپنے منہ میاں مٹھو رہے ہیں بلکہ علمائے حرمین شریفین سے افضل ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ یہاں تک ہی بس نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شاگرد بنا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات و الخزعبيلات میں کہتا ہوں کہ لفظ انسان قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے جدا جدا معنوں اور مطلب پر وارد ہوا ہے۔ چنانچہ سورہ الرحمن میں ہے۔ خلق الانسان علمہ البین ہ اس لفظ میں ہر انسان داخل نہیں ہے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد ہیں یعنی آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھلا دیئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم سکھلا دیئے اور جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہو گا سب کچھ تعلیم فرما دیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ علمت علم الاولین و الاخرین۔ مگر دیوبندی وہابیوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور سب و شتم کرنے پر قسم اٹھائی ہوئی ہے۔ اور اپنے امام الظالم دیوبندی مولوؤوں کی حمایت بیجا پر ایسے تلے ہوئے ہیں کہ ان کی عبارتوں اور گالیاں اور گستاخیوں کی تاویل میں یہودہ کرتے ہیں۔ بلکہ آپ جیسے مولوی جو دے کر پڑھے ہو قرآن شریف کی وہ آیات جو کفار کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ دہائے غضب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علوشان پر چسپاں کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو ایمانی پڑھاتے ہیں۔

اس سے متعلق عقیدہ نمبر ۳ میں بھی لکھا جا چکا ہے جس سے تم لوگوں کی علمی قابلیت معلوم ہوتی ہے
سوال (۱۴) معراج شریف میں ہر آسمان کے فرشتوں نے قیامِ تعلیمی کیا ہے یا نہیں اگر کیا ہے تو
ذکر معراج شریف کے وقت سات دفعہ قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب (۱۴) واہ واعظ صاحب! آپ کے سوالات لایمجل ہیں۔ اس کا جواب آپ کے سوال نمبر ۱
میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ علمائے کرام امتِ محمدیہ اہلسنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق اور
اجماع ہو چکا ہے کہ محفل مولود شریف میں قیامِ تعلیمی وقتِ ذکر و ولادت باسعادت کیا جائے اور
تمام بلاد اسلامیہ و غیر اسلامیہ بالخصوص حرمین شریفین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہی معمول ہے
جس کا مفصل بیان آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹ بحث میلاد شریف و قیام میں ہو چکا ہے۔ باقی رہا آسمان
والوں فرشتوں کا حضور کیلئے قیام کرنا۔ یہ ان کی سعادت اور محبت کا ثمرہ ہے۔ جو ان کو اس کا فخر حاصل
ہوا لیکن زمین والے مسلمانوں پر یہ فضل و کرم دوامی ہوا کہ وہ ہر مجلس میلاد شریف میں قیام
تعلیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے رہیں۔ اور منافق لوگ عداوت کی شقاوت اور سفا
کتی اوت میں مرتے رہیں۔ فوق الجنة و فوق فی السعیر کی تمیز کرتے رہیں۔ اللہ پاک
تیرا شکر ہے۔ کہ تو نے اپنے مولودوں میں پیدا فرمایا۔ الحمد للہ علی ذالک؟

سوال (۱۵) قاضی صاحب نے عدالت میں لکھوایا ہے میں صرف دوسری نمازیں مسجد میں پڑھتا ہوں
اور باقی تین گھر میں۔ فرمایئے کیا تارکِ جماعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمراہ فاسق
منافق نہیں فرمایا؟

جواب (۱۵) آپ کو دینی واقفیت میں کمال ہے۔ اور علمی لیاقت بے مثال ہے۔ یہ اس لئے کہ آپ
نے کسی دینی عالم سے کچھ نہیں پڑھا۔ صرف مولانا عبد الحمید صاحب مفتی لودھیانہ سے فرمائی
سارٹیفکیٹ ملازمت کے لئے حاصل کیا تھا۔ اور پھر انہیں کا مقابلہ کرنے لگ گئے۔ سچ فرمایا
حضرت بلبل شیراز جناب شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے یہ
کس نیا موخت علم تیرا زین کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اچھا فرمایئے! وہ کوئی حدیث شریف ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص اپنے گھر میں نمازِ عذر سے پڑھے۔ وہ گمراہ فاسق اور منافق ہے۔ اس حدیث شریف
کا پتہ دیجئے اور اگر کہو کہ تارکِ جماعت کے لئے یہ حکم ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کی بھی حاشیہ
شریف پیش کیجئے۔ جو ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ بلکہ منافق اور فاسق اور گمراہ لوگ وہ ہیں جو

جھوٹی حدیثیں بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان لگاتے ہیں۔ جن کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من کذب علی متعمداً فلیتبعوا مقتداً من النار یا دوسرا فقرہ فجن اہ جہنم ص ۱۰۱۔ ہر سنت و جماعت کے مذہب میں جماعت کو واجب یا سنت مؤکدہ لکھا ہے تارک اس کا جب تک کہ بلا عذر یا اس کا عقیدہ جماعت کے سنت مؤکدہ کا نہ ہو گناہ گار نہیں۔ ورنہ عذرات شرعی سے جماعت میں داخل نہ ہونے سے وہ حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ دیکھو ردالمحتار شاہی میں ہے۔ شرعی عذرات یہ ہیں۔ بیماری۔ اپانج۔ عینہ یا کچھ کا ہونا۔ شدت کی سردی سخت اندھیرا ہونا۔ رات کو آندھی چلنا۔ اپنے مال پر چوروں کا ڈر ہونا۔ قافلے کا چلا جانا۔ مریض کی خدمت کرنا۔ کھانے کا سامنے آنا بھوک کے وقت۔ علم فقہ کی مشغولی اور شغولیت۔ ان عذرات شرعیہ سے جماعت کا حکم ساقط ہو گیا ہاں اہل منافق اور فاسق وہ شخص ضرور ہے جو دنیا کمانے اور روٹی کے لالچ دس بارہ روپیہ یا ہوا کی نوکری کیلئے اپنی لمبی ڈاہری کو منڈولے یا کترائے اور خشتخاشی کرائے۔ اور حجام پر الزام لگائے اور منہ چھپائے۔

مولوی اکبر حسین کا مدر کی نوکری کیلئے اپنی لمبی ڈاہری کو کترانا

آپ کو یاد ہے کہ ایک دن خان بہادر محمد بہرام خان صاحب پشتر کے مکان بیٹھاک کے اندر محتاجم لودھیانہ آپ آئے۔ اور میں وہاں پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ نے اپنے منہ کو اپنی دستار کے شمل سے ڈھانپا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں مولوی جی آپ کے منہ میں درد ہوتا ہے؟ تب آپ نے کہا کہ ہاں درد ہوتا ہے۔ لیکن جب میں نے آپ کے شمل کو آپ کے منہ پر سے اپنے ہاتھ سے ہٹایا تو آپ کی لمبی ڈاہری کو خشتخاشی یا یا جو پہلے اس سے ایک بالشت اور دو انگشت تھی۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ یہ مولویوں کی حالت ہے۔ میں نے آپ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور کہا کہ حجام بد لگا گئے غلطی سے میری ڈاہری کتر ڈائی۔ کذب پر کذب۔ کیوں مولوی جی احادیث اور کتب فقہ میں حد شرعی کے خلاف ڈاہری کترنا والا فاسق اور منافق ہے۔ یا نہیں۔ اور پھر جبکہ مدرسہ کی نوکری کیلئے جو ان دنوں میں گورنمنٹ سکول میں صرف نوکری کی امید داری تھی۔ ایسے لوگ ضرور منافق ہیں۔ میں تو بوجہ مشغولیت و مصروفیت علم دین و تردید فرق مذاہب باطلہ و ہابہ مرزا نیہ کے دو وقت یا زیادہ اپنے مذہب کی مسجد میں وجود

لے ہاں درد ہوتا ہے الخ نرا جھوٹ تھا۔ پھر حجام پر الزام لگایا۔ وہ بھی جھوٹ۔ حالانکہ نہ کوئی درد تھا۔ نہ جھاک کی غلطی تھی۔ مگر ہاں مولوی جی جھوٹے عادی اور بوجہ حد شریف منافق ہیں۔ اور ڈاہری کترانے سے ذہن منافق۔ اور وہاں عینہ سے دل کا درد منہ

میرے مکان سے دور ہے۔ باجماعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن آپ کہتے کہ بحالت امیدواری اضطرابی اور بے قراری مدرسہ سرکاری میں ایک وقت کی جماعت بھی نصیب میں نہیں۔ بلکہ مدرسے نمازیں ہی چٹ ہیں۔ پھر وہی آیت شریف یقولون جافوا بھم مالمیس فی قلوبہم آپ پر وار ہے :-

سوال (۱۶) قاضی صاحب نے عدالت میں شاہ اسحق صاحب دہلوی کو اس حدیث حضرت شاہ عبدالغفر رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور تمام علمائے دیوبند مثل مولانا قاسم علی و محمود حسن و رشید احمد خلیل احمد و محمد اشرف علی صاحبان ہمیشہ ہیں برکتیں انکی (کو کافر اور سنت جماعت خارج کیا ہوں لکھایا ہے۔ کیا آپ اس بیان کیساتھ متفق ہیں۔ اگر نہیں تو پھر قاضی صاحب کے حق میں شرعاً کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟

جواب (۱۶) میں نے جو کچھ کچھری میں لکھوایا ہے وہ صحیح ہے۔ ہاں کچھری میں تو میں نے لکھوایا تھا کہ دیوبندیوں کو میں اہلسنت و جماعت سے خارج سمجھتا ہوں لیکن انکی تکفیر میں فتاویٰ حرمین شریفین سے ہو چکے ہیں وہ صحیح ہیں۔ اور اب جو میں نے اپنی کتاب میں تحقیقات کی ہے۔ اس سے اور بھی صاف ہو گیا ہے کہ واقعی وہ جن کے عقائد فہرست مشہورہ اور میری اس کتاب میں درج ہیں۔ واقعی کافر ہیں۔ اور جو شخص ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور یہی فتاویٰ عربیہ عجم کے ہیں :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اور آپ کے مولوی گالیاں ہیں توہین کریں عیب لگائیں تب تو آپ لوگوں کی خوشی ہو۔ اور جب ان کے کفر اور ارتداد کو ان کی تحریروں۔ اور کتابوں اور فتوؤں سے ظاہر کیا جائے۔ تو آپ کے گھر میں ماتم ہو جائے۔ اور نوہ کرنے لگ جائیں آپ ان کے مسلمان بنانے کی فکر کریں۔ یا خدا توفیق دے تو خود مسلمان بن جاؤ۔ ورنہ حشر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو جہنمیوں میں دھتکارے جاؤ گے :-

سوال (۱۷) جو شخص باوجود نقشبندی اور حنفی ہونے کے قیام میلاد کو ضروری جانے اور تارک قیام پر ملامت کرے اسکے پیچھے نماز ناجائز سمجھے۔ اور ہر مجلس میلاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانے اور آپ کے عالم الغیب ہونیکا اعتقاد رکھے۔ ایسے شخص کیلئے شرعاً کیا حکم ہے

جواب (۱۷) تمام سنی حنفی نقشبندی قادری حششی سہروردی اور مالکی شافعی حنبلی میلاد شریف اور قیام کو مستحسن اور فرض کفایہ جانتے ہیں۔ اور بعض نے سنت اور واجب اور فرض کفایہ لکھا ہے جو اپنی جگہ بحث میلاد شریف میں درج ہو چکا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا ایک مسلمان اور یکا با ایمان وایقان سنی حنفی اور محدث سول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہی شرعاً اس کیلئے حکم ہے :-

سوال (۱۸) علم غیب کی کیا تعریف ہے ؟

جواب (۱۸) علم غیب کی تعریف بحوالہ کتب معتبرات علم غیب کی بحث میں مفصل ہو چکی ہے۔ زیادہ تکرار کرنا باعث طوالت ہے۔

قولہ ٹوٹ۔ ان مطالبات کے جواب دینے کا مولانا عبدالحمد صاحب مفتی شہر لودھیانہ نے ہفتہ عشرہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ تاہنوز جواب سے ممنون نہیں فرمایا۔ منتظر ہوں۔ اکبر حسین سادھور دی۔
 اقول ٹوٹ۔ مولانا صاحب موصوف کا ایسے ایسے مطالبات کی طرف رجوع کرنا اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا تصور فرماتے ہیں۔ لیجئے۔ آپ کے مطالبات پورے ہو چکے۔ ان کو مولانا صاحب کی طرف سے ہی سمجھ کر اپنی تسکین کریں۔ ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے جو لوگ خداوند تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اپنے مرشدوں کے حکم کو نہیں مانتے وہ ہماری تحریر کو کب ماننے لگے خیر مانیں یا نہ مانیں لیکن میں تو اپنے خاص سنی حنفی بھائیوں کی تقویت کیلئے لکھ چکا ہوں۔ اور اگر کسی وہابی کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق رفیق کرے تو کیا بعید ہے۔ اور لفظ ”تاہنوز“ کا لکھنا آپ کی علمیت کی قلعی کھول کر داد دے رہا ہے۔

مولوی اکبر حسین کے نام کی تشریح اور ان کا شجرہ نسب

آپ نے اپنا نام اکبر حسین لکھا ہے۔ یہ سادھورہ کے سادات میں رہنے کا موجب ہے۔ اکبر حسین کے معنی سب سے بڑا حسین ہے۔ کیا آپ سب سے بڑے حسین ہیں۔ تمام مسلمانوں سنی اور شیعہوں میں سب سے بڑے حسین تو سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کو اس سے کیا نسبت۔ دراصل یہ بھی ایک قسم کی گستاخی ہے۔ مگر آپ کو اس کی پروا نہیں۔ کاش اگر اپنا نام اصغر حسین رکھتے تو شاید اچھا ہوتا یا کیا صرف اکبر نام کافی نہ تھا۔ جو آپ کے ماں باپ کے رکھا تھا۔ یہ اثر سادات سادھورہ کا ہے جن میں آپ اکثر رہے ہیں اور یہ بھی بات ہے کہ جن لوگوں کا عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بھائی یا بڑا بھائی کہنے لکھنے اور سمجھنے کا ہے۔ وہ حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو اپنا بڑا کس طرح سمجھ سکتے ہیں ونا اللہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرا غضب آپ کی طرف سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے آپ کو قوم سید بتلاتے اور لکھواتے ہیں۔ حالانکہ میں خود اور اکثر لودھیانہ کے باشندگان آپ کی قوم یا ذات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور آپ کے قریبی رشتہ دار موضع گل میں جو لودھیانہ سے قریب چار کوس کے ہے موجود ہیں یعنی آپ کا پھوپھا مسمیٰ پیر بخش بقول آپ کے شرکیہ نام ہے اور مسماۃ چاگاں آپ کی پھوپھی قوم

جولایا اس وقت موضع گل میں موجود ہیں۔ اور پیر بخش کا ایک بڑا لڑکا نور بخش نابینا ہے اور دوسرا چھوٹا لڑکا جس کا منشی ہے۔ وہ گاؤں کی بکریاں چراتا ہے۔ اور آپ کا والد سہی نواب تھا۔ اور آپ کے دو بھائی امیر اور وزیر نامی بھی تھے جو مر گئے۔ اور آپ کے باپ نے آپ کا نام تفولا اکبر رکھا تھا۔ یعنی نواب باپ کا نام اور اس کے تین لڑکے امیر۔ وزیر۔ اکبر ہوئے۔ گویا نواب سلطنت کے عہدے اور ارکان گھر میں تقسیم کر لئے۔ اور آپ کا نام اکبر۔ اکبر بادشاہ کے نام پر رکھا۔ تاکہ مغلیہ سلطنت کی قال آپ پر قائم کی جائے چھپکلی کو محلوں کی خواہیں۔ اور آپ کا تایا مہتاب نامی تھا۔ جو فوت ہو گیا۔ اور آپ کے دادا کا نام غوثا اور پرداد کا نام چراغا تھا جو جولایا کپڑا بانی کیا کرتے تھے۔ سرسنگھ نمبردار وغیرہ نمبردار اور ماڑا وغیرہ چوکیدار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور آپ کا کوئی مکان یا چھتر تک اس گاؤں گل میں اس وقت نہیں۔ اگرچہ آپ اسی جگہ کے باشندے ہیں۔ باوجود اس کے آپ نے اب مدرسہ کی ملازمت کے وقت اپنی قوم سید لکھوائی ہے اور اپنی تاریخ پیدائش ۱۸۸۳ء لکھوائی ہے۔ جو نرا جھوٹ ہے۔ اور حدیث میں داخل و خارج نسب پر لعنت وارد ہے زمانہ قریب قیامت ہے جو چلے بن جائے۔ کیا روکے ہے۔ مگر اس قدر چھلانگ کہ سولے سید بننے کے اور کوئی قوم نیچے کی پسند ہی نہ آئی۔ ایسے کو دے کہ سید ہی بن کر رہے۔ یہ بھی سادات ساڑھوہ کی صحبت کا اثر ہے۔ اس لئے کہ مجاوروں کے گھر میں شادی بھی ہو گئی۔ خدا کی شان ہے جب کوئی جولایا دلت مند اور مالدار ہو گیا وہ سید بن گیا۔ یا کچھ تھوڑا بہت پڑھ گیا تو وہ بھی سید بن گیا کیا اچھا کہا کسی بزرگ نے سال اول حاکم بودم سال دوم شیخ شد خلع چوں از راں شودا سال سید می شوم

بیچے جو چاہئے بن جائیے۔ میں آپ کے اس درد غلبے فروغ اور دھوکہ دہی کی اطلاع سرشتہ تعلیم میں نہیں کرتا۔ مجھے کیا۔ البتہ آپ کا تورع اور تقوالے جتلانا تھا جو صحیح صحیح عرض کیا زیادہ زیادہ۔ ایچھے معنی جی! آپ کے رسالہ کا جواب پورا ہو گیا۔ اور اس کے پورا ہونے کی تاریخ اس طرح پیدا ہوئی:

پہلی تاریخ۔ انوار آفتاب صداقت ... ۱۳۳۴ھ

دوسری تاریخ۔ اثبات عقائد معیوب و ہابیہ دیوبندیہ ... ۱۳۳۴ھ

تیسری تاریخ۔ آئینہ اثبات عقاید باطل و ہابیہ دیوبندیہ ... ۱۳۳۴ھ

چوتھی تاریخ۔ مصاصم فضل باہلاک و ہابیہ محل ... ۱۳۳۴ھ

پانچواں تاریخ۔ نام۔ قاطع الوہین جان ناحق کو منافقین و دہابین ... ۱۳۳۴ھ

۱۹۱۹ عیسوی

چھٹا تاریخی نام۔ قاضی فضل احمد کاوہاڑی
یہ چھٹا تاریخی نام اس کتاب کے کافی ہیں۔ اور بس

چاشنی طبع کے لئے صرا ایک غزل ورنڈ ہے

دشمن احمد یہ شدت کیجئے
 مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
 غیظ سے جل جائیں گے دینوں کے دل
 آپ درگاہ خدا میں ہیں وجہ
 حق تمہیں فراخ کیا اپنا حبیب
 اذن کب کا مل چکا اب تو حضور
 کیجئے چہرہ انہیں کا صبح و شام
 شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
 ظالموں محبوب کا حق تھا یہی
 واضحی حجرات الم شرح سے پھر
 بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے
 یا رسول اللہ وہابی آپ کی
 غوث اعظم آپ سے فریاد ہے
 یا خدا تجھ تک ہے سب کا نشہ
 میرے آقا حضرت اچھے میاں
 بلندوں کی کیا مروت کیجئے
 ذکر آیات ولادت کیجئے
 یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
 ہاں شفاعت بالو جا کیجئے
 اب شفاعت بالمحبت کیجئے
 ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
 جانِ کافر پر قیامت کیجئے
 اس بڑے مذہب پر لعنت کیجئے
 عشق کے بارے عداوت کیجئے
 مومنوں اتمام حجت کیجئے
 التجا و استعانت کیجئے
 گوشمال ال بدعت کیجئے
 زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
 اولیا کو حکم نصرت کیجئے
 ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

وہابی کیوں کہا گیا۔ اس لئے انہوں نے مجھے خارجی معترکہ کافر اور مشرک غیر خطاب دیا ہے۔ اس لئے
 اس امر کو صاف کرنا ضروری ہے۔ کہ کون لوگ وہابی ہیں۔ اور کب تک ان کا خروج ہوا۔ اور ہندوستان میں
 کب سے وہابیت آئی آپ کو معلوم ہو گا کہ میں نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک
 تو غیر مقلد وہابی۔ اور دوسرے مقلد وہابی جو تقلید کی آڑ میں ہمارے لئے مارا آستین کا کام دیتے ہیں
 کیونکہ غیر مقلد وہابیہ تو اپنے افعال انکار تقلید شخصی اور رفع یدین اور آئیں یا بھر اور ٹانگیں
 چیر کر کھڑے ہونے اور پہلو انوں کی طرح تھاپی مار کر سنیہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے کی علامات
 سے ظاہر ہیں۔ لیکن دوسری قسم کے وہابی وہ ہیں۔ کہ جب تک ان کا عقیدہ معلوم نہ ہو تب تک شناخت
 میں آنا مشکل ہے۔ اور یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو اہانت و جماعت میں نہایت مضر اور
 موذی ہیں۔ اس لئے میں چند کتب معتبرات تاریخی سے دکھلاتا ہوں۔ کہ وہابی فرقہ کب پیدا ہوا
 اور ہمارے ہندوستان اور پنجاب میں کیسے پہنچا۔ نیز ان کے خیالات گورنمنٹ برطانیہ سے کیسے ہیں میرے
 تجربہ کی بات ہے کہ سب سے پہلے اہانت و جماعت ان وہابیوں کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسبت
 سے وہابی کہتے تھے۔ اور ان کے حالات گورنمنٹ انگلشیہ کے خلاف معلوم ہوئے۔ تو گورنمنٹ کو انکی
 خبر پہنچنے لگی۔ اس پر ان کی نگرانی اور نگہداشت ہونے لگی۔ تو انہوں نے اس کی صفائی میں اپنے
 رسالوں اور کتابوں اور نظموں میں یوں۔ اور لکھنے لگے۔

وہابی کا معنی ہے رحمان والا کچھ اور یہی سمجھا ہے شیطان والا

یعنی اپنے آپ کو اللہ والے کہنے لگے۔ اور وہاب کے لفظ سے یا نسبتی ہے۔ اور دوسرے
 لوگ جو عبدالوہاب کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ وہ شیطان والے ہیں۔ لیکن تاہم ان کی تسلی نہ ہوئی۔ اور
 یہ قوم مشکوک تصور ہوئی۔ تب انہوں نے اپنے آپ کو موحد کہنا شروع کیا۔ لیکن مسلمانوں نے کہا
 کہ اب یہ لوگ موحد بننے ہیں۔ سو موحد ایک جاننے والے کو کہتے ہیں۔ جو صرف خدا ہی کو ملنے اور
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منکر ہو۔ تب انہوں نے اس شک کو رفع کرنے کی غرض سے
 اس نام سے بھی روگردانی کر کے اپنا نام محمدی رکھا تب مسلمانوں نے کہا۔ ہاں بے شک یہ لوگ
 محمدی ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں۔ اس کے ساتھ نسبت ہے۔ اس لئے ضروریہ لوگ محمدی
 ہیں۔ جب یہ بات ان کو معلوم ہوئی۔ تب سے انہوں نے اپنا نام ابھی حدیث رکھا لیا۔ جواب تک جاری
 ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ جو خالص غیر مقلد وہابی ہیں۔ لیکن اب بھی مسلمان لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ابھی حدیث
 صرف حدیث کو مانتے ہیں۔ اور قرآن شریف کی پرزواہ نہیں۔ یعنی حدیث بخاری کو قرآن شریف

پر مقدم کرتے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں حکم ہے کہ جس وقت قرآن شریف کی قراءۃ ہو تو تم چپاؤ درویش
 ہو کر سنو نماز، غیر نماز دونوں میں، لیکن اسکو قبول نہیں کرتے۔ اور حدیث بخاری پر عمل کر کے قرآن شریف
 امام کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ اسی طرح قرآن شریف میں حکم ہے کہ آمین آہستہ اور خفیہ کہو۔ مگر یہ لوگ اسکو تسلیم
 نہ کرتے آمین بالچہرہ پکارتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح کے اور مسائل میں جن میں قرآن مجید پر حدیث
 شریف کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسری شاخ وہابیہ کی وہ ہے جو مقلدین امام کہلا کر باقی تمام مسائل میں
 یا کتاب ہذا پر عمل کرتے ہیں۔ اور باہم دو کو متفق ہیں (۱) شرح تھذیب محمدیہ فی رد فرقہ مرتد بہ معنفہ مولانا
 اشرف علی صاحب گشت آبادی جو مطبع فتح الکرم بمبئی میں ۱۲۹۹ھ ہجری میں طبع ہو کر شائع ہوئی صفحہ ۳
 سے۔ تاکہ بیان لو پیدا ہونا فرقہ وہابیہ کا۔ جاننا چاہئے کہ تہذیب ہجری میں جنہلی مذہب سے ایک شخص
 ابن تیمیہ نامی گمراہ بد مذہب نکلا تھا۔ بدی کی باتوں کو اپنا جزو ایمان ٹھہراتا تھا۔ چنانچہ انکار شفاعت کا
 کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ جس کے باب میں اذن دیکھا اسی کی شفاعت کریں گے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کیلئے سفر حرام ہے۔ اور توسل واستعداد اولیاء اللہ سے ممنوع ہے
 وغیرہ۔ اور بڑے بڑے علماء نے اس کا رد لکھا۔ اور بادشاہ تک اس کی خبر پہنچید۔ ابن تیمیہ جیل میں قید
 کیا گیا۔ اور یہ حکم جاری ہوا کہ من کان علی عقیدۃ ابن تیمیہ حل مالہ ودمہ یعنی جو شخص ابن تیمیہ
 کا ساقبہ رکھے گا سو کافر ہے۔ اور اس کا مال اور خون قتل مسلمانوں پر حلال ہے۔ اسکے زمانہ بعید
 کے بعد عبدالوہاب پیدا ہوا۔ (مخصوصاً ۲) بوارق محمدیہ معنفہ حضرت فاضل اجل سیف اللہ المسلول
 مولانا مولوی فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ ۱۲۶۵ھ ہجری میں کاترجمہ حضرت مولانا مولوی غلام قادر فاضل
 بھروی علیہ الرحمۃ نے کیا۔ وہ ہونذا صبح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
 کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کے حق میں یہ فرمایا۔ ہتالک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن
 الشیطان (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہونگے۔ اور یہاں شیطان کا گروہ پیدا ہوگا۔ اس پیشنگوئی کا ظہور
 اس طرح ہوا کہ ۱۲۰۳ھ ہجری میں بسبب فات سلطان عبدالحمید خاں مرحوم (سلطان دوم) کے
 اور فساد قائم کرنے اس کے شہزادہ سلطان سلیم کے اور دیگر اور شورش باہمی وارتان سلطنت روم کے
 وہاں خلل اور فساد فوہر برپا ہوا۔ اور سب صوبے سرکش اور باغی ہو گئے۔ اور آمدنی نذر و تحائف
 موابج و خیرات جو اہل حرمین محترمین اور شریف مکہ کے واسطے سلطان کی جانب سال بسال آتے
 تھے سب مسدود ہو گئے۔ اور شان و شوکت شریف مکہ کی درہم برہم ہو گئی۔ اور ہر ایک جاہ طلب جو جمعیت
 رکھتا تھا۔ ملک گیری کے خیال میں لگا۔ چنانچہ عبدالوہاب نام کے قبائل نجد میں متنازع اور شاربہ میں مقیم

وہابیوں نے عام و خاص کاہنوں کا ہوا تھا۔ ریاست کے فکر میں لگا چونکہ حصول منصب ریاست بغیر سرمایہ نقد و جناس مشکل ہے۔ لہذا اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں اور دوستوں سے مشورہ کر کے استخراج کیا کہ بغیر زر حصول ریاست کس طرح ہو سب متفق الراء ہو گئے۔ کہ بجز حیلہ دینداری کے کوئی دوسری تدبیر نہیں اس حیلہ کے عوام الناس کی جمعیت کے زور سے اولاً حرمین پر کہ خزانہ اور خزانے سے مملو اور مال مال میں قبضہ کرنا مناسب ہے۔ بعد تسلط بر حرمین شریفین باقی بلاد اسلامی بسہولت مفتوح اور مسخر ہو جائیں گے۔ بعد قرار داد ہذا کے اس کے خاندان کے سب لوگ عوام الناس کو مرید بنانے لگے۔ اور علو خلافت کو دائم اطاعت اور انقیاد میں لا کر ۱۲۱۸ھ ہجری میں بیوم جمعہ مجمع عام کیا۔ اور امرا اور ارکان اطراف و جوانب کو حاضر کر کے یہ وعظ کیا۔ کہ شرع میں بادشاہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اقامت جمعہ و عید و عزل و نصب قاضیاں اور داد رسی مظلومان اور تنبیہ ظالماں اور اجر لے حد و شرعیہ سب بادشاہ پر موقوف ہیں۔ اور سلطان روم کہ محض برائے نام بادشاہ ہے کچھ قوت اور شوکت نہیں رکھتا۔ اور خطبہ میں اسکا نام غازی وغیرہ لینا سراسر دروغ اور افتراء ہے۔ اور عین خطبہ میں منبر پر دروغ کہنا مطلق حرام ہے اب لازم ہے کہ سب حاضرین متفق ہو کر ایک شخص کو بادشاہ مقرر کریں۔ اور اطاعت اسکی اپنے ذمہ واجب سمجھیں۔ مگر ٹھیکو معذور رکھیں۔ کیونکہ ٹھیکو دنیا کچھ رغبت نہیں ہے۔ خواص بولے کہ بجز ذات شریف کے دوسرا کوئی اس امر کے لائق نہیں۔ تب خود بدولت بولے کہ عالم مجبوری ہے۔ اب میں گروہ اہل اسلام کی مخالفت کس طرح کروں۔ مگر اس شرط پر منظور ہے کہ عقاید و اعمال میں تم میرے مطیع رہو۔ آخر الامر سب کی بیعت لے کر امیر المومنین کا لقب پایا۔ اور اسی روز خطبہ میں بجائے نام سلطان روم کے اپنا نام درج کر دیا۔ اور دوسرے جمعہ قرب و جوار شہروں میں نام اس کا بجائے نام سلطان کے جاری ہو گیا۔ اور اپنا وطن کہ درعیہ نام رکھتا ہے۔ مقرامامت قرار دیا۔ اور تادم زیست خود اس کے وہاں سے حرکت اور جنبش نہ کی۔ اور بیٹوں اور پوتوں کو بلاد درعیہ و امصار میں معین اور مقرر کر کے بالاقبال خلق کے راہبرین موسوم کیا۔ اور قاضی اور مفتی و محتسب مقامات مناسب میں تعین کر کے اشاعت عدل و احیاء دین میں مصروف ہوا۔ بعد از تمہید مقدمۃ الجیش مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہوا یعنی حرمین شریفین کے خزانے کے غارت کرنے کی اسی طرح تیاری کی۔ کہ از ابتدا آغاز قرار داد امامت تا تسلط و انتظام ملکی کہ بوساطت ذریعہ ہو ان خود بدولت اختراع مذہب جدید کہ مابین کفر و اسلام کے ہو۔ اور اہل سنت و جماعت اور سائر فرقہ اسلامی سے مباہلت و مخالفت رکھتا ہو مصروف رہا چنانچہ مسائل متفرق مذہب معتزلہ و خوارج و ملاحدہ ظاہریہ اور دیگر اہل ہوا سے انتخاب کر کے اور چند مسائل طبع زاد ایجاد کر کے جملہ مسائل

مدلل بدلائل اور احادیث سے ایک کتاب تالیف کی جس کا مقدمہ مزید ذکر کے اور کچھ لفظ و تفصیل تکمیل کر کے اس کے بیٹے محمد نام نے اس کو کتاب التوحید سے موسوم کیا۔ اور اس کو دو باب پر منقسم کیا۔ پہلا باب شرک کے رد میں۔ دوسرا باب بدعت کے رد میں۔ خلاصہ اس کتاب کا تلخیص و تفسیق تمام امت مرحومہ کے چند نسخے اس کتاب کے اپنے خلفائے راشدین کو دراصل مارقین فی الدین یعنی خارجی اور زندقہ تھے اور سال کے اور اسی اثنار میں خود بدولت دارلبوار میں داخل ہوا۔ اور جہنم داخل ہوا۔ بعد از قہر و قہر ہذا سعود و ناسعود عاقبت نامحمد ^{۱۲۲۱} ھ میں بہت سا لشکر ہمراہ لے کر عازم بیت اللہ کا ہوا۔ اہل حرم اسکے اتباع سنت و اشاعت عدل و احیاء دین کی خبر سن کر غلط ملاقات کے ہوئے اور ہر چند قرب و جوار کے لوگوں نے ان کا حال دیکھ بھال کر مکہ معظمہ میں انتشار راز کیا۔ شریف مکہ سے درخواست کی کہ ترکی لشکر اور عربی بدوؤں کو بلا کر استحکام مکہ معظمہ کا کریں۔ شریف نے ایک سنی کہنے لگا معاذ اللہ میں اہل حرم خانہ خدا کی نمانعت و مزاحمت کروں۔ بلکہ درخواست کرنے والوں کو زبرد تو بیچ کی ملتے میں سونامسعود روانہ ہوا۔ پھر ارکان مکہ نے شریف سے کہا کہ آپ کی غفلت کے سبب مکہ میں خونریزی ہوگی۔ شریف نے یہی جواب دیا کہ بتعان سنت سے ایسی حرکات سرزد نہیں ہوتیں۔ اسی اثنار میں سعود کا لشکر قرن المنازل میں پہنچا۔ (قرن المنازل میقات اہل نجد کا نام ہے) مکہ سے طرح دیگر طائف میں جا کر تمام شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور ارکان واعیان طائف کو کہلا بھیجا۔ کہ خلیفہ راشد براہ محبت دینی ملاقات کیلئے تم کو یاد کرتا ہے۔ سب لوگ باطمینان تمام خوش و خرم باہر آئے بجز پہنچنے کے ان کے سر تن سے جدا کر دئیے۔ اور فوراً چار طرف سے شہر طائف پر یورش کا حکم دے دیا۔ زن و مرد۔ خون و کلان جو لگے آیا سب کو تہ تیغ کیا۔ اور جو معاملہ ہلا کو خاں ملعون چنگیزی نے بغداد یوں سے اور یتیم یوں ملعونوں نے مدینہ والوں سے واقع حرمہ میں کیا تھا اس سے چند گونہ زیادہ کیا۔ اور جملہ اسباب پر قبضہ کر کے چند افسران برائے محافظت مال و ہاں چھوڑ کر خود مکہ کو متوجہ ہوا۔ اب مصیبت زدگان بقیۃ السیف طائف کے مکہ میں آکر شریف کو سرگزشت طائف کی سناتے ہیں۔ تو شریف کے پاس فوج کہاں تھی۔ ہاتھ سے جاتا رہا۔ مکہ میں فوج فقط بانسو غلام تھے۔ اور اتنی فرصت نہیں کہ اذان و جوانی سے مدد بلاوے۔ اور کتاب التوحید قبل اس کے ایک روز مکہ معظمہ میں پہنچی تھی۔ اور علمائے مکہ نے فتوے کفر اس طائفہ کا لکھا تھا۔ خدام حرم نے بازار یوں اور شہریوں کو مستعد مقابلہ کا کیا۔ اور شریف مکہ کے غلام بھی ان سے متفق ہو کر شریف سے درخواست اجازت مقابلہ کی کرنے لگے۔ اب شریف نے سب اجازت طائف کا سن کر سرا سیمہ و ہراساں ہوا۔ اور اپنی غفلت پر شرمندہ و نادام اور بیاد

کے نہایت ترساں ہوا۔ اور دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ شاید طائف والوں نے اسکا مقابلہ کیا ہو۔ جس کی پاداش ان کو ملی ہے حرم میں خونریزی نہ ہوگی۔ اب مجھ کو بیت الحرام کے زائرین کیلئے حکم قتال کا دینا ناجائز ہے۔ اس جیس جیس میں خبر آئی کہ نجدی قتل عام اور غارت کرتے ہوئے حرم شریف کی حد تک تجاوز کرتے ہیں۔ اور اب شریف کو ان خبیثوں کا خبث تیقن ہوا۔ اور بغیر فرار چارہ نہ دیکھا۔ انہیں خیراں بہرہا ہی چند غلاماں جدہ کی راہ لی۔ وہاں جا کر متحصن ہوا۔ اور سعود نامی سعود بے مقابلتہ مزاحمت اہل چار طرف سے بکمال سفاکی دے باکی اپنے ایمان کی آبرو گرتے ہوئے داخل حرم محترم ہوا زن و مرد وہاں کے چند پہاڑوں پر جا چھے۔ اور چند کساں خانہ خدا میں پناہ گیر ہوئے۔ ان اشقیانے متعلقین استار کعبہ اور پناہ گیراں قبہ چاہ زمزم اور حلیم اور مقام ابراہیم سے بلا پاسداری ان مقامات متبرکہ کے وہ معاملہ کیا۔ جس سے قلم لریزاں اور دل تپاں ہے۔ قتل خاد کعبہ کا توڑ کر نذر کعبہ کو کہ قبل از ابتدا ظہور خاتم النبیین تا اس وقت کوئی متعترض ان کا نہیں ہوا تھا۔ اور سب لوگ اس کی ترقی میں کوشش کیا کرتے تھے نکال لیا۔ اور اثاث البیت جملہ باشندگان مکہ کا اپنے تصرف میں لائے۔ اور حکم نافذ کیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے اتر کر اپنے گھروں میں آباد ہوں۔ مگر جس کے پاس اسلحہ و ساز جنگ پادیں گے۔ اس کو قتل کر دے لیں گے۔ اور اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان نہ ہوگی۔ جہاں پادیں گے کام ان کا تمام کریں گے۔ اور ان کے وجود سے ہمارے دل میں دغدغہ فتنہ و فساد کا باقی ہے۔ پس جس کو طاقت فرار تھی۔ وہ تو آوارہ ہو گیا۔ اور جوان کے ہاتھ آیا اس نے شربت شہادت پیا۔ بقیۃ السیف اپنے گھر میں جب آئے تو گھر وں کو اثاث البیت سے خالی و رفتہ پالیتے ہیں ہلے گردہ اہل ایمان ہلے امت حضرت ختم مسلاں یہ مقام عبرت ہے۔ جس جگہ جانوراں شکاری شکار کو چھوڑتے ہیں۔ اور وہاں کی نباتات اور حیوانات کو کاٹنا اور ستانا حرام ہو۔ اور آدمی گناہ کے خیال پر وہاں ماخوذ ہو۔ اور بھیرا اگر کسی جانور کے پیچھے دوڑے۔ اور وہ جانور داخل حرم ہو جائے تو وہ درندہ تعاقب اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور اہل حد حرم نہیں ہوتا۔ اور پرندگان ہوا میں محاذی خانہ کعبہ کے پہنچتے ہی چپ و راست منحرف ہو جاتے ہیں اور سے نہیں گذرتے۔ ان شیطاںین نے اس بقعہ شریفہ میں کیسے کیسے گناہ کئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد فراغ اس ہم اہم سے اب قصد غارت مدینہ منورہ کا کیا۔ اثنائی راہ میں جو بلا اس کو شربت شہادت پلا یا۔ وہاں جا کر قتل عام اور غارت تمام اور ہدم آثار صحابہ و اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے قصد کرنے روضہ مقدس نبوی کا کیا۔ اور روضہ مقدس کا صنم اکبر یعنی بڑا بت نام رکھا۔ چند اوباش نے بالات ہدم یہ نیت فاسدہ اس مقام پاک پر پہنچ کر دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولتے ہی ایک لاش دہانے عصائی ہوئی

علیہ السلام کی طرح ان فرامین ملائین پر ایسا پھونکا کہ اکر سوختہ و سیاہ ہو کر داخل جہنم ہوئے۔ اور
 انکی لاشہائے ناپاک سے ایسی بدبو پھیلی کہ ان کے بقایائے ان کو غسل و کفن بھی نہ دیا۔ کتوں کی طرح شہر
 سے باہر ڈال دیئے گئے۔ الناحیہ صلی بعد تکمیل مراتب جو رستم ایک کاردار با فوج ظلم و باں چھوڑ کر اور تمام
 سامان ساتھ لے کر مکہ معظمہ کو واپس آکر اپنے ہمید کو اثر میں داخل ہوئے۔ اور دریا ت قریب جوار مکہ معظمہ
 میں جو خالی از فوج تھے سب کو لوٹا۔ مگر جدہ کا ارادہ نہ کیا کہ سب بڑ و ہاں جمع ہو گئے تھے اور ۱۲۳۳ھ
 میں جب سلطان محمود شاہ غازی تخت نشین روم ہوا۔ ان کو چک ابدال بحال کا حال دریافت کر کے
 محمد علی پاشا والی مصر کو فرمان بھیجا کہ ان کا تدارک واقعی کرے اور ان میں کسی متنفس کو زندہ نہ چھوڑے
 والی مصر نے ابراہیم پاشا کو بالشکر حرا را کن پوٹ پر سوار کر کے بندر جدہ کو روانہ کیا۔ اور ادرہ قزوئے
 علماء مکہ کا قبل از نزول بلا و در باب تکفیر مصنف کتاب التوحید جس کا ترجمہ تھویتیہ الایمان ہے۔ مرتب کیا
 گیا تھا۔ ان ملائین کے ہاتھ آیا۔ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو کر مفتیاں فتویٰ کو حرم میں بلا کر سزا دینا شروع
 کیا۔ اور حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کہ مقتدار اہل مکہ تھے۔ ان کو بھی حاضر کیا۔ سعود مردود نے بطریق مسخرانہ
 سے کہا۔ السلام علیک یا شیخ مکہ حضرت نے فرمایا و علیک یا شیخ نجد سعود نام سعودیہ بات سن
 کر بہیم ہوا کہ مجھ کو گالیاں دیتے ہو۔ شیخ نے فرمایا۔ تم نے مجھے میرے شہر کی طرف منسوب کیا۔ میں نے
 مجھے تیرے وطن کی طرف منسوب کیا۔ اور اس آیت پر عمل کیا۔ اذ احبتم فحیو باحسن منھا
 ۱۔ و ساد وھا یعنی جب تم کو کوئی تحفہ دیا جائے تو تم اس سے بہتر دو۔ یا اس کو واپس کر دو۔ یہ ملعون بولا
 کہ یہ مہر تمہاری ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ برضا و رغبت خود بلا جبر و اکراہ ہمیدہ اور سنجیدہ میں نے مہر کی ہے
 ملعون بولا کہ سبب ہماری تکفیر کا حکم دیا۔ شیخ بولا کتاب التواہب الی اللہ۔ تا مفضلان نشان دول کتا
 مذکور شیخ کو دی۔ کتاب کھولتے ہی دیکھا۔ تو یہ لکلا۔ یاد کرنا موتے کا خواہ نبی ہو یا ولی بغیر وقت زیارت
 قبور کے شرک ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ اب اس عبارت کو سوچ کہ یہ عجیب شرک ہے کہ نماز میں داخل ہے
 السلام علیک ایھا النبی نماز میں پڑھتے ہو۔ اگر اب تجھ کو کافر نہ کہیں تو کیا کہیں اور عقیدہ تیرا مسلم
 ہو تو کوئی متنفس تا مصحابہ کفر سے نجات نہ پاوے گا۔ فعوذ باللہ من هذا العقیدۃ القاسیۃ
 اور عمدہ دلائل اور براہین سے ابطال خرافات قرن شیطان ثابت کر کے خارجی مردود کو ملزم کیا۔ سعود
 مردود طیش میں آکر بولا اے شیخ تو بخنوط العقل ہو گیا ہے۔ بے محابا ایسی کلام ہم سے کرتا ہے۔ ہماری شان
 لے کر چک ابدال یعنی رجب چھوٹا مریہ ۱۲ منہ ۱۵ شیخ نجد شیطان کو کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ ۱۵ کتاب التواہب یعنی
 وہابیہ کی کتاب جس کا نام کتاب التوحید رکھا ہے۔ ۱۲ منہ ۱۵

و شوکت کو جانتا ہے کہ ابھی سرائے اعمال تجھے پہنچے۔ شیخ نے نعرہ مارا۔ یا احمک المالحالین !!! ابھی یہ کلام طے نہیں ہوئی تھی۔ کہ یکایک لوگوں میں چہرہ چاہوا کہ ابراہیم پاشا بندر ینبورع سے گزر کر بندر جدہ کو متوجہ ہے۔ اور یہی انواہ عوام الناس میں اڑ گئی۔ حتیٰ کہ مسخو مردود نے یہ کلام سنتے ہی مضطربانہ لشکر میں جا کر اپنا فکر کیا۔ اور حضرت شیخ اس کے ظلم سے محفوظ ہے۔ بعد تحقیق معلوم ہوا کہ اس وقت ابراہیم پاشا ینبورع سے مکہ سے آٹھ دن کے فاصلے پر ہے گزرا تھا ادب یہ نہایت تعجب کا مقام ہے۔ کہ اتنے فاصلہ سے مکہ میں یہ خبر کس نے اڑائی تھی، تعجب کی بات کوئی نہیں۔ یہ ادنیٰ کرامت اولیاء اللہ میں سے ہے۔ (دیکھئے) راقم الحروف فقیر قاضی فضل احمد کہتا ہے کہ شیخ کے کشفی نعرہ نے یہ خبر مکہ معظمہ میں خدا کے حکم سے ظالم کے ظلم سے شیخ علیہ الرحمۃ کے محفوظ رہنے کے لئے اڑائی گئی تھی۔ اور یہ کرامت بعینہ حضرت شیخ عمر علیہ الرحمۃ کی ہے۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خطبہ جمعہ کی آواز ساریہ کے لشکر میں جو دوسو کوس پر مدینہ شریف سے تھا پہنچائی گئی تھی۔ اور اس میں نکتہ یہ بھی ہے۔ کہ یہ بات ہر دو حضرات بزرگوں کے نام عمر رضی اللہ عنہ کے نام کی مناسبت سے ہے فقط *

دوسرے روز گردہ شیاطین جدہ کو روانہ ہو کر لبہ ریاحیمہ زن ہوا۔ اور اسی روز ابراہیم پاشا قبل از درود گردہ شیاطین داخل قلعہ ہو گیا تھا۔ اور جہاز واپس کر دیا کہ امیر البحر کو حکم پہنچا دیں کہ آدھی رات کے وقت ایک بندہ پر کہ جدہ سے چھ کوس پر ہے فوج کو اتارے۔ تو میں قبل از طلوع صبح بندر جدہ پر پہنچا کر اس گردہ شیاطین پر گولہ باری کرے۔ اور شب شب بطور یلغار لشکر مخالف پر آدھی فوج سے شجوں ڈالے۔ اور آدھی فوج کو لشکر میں رکھے۔ جب کہ یہ گردہ شیاطین فرار ہوں۔ تو ان پر گرا ب مارے۔ الغرض آخر شب کو قلعہ سے چند توپیں اتاری تھیں۔ کہ ادھر سے امیر البحر نے شلک شروع کر دی۔ اور ادھر سے ابراہیم پاشا نے آتش باری ایسی کی کہ ان وحوش نے کبھی ایسا صدمہ نہیں دیکھا تھا۔ رد و فرار ہو گیا۔ ان کے خیمے چھوڑتے ہی ابراہیم پاشا نے جملہ ساز و سامان ان کا غار کر کے تباہ کیا۔ ان مرجوین پر تین طرف سے گولہ باری ہونے لگی۔ ادھر ابراہیم کی ادھر امیر البحر کی ادھر فوج کین گاہ کی۔ اور یہ فراعنہ ملا عنہ بعضے آگ کی راہ سے اور بعضے آب شور کے راہ سے واصل جہنم ہوئے۔ سورج نکلنے تک میدان صاف ہو گیا۔ سعودی مرد و دیانا کسان معدود گریزاں آفتاں و خیزاں نجد کا راہی ہوا بعد ابراہیم پاشا متوجہ مکہ معظمہ ہوا۔ اور ایک امیر طائف میں مقرر کیا۔ اور کچھ لشکر مدینہ منورہ کو روانہ کیا خود مکہ معظمہ میں پہنچ کر بعد اداۃ عمرہ نجد میں جا کر کسی شخص کو ان اشرار میں سے زندہ نہ چھوڑا۔ اس

سہ محفوظ ہے۔ یہ کرامت ہے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی۔ ۱۲۰ منہ

وسامان جو مکہ معظمہ مدینہ منورہ سے غارت کر کے گئے تھے ہر ایک مالک کو واپس کر دیا۔ اور علاؤ الدین
جو اسباب نقد و جنس نجدیوں کا ہاتھ آیا باشندگان حرم شریف پر تقسیم کر دیا۔ اور جن مساجد کو ان خبیثوں نے
مسمار کیا تھا۔ ان کے لئے حکم تعمیر کا فرمایا۔ انہیں ایام میں صحرائے بادیہ نشینیاں فرقہ زیدیہ نے جو ایک شعبہ
شیعہ کہے۔ اور نواح بنادرین میں آباد ہے۔ کتاب التوحید کے پیچھے سے مذہب نجدیوں کا اختیار کر لیا
چونکہ اس نواح میں بیاعت ضعف حکومت بادشاہ صنعاء کے ان بادیہ نشینیاں نے تہجد اختیار کیا ہوا
تھا۔ اور ایک شخص کو امیر المؤمنین مقرر کر کے مخاز جدیدہ پر کہ بڑے بندرین کے ہیں۔ مسلمانوں سے
قتال و جدال شروع کیا۔ بادشاہ صنعاء نے سلطان روم کے یہاں عرضی کر کے استغاثہ کیا۔ وہاں سے
نام ابراہیم پاشا کہ ان ایام میں مقیم حجاز تھا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ ابراہیم نے حسب الحکم سلطان مصر میں
جا کر نجدیہ زیدیہ کی جمعیت کو متفرق کر دیا۔ پھر جب سلطان محمود غازی سلطان روم جو ارجمت الہی
میں گئے۔ اور خلف الصدق ان کا سلطان عبدالحمید خاں زینت فرمائے اور رنگ سلطنت کے ہوئے
توصوید اران کو بعد از جد و کد مطیع و منقاد اپنا کیا۔ اور محمد علی پاشا کے تحت سوائے مصر کے اور کوئی
ملک نہ رکھا۔ اور حکومت حجاز و یمن و نجد و شام وغیرہ کی اس سے افتراء کر کے دوسریاں کو دیدی
اس اثناء میں فوج محمد علی کی یمن سے روانہ مصر کو ہوئی۔ اور منہوز فوج سلطان یمن میں نہیں پہنچی کہ فرقہ
زیدیہ نواح مخا و حدیدہ میں ایک شخص کو امیر المؤمنین کا خطاب دے کر اسی تیرہ تیرہ نجدیہ کو شعار اپنا بنا کر
اور مخا و حدیدہ پر تاخت کر کے تجارت غارت کر لئے جب یہ فقیر یعنی مولانا فضل الرسول صفا مغفور و مبرور
وہاں پہنچا تو حکومت ان حضرات کی تھی۔ آدمی صحرائی نظم و نسق سے واقف فقیر کو امیر المؤمنین مقرر کرنے کے علاج
واسطے یاد کیا۔ مرض قرحہ مثانہ تھا۔ میرے علاج سے شفا پائی۔ اب سنا گیا کہ سلطانی فوج کے پیچھے سے صحرائی
صحرا کو چلے گئے۔ ایک فرقہ حاجیہ کہ باصیہ کہتے ہیں مسقط کی اطراف میں یہ مذہب اختیار کر کے ایک شخص
کو امیر المؤمنین خطاب دے کر سرگرم قتل و غارت کا ہوا۔ چند جہاز حاجیوں کے اور تاجروں کے
غارت کئے۔ دریائی راستہ میں بڑا فتنہ برپا کیا۔ امام مسقط سعید نام بڑا ہوشیار اور بے تعصب آدمی
تھا اور روادار مذہب کسی تنفس رعیت و مسافر کا خواہ کسی ملت و مذہب کا ہو نہ ہوتا۔ انکی قرار و قیاسیہ
میں ایسا لگا کہ اثر و نشان اس طائفہ کا وہاں نہ چھوڑا۔ الغرض آج برعرب حجاز و شام و یمن وغیرہ میں بحرین
صحرائوں زیدیہ کے کہ اطراف سواحل یمن میں نشان ان کا ہے۔ اور کوئی صاحب اس مذہب کا نہیں
حرمین شریفین اور جملہ بلاد اسلامیہ متعلقہ ممالک روم و شام و مصر میں بغیر تہذیب گزراں خبیثوں کا محال
ہے یہ کیفیت نجدیہ عرب کی بموجب تاریخ محمد بن نصر شامی کے مختصر لکھی گئی ہے۔ بلفظ صفحہ ۲ سے

۱۰ تک۔ شوارق محمدیہ۔ ترجمہ شوارق محمدیہ ۴

دہابیہ نجدیہ ہندوستان کے حالات

اب حقیقت شیوع اس فرقہ ضالہ کی خط ہندوستان میں یہ ہے۔ کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
 اخیر عمر میں اپنی سب جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو بکثرت تھی اپنی بیوی اور نواسوں کو ہبہ کر کے ان کو
 قابض اور متصرف کر گئے۔ اور مولوی اسماعیل برادر زادہ ان کا سرپرست ہو کر با اتفاق مولوی عبدالحی نامی
 شاہ صاحب مرحوم کہ انہیں دونوں میں تو کمری کچہری ضلع میرٹھ سے موقوف ہو کر دہلی میں پہنچے تھے
 سید احمد مرید شاہ صاحب کو پیر و مرشد اپنا بنا کر سیر و سیاحت کرنے لگے۔ اور اپنے پیر و مرشد کے
 کمالات کے اظہار میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اپنی کتاب صراط مستقیم میں ان کو شاہ جناب رسالت مآب
 کے کیا۔ یعنی سید احمد جبلت اور فطرت میں شاہ جناب رسالت مآب کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی سبب
 لوح و فطرت ان کی نقوش علم رسمیت اور تحریر و تقریر سے مصنفی رہی ہے۔ اور یمن بیعت شاہ صاحب
 سے کمالات طریقہ نبوت کے کو مجملاً ان کی طبیعت میں پہلے ہی مندرج تھے۔ تفصیل و شرح تمام ہوئے
 اندر مقامات ولایت بخوبی جلوہ گر ہوئے۔ اور تین خیا حضرت رسالت مآب نے اپنے ہاتھ مبارک سے ان
 کو خواب میں کھلائے۔ بعدہ جناب ولایت مآب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بدست مبارک خود غسل دیا۔
 اور حضرت قاطنہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے لباس فاخرہ پہنایا۔ اس سبب کمالات طریقہ نبوت ان میں
 نہایت جلوہ گر ہوئے۔ اور حق تعالیٰ بلا واسطہ تکفل ان کے حال کا ہوا۔ حتیٰ کہ ایک ن خدا تعالیٰ
 نے دایاں ہاتھ ان کا اپنے ہاتھ میں لے کر اور کچھ انوار قدسی پیش آنحضرت کے کیے فرمایا۔ کہ تجھ کو یہ دیا
 اور بہت کچھ دینگے حتیٰ کہ ایک شخص بخوابش بیعت خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شاہ سید احمد صاحب نے
 جناب باری سے استفسار کیا۔ اس معاملہ میں آپ کو کیا منظور ہے۔ حضور سے حکم آیا جو شخص تیرے
 ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ گو لکھو گھبراؤ می ہوں ہر ایک کو میں کفایت کروں گا۔ الخ۔ بلفظ صفحہ ۱۰ سے
 ۱۴ تک اصراط مستقیم کا مضمون) آخر سید احمد صاحب داعی اجل کو لبیک کہ کر سد ہائے اور اٹھائے
 دورہ میں کتاب التوحید نجدیہ کی مولوی اسماعیل کے ملاحظہ میں گزری محکم کل جدید الذیذ ہر تی چیز
 مزیدار ہوئی ہے۔ پسند کیا۔ اور طرز و عظمیٰ اس پر ڈالی۔ اور تبصرت قلیل کتاب تقویۃ الایمان نام کے
 ہندی ترجمہ کر دیا۔ اور ان کے خلفاء اور اماناء دور و نزدیک اس کو منتشر کر کے تحریک فساد کی کرنے
 لگے۔ اور ایمان اپنا اعتقاد کر کے اس کتاب پر منحصر کیا۔ اور اس کتاب کو فارق اور مابہ الامتیاز

کفر و ایمان کا اعتقاد کیا ہے ہر کہ آندہ ہر اں مزیت کرد اور یہ اسمعیلیہ نے تو
کتاب مذکور پر بہت تفریعات استنباط کئے شروع کر دیئے۔ اور تکفیر و تفسیق عامہ امت مرحومہ کے
اور سب وطن و ہتک و توہین انبیاء و اولیاء اس قدر شائع کی کہ حد و نہایت سے باہر ہے بار و عطا کا
انہیں سیاہ اور اراق ہندی زبان پر قرار دے کر مجلس و عطا کی گرم کر کے جو مسئلہ اس کتاب میں آگیا ہے
کو کالو جی سمجھے نقل اور سند کے محتاج نہ ہوئے۔ اور پوری کہتے کہ علم حدیث و تفسیر و سیر میں چنداں
مہارت نہ رکھتے تھے۔ اور اس فن کی کتابیں بھی دستیاب ان کے نہ تھیں۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب
قائدان کمال علوم و نبیہ میں مشہور تھا۔ اس سبب سے ان کو اس خارستان میں کھینچا اور بعض متروک
ہوئے تو فقط اس خیال سے کہ یہ عقل باور نہیں کرتی کہ سب اکابر خلف و سلف سے کافر ہو جائیں۔ اور
اسلام صرف اسی طریقہ جدیدہ میں کہ صاحب اس طریقہ کا بھی قدیم طریقہ پر تھا۔ اور کتاب تقویۃ الایمان
و کتاب صراط مستقیم سموزن کی تو اور زیادہ عجیدہ ہوئے۔ اور عقلمند ہنسے ریت
کہ بت شکنی دگاہ بمسجد زنی آتش از مذہب تو گبر و سلمان گلہ دار و
یادہ شور بایا یہ نکی۔ کجاوہ افراط اور کجایہ تفریط۔ نعوذ باللہ من ہذہ الالباب طیل والانغالیط
جب دلی میں دین جدیدہ کی نوبت پہنچی۔ تو ہزاروں آدمی مریدان و شاگردان ہو کر شاہ
عبدالعزیز صاحب اور مولوی شاہ رفیع الدین صاحب اور مولوی شاہ عبدالقادر صاحب مولوی اسماعیل
کے دست بگریبان ہوئے۔ کہ ماوشما اساتذہ کے حضور میں متفق ہو کر ایسے کام کیا کرتے تھے۔ اور موجب
ثواب جانتے تھے۔ اور تم بھی فتوے دیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ اس سفر میں وہ سب
شکر و کفر ہو گئیں۔ اس کا باعث اور سبب بیان کرو۔ مولوی رشید الدین خاں صاحب نے کہ اس زمانہ
میں سب ادلے اور افضل تھے۔ تخلیہ میں بذریعہ و بلاذریعہ اسمعیل کہ بہت سمجھایا کہ دین میں فساد
ڈالنا اور جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا قبیح ہے۔ اور واجب ترک اور مفروض الاجتناب اگر دل میں کچھ
خلش ہے تو آؤ ماوشما و دیگر علماء و صلحا متفق ہو کر کتب دین کی طرف رجوع کریں اور احقاق حق قبول
کریں اور شقاق و نفاق کو جماعت مومنین سے استیصال کریں۔ اور نولے اعانت و اشکاراہ راست
پر کہ اتباع سواد اعظم ہے بلند کریں۔ اور خاص عام کو حق سے آگاہ کریں۔ مولوی عبدالحی اور مولوی
اسمعیل اس خوف سے کہ ہمارے عقائدہ فاسدہ طشت از نام نہ ہو جائیں۔ روبراہ نہ لائے۔ آخر مولوی رشید
الدین خاں صاحب نے ۱۲۳۳ھ ہجری میں باتفاق مولوی تھوڑے من اللہ اور مولوی موسیٰ خاں خلیف الرشید مولوی
شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم و دیگر علماء بحضور عامہ اعیان اہل حاد علیہ روس از شہان جمع خاص علم جامع

مسجد دہلی میں کیا۔ اور مسائل تنازع میں مباحثہ کر کے الزام دیا۔ اور ایسا مغلوب عاجز کیا۔ کہ ان کی غلطی سب پر ظاہر و باہر ہو گئی۔ اور نیز مولوی مفتی صدر الدین صنام مرحوم فہمائش کر کے مولوی اسماعیل کو راہ راست پر لائے۔ اور ان سے اقرار کرالیا کہ ہم نے اب تحقیق کی اور اقرار طفریط کو چھوڑا سواد اعظم کے مخالفین سے منہ موڑا۔ اور یہ بات عام و خاص پر جامع مسجد میں شائع و ذائع ہو گئی۔ مگر یہ حضرت بعد اقرار و اقبال کے پھر گئے۔ مگر فتوے مسائل نزاعیہ کا مہر و دستخط مفتی صاحب مرحوم مزین ہو گیا۔ اور انہیں ایام میں مولوی فضل حق صاحب مرحوم نے اسماعیل پر تاخت کی یعنی شفاعت کے مقدمہ میں جو کچھ مولوی اسماعیل سے سرزد ہوا۔ اس پر گرفت کی۔ اسماعیل نے ابتداً کچھ حرکت مذہبی کی۔ انجام کار جواب سے عاجز ہوا۔ اور کتاب تحقیق الفتوے فی البطل الطغویٰ تصنیف مولانا فضل حق صاحب مرحوم رافع جملہ اوہام مزین مہر و دستخط علامہ ابراہیم دکنی و اکتاف میں شائع ذائع ہو گئی۔ اس سبب شورش و طغیان اس عصیان کا کچھ کم ہوا۔ اور وہ عظیمین دین جدید نے بھی لگام تو سن کلام کی کھینچی۔ اور مجلس و عظم میں بجائے شدت کے رفق اور لین کو کام فرمایا۔ اور قال و قیل میں بات تاویل کا مفتوح کیا۔ گویا یہ فتنہ بیخ سے برکنہ ہو گیا۔ اب اس دین تجدید سے رنگ اور پیدا کیا۔ کہ مولوی اسماعیل نے وعظ غزا کا شروع کیا چونکہ یہ بات پسند خاطر عوام اہل اسلام کے تھی۔ تو ہر کسی نے جان و مال سے حاضر ہو کر خدمت کی۔ جب کچھ جمعیت پیدا ہو گئی۔ تو افغانستان پر پہنچے۔ سید احمد صاحب کو امیر المومنین سے ملقب کیا۔ قوم افغانان کو جو راہ خدا میں اپنی جان و دینی عزیز از جان سمجھتی تھی۔ دل و جان سے ان کے مطیع ہوئے۔ اور ان کے اداء کرات کے باعث زیادہ تر اجماع ہو گیا۔ منجملہ کرامات اور پیشگوئیوں کے یہ بیان کیا کہ فلاں سال فلاں ماہ فلان تاریخ رنجیت سنگھ رئیس کفار دست خاص امیر المومنین سے مارا جائے گا۔ اور نماز عید کی فلاں سال مسیحا لاہور میں پڑھیں گے۔ اور فلاں فلاں ملک تصرف میں آئے گا۔ اور فلاں سال اخراج نصاریٰ ہندوستان سے ہوگا۔ ایسے بذیات غیر منتہائی کے سبب لوگ فریقہ ہو گئے۔ آخر کار بمجر و تلافی صفیں اور شروع مقاتلہ اور چلتے توپ اور تفنگ کے امیر المومنین سارے مجاہدین کے ساتھ منہزم ہوئے۔ اور غار فرار میں از حشہ اختیار کی اور کھوپڑی سے بھاگنا سب یادہ گوئیوں کا مبطل ہوا۔ غرض سکھوں سے بھاگ کر اور پشاور یوں سے ہمدانستان ہو کر پشاور پر حکم جہاد کا جاری کیا۔ اور مسلمانوں کا قتل و غارت کیا۔ یعنی کیا۔ ہنوز فوج سکھوں کی پشاور پہنچی نہیں کہ فقط آمد آمد فوج بے اشتغال قتال کے پشاور کو چھوڑ دیا اور پشاور چلے گئے۔ پشاور کے آدمی دیندار تھے سب مطیع ہو گئے اور جان و مال سے حاضر ہوئے۔ پس جب ان میں تھوڑی سی طاقت ہوئی تو دست درازی شروع کر دی۔ اور احکام دین جہاد کے

عے اعلان جاری کر دیے۔ ہر چند رسول نے ہمائش کی۔ مگر کارگر نہ ہوئی۔ ناچار انہوں نے مجبور ہو کر اتفاق کیا کہ ہم نے سکھوں پر جہاد کے واسطے ان کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ لیکن یہ لوگ تو ہم سے وہ معاملہ کیا چاہتے ہیں جو کفار سے کیا جاتا ہے۔ سکھوں سے فرار ہو آئے ہیں اور جان و مال مسلمانوں پر ایسی دلیری کرتے ہیں انکو دفع کرنا چاہتے۔ چنانچہ ان کے علماء و رؤسا کو کہلا بھیجا۔ لیکن انہوں نے شنا۔ افغانوں نے ایک ہی دفع تمام متعین آدمیوں کو جا بجا قتل کر ڈالا اور فتح خاں رئیس پتیار کو کہ وزیر امیر المومنین قرار دیا جا چکا تھا معذ کے طور پر کہنے لگا۔ کہ میں اس دن کے واسطے کہا کرتا تھا کہ تجا و زحدا اعتدال اور تعرض کرنا ناموس اور جان و مال اور اظہار کرنا احکام دین جدید کا مناسب نہیں ہے۔ اور کام ہاتھ سے جاتا رہا سارا لشکر ہی معاملہ بگڑ گیا۔ تدارک ان کا محال ہے۔ لیکن تم کو اس معرکہ سے بحفاظت تمام پہنچا سکتا ہوں۔ بعد فرد ہونے اس نادرہ فساد کے جو کچھ ہونا ہے ہو گا۔ چنانچہ امیر المومنین اور مولوی اسماعیل کو پتیار سے باحیاط تمام الکال کر اپنے ملک میں لایا۔ اور استمالت قلوب افغانوں میں مشغول ہوا۔ عین فرار میں امیر المومنین پر دھاوا کیا بعض کہتے ہیں کہ افغان تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سکھ تھے۔ واللہ اعلم۔ اور وہ صدمہ یقیناً مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اٹھایا۔ کیونکہ ان حدود میں سکھوں کا وجود نہیں تھا۔ ان سب کو راہ قناد کھلائی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ ملک پتیار سے بھاگ آئے تھے۔ اب اتباع سید احمد کے مذاہب متعدد ہو گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ اگر اپنے وعدوں کو پورا کریں گے۔ اور بعض معتقد ہیں کہ فلا نے پہاڑ پر زندہ ہیں۔ مگر خلقت پوشیدہ ہیں۔ اور جس سے ان کا جی چاہتا ہے اس پر ظہور کرتے ہیں۔ اور اس کو بشارتیں بھیجتے ہیں۔ اور اکثر ان کے آنے کا یقین رکھتے ہیں۔ اور بعض کا اعتقاد ہے کہ ان کا ظہور اور اثبات مرگ سید احمد کے کفر ہے جو اس بات کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے۔ الغرض سید احمد اور اسماعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرد ہوا اور ان دن دین جدید میں کمال ضعف آ گیا۔ کتاب تقویتہ الایمان گویا مستورا اور پوشیدہ ہو گئی اہمات قواعد اصول اس کے مسائل کے کتاب ایہ مسائل اور اربعین میں جلوہ گر ہوئے۔ کل حال دہابیوں کا ہندوستان میں یہ تھا جو کھا گیا۔ بلفظ صفحہ ۱۰ سے ۸ تک (۳۱) کتاب فریاد المسلمین مصنف منشی محمد حسین صاحب رئیس قصبہ ننڈوڑ ضلع بجنور مطبوعہ مطبع ریاض ہند امرتسر شری مطابقی ۱۸۹۶ء

خلیفہ سید احمد اور مولوی اسماعیل کا ابتدائی حال

عرصہ تخمیناً ساٹھ برس کا ہوا ہو گا۔ کہ سید احمد موضع تکیہ ضلع رے بریلی ملک اودھ کے رئیس

سید حسنی شریف خاندانی عمر میں نوجوان جن کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پیدائش ان کی تسلیم بحری کی تھی اور طبیعت ان کی آغاز سن تیز سے علم فقیری کی طرف مائل اور شاعری بھی اپنے وطن مالوہ سے روانہ ہو کر آئے ہائے اہل اللہ کی زیارتیں کرتے کرتے سہارنپور ہوتے ہوئے دلی پہنچے مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے مرید ہو کر ٹونک چلے گئے۔ نواب امیر ظاہر مرحوم والی ٹونک کی سرکار میں اردلی سواروں میں لو کر ہو گئے۔ تین سال تک نوکری بھی کی۔ اور فقیری کے شوق میں عبادت اور پیری مریدی بھی کرتے رہے بعد تین سال کے یہ دعویٰ کیا کہ مجھ کو خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ میں تمام ملک ہندوستان کو تسخیر کروں گا اور بادشاہ بنوں گا۔ اس لئے جہاد کا خیال ان کے دل میں پختہ ہو گیا ۱۲۳۲ھ میں نوکری چھوڑ کر دلی میں تشریف لائے۔ اور اپنے پیروں سے ان کی تشریف آوری سے پہلے شہر دہلی میں یہ معاملہ اور مختصر درپیش تھا کہ مولوی اسماعیل ہمشیرہ زادہ مولانا عبدالعزیز خردسالی کی عمر میں مولویت کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ یہ نوجوان مولوی بڑے ذہین اور منطقی تھے تیز طبیعت سپاہی مزاج غصہ ناک بیباک آدمی تھے انہیں دنوں ایک کتاب شیخ عبدالوہاب نجدی کی تصنیفات کا انتخاب بی بی سے دہلی میں آئی چونکہ عبدالوہاب مسطور ملک عرب کا باشندہ زبان دان تھا مولوی اسماعیل ان کی نصاحت بلاغت پر فریقہ ہو گئے۔ اس کے کچھ مسائل انتخاب و اخذ کے علمائے دہلی حنفی مذہب سے چھڑ چھاڑ شروع کر دی انہوں نے اس کو ایک خردسال تمام خیال سمجھ کر ان سے بحث نہ کی مگر مولانا عبدالعزیز سے ان کی بے اعتدالی کے شاکہ ہوئے۔ مولانا موصوف نے کچھ رنجیدہ خاطر ہو کر مولوی اسماعیل کو پیغام بھیجا کہ میری طرف سے ہو اس لڑکے نامراد کو کہ جو کتاب بی بی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقاید صحیح نہیں۔ بلکہ بے ادبی سے نصیبی سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں آج کل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم ابھی نوجوان بچے ہو ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔ مگر مولوی اسماعیل صاحب نے ان کی فہمائش اور ناراضگی کا کچھ خیال بھی نہ کیا سب سے اول اپنے خاندانی علماء کو ہی مناظرہ کا پیغام دیا۔ وہ فکر مند ہوئے کہ کیا کیا جائے۔ اگر مناظرہ قبول کرتے ہیں تو یہ عزیز دست بقبضہ ہے۔ خدا جلے کیا صورت پیش آئے اور جو نہیں قبول کرتے ہیں تو وہ فتح کا تقارہ بجا کر اور زیادہ تنگ کریں گے مشورہ کر کے تحریری مناظرہ قرار دیا گیا۔ مولوی اور مولوی اسماعیل کو زک حاصل ہوئی۔ اس وقت تک مولوی اسماعیل شہید کسی کے مرید نہ تھے۔ اور یہ بھی ان کو معلوم ہو گیا کہ کئی معلومات علم تصوف کی وجہ سے ہم کو زک اٹھانی پڑی۔ پھر یہ بیت کرنے کے فکر میں ہوئے۔ مولانا عبدالعزیز نے فرمایا کہ اگر میری تلاش ہے تو خلیفہ سید احمد کے مرید ہو جاؤ۔ مولوی اسماعیل خلیفہ صفا کے مرید ہو گئے (خود اپنا مرید نہ کیا) ان دنوں خلیفہ صاحب

کی حرارت قلبی کثرت ذکر اللہ سے بڑھی ہوئی تھی۔ مرید ہوتے ہی مولوی صاحب کا ایسا اعتقاد بڑھا کہ حب خلیفہ صاحب شہر کے سیر کو سوار ہوتے مولوی صاحب ان کی رکاب پکڑ کر بجائے سائیس کے کوسوں تک ایسے دوڑتے کہ سر کا پسینہ پاؤں پر ٹپکتا تھا۔ خوابوں اور الہاموں اور بشارتوں اور کرامتوں کے چرچے نے یہ ترقی پکڑی کہ ہر روز صبح مرید چلے جاتے تھے۔ خلیفہ صاحب ایک بزرگ اہل اللہ مشائخ سپاہی مزاج آدمی تھے۔ ان کو علم رسمی حاصل تھا۔ عالم بے تجربہ نہ تھے۔ نہ کوئی انہوں نے تائید اجتہاد کیا۔ مگر ماں مولوی اسماعیل عالم میث تھے۔ اول انہوں نے کتاب صراط مستقیم لکھی۔ اور مسائل تصوف کی قوت اور فرط عقیدت کے جوش میں آکر سیر کے مرتبہ اور کشف و کرامت کو ابنیاء علیہم السلام کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ اور انہیں مولوی صاحب کی وجہ سے کہ صفت درویشی کے ساتھ علمائی صفت شامل ہو گئی۔ پری مریدی کے سلسلے نے ایسی ترقی اور رونق پکڑی کہ فقیری اور امیری دونوں کے آثار نمایاں ہو گئے۔ بلفظ صفحہ ۹۰ سے ۹۳ تک :

فرقہ پنجم محمدیہ عامل بالحدیث کے ایسا ہونے کا ذکر

اس وقت مولوی اسماعیل نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد اس پیرایہ پر رکھی کہ ائمہ اربعہ کے اتباع اور تقلید کو بھی بظاہر قائم رکھا۔ اور پانچویں امامت لینے پر کے نام ایجاد کر کے نام فرقہ کا فرقہ پنجم عامل بالحدیث رکھا۔ اور اسی فرقہ پنجم میں مرید کہ ناشر مع کر دیا چونکہ علمائے دلی سے مخالفت ہو چکی تھی اور وہ ان کے فرقہ پنجم کو تسلیم نہ رکھتے تھے۔ بدعتی اور کراہی کے خطاب بھی طرغین سے لینے دینے شروع ہو گئے تھے ایسے ہی مرید بھی ہم عمر مل گئے۔ الہامی خوشخبری کی امید بھی دلوں میں سمائی ہوئی تھی اب یہی مصلحت قرار پائی۔ بلفظ صفحہ ۹۳ :

خلیفہ سید احمد اور مولوی اسماعیل کے عزم جہاد کا ذکر

کب وطن میں ہوگی اپنے جوہر معنی کی قدر
لعل قیمت کو پہنچتا ہے بدخشاں چھوڑ کر

آخر انہوں نے اولوالعزمی اور خروج پر کربانڈھی۔ اور بہت مریداں کی جمعیت سے دہلی چھوڑ کر لکھنؤ پہنچے۔ ہر منزل میں مریدوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ شہر لکھنؤ میں ایک عالم بزرگ نقشبندیہ مولوی نعیم اللہ صاحب مزار منظر جانجاناں کے مرید بزرگے کمال مشہور تھے۔ ان سے یہ مولوی صاحبان ملنے گئے۔ اثنائے گفتگو میں یہ ذکر کیا کہ چاندیہب تو قدیم سے ہندوستان میں چلے ہی آتے ہیں۔ مگر ہم نے

دریو لاپانچواں فرقہ محمدیہ جو بزرگیا ہے جس کا نام عال بالحدیث رکھا ہے مولوی نعیم اللہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بھلا یہ صاحب یہ چار طریقے چار مصلے جو کعبہ اللہ قدیم سے چلے آتے ہیں۔ کیا آپ کی دانست میں یہ محمدیہ نہ تھے جو آپ نے پانچواں فرقہ ایجاد کیا مجھے تو نتیجہ اور انجام اس فرقہ کا سولے تفرقہ باہمی اہل اسلام کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ اس کا جواب مولوی اسماعیل نے مجز خاموشی اور کچھ نہ دیا اسی زمانہ میں مولانا عبدالرحمن دلائی صوفی لقب خاص شہر لکھنؤ میں مقیم تھے۔ ان کی کشف و کرامت کی اس زمانہ میں بہت شہرت تھی۔ مولوی اسماعیل بحث مباحثہ کے ارادہ سے ان سے ملنے گئے۔ مگر کہتے ہیں۔ کہ صوفی صاحب کا تصرف غالباً با بحث شروع کرنے سے باز رہا۔ رخصت کے وقت مولوی اسماعیل صاحب نے فرمایا۔ کہ فرنگی محل کے مولوی بہت گمراہ ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ جس وقت کلکتہ سے واپس ہوں گا ان گمراہوں سے جہاد کروں گا۔ مولوی عبدالرحمن صاحب نے جواب دیا کہ صاحبزادے جو اس قسم کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ مڑ کر نہیں آتے۔ یہ صاحب بزرگ اہل اللہ تھے۔ اور مولوی اسماعیل صاحب کی تازہ تحصیل اور طاقت زبانی اور روح غلط گوئی اور خوش بیانی میں دائمی ایک تسحر کا عالم تھا۔ لکھنؤ کے وزیر نے ان کی واعظانہ گفتگو سن کر اور اولوالعزمی کی طرف خیال کر کے پچیس ہزار کی رقم نذر پکڑی دیگر امرایاں لکھنؤ نے اتنا دیا۔ کہ قریب ایک لاکھ کے ہو گیا۔ فرنگی محل کے مولویوں نے اعتراض کیا۔ کہ یہ سب روپیہ تاجا نہ ہے۔ مولوی اسماعیل نے جواب دیا۔ کہ ہاں ہم بھی ملتے ہیں۔ کہ یہ مال رشوت کا ہے۔ مگر ہم نے اپنی ذات خاص کے واسطے نہیں لیا مساکین اور غربا کے کام آئے گا (مرزا قادیانی کی طرح) لکھنؤ سے چل کر عظیم آباد پہنچے۔ وہاں بھی کچھ فتوح حاصل ہوئی۔ ہزار ہا مرید ہوئے۔ اور ایک لخت اس فقیرانہ گروہ کا امیرانہ ٹھاٹھ ہو گیا۔ بظاہر ایک شکر کی سی صورت بن گئی :

حکام کمپنی کی پیش بندی اور خلیفہ صناع کا عزم پشاور

آدم برہم مطلب کمپنی کے منجر لگے ہوئے تھے۔ صاحبان اضلاع کو اشتباہ ہوا۔ کہ شاید ان

لے یہ سب روپیہ تاجا نہ الخ فذکر کے قبول میں کچھ تمیز حلال و حرام کی نہ تھی۔ فاحشہ نڈیوں کے بھی مشکب لینے میں تامل نہ تھا۔ یہاں تک کہ جو فرنگیوں کے گھروں میں تھیں چنانچہ بنارس کا رزیدنٹ اگتس بزرگ نام اس کے گھر میں ایک فاحشہ تھی بری اختیار والی اور صاحب مقدور مرید ہوئی۔ دس ہزار روپیہ نڈر لگے۔ اور اس کے مرید ہونے سے رزیدنٹ نے بہت حاطرواری کی۔ یہ صاحب نے اس کو اپنی خاص بیٹی فرمایا تھا۔ راقم الحروف بھی وہاں موجود تھا۔ بلفظ کتاب سیف الجہاد

مولویوں کا ارادہ ملک گیری ہو۔ فوراً انتظام کر لیا۔ خاص شہر کلکتہ میں اس جمعیت عظیم کو نہ گھسنے دیا۔ فوراً ولیم قلعہ کے میدان میں لے جا کر فروکش کیا۔ قلعہ کی توپوں کا منہ بھی دکھا دیا۔ اس جگہ کچھ تھوڑی فوج حاصل ہوئی۔ کیونکہ نامی امیران کی ملاقات سے کنارہ کش رہے ۱۲۳۴ ہجری سے ۱۲۳۵ ہجری تک ان کا گروہ سات آٹھ برس تک ہندوستان میں سیر و سیاحی کرتا پری مریدی کو ترقی دیتا رہا ہندوستان کے حنفی علمائے اس مذہب جدید سے موافقت نہیں رکھی۔ بلکہ مخالف ہی بنے۔ اس وقت میں اس گروہ کو یہ بھی یقین ہو گیا۔ کہ ہندوستان میں جس قدر رئیس ہندو اور سلطان با اعتبار ہیں۔ وہ کمپنی کے مدگار ہیں لہذا انگریزی عمل داری میں خروج غیر ممکن ہے۔ اس لئے ۱۲۳۴ ہجری میں چار ہاتھی ہزار مسلمان کو ساتھ لے کر بھٹی گئے۔ بھڑنہ کے ملک سے ہوتے ہوئے پشاور پہنچ گئے۔ ان دنوں ملک پشاور میں امیر دوست محمد خاں صاحب بہادر مرحوم کی عملداری کمزور اور بے بنیاد ہو گئی تھی۔ یار محمد خاں بھائی امیر بہ صوف کا نائب تھا۔ اس کے دوستوں نے اس کے ملک میں دھواؤں کرینی پھری تھی۔ اس کے اولاد تو ناظم پشاور اس قافلہ علمائے ہندی کو واعظان دین سمجھ کر کچھ مزاحم یا معاون ان کا نہ ہوا۔ پھر بری مریدی کے طریق سے اپنے گروہ کو تقویت دینے لے۔ اور ملی جبرگوں کو اپنے مریدوں میں داخل کرتے رہے۔ ان کی عبادت جمالی سے خلیفہ صاحب کو علم نہ تھا۔ ایک گروہ عظیم کے بھروسہ پر جولا کھا آدمی سے زیادہ تھا۔ اس نے ہر گز اپنی شیروں کی صلاح سے خطاب امیر المؤمنین قبول کیا۔ اپنی خلافت شرعی کی کارروائی شروع کر دی۔ اور شاہ بخارا اور امیر کابل کو اپنی استغاثت کے بارہا اس مراستہ روانہ کئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کو دعوت اسلام کا پیغام دیا۔ امرائے نادار اور علمائے اہل ہند کو مطلع کیا۔ کہ امیر المؤمنین سے بیعت حاصل کرو۔ جب کوئی امیر مسلمان اور عالم پنجاب کا ان کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ تب انہوں نے ان کی تکفیر کا فتوے جاری کیا۔ اس فتوے تکفیر کے اجرا سے تمام ملک پنجاب کے امیر اور علما ناراض ہو گئے۔ اور جواب لکھے کہ تم دہابی مذہب ہو تم سے بیعت کرنا روا نہیں۔ الخ۔

جرگہ یوسف نے کیسا تھ جہاد اور مولوی اسماعیل کی شہادت

راقم الحروف مسلمانوں پر فتوے جہاد دینے والا مسلمان نہیں۔ اور مفتی اگر اس لڑائی میں مارا جائے تو شہید نہیں۔ بلکہ حرام موت ہے۔ اب خلیفہ صاحب کی خلافت کی صفت کا یہ بیہ طور میں آیا۔ کہ جرگہ یوسف ناری میں جن کے علاقہ میں ساٹھ ہزار بن وقیم، لیکن یہ دستور ناقص قائم ہے جاری تھا۔ کہ اپنی بیستروں کا نکاح بدون خاطر خواہ نہ دے۔ کہتے تھے جس سے ان کی لڑکیوں کی عمر جوانی ضائع

ہو جاتی تھی۔ تب کہیں نکاح کی نوبت آتی تھی۔ خلیفہ صاحب نے شرعی حکومت کے روز سے ان کی لڑکیوں کا نکاح حکماً کرانا چاہا۔ بلکہ دس بیس لڑکیوں کے نکاح مجاہدین وغیرہ سے کرانے اور خود بھی برصا مندی سرداران جرگہ اپنے دو نکاح کئے۔ مگر وہ جرگہ ان سے سرکش ہو گیا۔ اور مدت تک ان پر جہاد ہوتا رہا۔ بہت کچھ جدال و قتال کی نوبت پہنچی۔ مگر وہ اپنے سے مغلوب نہ ہوا۔ ایک روز بہت سی ملکی جمع کر کے مولوی اسماعیل صاحب خود ان کے مقابلہ کو گئے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی مولوی صاحب کی پیشانی پر گولی لگا۔ اور شہید ہو گئے۔

ع کارما آخر شد و آخرت ما کارے نشد

ان کے شہید ہوتے ہی غازی پسپا ہوئے۔ یوسف زئی خاطر خواہ فتح یاب ہوئے۔ خلیفہ کے مال و جان کے لیے دشمن ہو گئے۔ کہ پھر وہاں ٹھیرنا مشکل ہو گیا۔ خلیفہ صاحب بیدل ہو کر فرمایا جو دو لہا برات کا تھا۔ وہ مارا گیا۔ اب امید کامیابی کی نہیں معلوم ہوتی۔ بلفظ صفحہ ۱۰۲

اکبر خاں سوار راجپوت مسلمان باشندہ قصبہ حسین پور ضلع مظفر نگر جو سکھوں کے استیازی سواروں میں نوکر اور اس لڑائی میں شامل تھا۔ اس کا یہ بیان چشم دید ہے۔ تین پلٹن بیدل اور دو رسالہ سواروں کے اور ایک توپ خانہ تھا۔ جب مخبروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لاکھ آدمی ملکیہ پھر جمع ہو گئے ہیں۔ کمانڈر کنور شیر سنگھ صاحب تھے۔ خلیفہ صاحب نے جنگ شروع کر دی اور اسی ہزار (۸۰۰۰) آدمی لیکر بالا کوٹ پر حملہ کیا۔ اور فوج سکھ یا پنجزار تھی۔ خلیفہ صاحب نے حساب لگا کر سولہ سو لاکھ آدمیوں کے حصہ میں ایک ایک سکھ آتے ہیں۔ جھپٹ کر مار لو۔ اپنی جاے فرد دگاہ سے جو چھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ بیدل آدمیوں نے دبا دیا۔ خلیفہ صاحب ایک مشکی گھوڑے پر سوار تھے۔ سکھوں نے درہن سے دیکھ کر کہا۔ کہ میاں جی جنگی قانون سے ناواقف ہے۔ ہماری فتح ہے۔ کہ پیدل فوج دم توڑ کر رہ جائے گی۔ سوایا ہی ہوا۔ کچھ پیدل جوان پہنچے۔ اور کچھ راستہ ہی میں بیدم ہو کر رہ گئے۔ سکھوں نے توپوں کو چلانا شروع کیا۔ ایک ایک چہرہ دس دس آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ اور خلیفہ صاحب کے پیٹ میں بھی ایک چہرہ لگا۔ وہیں شہید ہو گئے۔ مولف کتاب فریاد المسلمین لکھتا ہے (ایک ماہ اسلام کی یادری اقبال کا وہ تھا۔ کہ پینتالیس ہزار عرب نے چھ لاکھ فوج ہر قل شاہ روم سے مقابلہ کیا۔ اور فتح پائی اور ایک ماہ یہ ہے کہ پانچ ہزار پر اسی ہزار نے حملہ کیا۔ اور شکست کھائی (صرف شکست ہی نہیں بلکہ امیر المومنین بھی اپنا مرد الیا) بدراقم الحروف کہتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ فوج اسلام عرب خالص اسلام تھا۔ اس لئے بنو جب حکم خداوند تعالیٰ کہ من فئۃ قلیلة غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کے حکم کے وہ گروہ اللہ تعالیٰ کا گروہ تھا۔ جو حکم خداوندی۔ ان حزب اللہ ہم الغالبون

فتح یاب ہوا۔ اور یہ گمروہ دہابیوں کا اسلام میں داخل ہوا تھا اسلئے انہی ہزار نے پانچ ہزار سے شکست کھائی اور ہزاوی امیر المومنین بھی بیچا سے دو بیویوں کو چھوڑ کر وہیں بھیت لے رہے اور یہ بھی ٹھیک پتہ نہیں کہ وہ چھرہ کی مسلمان کے ہاتھ سے لگا یا کسی سکھ سے کیونکہ سکھوں کی فوج میں مسلمان بھی تھے۔ ان مسلمانوں نے خلیفہ صاحب کی لعش کو مقتولین میں شناخت کر کے کنور صاحب کے پاس درخواست کی کہ ان کا بچہ نیز و تکھن ہم کریں گے۔ کنور صاحب نے منظور کر کے خود ایک دو سالہ رنگ سیاہ لے کر کہا کہ یہ ہماری طرف سے ان کے جنازہ پر ڈال دو۔ کہ انکی عزت ہو تب خلیفہ صاحب کے جنازہ کی نماز پڑھ کر بالا کوٹ کے نشیب میں دفن کر دیا۔ ملخصاً صفحہ ۱۰۳ سے ۱۰۴ تک +

اعتمادات متعلقہ وفات خلیفہ صاحب

سب بعضے علماء اور معتقد خلیفہ صاحب کے اب تک خلیفہ صاحب کو زندہ بتلاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب مردان غیب کی طرح آنکھوں سے غائب ہیں، اور پھر ظاہر ہو کر آئے ہیں۔ جہ جو لوگ خلیفہ صاحب کو زندہ مانتے ہیں، وہ نادانیت کے سبب دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں مگر منجملہ ان کے ایک چھوٹا گروہ نیم مقلد اور نیم غیر مقلد دہاویہ دیوبندیہ ہے اس نے خلیفہ صاحب کا شہید ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ اور جو دوسرا گروہ بہت بڑا ہے وہ اس کے مولوی خلیفہ کی حیات کے بارہ میں عجیب عجیب قسم کی کارروائیاں کرتے رہے ہیں جس کا مختصر حال یہ ہے +

جھوٹ اور فریب کی کارروائی اور خلیفہ سید احمد کا لکڑی کا بت یا بتلا

بنا کر اور کپڑے پہنا کر پہرہ پہر رکھا جانا

خلیفہ صاحب کی شہادت سے دو سال بعد مولوی محمد قاسم نامی اوسط ہند سے کچھ مجاہد اپنے بھائی کے ساتھ لکھنؤ کے پہاڑوں اور ہزارہ کے سرحدی علاقہ میں آئے، خلیفہ صاحب مرحوم کے جانشین امیر المومنین بنے، اور مولوی عبدالقادر سے مشورہ کر کے خلیفہ صاحب کی مہربنوا کے اس کے ذریعہ سے اپنے گمروہ کے مولویوں کو اس مضمون کے خط لکھے کہ ہندوستان میں مشہور کریں کہ خلیفہ صاحب اب تک زندہ ہیں، اور نجات کی ضرورت ہے، مسلمان معاونت کریں، اور مولوی عبدالجبار اور مولوی عبدالحق صاحبان بنارس فرامی چندہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔

جنگ کی وجہ سے انی ہزار مسلمانوں کو پانچ ہزار فوج سے قتل کرا دیا، اور آپ بھی اسی میدان میں ایک
چہرہ دکھا کر رہ گئے اسی ایسی دینی خدمات سے شہادت نہیں ملتی بلکہ موت ہی غیر صحیح ہے، اس لئے
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ومن یقتل مومنًا متعمداً فجزاؤہ جہنم خلداً فیہا وغضب اللہ علیہ
ولعنتہ واعدلہ عذاباً علیہا، یعنی جو کوئی شخص مسلمان کو قتل عداً کرے، تو اس کی سزا
دوزخ ہے پڑا رہے گا، اس میں ہمیشہ اور اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہوگا، اور اسکو لعنت کی ہے
اور تیار کیا اس کے لیے بڑا عذاب، پس جب یہ حال ہے، تو شہید ہونا محال ہے، آپ کے بزرگ
مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۲۲ سطر ۱ میں اس طرح لکھتے ہیں
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المؤمن فسوق و قتلاہ کفر بلفظہ یعنی فرمایا کہ مسلمانوں
کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا مومن کا کفر ہے، پس آیت شریف آپ کے گھر کے قتل سے
ہی ان پر کفر ثابت ہے، پھر جو لوگ انکو شہید کہتے ہیں، وہ قرآن شریف و حدیث شریف کی منکر ہیں اور

پس

مولوی عبدالحق بناری خلیفہ سید احمد کا حال

مولوی عبدالحق نامی بناری نے اپنے آپ کو خلیفہ سید احمد کا خلیفہ ظاہر کر کے ایک نیا فرقہ اسی فرقہ
میں سے اور نکالا، اور اپنے مریدوں کو جا بجا بھیج کر یہی مشہور کیا کہ خلیفہ صاحب ستخانہ کے پہاڑوں
میں زندہ ہیں، خرچ کی ضرورت ہے، اس تجویز سے ہزار ہا روپیہ تحصیل کر کے ہجرت کی دبناری
ٹھگ مشہور ہیں بیت اللہ شریف میں پہنچا دمال حرام سے، وہاں خفیہ طور پر اپنا مذہب پھیلانا شروع
کر دیا جب کہ معظمہ وغیرہ ملک عرب کے عالموں کو خبر ہوئی کہ یہ دین محمدی کو بگاڑتا اور مسلمانوں میں
تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے، اس کے مذہب کی تحقیقات شروع کی ثابت ہو گیا کہ یہ وہابی ہیں کی نسبت
فتویٰ قتل کا دیا گیا، اس کے ہمراہی تو گرفتار ہو گئے، مگر یہ آدمی چالاک تھا، وہاں سے بھاگ کر بھی
آگیا، یہاں آکر اپنے جدید مذہب کی کارروائی جاری کر دی، اور اکثر مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ لیا
اور قوم میں ایک تفرقہ اور شور و فساد برپا کر دیا، مجبور ہو کر بھی اور ہندوستان کے عالموں نے اتفاق
کر کے اول اس کے عمل کی تحقیقات کی، پھر مکہ معظمہ کے عالموں کے فتوے منگائے، اور دو

۱۔ ستخانہ الخ - ضلع ہزارہ پنجاب میں ایک جگہ پہاڑی علاقہ ہے - ۱۲ +

۲۔ تحفہ محمدیہ الخ یہ وہ کتاب ہے جس کا مختصر خلاصہ نمبر اول پر لکھا گیا ہے ۱۲ منہ +

کتابیں اس کے رد و عقائد میں لکھیں، تحفہ محمدیہ، سراج الہدایت ان کو طبع کر اگر شائع کیا جب کہیں اس کے غدر و دینی میں کچھ کمی واقع ہوئی، بلفظ صفحہ ۱۱۳-۱۱۴ +

(۴) کتاب بعدۃ المرام فی اخبار بلد الحرام الملقبہ بشری للمومنین فی اخرج الوہابیین، یہ کتاب پہلے ۱۲۶۵ھ میں مطبع سلطانی میں حساب الحکم خاقانی قلعہ مبارک دہلی میں طبع ہوئی تھی۔ اور اب دوبارہ سندھ پریس مراد آباد میں ۱۳۳۵ھ میں مرقع وہابیہ کے نام چھپا ہے (پرائی اردو)۔

مقدمہ:- جانتا چاہیے کہ سبب محضر کے آنے کا جناب حضرت سلطانی میں ودیگر قرطاس کا یہ ہے کہ مولوی محمد مراد۔ شیخ عبد اللطیف لکھنوی، اور شیخ محمد دہلوی، شیخ عبد الرحمن بناری، اور محمد علی بریلوی نے کہ احوال اس کا قرطاس میں ہے، جب کہ شیخ عبد الوہاب نجدی کے مذہب کو مکہ معظمہ میں

رواج و شہرہ دیا۔ اور شفاعت اولیائے کرام و سرور انبیاء علیہم السلام اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نزدیک بفرار قدس حضرت رسول مقبول عالی مقام اور طعام نذر و نیاز فاتحہ درود و ہم و چہلم و بری و مجلس مولود سے انکار کیا، مثلاً پیر و مفتیان منزلہ مردہ صفا لے اٹھا رحوں تاریخ

جمادی الثانیہ ۱۲۵۵ھ کو مکہ مطہرہ سے پانچ نفرین کو بہ شرعیہ نکالا اگرچہ اول حضرت حبیب پاشا جس کو عجمی لوگ صوبہ کہتے ہیں اور ترکی زبان میں پاشا حعودہ میں آیا تھا کہ اس گروہ شقاوت پر وہ کہ وہ حکم شرع قتل واجب ہے۔ الخ۔ بلفظ صفحہ ۳-۴ + تقویت الایمان کی عبارت دیکھیں میں نے اپنے اشتہار میں

لکھی ہیں۔ اس کتاب میں بھی اسی طرح سے درج کرتا ہوں) وہ ہوا۔

(الف) انبیاء و اولیاء ذرہ ناپیز سے بھی کمتر ہیں، تعظیم انکی بڑے بھائی جیسی کرنی چاہیے کہ وہ بڑے

بھائی ہیں (ب) ہر مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کی شان سے آگے چوہرے چاہے زیادہ ذلیل ہی +

(ج) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مرکب مٹی ہو یا ہوا ہوں +

(د) اس شہنشاہ عالی جاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کن سے چاہے کروڑوں نبی ولی

اور جن اور فرشتے جبرائیل و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے +

(هه) اور انبیاء اور اولیا کو سفارتی سمجھنا گو کہ اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے، سودہ ابوہل اور مشرک کے

برابر (و) جو کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفع بنائے گا یہ حالت بھی اسی پر چھوڑ دیجئے جن کو

وہ چاہے ہمارا شفع کر دے، نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجئے +

(ز) انکار وسیلہ انبیاء اور اولیا، جب کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی

سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا، اور کسی چوہرے یا چار کا تو لیا ذکر ہی +

(۴) اور روشنی قبروں پر اور مورچیل رکھنا، اور غلام بنی عبد بنی، سیتلا بنش، گنگا بنش، نام رکھنا اور شاہ عبدالحق کا نوشتہ کرنا نہ رو نیا زکرتا دیا انبیاء کے مرنے کے بعد انکی قبروں پر جانا مسافر کر کر اور ان سے کہنا کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرتا ہوں کہ واسطے سو یہ شرک ہے، بلفظ صفحہ ۱۲ + ساتویں ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۵۱ھ کو تقویتہ الایمان کے مصنف مولوی اسماعیل پرفتوی کفر علما نے دیا جن کے نام اور مواہیر صفحہ ۲۰ پر درج ہیں، کل ۲۲ علما ہیں، اور صفحہ ۲۶ پر سب علما دین کا اجاع اس کے کفر پر ہوا، اور پانچ کس وہابی۔ یہی۔ یہ اس وغیرہ سے نکالے گئے۔ اور کئی بار توبہ کی اور پھر پھر کئے اور صفحہ ۲۸ پر علما سے عرب و حاکم قاضیان اور مفتیان مکہ معظمہ کا فتویٰ اور حکم گروہ ہابیہ اسماعیلیہ کے قتل اور تعزیر کا ہوا، اور صفحہ ۳۰، ۳۱ پر دستخط اور مواہیر شہت میں اسی طرح تحفہ محمدیہ میں ہے اور اسی طرح جامع مسجد دہلی سے حکم سلطان ابو ظفر محمد بہادر شاہ دہلی دہایوں کا اخراج کیا گیا صفحہ ۳۶ اور بادشاہ موصوف علیہ الرحمۃ نے خود ایک مجلس لکھا جو یہاں درج کیا جاتا ہے، مجلس بادشاہ دہلی صفحہ ۳۶

اگے بھی لوگ فقہ سے رکھتے تھے آگہی اور گفتگو مسائل فقہ میں یوں رہی
سننے سے حلال ہے ترل اور بھی لیکن کسی نے اُلو کی حلت نہیں کہی
اُلو ہے وہ جو کہتا ہے اُلو حلال ہے

(۵) تحقیق الحقیقہ مصنفہ حضرت مولانا مولیٰ الکل فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی سنہ ۱۲۱۱ھ ہجری مطبوعہ بمبئی۔ اس عاجز نے ایک شخص سے پوچھا کہ حقیقت اس قصہ اور جھگڑے کی کیا ہے کہ کوئی کسی کو کافر مشرک و بدعتی کہتا ہے، اور وہ اس کو بے دینا اور بد مذہب، ہابی نجدی کہتا ہے، اور یہ قصہ ہندوستان میں اکب سے کس طرح کھڑا ہوا، اس نے بیان کیا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے جب سے تقویتہ الایمان تصنیف کی تب سے یہ فساد ہندوستان میں پھیل پڑا کہ اسمیں ہاتھیں خلاف عقائد اور مخالف مذہب اہلسنت کے ہیں، عبد الوہاب نجدی نے ایک مذہب نیا بنا کر مکے اور مدینے اور طائف وغیرہ کے رہنے والوں کو اور تمام مسلمانوں کے اگلے پچھلوں کو کافر مشرک ٹھیرایا، اس کے لوگوں نے جہاد نام رکھ کر ان متبرک مکانوں میں قتل و ظلم کیا، اور مال و متاع وہاں کے رہنے والوں کا اور دونوں حرم کے کارخانوں کا بالکل لوٹ لیا، حرم کا ادب کہ فرض ہے، اور آدمی ہاں گناہ کے ارادہ سے ماخوذ نہ دلتا ہے اور ہاں کے جانور کا شکار کرنا اور دانہ پانی سے بھگانا اور درخت کا ٹٹنا اور پتے جھاڑنا حرام ہے کچھ لٹکا دیا ایسے ایسے ظلم کئے کہ کھجور توڑے تھے، مساجد متبرکہ مقدسہ اور آثار متبرکہ کہ بنا انکی آخر وقت صحابہ اور اول زمان تابعین سے چلی آتی تھی، اور بعضی مسجدیں کہ اصل بنانا انکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وہم کے حکم سے تھی، سب کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا، اور یہاں تک کہ مسجد قبا کو جسکے فضائل صحیح مذہبوں میں موجود ہیں گرا دیا کہ پیغمبر کے آثار اور نشان ہونیکے سبب سب اوثان میں داخل ہیں پیغمبر نے جہاں نماز پڑھی یا بیٹھے ہے، اس سبب سے ہاں نماز پڑھنا اور اسکو متبرک جانتا شرک و چاروں مذہب عالموں نے ان ملکوں کے اجماع اور اتفاق کیا، اس کے کفر پر اور فتح اسلام نے بموجب حکم سلطان روم کے ان پر جہاد کیا۔ اور نام و نشان ان کو باقی نہ رہا، الحمد للہ +

اس مذہب کا ایک رسالہ کتاب التوحید نام ہندوستان میں لکھا تھا تقویتہ الایمان گویا اسی کی شرح ہے، اس کے بموجب مولوی اسماعیل کے استادوں سے لیکر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک کو نہ شرک و کفر سے نہیں بچتا، اور سب کا فرد و مشرک ہوئے جاتے ہیں، اور خدا اور رسول شرک اور کفر کے پسند کر نیوالے اور حکم دینے والے ٹھہرتے ہیں، اس سبب سے تمام سنی مسلمان دیندار سمجھنے والے انکو برا جانتے ہیں، الخ، بلفظ صفحہ ۱-۲ +

تقویتہ الایمان تصنیف کر نیسے پہلے خود مولوی اسماعیل بھی ایسے دتھے جن باتوں کو تقویتہ الایمان میں نسبت انبیاء و اولیاء کے شرک و کفر ٹھہرایا ہے، صراط مستقیم میں پیر سید احمد کے واسطے ان کے مناقب و کمالات میں لکھا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں بھی کچھ پاس دین و مذہب کا نہیں ہے اس میں تفریط اور اس میں فراط، سید احمد کو لکھا کہ "کمالات طریقی نبوت بذردہ علیہ خیر و سعیدند"

اور ان کے کمالات کے بیان میں لکھا کہ ایک مقام والوں کو علوم کلیہ شرعیہ ایک قسم کی دجی سے پہنچتی ہے۔ ان کو انبیاء کا شاگر بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور انبیاء کا استاد بھی، اور ان کو پیغمبروں کی عصمت ہوتی ہے، دیکھو کیسا کھلا دعویٰ نبوت کا ہے سید احمد کو لکھا کہ کمال مشابہت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلوق تھے، اسی سبب سے امی ہے، بلفظ صفحہ ۱۲، سطر ۱۲ +

مولوی الحق صاحب بھی آخر کو اس طرف جھک گئے تھے، اگرچہ ان کی کتابوں میں مولوی اسماعیل صاحب کا ساز و راور شور نہیں ہے یعنی جن باتوں کو کہ مولوی اسماعیل صاحب صاف صاف مطلق شرک و کفر کہتے ہیں، مولوی اسحاق صاحب ان میں کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو مختلف فیہ کسی میں تفصیل لکھ دیتے ہیں مگر وہ جو اصل باتیں عبد الوہاب نجدی کے مذہب کی ہیں، ان کے کلام میں بھی ہیں کہیں کھلی ہوئی کہیں دبی ہوئی اس سبب سے کم علم ناواقف لوگ ان کے حالی میں متزدد ہیں اور جن کو علم و فہم و وہ سمجھتے ہیں اور ان کی کتابوں کی عیب پوئی کا ایک پردہ یہ بھی ہے کہ

ہر ایک سند عقائد حدیث، تفسیر، فقہ تصوف کی کتابوں کی نقل کرتے ہیں، اور حال اس کا یہ ذکر نقل میں تخریف اور تصرف کرتے ہیں کہیں عبارت صحیح میں اڑادی کہیں بڑھادی، کہیں مردود قوال کی نقل پر کفایت کر دی کہیں ایک عبارت کسی دعویٰ کی دلیل لکھ دی کہ اس کے معنی کو اس دعویٰ سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا، ایک کتاب میں کچھ لکھا پھر آپ ہی دوسری کتاب میں اس کے خلاف بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ سے دوسری جگہ اس کے برخلاف لکھا، اس طرح کی خرابیاں ان کی کتابوں میں بہت ہیں، تمام ہواخلاصہ اس شخص کی تقریر کا ہے۔

حاجزہ مولانا فضل الرسول صاحب کو یہ حال سن کر تعجب آیا کہ میدانِ خلاط مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب کی طرف رکھتا تھا اور اتنا علم نہیں کہ بحث کرے، اس شخص سے

سے پوچھا کہ یہ جو آپ نے مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب اور ان کی کتابوں کا حال بیان کیا ہے صرف آپ ہی کی تحقیق و تقریر ہے۔ یا ان کے آگے پیچھے اور کسی عالم نے بھی ایسا کہا ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا، یہ لوگ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے اپنے ہیں۔ ہمارے خیالوں میں ان کا ایسا ہونا نہیں آتا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ جس وقت مولوی اسماعیل صاحب نے یہ مذہب اختیار کیا۔ اور تقویۃ الایمان لوگوں کی نظروں سے گزری، اسی وقت سے تمام علماء و صلحا نے ان پر ملامت کی، سب سے پیشتر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کے خاص شاگردوں اور عزیزوں نے لکھے رد و بد تقریر و تحریر سے رد و تشنیع کی، اور ان سے جواب کا سرانجام نہ ہو سکا، مولوی رشید الدین خاں مرحوم حضرت مولانا کے شاگردوں میں سر دفتر تھے اور مولوی فضل الحق کہ یکا نہ عصر ہیں، اور مولوی محمود صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب صاحبزادے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے اور اخوان محمد شریف صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی محمد جی صاحب اور مولوی حاجی قاسم صاحب مولوی رحمت اللہ صاحب اور مولوی محمد صاحب وغیرہم تمام اہل علم تلامذہ حضرت مولانا صاحبان وغیرہ متفق ہوئے ان کے رد و ابطال پر اور منگل کے دن اکتیسویں ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو جامع مسجد ملی میں اکثر ان بزرگوں نے مجمع خاص و عام میں مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب سے گفتگو کی، مولوی اسماعیل صاحب تو غصہ سے مغلوب ہو کر کلام نہ کر سکے اور چلے گئے مولوی عبداللہ صاحب نے کچھ کلام کیا سوتا ہوا جہور سے مخالف اپنے نئے طریقہ کے مثلاً لکھ دیا کہ بوسہ دہندہ قبر مشرک نیست اور سوہ قاسم میں قرار کیا کہ اگر ثواب اس دن میں زائد نہیں جانتا، اور برعایت مصلحت کرتا ہے ممنوع نہیں تفصیل اس کی نقل محفل میں کہ تھا مشہور ہو جو مولوی فضل حق صاحب نے ان کے رد و بیان کی تکفیر کی تحریر کی الخ

صفحہ ۱۵ سے، تک + حالاً خلاصہ فتوے و جواب استفتا یا پیشینہ کہ مستفی در استفتا سے سوال کرو +
 یکے کلام میں قابل حق است یا باطل + دومی آنکہ کلامش بر استخفاف و انتقاص شان خطیر و قدر
 واجب التوقیر حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشتغال و دلالت دارد + سوم ایک بر تقدیر اشتغال
 و دلالت آن بر ساعت استخفاف و انتقاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حال و حکم مرتکبان شرعاً
 حیثیت و اوار و روئے دین ملت کیست + جواب سوال اول، انیت کہ کلام قابل مذکور است یا کذب
 و زور و فریب غرور است چہ او نفی سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگاروں و نفی شفاعت جاہلت
 و شفاعت مجتہد از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیائے کتبہ، این
 اعتقاد و خلاف کتاب مبین و احادیث سید المرسلین و اجماع مسلمین است الخ + جواب سوال ثانی انیت
 کہ کلام ادباً تردد و شبهہ بر استخفاف منزلت جاہ آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقرران بارگاہ حضرت
 الہ و انتقاص شان سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیاء و شیوخ و اولیاء اشتغال و دلالت دارد الخ + جواب
 ثالث، انیت کہ قابل آن کلام لا طائل از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر ہے دین است، ہرگز
 مومن و مسلمان نیست، و حکم او شرعاً قتل و کفر است، و ہر کہ در کفریت او شک آرد و تردد و ادراک این
 استخفاف را سہل انگارد کافر ہے دین و نامسلمان و عین است الخ بلفظہ، صفحہ ۱۸-۱۹ +
 یہ تحریر ہے مولوی فضل حق صاحب کی، اور اکثر علمائے شاہ جہان آباد (دہلی) کی مہر پر اس پر
 ہیں اور مولوی اسماعیل صاحب یا ان کے کسی پیروں سے اس کے جواب کا سراجم نام نہ ہو سکا، مولوی
 مخصوص اللہ صاحب نے جو تقویت الایمان کا رد لکھا، اس کا نام معید الایمان رکھا، مولوی مفتی محمد،
 عبداللہ بن خاں نے سفر میں واسطے زیارت قبور کے اسمعیلیہ عقیدہ کا رد لکھا، اس کا نام ہے ہستی المقال
 علمائے بریلی نے تقویت الایمان کا رد لکھا اس کا نام صحیح الایمان ہے، علماء رامپور نے تقویت الایمان کے متعذر
 رد لکھے بعض بمبئی میں مطبوع بھی ہوئے، اور اس ملک کے عالموں نے بھی اس کے رد لکھے، مطبوع
 وہاں کے موجود علمائے لکھنؤ نے اس کے مقدمات کو رد کیا، مولوی محمد حیدر صاحب خلف الصدق
 حضرت مولانا محمد مبین صاحب اور مولوی محمد یوسف صاحب وغیرہا نے تحریر کی، علمائے مدینہ اور
 علمائے حیدرآباد نے بھی اس کو رد کیا، اور وہاں تو بعد قاضی معقولی کے اس مذہب والوں کا یہ،
 استیصال ہوا کہ نام و نشان باقی نہ رہا کہ اکثر ان تحریروں میں یہ بالفعل موجود ہیں، الخ بلفظہ صفحہ ۱۸ +
 اس عاجز نے جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب خلف الصدق مولانا شاہ رفیع الدین صاحب
 اور بھتیجے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں ایک عرضہ لکھا، عبارت اس عرضہ کی یہ ہے:-

بعد گزارش آداب تسلیمات کے عرض ہے کہ تقویتہ الایمان کے مشہور ہونے کے وقت سے لوگوں میں بڑی تراع ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ وہ کتاب خلافت ہے۔ تمام سلف صالح اور سواد اعظم کے اور مخالف مصنف کے خاندان کے اور اس کتاب کے رو سے ان استادوں سے لے کر صحابہ تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا۔ اور ان کے موافق لوگ کہتے ہیں کہ وہ کتاب موافق سلف صالح اور ان کے خاندان کے ہے۔ چونکہ اس بات کو جیسا آپ جانتے ہوئے غالب کہ دوسرا نہ جانتا ہوگا۔ اہل البیت اسی مافی البیت اس خیال سے چند باتیں معروض ہیں۔ امید کہ جواب باصواب مرحمت ہوگا۔ پہلا سوال۔ تقویتہ الایمان آپ کے خاندان کے موافق ہے یا مخالف؟ دوسرا سوال۔ آپ کہتے ہیں کہ اس میں انبیاء اولیاء کے ساتھ ادبی کی ہے۔ اس کا کیا حال ہے؟ تیسرا سوال۔ شرعاً اس کے مصنف کا کیا حکم ہے؟ چوتھا سوال۔ لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں وہابی پیدا ہوا تھا۔ اس نے نیا مذہب بنایا تھا۔ علمائے عرب نے اس کی تکفیر کی۔ تقویتہ الایمان اس کے مطابق ہے یا نہیں؟ سوال۔ چودھ کتاب التوحید جب ہندوستان میں آئی۔ آپ کے حضرت عم بزرگوار اور حضرت والد ماجد نے اسے دیکھ کر کیا فہم کیا تھا؟ چھٹا سوال۔ مشہور ہے کہ جب اس مذہب کی نئی شہرت ہوئی تو آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور مولوی رشید الدین خاں صاحب غیرہ تمام اہل علم آپ کے ساتھ تھے۔ اور مجمع خاص و عام میں مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب کو ساکت اور عاجز کیا۔ اس کا کیا حال ہے؟ ساتواں سوال۔ اس وقت آپ کے خاندان کے شاگرد و مرید ان کے طوڑ پر تھے یا آپ کے موافق امید ہے کہ جواب ان سب مراتب کا صاف صاف مرحمت ہو کہ سب ہدایت ناواضوں کا ہے۔

(جواب خط بالا کا منجانب حضرت مولانا مولوی مخصوص اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ تقویتہ الایمان کہ میں نے اس کا نام تقویتہ الایمان ساتھ فلاں رکھا ہے اس کے رد میں رسالہ جو میں نے لکھا ہے۔ اس کا نام معید الایمان رکھا ہے۔ اسماعیل کا رسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کے خلاف ہے۔ کیونکہ پیغمبر سب توحید کے سکھانے کو اپنے راہ پر چلانے کو بھیجے گئے تھے اسکے رسالہ میں اس توحید کا اور پیغمبروں کی سنت کا پتہ بھی نہیں ہے۔ اس میں شرک اور بدعت کے افراد کن کر جو لوگوں کو سکھاتا ہے۔ کسی رسول اور ان کے خلیفہ نے کسی کا نام لے کر شرک یا بدعت لکھا ہو۔ اگر کہیں ہو تو اس کے پیروں کے کہو کہ ہکو بھی دکھاؤ۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ترک کے معنی ایسے کہتے ہیں کہ اس کے رو سے

فرشتے اور رسول خدا شرک کا حکم دینے والا ٹھہرتا ہے۔ اور وہ شریک کہ شرک کے معنی ہودہ مبعوض خدا کا ہوتا ہے۔ محبوب کو مبعوض بنانا اور رکھنا ادب ہے یا بے ادبی ہے۔ اور بدعت کے معنی وہ بتائے اور پھیلانے ہیں کہ اصغیا اولیا بدعتی ٹھہرتے ہیں۔ یہ ادب ہے یا بے ادبی ہے (واقعی سخت بے ادبی اور اہانت ہے) بدعتی کے مطلب کا جواب یہ ہے کہ پہلے دونوں جوابوں سے دیندار اور سمجھنے والے کو ابھی کھل جائے گا۔ کہ جس رسالہ سے اور اس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف سب انبیاء اولیاء کے ہو۔ اور وہ گمراہ کر نوالا ہو گا یا ہدایت کر نوالا ہو گا۔ میرے نزدیک اس کا رسالہ عمل نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے۔ اور بنانے والا فتنہ گر اور مفسد اور غادی اور مغوی ہے۔ حتیٰ اور بیج یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے دو شخص ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے سب چھن گیا تھا۔ مانند قول مشہور کے

چوں فرق مراتب نہ کنی زندیقی ایسے ہی ہو گئے

جو کچھ بات کا جواب یہ ہے کہ وہابی کا رسالہ متن تھا۔ یہ شخص مولوی اسماعیل (گویا اسی کی شرح کر نوالا ہو گیا) پانچویں بات کا جواب یہ ہے کہ بڑے علم بزرگوار (یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ) کہ وہ بنیائے سے معذور ہو گئے تھے۔ اس کو سنا۔ یہ فرمایا کہ میں اگر بیمار لوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اشاعہ شریعہ کا سا میں کا ارد بھی لکھتا۔ اس کا بخشش وہابی جنت نے اس بے اعتبار کو شرح کا رد لکھا۔ تین کا مقصد بھی نابود ہو گیا۔ ہمارے والد ماجد نے اس کو دیکھا نہ تھا۔ بڑے حضرت فرمانے سے کھل گیا جب اس کو گمراہ جان لیا۔ تب اس کا رد لکھنا فرمایا۔ چھٹی تحقیق کا جواب یہ ہے کہ یہ بات تحقیق اور سچ ہے۔ کہ میں نے مشورت کی رام سے کہا تھا کہ تم نے سب سے جدا ہو کر تحقیق دین میں کی ہے وہ لکھو کچھ ظاہر نہ کیا۔ ہماری طرف سے جو سوال ہوئے تھے۔ اس کے جواب میں ہانچی ہانچی کر کے مسی سے چلے گئے۔ ساتویں بات کا جواب یہ ہے کہ اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے۔ پھر ان کا جھوٹا سر کر کے آدی آہستہ آہستہ پھرنے لگے۔ اور ہمارے والد کے شاگردوں اور مریدوں میں سے بہت بچے رہے۔ شاید کوئی نادیر پھر اہوتا۔ مجھے اس کی خبر نہیں۔ بلفظ صفحہ ۲۴۲

راقم الحروف فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ (عرض کرتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی محمد

۱۔ وہ شخص اسماعیل اور مولوی اسماعیل۔ دیکھو صفحہ حاشیہ ۲۴۲۔ تحقیق الحقیقہ

۲۔ تحفہ اشاعہ شریعہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی مشہور کتاب ہے۔ جو شیعہ کے رد میں ہے

اللہ علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت مولانا شاہ رفیع الدین برادر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خط کے جواب میں فرمایا ہے کہ میں نے کتاب تقویتہ الایمان کا نام تقویتہ الایمان رکھا ہے۔ یہ بہت صحیح اور واقعات کے مطابق ہے۔ اور اسی طرح حضرت مولانا قبلہ دہلوی ابو محمد عبدالرحمن غلام دستگیر فاضل قصوری نے بھی ہر جگہ اپنی کتاب تقدیس الوکیل عن تہذیب الرشید و التحلیل میں تقویتہ الایمان ہی حرف ق کی جگہ ت سے لکھا ہے۔ اس لئے جا بجا میرے قلم نے بھی انھیں ہر دو بزرگوں کی تحسیر کے مطابق تسلیم کی ہے۔ انھو اللہ علی ذالک + اور تقویتہ الایمان کا لکھا جانا حرف ت کے ساتھ خدا کی قدرت میں داخل ہے۔ جو کتاب مذکور کی حالت پر وارد ہے۔ جو مولف اصل کتاب دہلوی اسمعیل کے قلم سے بھی خود ایسا ہی لکھا گیا تھا۔ تصدیق اس کی یوں ہے:

امام الطائفہ وہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی کی طرف سے اور ان کے
خود قلم سے کتاب کا نام حکمت الہی سے تقویتہ الایمان ہی لکھا گیا تھا

تاریخ وہابیہ دیوبند یہ مرتبہ حاجی مولوی منشی محمد لعل خاں صاحب مدراسی رضوی حنفی قادری
القاء اللہ تعالیٰ مطبوعہ کلپی پریس کلکتہ ۱۳۳۲ ہجری حاشیہ صفحہ ۷۳ +
سر دفتر محدثین و قدوة المحققین فقیہ لاثانی مقبول سبحانی استادی مولوی قاسمی محسن گنی
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔ جس وقت اسمعیل دہلوی نے تقویتہ الایمان کی تصنیف
شروع کی۔ تو اسی کے شاگرد امام بخش طالب علم تھے۔ مولوی مملوک علی صاحب نے بیان
فرمایا کہ ایک کتاب تقویتہ الایمان جو خلاف اہلسنت و جماعت ہے تیار ہو رہی ہے۔ پس مقدمہ
اس کے راہ حق سے دور ہیں۔ مولوی موصوف نے سنت ہی فرمایا شب کو وہ مسودات بھگولا کر دیتا
موافق و عدل کے شب کو وہ مسودات مولوی مملوک علی کے پاس آتے۔ اور اس کا رد آپ لکھتے
یہ بات مولوی اسمعیل صاحب کو معلوم نہیں تھی۔ جب کتاب تمام ہوئی۔ رد بھی اس کا تمام ہوا اس رد
میں یوں فرماتے ہیں۔ جو مولوی اسمعیل دہلوی کے ہاتھ کے مسودے دیکھے۔ تقویتہ الایمان کی جا پر
تقویتہ الایمان بجلنے قاف کے نم سے لکھا ہوا تھا۔ خداوند عالم نے اس کے ہاتھ سے لکھا یا تھا۔
ہے یہ کتاب ایمان کو فوت کرنے والی ہے۔ اور اس کے بعض مضامین کی خصلت گوبر کی ہے۔
جس طرح گوبر مٹی کو بے جا تہ ہے۔ اور جس گھر میں وہ رہے ایمان کو بے جا ہے۔ بلفظہ بشریہ
اس کی رد کرنے اور لوگوں کو بچانے کی نیت سے نہ رکھا ہو) +

(۶) کتاب الد المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم مصنف مولانا شیخ اکل شیخ المشایخ حضرت شیخ مولوی محمد عبدالحق آبادی مہاجر کی مدح جن سے اجازت و طائف دلائل الخیرات کی راقم الحروف کو ملی

حال وہابیہ ہندوستان

یہاں کے وہابی لوگ بھی کئی فرقہ ہیں۔ ایک وہ ہیں جو سارے مقلدوں کو مشرک جانتے ہیں اور مشرکوں کے حق میں جو بات اتری ہے۔ اسکو مقلد حق میں پڑھتے ہیں۔ اور آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ دہلی اور بنارس اور عظیم آباد اور سورجگڑھی اور کلکتہ اور ڈھاکہ اور رامپور اور بویا کے متعلق دیہات وغیرہ مقاموں میں نکلے ہیں اور دوسرے فرقہ کے لوگ تقلید کرتے ہیں۔ جیسا کہ پرانے وہابی لوگ اپنے تئیں حنبلی کہتے تھے۔ ویسا یہ لوگ بھی اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں (وہابیہ دیوبندیہ) جیسے بنگالے میں ڈھاکہ اور فرید پور اور بریسال کے متعلق دیہات ہیں۔ اور درمیاں کے گروہ کے لوگ اور چانگام کے متعلق بعض دیہات ہیں۔ دو درمیاں کے گروہ کے لوگ اور چانگام کے متعلق بعض دیہات میں مخلص الرحمن کے گروہ اور بھی کئی قسم کے وہابی لوگ ہیں۔ وہ سب کس طرح پہچان پڑیں کہ یہ وہابی ہیں۔ سوان کی شناخت یہ ہے کہ وہ اپنے گروہ کے سوا سب کو مشرک جانتے ہیں (وہابی دیوبندی) اگرچہ ظاہر میں مشرک نہ کہیں۔ بلکہ نماز بھی سنا نہ پڑھ لیں۔ مگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہونے کے وقت اپنے گروہ کے سوا کسی کی بات نہ مانیں گے۔ چنانچہ ہندوستان اور بنگالے کے وہابیوں میں اب تک یہی پرانا اعتقاد رہا ہے وہابیوں کا موجود ہے۔ جو چاہے آزما لے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے گروہ کے سوا کسی عالم کی بات نہیں مانتے حرمین شریفین اور تمام دنیا کے عالموں کو بیٹ پالنے والا اور انگریز کا عالم کہتے ہیں یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ رامپور بوالیا میں ایک دغا باز دہی سے جا کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ مولود شریف باعیت یہ ہے۔ اور اس میں قیام کرنا شرک ہے۔ اور اسی قیام کے سبب کہتا ہے اعیانہ بالہ۔ روم کا یا شاہ اور حرمین شریفین کے سارے علما اور سارے لوگ مشرک ہیں۔ الم بلطف صفحہ ۱۳۴ اب میں آئے آپ کے جہد فاس۔ مولوی محمد صاحب مرحوم لودھیانوی کی تحریر سے دکھلاتا ہوں کہ وہابی کون ہے بدعت (فیوضات سید احمد کی فی بیان ارتداد محمد بن عبد الوہاب نجدی۔ ترجمہ مولوی محمد لودھیانوی مطبوعہ مجتبائی لاہور شکر پور) خیر۔ اس عاجز اعنی محمد بن مولانا مولوی عبد القادر صاحب لودھیانوی نے ارادہ کر لیا۔ تاکہ ہر شخص کو ان کے فرقہ نجدیہ کے عقائد باطلہ سے آگاہی پہنچاؤں اس کا فیوضات سید احمد کی فی بیان ارتداد محمد بن عبد الوہاب نجدی رکھا گیا

محمد بن سید مخلص الرحمن کے گروہ) دو بیٹوں میں جہاد یونی ہے جو صحیح معانی میں ہوتی کہ صفحہ ۵۳۲ پر خاص الرحمن کو شریعت الایمان کا ذکر ہوا ہے۔

محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور سنہ ۱۱۰ھ میں فوت ہوا۔ اس کے چار بیٹے تھے۔ عبد اللہ حسن حسین۔ علی۔ عبد اللہ کے دو بیٹے تھے۔ سلیمان و عبد الرحمن حسن کا صرف عبد الرحمن ایک ہی بیٹا تھا۔ اور حسین اور علی کی بہت اولاد ہوئی۔ الخ بہت مفصل لکھا ہے۔ عقاید مختصر یہ ہیں۔

(الف) نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی اور نام ان کا طارش رکھا (امیر کا پیغام لیا نبیوالا) +
 (ب) حضرت کی کئی باتیں جیسے میں جھوٹی ہوئیں وہ بہت غصہ کیا (ج) نماز کے بعد دعا مانگنے کو منع کرتا تھا +
 (د) جو حضرت کا وسیلہ پکرتے وہ کافر ہے +
 (ه) لوگوں کو منع کرتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کو نہ جایا کرو +
 (و) چھ سو برس تک کی امت کو کافر کہتا تھا۔ اور کتبہ مدنیہ کو جلا دینے کا حکم کرتا تھا +
 (ز) اور قتل کرنا عالموں کا اور مال اہل اسلام کو غارت کرنا مباح کہتا تھا +
 (ح) خدا کا جسم ثابت کرتا تھا +

(ط) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرتا تھا۔ اور یاوں کی قبروں کو کھود کر ان میں پاخانہ بھرتا تھا +
 (ی) دلائل الخیرات کے پڑھنے کو منع کرتا تھا۔ (ک) سنتوں اور افکار مولو اور مومنین سے روکتا تھا +
 (ل) اور اعتقاد کرتا تھا کہ سوائے ادر میرے تابعداروں کے کوئی شخص زمین پر ایمان نہیں +
 (م) جو شخص کسی کو مولانا یا سیدنا کہے وہ کافر ہے +
 (ن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار کرتا تھا۔ ملتقطاً صفحہ ۵ سے ۵ تک +
 نوٹ :- ان عقاید میں وہابیہ دیوبند یہ مضبوط ہیں۔ اور مولود شریف کے منکر ہیں +

باب بست سوم

قتل و کفر وہابیوں نجدیوں انکی کتاب نفیۃ الایمان پر

(۱) فتوے کفر جماعی علماء حرمین شریفین مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب نفیۃ الایمان پر :-
 لا شاک فی بطلان المنقول من نفیۃ الایمان و کونہ موافقاً للنجدیۃ و ما خولفون کتاب التوحید لقرون الشیطان و فی الضالۃ نسبت نفیۃ الایمان و مولف ان ہذا الدجال و الذاب استحق اللعنة من اللہ تعالیٰ و ملئکتہ و اولی العلم و سائر العالمین اعلم ان کلام ہذا الدجال کلام کفر و لا ینبأ و الاستحقاق لیس من المسلمین عند ذلک

عہد کذلک فی النسخین و عندی ہذا موقوف
 جامعۃ اسلامیۃ

المرفوع الذکر صلی اللہ علیہ وسلم بالدراجۃ القصلوی لا یصور المزیل علیہا فهو ملعون
مطرح و ساقط من مین اللہ لیس لہ فی الاسلام نصیب لمعاونہ و خاصوہ اجمعین
لعنہ اللہ بعد درہل القفار و اذواق الا شجار الخ۔ بلفظہ بھونچال بر شکر و جال صفحہ ۵۴
(۲) فتوے کفر مفصل سیوف الیارقہ علی روس الفاسقہ من جانب علمائے عرب از کتاب
بھونچال بر شکر و جال مطبوعہ مطبع قمر الہند لاہور صفحہ ۶۸ سے ۳۰ تک شترہ ہجری مولوی اسماعیل دہلوی
مولف کتاب تقویۃ الایمان پر مفصل فتوے کفر طوالت کی وجہ نقل نہیں کیا گیا صرف مواہیر ربیع میں

عبدہ جمال
شیخ عمرو

مکہ معظمہ

احمد
دخلان

مکہ معظمہ

عبد
الرحمن

مکہ معظمہ

محمد الکتبی مکی
مفتی

مفتی محمد الکتبی مکی

السید الوسعود
المفتی المفتی

مدینہ منورہ

محالی مد

خطیب مدینہ منورہ

سید
یوسف العربی

مدینہ منورہ

سید ابو
محمد طاہر اصدقی

مدینہ منورہ

عبد
الو السعادات

خطیب مدینہ منورہ

عبد القادر
دیتا دے

مدینہ منورہ

مولوی محمد اشرف
خراسانی و لایتی

مدینہ منورہ

شمس الدین ولد
عبد الرحمن

مدینہ منورہ

(۳) حسام الحرمین علی منہ کفر والین مرتبہ حضرت مولانا فاضل بن فاضل علیہ السلام صاحبان
صاحب مجددیہ خانہ شترہ مدظلہم العالی بریلوی مطبوعہ مطبع اہلسنت و جماعت بریلی شترہ ۳۸ اختصا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلام ہماری طرف سے اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہمارے سرداروں امن ولے شہر
مکہ معظمہ کے عالموں اور پیشواؤں پر المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ کے فاضلوں پر اللہ
درود و سلام و برکت نازل کرے۔ ہمارے نبی اور سب انبیاء پر پھر آپ کی آستانہ بوسی کے بعد آپ کی جناب
میں عرض دایسی عرض کہ جیسے کوئی عاجز بندے نو، استم زدہ، گرفتار دل، شکستہ عظمت والے کریمو سخا
والے رحیموں سے عرض کرے۔ جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بلا ورنج دور فرماتا اور ان کی برکت سے
خوشی اور سود مندی بخشتا ہے (یہ ہے کہ مذہب اہلسنت ہندوستان میں غریب ہے۔ اور فتوے اور
مختتوں کی تاریکیاں مہیب شربلند ہے۔ اور ضرر غالب و رکام نہایت و شوار تو سنی اپنے دین پر صبر کرینوا
ایسے جیسے آگ مٹھی میں رکھنے والا۔ آپ جیسے سرداروں پیشواؤں کریموں کے ذمہ ہمت پر مدد دین
اور تذلیل مفسدین واجب ہے جب تلواروں سے نہیں تو قلموں سے سہی۔ فریاد فرمادے اللہ کے

و شکر و نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوار و اہل ہمارے مدد کرو۔ اپنی روشنائی سے دفع دشمنان کیلئے ساما
 تمہیا کرو۔ اور اس سختی میں ہمارے بازو کو قوت دو۔ الخ... پورے پہلے سردار و اپنے رب عزوجل کے
 دین کی مدد کو بیان فرمائیے کہ یہ لوگ جن کا نام مصنف نے لیا ہے ان کا کلام نقل کیا... جیسے قادیانی
 کی اعجاز احمدی۔ اور رسالہ اوہام۔ اور فتوے رشید احمد کافوٹو۔ اور براہین قاطعہ کہ حقیقت اسی گنگوہی
 کی ہے اور نام کیلئے خلیل ابھی کی طرف نسبت ہے۔ اور اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کہ ان کتابوں کی
 عبارات مردود و پراستیا ز کے لئے خط کھینچ دے گئے ہیں۔ کہ آیا یہ لوگ ان باتوں میں ضروریات دین کے
 منکر ہیں۔ اور مرتد کافر ہیں۔ تو مسلمان پر فرض ہے کہ اسے کافر کہیں جیسے کہ تمام منکران ضروریات دین
 کا حکم ہے۔ جن کے بارے میں علماء معتدین نے فرمایا ہے۔ جو ان کے کفر میں اور عذاب میں شک کرے وہ
 خود کافر ہے۔ جیسا کہ شفاء السقام دین ازہد و مجمع الانہر و مختار و غیرہ میں ہے۔ اور جو ان میں شک کرے
 یا انہیں کافر کہنے میں تامل کرے یا ان کی تعظیم کرے یا ان کی تحقیر سے منع کرے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے
 آپ حضرات ہمیشہ فضل خدا سے مسلمانوں پر احکام دین کا افاضہ فرماتے رہیں۔ اور درود و سلام نازل
 ہو تمام رسولوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے آل و اصحاب سب پر۔ صفحہ ۲۱ تک
 ایک فرقہ مرزا ہے۔ اور ہم نے اس کا نام غلامیہ رکھ لیا ہے۔ غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت + دوسرا
 فرقہ وہابیہ امثالیہ ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ سات مثل موجود ملنے والے خواتمیہ یعنی
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور طبقات میں چھ خاتم النبیین موجود جلنے والے... وہ کئی اسم ہیں۔
 امیر یہ۔ امیر حسن و امیر احمد سوانیوں کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نالہ توی کی طرف منسوب اور
 تذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب + تیسرا فرقہ وہابیہ کذابہ رشید احمد گنگوہی کے پیرو پہلے تو اس
 نے اپنے پیرو تائفہ اجماع دہلوی کے اہل علم سے اللہ عزوجل پر یہ افترا باندھا کہ اس جھوٹا ہونا ممکن ہے۔
 چوتھا فرقہ وہابیہ شیطانیہ ہے۔ اور وہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہیں۔ وہ شیطان الطاق کے پیرو تھے
 اور یہ شیطان افاق ابلیس لعین کے پیرو ہیں۔ اور یہ بھی آئی تلبذیب خدا کرتے والے گنگوہی کے دم چلے
 ہیں۔ اور اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی ہے۔ کہ ان کے پیرو ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم سے زیادہ ہے۔ الخ صفحہ ۱۱۵ اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی
 کے دم چلوں میں سے ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔ اس نے ایک تھوٹی رسلیا تصنیف کی
 چار ورق کی بھی نہیں۔ اور اس میں تصریح کیا کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم کو ہے۔ ایسا تو ہر بچے ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپلے کو حاصل ہے۔ الخ صفحہ ۲۱۔

خلاصہ قتال علمائی حرمین شریفین و بہا اللہ شرفا و تعظیما کا ترجمہ اردو

(۱) بعد حمد و صلوٰۃ میں نے وہ تحریر دیکھی جسے اس غلام مکالم استاد ماہر نے نہایت پاکیزگی سے لکھا جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی طرف سے جہاد و جدال کرتا ہے۔ یعنی میرے بھائی اور میرے بازو حضرت احمد رضا خاں نے اپنی کتاب معتمد المستند میں حرمین بد مذہبی ثبوت دینی کے خبیث سرداران کا رد کیا ہے بلکہ وہ یہ خبیث اور مفید اور بہت دھرم سے بدتر ہیں جو اپنی کمرابی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں میں ہوں الخ صفحہ ۲۹ تا ۲۹۔ مہر محمد سعید بالہنسیں مفتی شافعیہ مکہ

(۵) حمد و صلوٰۃ کے بعد میں ان گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا جو ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ تو میں نے پایا کہ ان کے اقوال مرتد ہو جانیکے موجب ہیں جس نے نہایت رسوائی کا مستحق کر دیا۔ اور انہیں اللہ رسوا کرے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور اشرف علی اور خلیل احمد وغیرہ ہیں جو کھلے کفر اور کمرابی والے ہیں الخ صفحہ ۱۔ مہر محمد جمال بن محمد مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ

(۶) بعد حمد و صلوٰۃ کے کہنا ہے۔ بندہ ضعیف اپنے رب لطیف کے لطف کا امیدوار احمدی حنفی قادری چشتی امدادی خلیفہ شاہ امداد اللہ صابا مہاجر ملی مرشد دیوبندیاں میں مطلع ہوا۔ اس رسالہ پر جو چار بیانیوں پر مشتمل ہے۔ قطعی دلیلوں سے موبد اور ایسی محبتوں سے جو قرآن و حدیث سے ثابت کی گئی ہیں۔ گویا وہ بے دلوں کے دل میں بھلے ہیں۔ میں نے اسے تیز تلوار پایا۔ کافر قاجر وہابیوں کی گردنوں پر تیز سلطان پر واجب ہے۔ کہ ان لوگوں کو سخت سزا دے یہاں تک کہ حق کی طرف واپس آئیں۔ فساد عظیم کے سبب امام عارف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) وہ اہل فساد غلام احمد قادیانی و رشید احمد خلیل احمد و اشرف علی وغیرہم کھلے کافران گمراہ ہیں الخ صفحہ ۵۴۔ مہر محمد عابد بن شیخ حنین مفتی سرداران مالکی

(۴) حضرت مملوئی احمد رضا خاں انہوں کے کچھ اوراق پر اطلاع دی جنہیں ان گمراہوں کے نام بیان کئے جو ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں

نے فرمایا کہ حاکم کو ایسوں میں سے ایک قتل ہزار کافر کے قتل سے افضل ہے اور ایسا ہی : مواہب اللدنیہ
 میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو گھٹانے قتل کیا جائے الخ صفحہ ۱۰۵۔ مہر (احمدی) + (۸) وہ گمراہ غلام
 از دین کون ہے جسے وہابیہ کہا جاتا ہے۔ ان میں سے مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے، اور دین سے دوسرا نکلنے
 والا شان الوہیت اور رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انہمی اور اشرف علی تھانوی
 اور جوان کی چال چلا۔ الخ صفحہ ۱۰۱۔ مہر عثمان ابن عبد السلام ۱۲۹۲۔ عثمان بن عبد السلام اغستانی سابق مفتی مدینہ منورہ
 (۸) وہ لوگ کون ہیں نصیت مردود۔ غلام احمد قادیانی وصال کذاب خرمزماں کا میلہ اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد
 انہمی اور اشرف علی تھانوی تو ان لوگوں سے جب کہ وہ باتیں ثابت ہوں جو فاضل مذکور نے ذکر میں قادیانی کا
 دعویٰ نبوت کرنا اور رشید احمد اور خلیل احمد اور اشرف علی کا شان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص کرنا تو کچھ بھی
 نہیں کہ وہ کفار ہیں اور جو قتل کا اختیار رکھتے ہیں ان پر واجب ہے کہ ان کو سزا موت دیں الخ صفحہ ۱۱۹۔ مہر عمر ابن عبد العزیز
 و عمر ابن عدنان محسری مالکی معلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ + (۹) مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی شافعی
 مدینہ طیبہ کی تقریظ صفحہ ۱۲۵ سے ۱۳۶ تک بہت طویل بادلائل تقریظ ہے جس میں انہوں نے غلام احمد قادیانی
 امیر احمد ندو حیدر حسین دہلوی قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انہمی، اشرف علی تھانوی سب کی لبت فتویٰ کفر دیا ہے
 مہر (السید احمد البرزنجی) مفتی شافعیہ مدینہ منورہ + یادداشت ضروری یہ میرزا حضرت بلید احمد یا سید شریف احمد برزنجی
 دی بزرگ ہیں جن کے رسالہ وہابیہ پر سے مولوی خلیل احمد نے جعل سے مواہب تار کر اپنے رسالہ التصدیقاً لرفع
 التلبیسات معروف ہند کے صفحہ ۳ پر لگائی ہیں، اور صفحہ ۶۸ پر جعلی تقریظ بھی لکھی ہے لا حول ولا قوۃ + (۱۰) احمد
 صلوٰۃ کے بعد جب کہ ثابت اور متحقق ہو جوان کی طرف نسبت کیا گیا ہے غلام احمد قادیانی قاسم نانوتوی اور رشید
 احمد گنگوہی اور خلیل احمد انہمی اور اشرف علی تھانوی اور ان کے جو ساتھ والے ہیں وہ جو سوال میں بیان ہو تو بیشک ان
 کے کفر پر حکم کرتا ہے اور یہ کہ مرتدوں کا جو حکم ہے یعنی حاکم کا انکو قتل کرنا ان پر جاری کیا جائے، اور اگر یہ حکم
 وہاں جاری نہ ہو تو واجب ہے مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے اور ان سے نفرت دلانی جائے منبروں پر سوالوں
 میں اور مجلسوں اور محفلوں میں تاکہ ان کے شر کا مادہ جل جائے اور ان کے کفر کی جڑ کاٹ جائے الخ
 صفحہ ۵۱ + مہر (عبد القادر دقیق شبلی) طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ : اسی طرح کی تقریظ علماء و مفتیان مکہ
 مکہ معظمہ کی تعداد میں ہیں، اور علماء و مفتیان مدینہ طیبہ کی تقریظ چودہ ہیں کل چونتیس علماء کی مفصل
 تقریظ ہیں جن میں تمام نے فتویٰ کفر لکھا ہے اصل کتاب یا اب قایلہ یا جواب ہے جس میں مصنف کتاب علامت حضرت
 فاضل بریلوی مجددیہ حاضرہ کی علمائے عربین نے بہت تعریف فرما کر ہزاروں عاتقین دی ہیں ہم تمام مسلمانان
 اہل سنت و جماعت بھی نہایتیں اس میں آمین کہتے ہیں لیجئے وہابیوں کا حال پور ابوزہرہ سوم ہو گیا ہے یہ سب باتیں اور

وہابی دیوبند کے اعداد و جبل میں خدا کی قدرت سے برابر ہیں یعنی وہابی نجدی (۱۹) وہابی دیوبند (۹۱) اور بھی جیسے
دیوبند (۱۷) اور دیوبند (۱۶) ہیں، ایک عدد کی کمی اور زیادتی نسبتی مراتب اور مدارج پر محمول ہے۔ وہابی وہی ہیں
جو عبد الوہاب نجدی کیساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ اگر آپ بھی آپ شب میں ہیں تو لیجئے آپ کے بزرگ مولوی رشید احمد
سافوی موجود ہے۔ وہ اس طرح پر اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۴۸ میں لکھتے ہیں ہوازا سوال۔ ہوازی کون
لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد
میں کیا فرق ہے؟ جواب۔ محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمرہ تھے اور مذہب
الحلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اس کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ
گئے ہیں نہیں فساد اگیا، عقاید کے متحد ہیں حال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی حنبلی کا ہے۔ بلفظہ + لیجئے اب تو نسلی گئی
کہ آپ وہابی ہیں، اور وہابی سندی اور سندی بھی اپنے ہی بزرگ کی اس سرٹیفکیٹ کو لکھ کر اپنی جیب رکھتے، اور اسکے خلاف جو
مولوی خلیل احمد نے اپنے رسالہ التصدیقہ کے صفحہ ۱۲-۱۳ میں لکھا ہے، سو آپ فیصلہ کیجئے کہ ان دونوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

باب بیست و چہارم

مختصر فہرست کتب حج تقویۃ الایمان کی ترویج میں علمائے کرام کی طرف سے لکھی گئیں

۱۱) معید لایان مصنف حضرت مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمۃ رشتہ دار مولوی سمیع الدین ہلوی + (۱۲) تحقیق
الہوتی فی ابطال الطغوی مصنف حضرت مولانا فضل حق علیہ الرحمۃ جعفری فاروقی، خیر آبادی، بمعصر مولوی اسماعیل
دہلوی + (۱۳) حجت العمل فی ابطال التحیل مصنف حضرت مولانا محمد موسیٰ علیہ الرحمۃ ہلوی، برادر مولانا مخصوص اللہ علیہ الرحمۃ
نمبر ۱ + (۱۴) سیف الجبار مصنف حضرت مولانا مولوی فضل الرسول صاحب علیہ الرحمۃ عثمانی بدایونی بمعصر مولوی سمیع الدین ہلوی
۱۵) تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والتحلیل مصنف حضرت قبلہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ فاضل قصوری
مصنف حضرت علامتے حریم ثرلین زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً + (۱۶) سخن البیوح عن غیب کذب مقبوح مصنف حضرت
امام اہلسنت جماعت مجدداتہ حاضرہ مؤید ملت اہرہ مولانا فاضل بن فاضل شیخ احمد رضا خاں صاحب بریلوی متبع اللہ
المسلمین بطول بقا + (۱۷) الکوکبۃ الشہابیہ فی کفر یا ابی الوہابیہ مصنفہ ایضاً (۱۸) سئل الیہا ہندی علی کفریات
بابا التجدریہ مصنفہ ایضاً + (۱۹) حمام الحرمین علی المنح الکفر والفسق مصنفہ علامتے حریم ثرلین زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً
جسین تام فرقہ باطلہ قادیانیہ و گنگوہیہ نانوتویہ و ندویہ اسیریہ غیورہ قتادیہ و کفر میں علاوہ ان کے بہت سی کتابیں
قریب دو سو کے حضرت مولانا نے وہابیہ کی تردید میں تصنیف فرمائی ہیں، بخون الحنا و سب نہیں ہوئیں + (۲۰)
الدر السینی روئے علی الوہابیہ تصنیف شیخ العلماء و مرجع النجاسۃ العام تہ ناد مولانا الیہ رحمۃ ربی و علان

علی الرحمہ مفتی مکہ معظمہ + (۱۱) سیون البارقہ علی رؤس الفاتحہ تصنیف حضرت امام الفقہاء والمحدثین قطب الاولیاء
 والعارفین شمس العلما مولوی محمد عبداللہ صاحب فراساتی مطبوعہ قیصریہ + (۱۲) تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب و
 النقصان مصنف حضرت جامع شریعت و طریقت مولانا مولوی احمد صاحب بنوری خلیفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ
 مہاجر مکی + (۱۳) الریح الدیانی علی راس الواس الشیطانی ریاض شمول الوہابیہ فی سلك النجریہ تصنیف حضرت
 مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں حنفی قادری بریلوی + (۱۴) شرح الصدوق فی دفع الشر و تصنیف حضرت
 مولانا مولوی نخلص الرحمن صاحب اسلام آبادی (چانگامی) + (۱۵) میزان العدالت فی اثبات شفاعت
 تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد سلطان صاحب کنگلی + (۱۶) ہادی المضلین تصنیف حضرت مولوی کریم اللہ صاحب
 دہلوی + (۱۷) ازالۃ الشکوک مصنف حضرت مولانا مولوی حکیم فخر الدین صاحب الہ آبادی +
 (۱۸) صحیح الایمان مصنف مولفہ حضرات علمائے بریلی مولوی احمد حسین صاحب + (۱۹) شرح تحفہ محمدیہ فی رد وقر
 المرتد تصنیف حضرت مولانا مولوی سید اشرف علی صاحب گلشن آبادی + (۲۰) ذوالفقار حیدریہ علی اعناق
 الوہابیہ تصنیف حضرت مولانا مولوی سید حیدر شاہ صاحب حنفی قادری مولانا کچھوچھو المشرقت بے پیر پیر و اولاد
 (۲۱) رسالہ تحقیق توحید و شرک تصنیف حضرت حافظ محمد حسن پشاوروی المعروف ملا دراز قاری + (۲۲) رسالہ حیات
 النبی تصنیف حضرت قدوة العلماء الانام شیخ محمد عابد سندھی مدرس بزرگ مدینہ منورہ عربی + (۲۳) گلزار ہدایت
 تصنیف مولانا مولوی صیغۃ اللہ امام العلما مفتی مد اس + (۲۴) سلاح المؤمنین فی قطع الخاریجین تصنیف
 مولانا مولوی سید لطف الحق ابن مولوی خلیل الحق قادری البتالوی + (۲۵) تحفۃ المسلمین فی جناب سید المرسلین
 تصنیف مولانا مولوی عبداللہ صاحب بہار پوری + (۲۶) رسم النجرات تصنیف حضرت مولانا مولوی خلیل الرحمن
 الحنفی البوسنی المصطفیٰ آبادی + (۲۷) سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح تصنیف مولانا مولوی تراز علی صاحب
 لکھنوی + (۲۸) سفینۃ النجات تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد اسلمی ساکن مدراس + (۲۹) نظام الاسلام
 تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد رحیم صاحب مدرس کلکتہ + (۳۰) تہذیب الفضائل ہدایت الصالحین جامع
 فتاویٰ علمائے دینی و حرمین شریفین + (۳۱) قوت الایمان تصنیف مولوی کرامت علی صاحب جوپوری
 خلیفہ سید احمد صاحب + (۳۲) احقاق الحق تصنیف حضرت مولانا مولوی سید بدر الدین الموسوی الرضوی حیدر آبادی
 (۳۳) خیر الزاد لیوم المیعاد تصنیف حضرت مولانا مولوی ابوالعلا محمد الملک خیر الدین مدراسی + (۳۴) نظام
 لدفع الاستنباء مصنف حضرت مولانا مولوی معلم ابراہیم صاحب خطیب مسجد جامع بکلی + (۳۵) دفع البتان
 فی رد بعض کلام تہذیب لانا تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد یونس مترجم عدالت فیاضی + (۳۶) ہدایت المسلمین
 الی طریق الحق یقین تصنیف حضرت قاضی محمد حسین کو فی مہری عربی مقربہ ہند (۳۷) اوقات مجاہد تصنیف حضرت

مولانا مولوی فیر محمد صاحب جہلمی پنجابی + (۳۸) گفتگو مجموعہ تصنیف فقیر قاضی فضل احمد بنی نقشبندی مجددی
(محمود شاہ وہابی کی کتابت) + (۳۹) میزان الحق تصنیف فقیر ایضاً ایک وہابی کے رسالہ کا رد + (۴۰) انوار آفتاب
صدقت ۳۳ کتاب اگرچہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن کا یہاں ذکر کرنا طوالت ہے لیکن چالیس کے عدد پر ختم کرنا چاہیے
جو بہت مبارک عدد ہے ورنہ ۴۱ ابدال کا کام دیں، اور مومنین نئی خفیوں کیلئے وصال کا فرض ادا کریں کیونکہ وصال کے بھی اعداد چل چکے ہیں

ہاں یہ گزاریش والتماس بخیرت شریف حضرت علمائے کرام و صوفیائے

عظام البقا، اللہ تعالیٰ ملک پنجاب و ہندستان!

نہایت اذیت ہے کہ اس خاکسار میمنہ ذرہ بمقدار من عباد اللہ الصمدی فضل احمد بن قاضی اردین عفا اللہ
عنہا متوطن نصیبہ پور ضلع گورداسپور پنجاب میں مقیم شہر لودھیانہ ہے تنگ جانے قوم ہابیہ یونہی کے اقوال اور افعال
اہانت خداوند تعالیٰ ذوالجمال و ذوالعزیز حضرت شفیع المذنبین و خاتم النبیین خیر المخلوق من اولین و آخرین محمد مصطفیٰ
و احمد محتسب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اشتہار بغرض اظہار عقائد ہابیہ یونہیہ متضمن ۲۳ مد کے شائع کیا جس پر قوم ہابیہ
آگ بگولا ہو گئی جس کا ذکر تہذیب کتاب ہند میں آچکا ہے اس کا جواب منفی دیا گیا وہاں یہ دھڑکیاں کی طرح تیار ہو کر مولوی عبد اللہ
ساکن بی بیاست پنیا اپنے رشتہ دار کے نام سے ایک سالہ موسومہ قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت انگشت
شائع ہوا جس کا جواب یہ کتاب انوار آفتاب الحقائق نہایت محنت اور حلیا کیساتھ بموجب مذہب اہل سنت جماعت
باوضو تالیف ہو کر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے، اس کو تکلیف فرما کر بغور ملاحظہ فرمایا جائے، اور بقول
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نظر الی ما قال ولا تنظروا الی من قال کے میری بے انصافی پر خیال نہ فرما کر جو کچھ لکھا
گیا ہے اس پر توجہ مبذول فرمائیں اور اپنی اپنی قیمتی رائے سے اسکو مزین فرمائیں، اور جہاں کہیں فقیر سے عتاب
بشریت انسان مصادقہ الیہا غلطی سرزد ہوئی ہو براہ نطفہ احسان اس کی تصحیح فرمائیں تاکہ طبع ہو کر مفید
خاص عام بالخصوص ہمارے نئی خفی بھائی اپنے ایمان و فرقہ باطلہ سے بچا کر حضرات کو دعلائے خیر سے یاد کریں
فقیر نے اس میں نہایت سلیس اور فہم نہاد لکھا ہے تاکہ ہر اردو خوان اس سے مستفید ہو سکے علمی منطقی،
صرفی ریختوں کی طرف نہیں کیا تاکہ روز بروز کے اعتراضات ہابیہ سے مسلمانوں کو رشکاری حاصل ہو
فقیر کے خیال میں یہ ہے اس قسم کی کتاب ہمیں فرقہ واریہ کے مجموعہ عقائد اور اس کے اعتراضات من کل الوجہ ایک

۱۔ فضل احمد بن قاضی اردین بن آیت شاہ بن لکیشاہ بن قاضی عبدالباق شاہ عالم شاہ بادشاہ دہلی کے وقت بہادر شاہ نامی قوم کامل
راجپوت ۱۱ سال کی عمر میں مسلمان ہوا جس کا نام عبدالباق رکھا گیا وہ اپنے والدین کے سوا جوال علاقہ تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور
سے کل کو تمام دہلی اور شاہ پور تحصیل چٹان کوٹ میں آگئے، اور اس علاقہ میں بادشاہ کے طرف سے قاضی بنائے گئے
مصلحتاً اسے کچھ عرصہ تک میرپور میں بھیجا گیا تاکہ وہاں پختہ ہو سکے اور اس کے بعد ۲۰ سال لکھنؤ میں رہا

ہی کتاب میں لکھے گئے ہوں مرتب نہیں ہوئی، اور نہ فقر کی نظر سے گزری ہے اسلئے فقیر نے اس خدمت اسلامی کو عین فرص تصور کر کے محض لا یتخام مرضات اللہ ادا کیا، اور اللہ تعالیٰ نے ادا کر دیا اور اسلئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا ہے کہ اس کتاب کو فقیر حقیر عاصی پر معاصی کے حق میں منجملہ باقیات صالحات کرے، اور اپنی رحمت کاملہ سے بہ طفیل حضور پر نور و موفور السور و سرور عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کے قبول و منظور فرمائے آمین ثم آمین، ورنہ اپنی حالت یہ ہے۔

صرفت العمر فی لہو و لعب! فاهاشم اھاشم اھا!

یلوح الخط فی القراطیس ہا! وکانتہ رمیم فی التراب

ربنا کانزع قلوبنا بعد ذھد یتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب +
 ولی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وھب لہم ذریتہ وابتاعہ جمعین برحمتک یا ارحم
 الراحمین خاکسار فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سی حنفی نقشبندی مجددی صادقی کورٹ الہی پٹر لوپس
 نیشنل لویسیاء، مقام لودھیانہ + مہر قاضی فضل احمد ۵ اذی الحجہ ۱۳۳۲ھ ۱۱ ستمبر ۱۹۱۹ء عیوی روز پنجشنبہ +

باب بست و پنجم

ضمیمہ کتاب مختصراً

ضمیمہ کتاب ہذا کے لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ دوران تالیف کتاب ہذا میں چار چارابی
 دیوبندیوں نے تحریری اعتراضات کئے تھے، کیونکہ اشتہار خاکسار نے ان کے چہرہ بے مہرہ گرد و غبار کا
 ایک ہمار و طومار دار و کردیا تھا، اور غضب غیظ میں آکر اسکو دھونا چاہا تھا اس لیے انہوں نے تحریری
 مباحثہ شروع کر دیا تھا مگر دھونہ سکے + سب سے اول حافظ محمد اسحاق صواب ہڈ کرک سسرزی سپارٹمنٹ
 چھاؤنی فیروز پور پنجاب میں، انہوں نے فرمایا کہ جواب میں تم نے اشتہار میں لکھی ہیں دیوبندیوں کی کتابوں
 میں درج نہیں ہیں میں نے عرض کیا، اگر آپ کو یہ بات تصدیق اور تحقیق ہوگئی ہے تو مناسب یہ ہے
 کہ یا تو آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں یا مجھے اپنے دولت خانہ پر حاضر ہو فیکا ارشاد فرمائی کہ میں
 آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عبارات مندرجہ اشتہار کو دکھا دوں، مگر افسوس نہ تو انہوں نے اپنا تشریف
 لانا منظور فرمایا اور نہ فقیر کو اپنی خدمت میں طلب فرمایا، آخر کو یہ لکھا کہ ایک سال اس اشتہار کے جواب
 میں چھپایا ہے، جو یہاں فیروز پور میں مفت تقیم ہوا ہے اس کا جواب آپ نے لکھا ہے؟ اگر لکھا ہے
 مجھے دکھا دیئے (یہ رسالہ وہی ہے جس کا جواب یہ کتاب ہے، میں نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ میں اسکے

جواب لکھنے میں مصروف ہوں، جب جواب مکمل ہو جائیگا تو آپ تسلی کر لیں کہ یہ رسالہ کسی بیانت اور امانت سے لکھا گیا ہے۔ عبارتوں کو حذف کر کے اپنے مطلب کو لکھ دیا، اور انکی پچھلی عبارتوں کو جو مخالف ہوئی اسکو چھوڑ دیا۔ اور نہایت کم نفی سے بے معنی عبارت کو درج کیا ہے جو خدا کے فضل سے لاتعلیٰ ہوا صلوات اللہ علیہ لعلہ وعلیہ وسلم کو لے لیا اور انتم نہ کہاری کو چھوڑ دیا۔ اسکے بعد انہوں نے خط و کتابت بند کر دی، مگر کسی قدر تہذیب کے خط و کتابت کی۔ دوسرے شخص مولوی محمد عبد اللطیف صاحب سوئی پی ہیں، جو خالی دیوبندی اور معتزلہ عقائد کے سختی سے پابند ہیں انہوں نے ابتدا ہی میں قبل شروع کرنے بحث کے چودہ جھوٹ بول کر مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کی بحث کو شروع فرمایا اور انہوں نے علی الاعلان فرمادیا، کہ میں خداوند تعالیٰ کو تمام افعال قباح کذب غیرہ پر قادر جانتا اور مانتا ہوں اور جو بتائے اے شہار میں عقائد ۱۳ نمبر تک سچ ہیں، وہ میرا مذہب ہے، تب انکو بحث میں کھلایا گیا کہ تمام افعال قبیح اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات پر محال ہیں، کیونکہ خداوند تعالیٰ کی ذات میں عیب ہونا محال ہے اور تحت قدرت نہیں ہے، لیکن انہوں نے بڑے اصرار سے لکھا کہ ہمیں میں اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر ضرور قادر جانتا ہوں تب لکھا گیا کہ پچو آپ کہتے ہیں یہ معتزلہ کا مذہب ہے جیسے کہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں اندہ کا بوصف اللہ تعالیٰ بالقدر علی الظلم کان المحال کا بدخل تحت القدر و عند المعتزلة اندہ یقدر و لا یفعل یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم سے موصو کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے، اور تحت قدرت نہیں، لیکن معتزلہ کا مذہب ہے کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ علم پر قادر ہے، مگر کرتا نہیں اسی طرح اور دیگر کتب سے انکو دکھلایا، مگر انہوں نے تسلیم نہ کیا پھر میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ جو میں لکھتا ہوں اسکو آپ نہیں مانتے اور جواب لکھتے ہیں اس کو میں نہیں مانتا، تو لازم ہے کہ ہم دونوں کے لیے کوئی ایسا حکم ہونا چاہیے جس کا فیصلہ ہم دونوں قبول کر لیں سو حکم ہو نیکی قابل ہجر علمائے طرین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے دوسرا نہیں ہے اگر آپ اس بات کو منظور کر لیں تو بہتر ہوگا تب انہوں نے اس بات کو بخوشی تمام مان لیا اور بہت احتیاط کیا تا کہ آپ نے رسالہ التصدیقات مؤلفہ مولوی خلیل احمد صاحب کو میرے پاس منظوری کے لیے بھیجا، اور فرمایا کہ لیجئے یہ حرمین شریفین کا فیصلہ ہے میں نے اس رسالہ کا مصنوعی اور فرضی اور جعلی ہونا چھلپ دیا جو بات سے (جو اس کتاب میں بھی لکھی گئیں ہیں) ثابت کر کے لکھ دیا کہ جعلی فیصلہ ماننے کے قابل نہیں ہے کتاب بہت سٹ پٹلے اور گالیوں پر اتر آئے میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ فیصلہ مصدقہ جس پر اس وقت کوئی جرح و قدرح نہیں ہوئی اور نہ کوئی عذر کیا گیا وہ دو کتابیں ہیں ایک حمام الحرمین علی منہر الکفر والیسین مرتبہ حضرت فاضل بریلوی اور دوسری کتاب تقدیر لکھنؤ عن توہین الرشید والخیل جس میں کسی شبہ کو گناہ نہیں، اور بالخصوص اس کتاب میں مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کی پوری بحث

ہے، یہ بحث میان مولوی خلیل احمد دیوبندی اور مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب فضل تصوری مقام ریاست بہاولپور
کئی روز تک ہوتی رہتی تھی جس کا ذکر اس کتاب میں پی جگہ آچکا ہے اور جرمن شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما و کرمیا
کے علما کرام اربعہ مذاہب کے مفتیان نے اس کو تصدیق فرمایا ہے اس کو قبول فرمایا ہے اس پر اور بھی آپ کی تعلیم
گرم ہو کر تیز ہو گئی، اور گالیوں سے جوان کے دل میں بھری پڑی تھیں ان سے میری خوب خبر لی گویا اپنا کشتکول پر
ازبول مجھ پر خالی فرمایا، اور آخر پر یہ بھی درختانی فرمائی کہ تم کو غیر مقلد جانتا ہوں، اور تم کو میں غیر مقلد ثابت کرتا
ہوں اور میرے غیر مقلد ہونیکا صغریٰ اور کبریٰ اس طرح قائم فرمایا کہ تم سوم، دہم، چہلم اور مولود شریف کو جائز
کہتے ہو۔ اسلئے تم پکے غیر مقلد ہو۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب آپ کے وسیع معلومات پر آپ کے دوست
قربان شاید میرے جیسے سوم، دہم، چہلم اور مولود شریف کو جائز جاننے والے غیر مقلد آپ کے پانی پت یا گنگوہ یا دیوبند
میں ہونگے پہلے تو نہ تھے، اب پیدا ہوئے ہونگے، خیر میں نے صبر کیا اور کذب باری تعالیٰ کا مسئلہ پورے طور
پر میں نے اس کتاب کے باب اول میں درج کر دیا ہے جو مذہب اہلسنت جماعت اور مذہب معتزلہ کا امتیازی
فیصلہ ہے + تیسرے شخص مولوی صوفی ابو نعیم عبدالعظیم صاحب نمازی پوری یوسف پوری ہیں انہوں نے
ایک سالہ تحذیر الناس من شر الخناس نام ستارہ ہند پریس کلکتہ میں چھپوا کر شائع فرمایا اور اس میں صرف چار
باتوں کا جواب لکھا ہے، جو مولوی اسماعیل ہلوی کی کتاب تغویتہ الایمان میں سے ہیں، گویا انہوں نے صرف
اپنے امام الطائفہ کی حمایت میں توہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کر کے تاویلات رکیکہ کی ہیں جن
کا جواب میری کتاب میں مفصل لکھا جا چکا ہے باقی انیس غفائد جوابم اور سخت تھے انکو قبول کر کے چھوڑ دیا
اور جو اپنے امام اولیٰ کتاب کی سرخروئی کرنے میں کوشش ثلثے سود کی ہے مفصل جواب اور کیفیت کتاب
میری اس کتاب کے باب ۲۲، ۲۳، ۲۴ میں نہایت صحیح صحیح درج ہو چکے ہیں جو آپ کی تسلی کا موجب ہیں
جکو آپ دیکھ کر ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مہزوم ہو گئے کیونکہ آپ نے اس رسالہ کا نام تحذیر الناس من شر الخناس
رکھا ہے، مطلب یہ کہ اہلسنت جماعت بالخصوص میں خناس ہوں، مگر خدا کی قدرت یہ نام انہیں پر عود کر گیا
اس لیے کہ اس میں ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ قرآنی آیت یون پر یعنی من شوالو اس الخناس ہے جس کے اعداد چل چودہ
سو چھیانوے ہوتے ہیں اور ادھر نام مولوی مہزوم ابو نعیم عبدالعظیم کے بھی ہی اعداد چودہ سو چھیانوے ہیں
بح فرمایا جو من حصہ یلکھوا کلا خبیہ فقد قح فیہ چاہ کن را چا در پیش اس رسالہ میں شرالو اس الخناس پر
چند علمائے دیوبند کے بھی دستخط و تقاریر میں جو غلو و باہت کی وجہ سے دل اور ظاہری آنکھیں بند کر کے لکھی گئی
ہیں بھڑوں کے قتل کی طرح جب ایک بیڑ چاہ میں گر جلے تو باقی سب کی سب سی میں گر جاتی ہیں، کوئی غور نہ
نہیں دیکھتی کہ ہم کنوئیں میں گر رہے ہیں، اب سب مولوی صاحب اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اپنی تقریر کو واپس لے

اس کو نیا نیا فرمایا، اور آئندہ سوچ بچکر تقاریر لکھا کریں تاکہ نہ ادیت کی رونمائی نہ ہو، اور اس کا خیال نہ فرمائیں کہ ایمان جائے تو جائے لیکن مولوی اسماعیل دہلوی اور انکی کتاب بغویتہ الايمان ہاتھ سے نہ جائے۔

ان شاء اللہ و انا الیہ راجعون۔ چوتھے ایک شخص عبد الخالق صاحب ناظم جمعیت العلماء و بابیہ رنگون مغل شریٹ ایک شہر ۱۰ جنوری ۱۹۱۲ء کو شائع کرتے ہیں اور اس میں فرماتے ہیں کہ اشتہار لکھا کسار میں جو لکھا ہے کہ ہم کو خدا سے کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں، اور کتاب بسط البنان کے صفحہ ۱ کا حوالہ دیا ہے اس میں بلکہ تمام کتاب یہ عبارت موجود نہیں مگر کوئی شخص یہ عبارت دکھلا دے تو ہم پانچ سو روپیہ انعام دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ بابیہ کی تفہیم پر نہایت افسوس ہے اور بسط البنان کے صفحہ ۱ میں عبارت ذیل میں درج ہے۔ ہاخدا داریم کار و بار خلائی کار نیست اور میں نے بلفظ اشتہار میں یہ عبارت مصرعہ لکھی ہے، آپ کو نظر نہیں آیا اور چالاک سے اشتہار جاری کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت کے معنی آپکی سمجھ میں نہیں آئے۔ خدا بھی ہے اشتہار اپنی نہ ادیت اور بحالت کیلئے دے دیا، اگر کسی فارسی خوان سے آپ پوچھ لیتے تو ایسا نہ ہوتا اس میں مصرعہ ہاخدا داریم کار و بار خلائی کار نیست کے معنی بتلاتا ہوں وہ یہ ہیں کہ ہم کو خدا سے کام ہے خلافت سے نہیں لفظ خلائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں پس معنی اس مصرعہ کے یہ ہوتے خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں، یہی عقیدہ وہابیہ میں نے اپنے اشتہار میں نمبر ۱ پر درج کیا ہے اس کی بحث بھی میری کتاب میں مفصل آچکی ہے وہاں پر دیکھ کر اپنی تسلی فرمائیں کہ مطلق میں نے مسلمانان اہل سنت جماعت رنگون کو بھی لکھ دیا تھا، ضمیر بھی خدا کے فضل سے ختم ہوا گویا کل کتاب ختم ہوئی

الحمد لله على ذلك +

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ط

تمام تشہد

نوشتہ بہ اند سیاہ بر سفید

نویسنده رانیت فردا امید

فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی
مجددی صادقی پشتر کورٹ انسپکٹر مقیم لودھیانہ +

قاضی فضل احمد

تاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۸ ہجری

مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۰ء عیسوی

روز پنجشنبہ